# دلدوز محبت

ارفہ اعجاز

For more visit (exponovels.com)

ایسی دیوانگی دیکھی نہیں کہیں

میں نے اس لیے پیار سے جان جاناں

دیوانا تیرا نام رکھ دیا تیرا نام رکھ دیا---

تیرا نام رکھ دیا----

وہ دھرام سے اندر آیا تھا اور پھر

اس نے سامنے بیٹھے شخص کی دونوں گالوں کو کھینچتے ہوئے ناک پر لب رکھتے قہقہہ لگاتے گانے کی ٹانگیں ہاتھ کان پاؤں سب توڑا تھا----

یہ کیا طریقہ ہے زاویان انسانوں کی طرح نہیں آہ سکتے کیا تم میرے روم میں-----

میر حشمت اللہ آفندی نے مصنوعی غصے سے گھورتے ہوئے کہا تھا----

آپ کو میں کہیں سے بندر لگ رہا ہوں اس نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا تھا---

لگنے والی کیابات ہے تم ہو---- وہ جو اپنے سامنے کھڑے اپنے گھبرو جوان پوتے کو دیکھ رہے تھے ایک پل کے لیے آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے لائٹر موڈ میں خود کو کرتے کہا تھا ----

خیر اب حشمی جانی یو ٹیرنگ می اس نے پورے دانت نکالتے حشمت اللہ کے ہاتھ سے ان کی کتاب اور چشمہ لیا تھا---

اررے یہ کیا واپس کرو پیجز مکس ہو جائیں گے---- انہوں نے کتاب لینی چاہی تھی ----

بلکل نہیں ماسی بتارہی تھی آپ نے میڈیسن نہیں لی پہلے میڈیسن پھر ریڈنگ میرے پیارے بچے----

اس نے ہونٹوں کو گول کرتے فلائنگ کس اچھالی تھی ان کی طرف----

لاحول و لا قوت استغفر اللہ تمہاری حرکتیں دیکھ کر میرا زرا دل نہیں کر رہا کے تمہیں انگلینڈ بھیجوں---- وہاں تو اچھے اچھے بگڑ جاتے ہیں تم تو پورے بدماش ہو---- انہوں نے کہتے ساتھ ہی اسے دھمکی دی تھی----

ارے تو میں کون سا جانا چاہتا ہوں یہ تو چاچو کی ضد ہے---- آپ سب مجھے مل کر پھنسا رہے ہیں زاویان نے منہ بسورتے کہا تھا----

ہاں جی بیٹا جی کیونکہ تمہارے چاچو تمہیں انسان بنتا دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔ انہوں نے ہنسی کنٹرول کرتے کہا تھا۔۔۔۔

اوکے فائن میں ہوں اپنے حشمی جانو کا بندر "اب میرا جانو جلدی سے میڈیسن لے لے کیا یار اتنے پیار سے تو دادو نے بھی نہیں کہا ہو گا آپ کو۔۔۔۔

اس نے ہاتھ میں میڈیسن نکالتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کبھی کبھی مجھے لگتا ہے تم نہیں تمہاری دادی ہی میرے سامنے ہو بلکل اس جیسی حرکتیں ہیں تمہاری مت نکالو تمہارا بڈی کھلا کر جا چکا ہے۔۔۔۔

حشمت اللہ آفندی نے اسے میڈیسن نکالنے سے منع کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اچھا چاچو کب آئے وہ تو میٹنگ کا کہہ رہے تھے۔۔۔۔

زاویان نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔۔۔

کینسل ہو گئی ڈیلیگیشن آیا نہیں اور وہ اس وقت اپنے کمرے میں ہے اداس دیو داس بنا بیٹھا ہو گا۔۔۔۔

حشمت اللہ خان نے کہا تھا۔۔۔۔

آپ شادی کیوں نہیں کرواتے چاچو کی اس نے گہری سوچ میں جاتے کہا تھا۔۔۔

میں خود تو اس کے نکاح نامے پر سائن کرنے سے رہا کتنی بار کہوں اسے نہیں مانتا اس بے وفا مطلب پرست لڑکی کے لیے اپنی زندگی کو زنگ لگانا چاہتا ہے۔۔۔۔ انہوں نے افسوس سے کہا تھا۔۔۔

اگر میں بھی کل کو ایسا ہی نکلا ابی تو پھر مجھے بھی کسی لڑکی سے جان لیوا عشق ہو گیا اس قدر برباد ہو گیا اس کی محبت میں کے خود کو بھلا بیٹھا پھر۔۔۔۔ اس نے کھوجتی آنکھوں سے حشمت اللہ آفندی کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

ایسا ہو ہی نہیں سکتا تمہاری اور میری بونڈنگ بہت الگ ہے تم اپنے ابی کو دکھ نہیں دیکھ سکتے ویسے بھی تم چونا کھانے والوں میں سے ہو لگانے والوں میں سے نہیں حشمت اللہ آفندی نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیایار ابی ناٹ فئیر آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں زاویان نے منہ بناتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بندر "وہ کھلکھلا کر ہنسے تھے۔۔۔

اس کی سوچ کا تخیل لمحے بھر میں ٹوٹا تھا اس کی یادیں حسین سفر طے کر کے اس کو ہوش کی دنیا میں واپس لائیں تھیں----

زاویان نے گاڑی کے شیشے سے پار دیکھا تھا---

گاڑی گیٹ کر اندر داخل ہو رہی تھی----

حشمی جانی----- وہ گاڑی سے نکل کر اینٹرس گیٹ کی طرف بڑھا تھا--- اور پھر بھاگتے ہوئے اس نے حشمت اللہ آفندی کو گلے سے لگایا تھا----

آہ ابی آفٹر تھری ائیر آئی ول فیل یور جھپی-- اس نے ان کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے کہا تھا-----

میرا بچہ انہوں نے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا---- برسوں کی ریاضت کامیاب ہوئی تھی ان کی وہ ایک کامیاب بزنس مین بن کر لوٹا تھا-----

یہ انہیں پتہ ہے کے انہوں نے اس بن ماں باپ کے بچے کو کیسے پالا ہے چار سال کا تھا وہ جب اس کے پیرنٹس راکا پوشی پیرا گلائڈنگ کے کے لیے گئے تھے اور پھر گلیشئیر

گرنے کی وجہ سے ان کی موت کا علم ناک سانحہ ہوا تھا۔۔۔ دو ہی تو بیٹے تھے ان کے ایک منو مٹی تلے جا سویا تھا دوسرے نے اپنی دنیا ویران بنا دی تھی۔۔۔

اس کو ہگ کرتے ہوئے ان کی انکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔۔ کاش آج ان کا بیٹا زندہ ہوتا تو دیکھتا کے اس کا زاویان کتنا گھبرو جوان بنا اور کامیابیاں سمیٹے پوری آب و تاب سے ان کے سامنے کھڑا ہے۔۔۔۔

ابی ناٹ فئیر اس نے ان کی نم آنکھیں صاف کیں تھیں۔۔۔۔

بڈی۔۔۔۔ اس نے ساتھ کھڑے آحان آفندی کے گلے لگتے کہا تھا۔۔۔۔

مس یو زاویان بیڈلی انہوں نے اس کے گلے لگے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے کہا تھا۔۔۔۔

دس سال بڑے ہونے کے باوجود دونوں کی بونڈنگ بہت سٹرونگ تھی۔۔۔۔

وہ میر فیضان آفندی سے چودہ سال چھوٹا تھا۔۔۔ فرتھ ائیر میں جاتے ہی میر فیضان افندی کو اپنی کلاس فیلو سے محبت ہو گئی تھی اور ٹھیک تئیس سال کی عمر میں اس کا نکاح حشمت اللہخان نے کروا دیا تھا اور ایک سال بعد ان دونوں نے حشمت اللہ خان کی

گود میں زاویان آفندی کو ڈالا تھا اور پھرچار سال بعد دونوں اسے چھوڑ کر اس دنیا سے چلے گئے۔۔۔۔

چلو اندر چلیں۔۔۔۔ حشمت اللہ آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اور وہ تینوں اندر کی طرف بڑھے تھے ۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

گڑیا آپی کو مس کر رہی ہیں۔۔۔۔ انعمتہ نے اسکی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتا وہ اتنی بزدل کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔۔ اس نے افسوس سے کہا تھا۔۔۔۔

ذلت کی زندگی میں جینا بہت مشکل ہے دیدم اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

میں خود کو کبھی معاف نہیں کروں گی اس کی بربادی کا باعث میں بنی ہوں انعمتہ۔۔۔۔

اس نے بھرائی اواز میں کہا تھا۔۔۔۔

وہ انسیڈنٹ تھا دیدم۔۔۔ اس نے ہمیشہ کی طرح سمجھاتے ہوئے کہا تھا اسے۔۔۔۔

تین سال ہو گئے ہیں آج اور اب تک میں اسکو برباد کرنے والے تک نہیں پہنچ سکی۔۔۔ مگر جس دن مجھے پتہ چلا اس دن میں اسکا حشر بگاڑ دوں گی۔۔۔۔اس نے نفرت سے کہا تھا۔۔۔

انشاللہ ہم ایک دن اس تک ضرور پہنچیں گے اور پھر اسے لے جا کر گڑیا آپی کے سامنے کھڑا کریں گے۔۔۔

انعمتہ نے اسے تسلی دیتے کہا تھا۔۔۔

پھر اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں دیدم اپنا گھر چھوڑ کر اس گندی جگہ پر۔۔۔ انعمتہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیونکہ یہاں ہم سیو ہیں ہماری ماں رہتی ہے یہاں۔۔۔ اور بچے اپنی ماں کے پاس زیادہ محفوظ ہوتے ہیں۔۔۔

اس نے انعمتہ کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

داجی کہتے تھے یہ غلط جگہ ہے اور ہماری ماں بھی غلط ہے ہم ان پر اعتبار نہیں کر سکتے انعمتہ نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔۔۔

ماں کبھی غلط نہیں ہوتی دا جی کو کبھی اپنا بیٹا کیوں غلط نہیں لگا جو ہمیں اس دنیا میں لا کر خود چل بسا ہمیں اس دنیا کے رحم و کرم پر چھوڑ کر۔۔۔۔

ہمارے پاس باپ کا سایہ نہیں ہے تو دا جی نے سوچا ہو گا کے ہم سے ہماری ماں چھین کر وہ ہم سے اور ہماری ماں سے اپنے بیٹے کی کی گئی غلطیوں کا ازالہ کروا سکیں گے۔۔۔۔ اس نے غصے سے کہا تھا۔۔۔۔

آپ دا جی پر ایسے الزام نہیں لگا سکتیں وہ ہمارے معاملے میں ہمیشہ رحمدل اور شفیق رہے ہیں۔۔۔۔ اس نے اپنی بڑی بہن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

یہ رحمدلی اور شفقت دکھاوا تھا ان کے پلان کا حصہ تم نے دیکھا نہیں ماما کیسے رو رہیں تھیں ان کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا داجی اور انکے بیٹے نے دا جی نے انہیں کبھی قبول نہیں کیا کیونکہ وہ کسی دور میں اس کوٹھے کی زینت رہیں ہیں۔۔۔ مگر اگر وہ انہیں قبول

کر لیتے تو شاید وہ دوبارہ یہاں نہیں آتیں اور نا ہی ان کا خون آج یہاں اس کوٹھے کی چار دیواری میں بیٹھا ہوتا۔۔۔۔

اس نے نفرت سے کہا تھا۔۔۔۔

انہوں نے تو کبھی بھی نہیں چاہا تھا ایسا آپ خود اس گھر کو چھوڑ کر آئیں ہیں ہمارے علاوہ اس گھر کا اور کون مالک ہے آپ خود ہی اس ملکیت کو چھوڑ کر ائیں ہیں جبکہ دا جی نے تو سب کچھ ہم دونوں میں برابر کا تقسیم کر دیا تھا۔۔۔۔ اور کون ہے ان کا والی وارث ہم دونوں کے علاوہ ایک بیٹا تھا وہ بھی چار سال پہلے ہمیں یتیم۔اور ان کو لاوارث کر کے چلے گیا۔۔۔۔

انعمتہ نے بھرائی اواز میں کہا تھا۔۔۔۔

میں تھوکتی بھی نہیں اس پیسے پر یہ پیسہ انہی رشتوں کی طرف سے ملا ہے ناں جنہوں نے کھبی ہمیں سچی خوشی نہیں دی میں وہ سب پیسہ کسی بھی ٹرسٹ کو دے دوں گی میرے لیے میری دولت میرا پیسہ میری ماں ہے ۔۔۔۔۔

اس نے فخر سے کہا تھا۔۔۔۔

دیدم آپ کو کیوں گلشن بائی سچی لگتیں ہیں--- اس نے افسوس سے کہا تھا----

شٹ اپ انعمتہ وہ ماں ہے ہماری--- تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا ایسے ان کا نام لینے کا اس نے چلا کر اسکی ظرف دیکھتے غصے سے کہا تھا----

میں نے تو وہی کہا جو یہاں سب ان کو کہتے ہیں گلشن بائی----- زرا سا کمرے سے نکل کر دالان میں جاکر بیٹھو تو ہر کوئی کہتا ہے وہ دیکھو گلشن بائی کی بیٹیاں جو آنے والے دور میں اس کوٹے کی کمائی کا ذریعہ بننے والی ہیں----

اس نے تلخی سے مسکراتے ہوئے کہا تھا----

ایسا کچھ نہیں ہو گا تم لوگوں کی باتوں پرکان کیوں دھرتی ہو ماما نے کہا ہے ناں وہ کچھ دنوں تک ہمیں یہاں سے لے کر بہت دور چلی جائیں گی ---- اس نے اسے تسلی دیتے کہا تھا۔۔

جھوٹ ہے یہ خدا کے لیے دیدم آنکھیں کھولیں اپنی کچھ نہیں ہو گا ایسا وہ ہماری ماں بننے کی صرف ایکٹنگ کر رہیں ہیں یہ سچ بہت جلد آپ کے سامنے آئے گا اور تب تک

بہت دیر ہو جائے گی اس لیے اپنے ساتھ ساتھ میری عزت کو بھی داؤ پر مت لگائیں ہاتھ جوڑتیں ہوں میں آپ کے سامنے ----

اس نے روتے ہوئے باقاعدہ ہاتھ جوڑے تھے اس کے سامنے -----

کچھ نہیں ہو گا یہاں ہم سیو ہیں یہاں سے باہر نکلیں گے تو وہاں ہر شکاری گھات لگائے بیٹھا ہو گا خدارا سمجھو اس بات کو آج نہیں تو کل تمہیں یقین ہو جائے گا ہماری ماں کتنی صابر اور شفیق ہے----

اس نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے کہا تھا---

شفیق نہیں قاتلہ ہے وہ گلشن بائی نے جان بوجھ کر دا جی کا ایکسیڈنٹ کروایا ہے وہ مرے نہیں ہیں انہیں قتل کیا گیا ہے اور میری بات کان کھول کر سن لیں وہ ماں نہیں ہے میری وہ قاتلہ ہے میرے باپ کی میرے دا جی کی----

اس نے روتے ہوئے چیختے ہوئے کہا تھا اور باہر کی طرف بڑھی تھی ------

انعمتہ بات سنو میری تم ماما کے بارے میں اتنے سخت الفاظ نہیں استعمال کر سکتی کسی بھی شک کی بنیاد پر ---

اس نے پیچھے سے اس کی کلائی پکڑی تھی۔۔۔۔۔۔

تب ہی تبلے کی تھاپ کی آواز اور گھنگروؤں کی چھنکار شروع ہوئی تھی دالان میں

تا تئی تھک تھک تئی۔۔۔۔ تا تئی تھک تھک تئی۔۔۔۔۔

گلشن بائی کی آواز دونوں کی سماعتوں میں گونجی تھی۔۔۔۔۔ انعمتہ نے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھا تھا اس سے اپنی کلائی چھڑوا کر۔۔۔۔۔ وہ آواز اسکی سماعتوں میں زہر بن کر گونجی تھی۔۔۔۔

ڈریں اس وقت سے دیدم جب یہاں ایسی ہی آواز انعمتہ بائی کی گونجے گی اس نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا اور سیڑھیاں پھلانگتی چھت پر چلی گئی تھی۔۔۔۔

کیا ملا دا جی آپ کو۔۔۔۔۔ پہلے مجھ سے میری ماں چھینی پھر میری بہن بھی چھین لی کاش میں آپ کی پوتی نا ہوتی کاش میری رگوں میں آپ کا خون نا ہوتا۔۔۔۔۔

اس نے نفرت سے کہا تھا۔۔۔۔۔

مگر آپ چاہ کر بھی نہیں چھین سکتے مجھ سے اب کچھ بھی انعمتہ کو سمجھنا ہو گا اب۔۔۔۔۔

اور وہ سمجھے گی۔۔۔۔ اس نے پختہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

مت کریں ابی یہ سب کچھ ہم اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے آپ اپنے ایک وعدے کی خاطر اسے ساری زندگی سمجھوتے کے رشتے میں نہیں ڈال سکتے پلیز ابی۔۔۔۔

آہان افندی نے ڈائننگ پر بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔

میں اپنے دوست کی آخری امید کو نہیں توڑ سکتا ۔۔۔۔

حشمت اللہ خان نے ٹھوس لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

اگر اس نے انکار کر دیا تو۔۔۔۔۔۔اگر اس نے پہلے سے اس بارے میں کسی اور کو سوچ رکھا ہوا تو۔۔۔۔

آہان نے آخری کوشش کی تھی۔۔۔۔

مجھے نہیں لگتا ایسا کچھ ہو گا وہ اپنے ابی کی ریاضت کو ٹکڑا نہیں سکتا وہ مان بخشے گا میرے فیصلے کو یاد رکھو آہان اور زاویان کے فرق کو تم نے کبھی میری خوشی چاہی ہی نہیں۔۔۔۔

انہوں نے افسوس سے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

کچھ چیزوں پر اختیار نہیں ہوتا ابی کچھ معاملوں میں انسان بے بس ہوتا اس لیے آپ میری محبت کو اس پلڑے میں رکھ کر مت تولیں--- اس نے درد سے چور لہجے میں کہا تھا--- آہان آفندی کے لہجے میں چھپا درد محسوس کیا تھا حشمت اللہ خان نے----

کچھ سمجھوتے زندگی میں بعض معاملوں میں بڑے کارگر ثابت ہوتے ہیں میر آہان آفندی---- میں دعا کرتا ہوں تمہاری زندگی کا وہ سمجھوتا جلد یا بدیر ضرور تم تک پہنچے---- انہوں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا----

پرامس می ابی آپ اس سے زبردستی نہیں کریں گے----

نا ہی ایموشنل ٹارچر آہان نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے کہا تھا-----

کیا چل رہا ہے یہاں کیا باتیں ہو رہی ہیں---- زاویان نے آتے ہی کرسی پر بیٹھتے کہا تھا----

کچھ نہیں ہم یہ ڈسکس کر رہے تھے کے آخر تمہیں سدھارنے میں کینیڈا والے بھی نا کام رہے اور نا ہی تمہاری یونیورسٹی سے یہ کام ہو سکا---

آہان نے چاول پلیٹ میں ڈالتے کہا تھا-----

یو نو واٹ بڈی میرا سویگ الگ ہے وہ سنا نہیں آپ نے ڈون کو سدھارنا مشکل ہی نہیں نا ممکن ہے----

زاویان نے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا----

وہ "پکڑا "تھا آئی تنک---- آہان نے منہ میں چمچ ڈالتے ہوئے کہا تھا----

ڈون کون ہے میں تو محاورہ بھی میری مرضی سے چلے گا اس نے زور دار قہقہہ لگاتے کہا تھا---

آرام سے زاویان کیا ہو گیا ہے گلے میں پھنس جائے گا کھانا---- حشمت اللہ خان صاحب نے پریشان ہوتے ہوئے کہا تھا----

اوکے ابی سوری---- ویسے ابی یہ آفندی ہاؤس کو دلہن کی طرح کیوں سجایا ہوا ہے ڈونٹ ٹیل می کے آپ بڈی کی شادی کرنے والے ہیں اور یہ میرے لیے سب سے بڑا سرپرائز تھا میرے آنے پر----

اس نے خوش ہوتے کہا تھا----

ہاہاہاہاہا---ہاہاہاہا---- ہاہاہاہا ---- میر آہان افندی زور دار قہقہہ لگاکر ہنسا تھا اور ہنستا چلا گیا تھا----

کیا ابی واقعی چاچو اپنی شادی کی خوشی میں بوکھلا گئے ہیں---- زاویان نے اسے اس طرح ہنستے دیکھ حیرت سے پوچھا تھا----

زاویان مجھے ہنسی تمہاری آنے والی حالت پر آہ رہی ہے بیسٹ آف لک بڈی---- آہان نے پانی پی کر اسے تمب سے اشارہ کیا تھااور ڈائننگ ٹیبل سے اٹھا تھا----

ابی چاچو نیڈز چیک اپ تنہائی ان کے دماغ پر چڑھ گئی ہے یاپھر شادی کی خوشی---- اس نے آہان کی پشت دیکھتے کہا تھا---

تھوڑی دیر تک ڈاکٹر کی ضرورت تمہیں پڑنے والی ہے زاویان اور میری تسلی کی بھی---- آہان نے جاتے جاتے ہانک لگائی تھی----

زاویان کھانا ختم کر کے میرے کمرے میں آؤ صبیحہ چائے میرے کمرے میں بھجوا دینا----

انہوں نے ملازمہ کو آواز دیتے کہا تھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھے تھے----

یہ آج ابی اتنے چپ چپ کیوں ہیں کیا انہیں میرے آنے کی خوشی نہیں ہوئی زاویان نے خود کلامی کرتے کہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

واہ گلشن بائی یہ تو تمہاری گود سے جڑے وہ ہیرے ہیں جن کی پرک مجھ جیسا جوہری ہی کر سکتا ہے۔۔۔۔

سیٹھ وجاہت نے دالان میں سے گزرتی ان دونوں بہنوں کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ان کے باپ سے تو اچھا خاصا اپنے حصے کا خراج وصول نا سکی مگر ان ہی سے میں اپنی اس آخری عمر کو سنوار ضرور سکتی ہوں وہ بڈھا جو سانپ بنا بیٹھا تھا۔۔۔میرے حصے کی دولت پر میری بیٹیوں کو میرے خلاف کر بیٹھا تھا وہ کیا سمجھتا تھا کے اتنی آسانی سے وہ میری بیٹیوں کو میرے خلاف کر دے گا۔۔۔۔کیسے چالاکی سے میں نے پہلے اس کے بیٹے اور پھر اسے اپنے راستے سے ہٹایا ہے۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ گلشن بائی نے کبھی کچی چال چلنا سیکھا ہی نہیں ہے۔۔۔۔

اس نے مکاری منہ پر سجاتے کہا تھا۔۔۔۔

تو کیا وہ تم پر اندھا دھند اعتبار کرتی ہیں سیٹھ وجاہت نے اسکے مزید قریب ہوتے اس کے بالوں کی لٹ کو اپنی انگلی پر لپیٹتے کہا تھا۔۔۔۔

بڑی والی تو کرتی ہے مگر چھوٹی والی بڑے نخرے جھاڑتی ہے۔۔۔ ہے تو وہ اس سے دو سال چھوٹی مگر عقل کے لحاظ سے اس سے اور مجھ سے دو ہاتھ آگے ہے۔۔۔۔

گلشن بائی نے اس سیٹھ وجاہت کے سینے پر سر رکھتے اسکے قریب ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

نہیں گلشن بائی تمہاری عقل تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔۔۔۔ سیٹھ وجاہت نے اس کے کاندھے پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

آہ چھوڑیں سیٹھ صاحب آپ کی شرارتیں کرنے کی عادت اب تک گئی نہیں من نہیں بھرتا آپ کا اس نے پرے کھسکتے کہا تھا۔۔۔۔

تم سے کبھی دل نہیں بھر سکتا تمہارا نشہ الگ ہے گلشی۔۔۔۔۔ اس نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے اس پر قابض ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

چوہدری اسفند سے ڈیل ہوئی یا نہیں وہ اس کی دسترس میں الجھی پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

دو دن بعد وہ ایک ہفتے کی چھٹیوں پر سنگا پور جا رہا ہے تمہاری بڑی بیٹی کا پاسپورٹ دے آیا تھامیں اسے شام تک وہ پاسپورٹ اور ٹکٹس بھجوا دے گا اپنے ملازم کے ہاتھ تمہیں بس اب اسے جانے کے لیے منانا ہے اور یہ کیسے کرنا ہے تم بہتر جانتی ہو---

اس نے اس کی گال پر لب رکھتے کہا تھا----

اس کی فکر چھوڑ دو تم سمجھو دس کروڑ پرسوں ہماری دسترس میں ہو گے مکاری سے کہتے کھلکھلا کر اسنے قہقہہ لگایا تھا----

تو تم نے ملک نثار کے خون کو استعمال کر ہی لیا آخر اب تمہارے کلیجے میں موجود ٹھنڈک مجھے یہاں تک محسوس ہو رہی ہے----

سیٹھ وجاہت قہقہہ لگاتے اس کے لبوں پر جھکا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

آہ جاؤ زاویان---- دروازے پو ہونے والی دستک

پر انہوں نے کہا تھا----

ادھر بیٹھو میرے ساتھ،---- انہوں نے اسے ساتھ بٹھاتے کہا تھا---

جی ابی بولیں اس نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

زاویان میں نکاح کرنا چاہتا ہوں تمہارا۔۔۔ انہوں نے بڑے ٹھہرے اور نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔

واٹ ابی نو یار ابھی نہیں ابھی تو میں اتنے ٹف سکیجول سے باہر نکلا ہوں اب پھر سے نہیں بلکل نہیں ابھی مجھے دو سال کھل کر جینا ہے۔۔۔ اس نے برا سا منہ بناتے کہا تھا۔۔۔

کوئی لڑکی پسند ہے کیا تمہیں زاویان انہوں نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اپنا سوال پوچھا تھا۔۔۔

نہیں ابی جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے مگر میں ابھی اس شادی جیسی ذمہ داری میں نہیں پڑنا چاہتا پلیز۔۔۔ اس نے ان کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

اگر میں کہوں زاویان میں کسی کو تمہارے نکاح کی زبان دے چکا ہوں اور تمہیں میری زبان کا پاس رکھنے کے لیے یہ نکاح کرنا ہو گا تو کیا تم میرا مان رکھو گے۔۔۔ انہوں نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑی امید سے کہا تھا۔۔۔

ابی آپ چاچو کا بھی تو-----

زاویان میں تم سے نکاح کی زبان دے چکا ہوں میرے دوست کی آخری امید تھی یہ مجھ سے--- پلیز میں نے بڑے مان سے کہا ہے تمہیں میری خوشی کی خاطر انہوں نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے کہا تھا---

ابی آپ مجھ پر دباؤ نہیں ڈال سکتے وہ لڑکی جسے میں جانتا تک نہیں نا کبھی دیکھا نا کبھی سوچا میں کیسے اس سے نکاح--- آج کے دور میں یہ نہیں ہوتا ابی وہ آپ کا دور تھا جب ایسے شادیاں ہو جاتی تھیں---- آج کے دور میں آپسی انڈرسٹینڈنگ بہت ضروری ہے آج کے دور میں دو لوگوں کا ایک ہی پیج پر ہونا ضروری ہے ایسے نکاح ناکام نہیں ہوتے----

اس نے انکے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھتے کہا تھا----

کیا تم سمجھتے ہو کے میں تمہارے لیے کوئی غلط فیصلہ لے سکتا ہے زاویان وہ میرے دوست کا خون ہے وہ تمہارے رنگ میں ڈھل جائے گی اور پھر انڈرسٹینڈنگ وہ تو نکاح کے نعد بھی ہو جائے گی----

اس کی عزت اسکی حفاظت بہت ضروری ہے اس وقت۔۔۔۔ ورنہ بہت کچھ برا ہو جائے گا۔۔۔

کیا تم میرے لیے ایک سمجھوتا نہیں کر سکتے۔۔۔

انہوں نے مبہم سی امید لیے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ابی۔۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے ایموشنل بلیک میل مت کریں یو نو آئی لو یو بٹ میں اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کیسے لے سکتا ہوں وہ بھی ایسے اتنا ہنگامی۔۔۔ لاکھوں لڑکیوں کی عزت داؤ پر لگی ہوتی ہے تو میں کیا سب سے شادی کر لوں۔۔۔

اس نے بے بسی سے کہا تھا۔۔

تمہیں مجھ پر اعتبار ہے ناں میں گارنٹی دیتا ہوں زاویان تم سے بہتر اس لڑکی کی حفاظت اور اسے خوشی کوئی نہیں دے سکتا۔۔۔ پلیز

انہوں نے مدد طلب نظروں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

ابی جب آپ فیصلہ کر چکے ہیں مجھے بلی کا بکرا بنانے کا تو میں کون ہوتا ہوں انکار کرنے والا مگر یہ بس سمجھوتا ہو گا۔۔۔ میں اس کی خوشیوں کی گارنٹی نہیں دے سکتا اور نا ہی

اس کی حفاظت کی۔۔۔۔ یہ نکاح آپ کی دی گئی زبان کا پاس رکھنے کے علاوہ میرے نزدیک کچھ نہیں۔۔۔

جب کہیں گے میں حاضر ہو جاؤں گا۔۔۔۔

اس نے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔ اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔۔۔

محبوب بچھڑ جاتے ہیں وفاؤں کو زوال نہیں آتے
ہم وہ عاشق ہیں جنہیں غداری کے خیال نہیں آتے

ہم تو پلتے ہیں صرف محبت کے لاڈوں میں جانم
ہم وہ وارث ہیں جنکے حصے میں اموال نہیں آتے

وہ جانتے تھے کے وہ ان کا بھرم رکھ گیا ہے مگر وہ ناراض ہو گیا ہے ان سے اور اس کی ناراضگی سے زیادہ ان کے لیے کسی کی عزت اور اس کی حفاظت اہم تھی۔۔۔

انہوں نے پاس پڑا موبائل اٹھا کر کال ملائی تھی۔۔۔ اور کچھ ضروری حکم جاری کرنے کے بعد وہ اپنی الماری کی طرف بڑھے تھے اور ادھر موجود ایک لفافہ نکالا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

یہ چوہدری اسفند نے بھیجے ہیں وہ کہہ رہے تھے دس کروڑ کل آپ کے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جائیں گے۔۔۔۔

مگر لڑکی تیار چاہیے انکو ان ٹچ پیس جو وہ دیکھ کر گئے ہیں یہاں۔۔۔۔

ہاں ہاں تم فکر مت کرو خوہدری اسفند سے کہنا وہ گلشن بائی کی بیٹی ہے میری بیٹی جب میں نے انہیں آج تک موقع نہیں دیا شکایت کا تو وہ کیسے دے سکتی ہے۔۔۔۔ وہ بے فکر ہو جائیں وہ ضرور سنگا پور جائے گی ان کے ساتھ۔۔۔۔

گلشن بائی نے مکاری سے کہا تھا اور پھر پاسپورٹ اور ٹکٹس دیکھیں تھیں۔۔۔۔

سنگا پور۔۔۔۔ اس کو سمجھ نہیں آہ رہا تھا کے وہ کیا سن بیٹھی ہے دروازے کے اندر آتے آتے اس کے قدم وہیں رک گئے تھے۔۔۔

وہ ماں جس پر اتنا بھروسہ تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ ماں جس پر اتنا بھروسہ تھا۔۔۔ اس کی بہن کو۔۔۔۔ وہ ماں جس کی خاطر اس کی بہن دنیا سے لڑنے کو تیار تھی جس کی دحمدلی شفقت اورپیار کا اور اندھا دھند اعتبار کا جھوٹا خول بنائے بیٹھی تھی اپنے ارد گرد اس ماں نے اسے بیچ ڈالا سودا کر ڈالا اس کی محبت کا اس کے خلوص کا اس کے اندھا دھند اعتبار کا۔۔۔۔

کچھ رشتوں کو معاملے میں ہم بے اختیار ہوتے ہیں ان میں سے ایک رشتہ ماں کا بھی ہے جس پر اپنی تمام تر جمع پونجی پل بھر میں لٹانے کا دل کرتا ہے۔۔۔

جس سے ہم چاہ کر بھی نفرت نہیں کر سکتے جس پر ہم چاہ کر بھی شک نہیں کر سکتے اس لیے کے جس نے اپنی کوک سے جنم دیا ہو وہ بھلا کیسے برا چاہ سکتی ہے۔۔۔۔

مگر گلشن بائی ان ماؤں میں سے تھی جو بھوک لگنے پر اپنے ہی بچوں کو سالم نگل لے جس کے دولت کی لالچ نے اس میں اس قدر سفاکیت بھر دی تھی کے اس کے اندر ماں اور اولاد کا رشتہ ہی ختم ہو گیا تھا۔۔۔

اس وقت وہ صرف اور صرف گلشن بائی تھی ایک کوٹھہ چلانے والی بائی۔۔۔

انعمتہ نے نفرت سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔ اور آنکھوں سے موتی بے تحاشہ ٹوٹ کر گرے تھے اس کی ماں سفاکیت کی انتہا پر تھی اور وہ درد کی انتہا پر۔۔۔۔

تو تم نے ہماری باتیں سن لیں۔۔۔۔ وہ جانے کے لیے مڑی تھی جب گلشن بائی نے اس کے سامنے آتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

میرے راستے سے ہٹیں۔۔۔۔ اس نے ضبط کو چھوتے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

جب ھی گلشن بائی اس کی کلائی کو دبوچتی اسے اپنے کمرے میں لے کر گئی تھی۔۔۔۔

جھٹکے سے اس کی بازو چھوڑی تھی کے وہ گرتے گرتے بچی تھی آگے بڑھ کر دروازے کو لاک کیا تھا۔۔۔۔ اور پھر اس کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

ہاہاہاہاہا ہاہاہا تم کیوں رو رہی ہو چندا تمہیں بیچنے میں ابھی تھوڑے دن لگیں گیں تب تک تم اپنی بیوٹی ان ہینس کرو یہ رو دھو کر میرے پالش چمچماتے بزنس پر داغ مت لگانا کوئی۔۔۔۔

گلشن بائی نے ہنستے ہوئی اس کی توڑی پکڑ کر اوپر کرتے کہا تھا۔۔۔۔

تو آخر آپ کھل کر سامنے آہ ہی گئیں شرم نہیں آتی آپ کو اپنی بیٹیوں کی عزت کو گروی رکھواتے ہوئے۔۔۔۔۔اس نے گلشن بائی کا ہاتھ اپنی توڑی سے جھٹکتے ہوئے نفرت سے کہا تھا۔۔۔۔

ارے چچ چچچچ۔۔۔۔ مجھے بھلا کیوں شرم آئے گی میں نے بھی تو یہی کچھ کیا ہے ساری زندگی۔۔۔۔۔ تم لوگ بھی یہی کرو گی نصیب بدلا تھوڑی جا سکتا ہے بھئی طوائف کی بیٹی بھی تو طوائف ہی کہلاتی ہے۔۔۔۔۔۔

تم نے سنا نہیں جیسا دیس ویسا بھیس۔۔۔۔۔۔۔

گلشن بائی نے ایک ادا سے اس کی گال پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

د۔۔۔۔۔دور رہیں مجھ سے مجھے گھن آتی ہے آپ سے۔۔۔۔ آپ کے لمس سے کیسی ماں ہیں آپ جسکی اغوش کی خوشبو اور کوک کی خوشبو سے اسکی بیٹی کو کراہیت ہوتی ہے۔۔۔۔

اس نے دو قدم پیچھے لیتے ہوئے اپنی گالوں پر بہتے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔۔۔

نہیں انعمتہ بائی اپنی ماں کو ایسے نہیں کہتے تم بھول گئی ماں کا کیا درجہ اپنی کتابوں میں نہیں پڑھا کیا تم نے کے ماں کے پیروں تلے جنت ہے۔۔۔۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔۔

گلشن بائی نے اس کی طرف دو قدم بڑھاتے اس کے گلابی نازک روئی کی طرح کے نرم پاؤں پر پاؤں رکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

ماں۔۔۔۔ کون ماں۔۔۔۔ آپ ماں۔۔۔۔ وہ ماں جس نے اپنی بیٹی کو بائی کہا ابھی۔۔۔۔ وہ ماں جو انسانیت کے درجے سے گر گئی وہ ماں جو سفاکیت کی انتہا پر ہے۔۔۔۔ لالچ کے گڑے میں گردن تک ڈوبی ہے۔۔۔۔۔ لالچ اور حرص جس کے گلے کا طوق بنا ہوا ہے اس ماں کے پاؤں تلے جنت ہوگی میں مان ہی نہیں سکتی۔۔۔

ہاں پڑھا میں نے کتابوں میں کے ماں کو دیکھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے۔۔۔۔۔

لیکن گلشن بائی آپ کو دیکھنے سے مجھے صرف اور صرف کراہیت محسوس ہوتی ہے شرم محسوس ہوتی ہے اپنے وجود سے جس کو دنیا میں لانے کا باعث آپ بنیں۔۔۔۔۔ گھن آتی ہے مجھے آپ کی سوچ سے جو شکاریوں کے آگے اپنی بیٹیوں کی بوٹیاں ڈالنے پر شرم محسوس تو کیا اس کا ضمیر بھی مردہ ہو گیا ہے۔۔۔۔

اس نے بہتے آنسوؤں سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا تھا بہت کوشش کے باوجود بھی وہ اپنے ضبط پر قابو نہیں پا سک رہی تھی۔۔۔۔۔

واہ۔۔۔ واہ۔۔۔۔ وہی لب و لہجہ وہی جارحانہ انداز وہی غم و غصہ وہی جاہ و جلال۔۔۔۔ کیا اثر ہے خون کا بلکل بلکل اسی طرح تمہارا باپ بھی میرے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

بلکل اسی طرح اس نے غصے کی انتہا کو چھوتے ہوئے اپنے لہجے کے کڑوے وار کیے تھے مجھ پر۔۔۔

مجھ پر۔۔۔۔ گلشن بائی پر ہاتھ اٹھایا تھا اس نے ٹھوکریں مار کر مجھے گھر سے باہر نکالا تھا اس لیے کے میں اس سے وفا نہیں کر سکی۔۔۔۔ مجھ جیسی طوائف سے وفا کی امید اس نے لگائی بھی کیوں جس کا سب کچھ دھن دولت یہ مرتبہ ہو۔۔۔۔

گلشن بائی نے دونوں ہاتھوں کو کھول کر کمرے میں اردگرد دیکھتے ہوئے اپنے مرتبے کو محسوس کرتے ہوئے کہا تھا۔

پھر پتہ ہے کیا ہوا وہ مارا گیا چچچچچچ بچارا بھری جوانی میں اس دنیا سے چلا گیا چچچچچچ بہت دکھ ہے مجھے اس کے جانے کا مگر اس کی ایک غلطی اس کی جان کا عذاب بن گئی۔۔۔

ایسے ہی بلکل ایسے ہی تمہارے دا جی ہاہاہاہاہا وہ چاہتے تھے وہ اپنے خون کو بچا لیں گے ہاہاہا ہاہاہاہا مگر یہ تو ان کو معلوم ہی نہیں تھا کے مجھ سے کیسے اپنے خون کو بچانا ہے-----

گلشن بائی نے اس کے کان کے پاس جھک کر آخری الفاظ سرگوشی میں کہے تھے-----

وہ ڈر کے مارے پیچھے ہوئی تھی بے یقینی ہی بے یقینی تھی جو اس کی سانسوں کو جکڑے جا رہی تھی وہ تو صرف شک کے تحت کہہ رہی تھی کے اسکے داجی اور بابا کو اسکی ماں نے مارا مگر اس کے شک کو یقین کی مہر اس کی ماں نے پل بھر میں لگا دی تھی-----

کتنے ہی آنسوؤں نے اس کے دامن کو بھگویا تھا وہ کھل کر رونا چاہتی تھی چیخ چیخ کر دنیا کو بتانا چاہتی تھی کے وہ وہ بد نصیب ہے جس کے گھر کو آگ اس کی ممتا نے لگائی ہے----

کوئی سہاگن کیسے اپنے سہاگ کی قاتلہ ہو سکتی ہے-----

اس کا دم گھٹنے لگا تھا اس کمرے میں----- ایسے لگ رہا تھا ہوا بھی اس کو کانٹوں کی طرح چھورہی ہے-----

اس نے گلشن بائی کی طرف دیکھے بغیر قدم باہر کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔۔

سنو لڑکی اپنی دیدم کو ایک لفظ بھی تم نے بتایا تو تمہاری دیدم کی لاش اسی کوٹھے کے چوراہے پر لٹکوا دوں گی۔۔۔۔۔ اور اس دھمکی کو دھمکی مت سمجھنا گلشن بائی اپنے قول کی پکی ہے۔۔۔۔۔

جو کہتی ہے وہ کرتی ہے۔۔۔۔ اور تم دونوں سے تو بڑے پرانے حساب نکلتے ہیں۔۔۔۔

اس لیے اپنی زبان اور دماغ دونوں کو قابو میں رکھنا سنا تم نے۔۔۔۔۔

گلشن بائی نے سامنے پڑی ٹیبل پر فروٹ باسکٹ میں پڑی چھری اٹھا کر اس کی چھری کی نوک اس کی شہ رگ سے تھوڑی دور رکھتے ہوئے دباؤ بڑھایا تھا۔۔۔۔

آہ۔۔۔۔۔ چھری کی نوک اسکن میں گھستے اس کے ماتھے پر پسینہ آیا تھا اور خون کا قطرہ نکل کر چھری کی نوک پر لگا تھا۔۔۔۔ اس کا جسم پل بھر میں کانپا تھا۔۔۔۔

جا سکتی ہو اب تم مجھے امید ہے تم اپنی بہن کو ضرور زندہ دیکھنا چاہو گی۔۔۔۔۔اس نے بھنوؤں کو اچکاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔ اس کی گردن سے چھری ہٹا کر سیدھا نشانہ باسکٹ میں لگایا تھا اور چھری سیب پر ٹھک کر کے سیدھی فٹ ہوئی تھی۔۔۔۔

سیب کا حال دیکھ کر وہ بہتی آنکھوں سے پھر سے کانپی تھی۔۔۔۔ دوڑ کر دروازے کی طرف بڑھی تھی لاک کھول کر وہ اپنی دیدم کی طرف دوڑی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے انعمتہ کیوں رو رہی ہو ایسے کیوں بھاگ رہی ہو کچھ ہوا ہے کیا کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔۔۔

وہ کمرے سے باہر نکل رہی تھی جب انعمتہ دوڑتی ہوئی آہ کر اس کے سینے کے ساتھ لگی تھی۔۔۔۔۔اور اپنے کانپتے وجود کو اس میں گھساتے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسے ایسے ہی ہگ میں لیے کمرے کے اندر آئی تھی پھر نرمی سے اسے بیڈ پر بٹھایا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا کسی نے کچھ کہا کیا کچھ تو بتاؤ انعمتہ مجھے خوف آہ رہا ہے تمہاری حالت پر یہ یہ کیسے ہوا کیوں خون نکل رہا ہے یہاں سے بتاؤ کچھ بولو۔۔۔۔۔

اس نے اسکی گردن سے نکلتے خون کو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔۔

وہ دیدم وہ گلشن ب۔۔۔۔ب۔۔۔۔با۔۔۔۔۔

ہاں کیا ہوا ماما کو بولو کچھ۔۔۔۔ انہوں نے کچھ کہا۔۔۔۔

وہ اس کی بات کاٹ کر بولی تھی۔۔۔۔

مجھے امید ہے تم اپنی بہن کو ضرور زندہ دیکھنا چاہو گی۔۔۔ اس کے کانوں میں بازگشت ہوئی تھی گلشن بائی کے لفظوں کی پھر آنکھوں کے سامنے سیب پر چھری گرنے اور اس کے اندر گھسنے کا منظر لہرایا۔۔۔

بولو انعمتہ ہوا کیا ہے۔۔۔ کیوں اتنی ڈری ہوئی ہو۔۔۔ ۔ اس نے پھر سے اس سے پوچھا تھا اور کاندھے سے پکڑ کر اسے جھنجوڑا تھا۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔ کچھ نہیں وہ یہاں چ۔۔۔۔چوٹ لگی تھی ت۔۔۔تو مجھے پین ہو رہا ہے۔۔۔۔ اس نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیسے لگی وہی تو پوچھ رہی ہوں یہ تو کسی چیز کی نوک کا نشان ہے جیسے کوئی چیز دھنسی ہو۔۔۔ اس نے زخم کی نوعیت دیکھتے کہا تھا۔۔۔

و۔۔۔و۔۔۔وہ دالان م۔۔۔میں۔۔۔ سے گزر رہی تھی تو پاؤں سلپ ہوا دیدم اور ٹیبل پر لگی کیل کی نوک لگ گئی اس نے صاف جھوٹ بولا تھا۔۔۔۔

اچھا ویٹ میں انٹمنٹ لگاتی ہوں۔۔۔۔ مجھے نا کبھی کبھی تم سے بہت خوف آتا ہے انعمتہ۔۔۔۔ بی بریو یار حالات کا مقابلہ کیا کرو بریو بن کر خالی بڑی بڑی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا اتنی سی چوٹ سے ایسے خوف زدہ ہو گئی تم جیسے کوئی سوئیر سرجری ہوئی ہو پاگل لڑکی وہ فرسٹ ایڈ بوکس لے کر اس کے پاس بیٹھ کر ہنستے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔

تمہارے دا جی اور تمہارے باپ نے بھی ایسے ہی میرے سامنے بولنے کی غلطی کی تھی۔۔۔۔ وہ پھر سے اپنی ماں کی آوازوں کی بازگشت میں کھو گئی تھی۔۔۔ اپنی بہن کی بات وہ سن ہی کب رہی تھی۔ ۔۔۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔۔ اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں اس کے کھوئے پن کو دیکھتے اس نے اس کے زخم پر انٹمنٹ لگاتے پوچھا تھا۔۔۔۔

میں ٹھیک ہو سر میں درد ہے سو جاؤں کچھ دیر۔۔۔۔ اس نے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ہاں سو جاؤ میں چائے بناکر لاؤں۔۔۔۔ اس نے فرسٹ ایڈ باکس کو واپس اس کی جگہ پر رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ن--- نہیں میں سونا چاہتی ہوں لائیٹ آف کر دیں--

۔ اس نے لیٹتے ہی اپنی بازو کو اپنی آنکھوں پر رکھا تھا----

اوکے ریسٹ کرو پین زیادہ ہو تو بتانا ہم ڈاکٹر کے پاس چلیں گے اوکے---- اس نے لائٹ آف کرتے کہا تھا اور کمرے سے باہر گئی تھی----

میں کیسے بتاؤں آپ کو دیدم یہ پین ڈاکٹر ٹھیک نہیں کر سکتا یہ پین اس ہستی کی طرف سے ملا ہے جس کا مداوا دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی کوئی انسان نہیں کر سکتا---- اس نے اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے کہا تھا---

میں کیسے بچاؤ آپ کو اس گھٹیا چال سے کیسے حفاظت کرو آپ کی اور اپنی عزت کی میرے مالک مجھے راستہ دکھا---- میری دیدم کو بھیڑیوں سے بچا ایک تو ہی ہے جو سات پردوں میں بھی حفاظت کا نور بخشتا ہے-----

میرے رب میری دیدم کو بچالے اسکی اپنی ہی ماں کی گھٹیا چالوں سے-----

وہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی دبی سسکیوں کو اور دبا رہی تھی۔۔۔جبکہ دل تو اسکا چاہ ریا تھا کے وہ دنیا کو چیخ چیخ کر بتائے کے اس کی ماں کااصل روپ کیا ہے مگر وہ بری پھنسی تھی۔۔۔

بولتی تو اسکی دیدم کی جان جاتی نا بولتی تو اس کی دیدم کو ذلت کی زندگی ملتی۔۔۔۔

کیا کروں کوئی تو راستہ ہو گا بہتی آنکھوں کے ساتھ وہ چھت کو گھور رہی تھی۔۔۔

م۔۔۔م۔۔۔مجھے اس پاسپورٹ اور ٹکٹ کو ہی پھاڑ دینا چاہیے مجھے اس پاسپورٹ اور ٹکٹ کو غائب کرنا ہو گی۔۔۔ کیسے بھی کر کے مجھے وہ چرانا ہے۔۔۔

وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

مگر گلشن بائی کے کمرے میں کیسے جاؤں گی۔۔۔ وہ جانتی تھی کے گلشن بائی کے کمرے میں جانے کی کسی کو اجازت نہیں تھی یہاں تک کے اس کے کمرے کی صفائی بھی اس کی موجودگی میں کی جاتی تھی اور اس سب پابندیوں کے باوجود اس کے کمرے میں جا کر اس کی لاکڈ ڈرار کی کیز ڈھونڈنا اور پھر پاسپورٹ نکالنا۔۔۔ شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف تھا مگر اسے یہ سب کرنا تھا ہر حال میں۔۔۔۔

وہ چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس آہ کر کھڑی ہوئی تھی----

پھر اس نے ایک لمبا سانس کھینچا تھا اور تازہ ہوا کو اپنی سانسوں میں اتارا تھا ایسا کر کے وہ خود کو ہمت دے رہی تھی----

آج ایک بیٹی کو اس کی ماں سے جیتنا ہو گا---- مگر گلشن بائی اپنے کیے پر ایک دن آپ کو خود ندامت ہو گی انشاللہ----

اس نے عظم سے کہا تھا-----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

انہوں نے الماری سے خالی لفافے کو نکال کر ہاتھ میں پکڑا تھا---- پھر ریلکسنگ چیئر پر بیٹھے تھے وہ پچھلے چند دنوں سے کتنی بار اس لفافے میں موجود کاغز پر لکھی تحریر کو پڑھ چکے تھے-----

ان کے اور ان کے دوست کا دکھ سانجھا ہی تو تھا----

آنکھیں نم ہوئیں تھیں ایک بار پھر وہ کاغز دیکھ کر ان کی----انہوں نے اس کاغذ کو نکال کر اس تحریر کو پھر سے پڑھنا شروع کیا تھا----

پیارے دوست یہ وصیت میری تمہارے نام ہے-----

میری دونوں پوتیاں میرے لیے بہت اہم ہیں تم جانتے ہو میری زندگی کے پیچھے لگے کالے سایے کے متعلق میں اپنے بیٹے کو نہیں بچا سکا تو خود کو بھی نہیں بچا پاؤں گا۔۔۔۔ کیونکہ وہ مجھ سے دس قدم آگے کا سوچتی ہے۔۔۔۔

میری بڑی پوتی کو اس نے اپنے بس میں کر لیا ہے اور وہ مجھ سے بہت بد گمان ہے میں چاہ کر بھی اس کی بدگمانیاں دور نہیں کر پایا ہوں۔۔۔۔۔

میں چاہتا ہوں میرے مرنے کے بعد وہ تمہارے زیر سایہ رہیں ویسے تو یہ بہت معیوب لگتا ہے ایک بیٹی کا باپ ہو کر کے میں اپنی پوتی کے لیے خود تمہارے زاویان کا ہاتھ مانگ رہا ہوں۔۔۔۔

میں چاہتا ہوں اس کی زندگی محفوظ رہے اور عزت بھی تم سے درخواست ہے اس کو اپنے گھر کی زینت بنا لینا اور چھوٹی کا بہت خیال رکھنا وہ نا سمجھ ہے مگر وہ دل کی بہت اچھی ہے بلکل اپنی دادی جیسی ہے۔۔۔۔

یہ سمجھ لو تمہارے مرتے دوست کی آخری امید تم ہو۔۔۔۔

میں نے جائیداد دونوں میں آدھی آدھی بانٹ دی ہے مگر یہ جائیداد انہیں ان کی شادی کے بعد ہی ملے گی۔۔۔۔

ان کو کیسے تم نے خود تک لانا ہے وہ تم جانتے ہو بس میری امید کو زندہ رکھنا۔۔۔۔

تمہارا دوست۔۔۔۔

ملک نثار۔۔۔۔۔

انہوں نے نم آنکھوں سے اس بار پھر اس تحریر کو پڑھا تھا۔۔۔۔

زاویان مان گیا تھا ان کے لیے یہی بہت تھا باقی کیسے ان دونوں کو اس گھر تک لانا تھا وہ اس کا بندوبست بھی کر چکے تھے۔۔۔۔۔

اپنے جگری یار کی بات کو فراموش کرنا ان کے بس میں تھا ہی نہیں جب ہی تو پوتے کی ناراضگی بھی مول لے لی تھی۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ لان میں بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔۔۔۔

اپنی زندگی میں آنے والے اس طوفان پر اس کا روم روم جل رہا تھا۔۔۔۔ ایک اشتعال تھا جو رگوں میں اتر رہا تھا۔۔۔۔ یہ سوچ ہی اسے خود سے بد ظن کر رہی تھی کے ایک لڑکی کا

اس کی زندگی میں آنا اسے اتنا بے بس کر گیا ہے اور جب وہ اس کی زندگی میں آئے گی تو وہ کتنا مجبور ہو جائے گا۔۔۔۔

وہ کھل کر جی نہیں سکے گا سانس نہیں لے سکے گا۔۔۔ اپنی مرضی سے اپنے بیڈروم کو استعمال نہیں کر سکے گا اسے اپنی لائف شئیر کرنی پڑے گی اپنی چیزیں شئیر کرنی پڑیں گی۔۔۔۔ وہ بھی ایک ایسی لڑکی کے ساتھ جسے وہ جانتا نہیں جس سے اسے محبت نہیں جس کا اس کی زندگی میں آنا اس کے لیے ایک عزاب سے کم نہیں۔۔۔۔

مجھے مجبور کر کے تم میری زندگی میں شامل تو ہو جاؤ گی مگر میر زاویان آفندی تمہیں اس قدر مجبور کر دے گا کے تم خود اس رشتے کو ختم کرنے کے لیے میرے آگے گڑگڑاو گی بھیک مانگو گی۔۔۔۔

تمہیں ابی کی نظروں میں اتنا گرا دوں گا کے انہیں افسوس ہو گا اپنے فیصلے پر جو انہوں نے میر زاویان آفندی کے لیے لیا۔۔۔۔ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا مجبور نہیں ہوا جتنا آج تمہاری وجہ سے میں آبی کے سامنے مجبور ہوا ہوں۔۔۔۔

تم دیکھنا تمہاری سانسوں کو ہی تمہاری بے بسی نا بنایا تو میر زاویان آفندی میرا نام نہیں۔۔۔۔

ویلکم ٹو دا پریشیس ہیل ڈئیر فیوچر وائف۔۔۔۔

اس نے سگریٹ کو پاؤں کے نیچے مسلا تھا۔۔۔۔

تو ابی نے تمہیں بتا دیا اس لیے یوں اداس بلبل بن کر بیٹھے ہوئے ہو۔۔۔۔۔

آہان آفندی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے اسکے ساتھ بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

تو آپ کو بھی پتہ ہے سب۔۔۔۔ اس نے لمبا سانس کھینچتے کہا تھا۔۔۔۔

تمہارے آنے سے پہلے میں بہت سمجھا چکا ہوں ابی کو مگر وہ اپنے مرے ہوئے دوست کی امید نہیں توڑ سکتے۔۔۔۔۔ آہان نے نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

تو پھر میں ہی کیوں آپ بھی تو ہیں نا وہ اس رشتے میں آپ کو بھی تو باندھ سکتے ہیں اس کے لہجے میں ایک بار پھر سے بے بسی گھلی تھی۔۔۔۔

یار خدا کا خوف کرو وہ لڑکی تم سے بھی دو سال چھوٹی ہے۔۔۔ اور میں تو اس کا باپ ہی لگوں گا ویسے بھی یہ رشتہ اسکے دادا نے کلئیر کٹ الفاظ میں تمہارے لیے میر زاویان آفندی کے لیے کہا ہے۔۔۔ آہان نے اسے صاف لفظوں میں بتایا تھا۔۔۔

رئیلی مگر لگتے تو آپ مجھ جتنے ہیں جہاں جاؤں آپ کو لے کر سب یہی کہتے ہیں یہ تمہارا بڑا بھائی ہے۔۔۔۔ خیر باپ تو آپ اس کے کسی لحاظ سے نہیں لگتے وہ الگ بات ہے کے بھلی کا بکرا بنانے کے لیے آپ دونوں کو میر زاویان آفندی ملا تھا میری رسپکٹ کا فائدہ اٹھا کر آپ دونوں یہ جو بن بادل کی برسات کو مجھ پر برسا رہے ہیں اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا اس نے ناراض لہجے میں صاف لفظوں میں اپنی ناراضگی کا اظہار کیا تھا اس میں میرا کیا قصور ہے یار مجھ سے کیوں ناراض ہو رہے ہو بلیو می ابی کو بہت سمجھایا ہے میں نے کہتے ہو تو اب بھی جا کر ایک دفعہ پھر سے بات۔۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے میں انکو اپنا فیصلہ سنا آیا یوں بتا آیا ہوں کے وہ جو چاہتے ہیں جیسا چاہتے ہیں کر گزریں۔۔۔ اس نے آہان کی بات کاٹتے ہوئے تھکے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

مطلب تم نے ہاں کر دی۔۔۔ آہان آفندی کو حیرانگی نہیں ہوئی تھی وہ جانتا تھا کے وہ ایسا ہی کرے گا وہ اپنے ابی کے کیے ہر سمجھوتے کو اپنی جھولی میں سمیٹے گا۔۔۔

اور کوئی آپشن نہیں چھوڑا تھا میرے پاس ابی نے۔۔۔۔ مجھے ہاں ہی تو کہنا تھا ہر حال میں۔۔۔ اس لڑکی کو اس گھر میں لانے کی جو چمک ان کی آنکھوں میں تھی اس کو میر زاویان آفندی کیسے کم کر سکتا تھا اس جوت کو کیسے بجھا سکتا تھا۔۔۔۔

اس نے لمبا سانس ہوا کے سپرد کرتے کہا تھا۔۔۔۔

ایک بار پھر سوچ لو زاویان۔۔۔ آہان نے اس کو کھوجتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

نہیں بڈی اب سوچنا کیا۔۔۔ سوچنے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں۔۔۔۔اس نے تلخ لہجے میں کہا

زاویان آج تم نے ثابت کر دیا ہے کے ابی کو اس دنیا میں تم سے بڑھ کر کوئی نہیں چاہ سکتا آج تم نے ان کی برسوں کی ریاضت کے تازہ پھول ان کا فیصلہ قبول کر کے انہیں سونپ دیئے ہیں خوش رہو۔۔۔

آہان آفندی نے خوش کن لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

ہممممم گڈ نائٹ بڈی آئی نیڈ سم ریسٹ۔۔۔ کہتے ہی وہ رکا نہیں تھا۔۔۔۔ نم آنکھوں سے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

اس سوال کو دل میں لیے کے اگر آج اس کا باپ بھی زندہ ہوتا تو وہ بھی اسے یوں داد دیتا اس کی قربانی پر یا پھر اس کی خوشیوں کے لیے ابی کے آگے ڈٹ کر کھڑا ہو جاتا۔۔۔۔۔

وہ "نفرتوں" کے سوال کرکے ے
محبتوں "کا جواب ملنگے "
کہ میرے حصے میں "کانٹے "لکھ کر
مجھسے تازہ "گلاب "ملنگے
یہ "چاہتوں "کی کڑی مسافت
چلے ہیں تنہا "شکست "خوردہ
کوئی تو میرا بھی "درد "جلنے
کوئی تو اس سے "حساب "ملنگے

مس یو ڈیڈ مام۔۔۔۔ اس نے بیڈ پر لیٹتے پلو کو ہگ کرتے شدت سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

برامدے میں رقص کی محفل سجی تھی۔۔۔۔ آج بھی کوٹھا پوری اب و تاب کے ساتھ جگمگا رہا تھا۔۔۔ گھنگروؤں کی چھنکار اور تبلے کی تھاپ فضا میں عجیب وحشت زدہ شور برپا کر رہی تھی۔۔۔۔۔

وہیں سگریٹ کا دھوا اور شیشے کے دھوئیں کے مرغولے ان سازوں کے ساتھ دم توڑ رہے تھے۔۔۔۔۔

شباب اور شراب دونوں کی تذلیل بڑی دل جمعی کے ساتھ ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ چپکے سے ساری صورتحال کا جائزہ لے رہی تھی ۔۔۔

گلشن بائی بھی اسی محفل میں بیٹھی نمایندگی اور داد و تحسین کی قلابیں جوڑ رہی تھی۔۔۔۔

یعنی انعمتہ کے لیے میدان صاف تھا۔۔۔۔ وہ چپکے سے دبے پاؤں اسکے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔ دروازے پر پہنچ کر لاک پر ہاتھ رکھ کر کھولنے کی کوشش کی تھی تو دروازہ لاکڈ تھا۔۔۔۔ یعنی دروازہ کھولنا تھا اسے کسی بھی طرح کر کے۔۔۔۔

کیز کہاں سے ملیں گیں۔۔۔ اس نے سوچا تھا۔۔۔ پھر بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں واپس آئی تھی۔۔۔۔

اپنے لیپ ٹاپ کو آن کر کے اس نے ڈور ان لاک کرنے کی ویڈیوز سرچ کی تھیں ایک دو ویڈیوز دیکھ کر ڈرار میں سے سکرو ڈرائیور لے کر وہ بھاگتی ہوئی گلشن بائی کے دروازے تک پہنچی تھی اور ایسا اس نے چھ سے سات منٹ کے اندر کیا تھا۔۔۔

وہ بڑی راز داری سے اس کام کو سر انجام دے رہی تھی کے کسی کو معلوم بھی ناہو اور وہ یہ کام سر انجام بھی دے لے۔۔۔ بڑی ہمت اور بڑے دل کے ساتھ اس نے کانپتے ہاتھوں سے سب سے نظر بچا کر سکرو ڈرائیور کو لاک میں گھسایا تھا۔۔۔

ارے انعمتہ بائی آپ یہاں کیا کر رہی ہیں اپنے عقب سے آتی آواز پر ایک دم وہ چونکی تھی۔۔۔

سکرو ڈرائیور ہاتھ سے گرتے گرتے بچا تھا۔۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے اس سکرو ڈرائیور کو دوپٹے کے نیچے چھپایا تھا۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔۔ک۔۔۔ ہچھ نہیں ۔۔۔۔م۔۔۔۔۔م۔۔۔میں ماما سے ملنے ائی تھی۔۔۔۔ اس نے کانپتی ٹانگوں سے لڑکھراتے لفظ ادا کیے تھے۔۔۔۔

اچھا مگر گلشن بائی تو محفل میں ہیں آپ ان سے بعد میں ملنے آہ جانا مگر آپ اتنا کانپ کیوں رہی ہیں۔۔۔۔

اس نے کہا تھا۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔ می۔۔۔۔۔میری طبیعت ٹھیک نہیں تو ماما سے میڈیسن کا کہنے آئی تھی مگر کوئی بات نہیں تم جاؤ میں بعد میں کہہ دوں گی۔۔۔۔ اس نے خود کو نارمل کرتے کہا تھا۔۔۔۔ ٹھیک ہے آپ کہیں تو میں آپ کو روم میں چھوڑ آؤں۔۔۔۔ آئیں میرے سا۔۔۔۔

ن۔۔۔۔۔ نہیں میں خود چلی جاؤں گی تم جاؤ جو کام کر رہی تھی وہ کر لو۔۔۔۔ اس نے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجاتے اسے تسلی دیتے کہا تھا۔۔۔۔ تو وہ چلی گئی تھی۔۔۔ اس کے جانے کے بعد یہاں وہاں دیکھ کر تسلی کر کے اس نے دوبارہ کانپتے ہاتھوں سے سکرو ڈرائیور کو لاک میں گھسا کر پش کیا تھا دائیں سے بائیں۔۔۔۔۔ کے ایک جھٹکے میں لاک کھل گیا تھا۔۔۔۔ وہ کانپتی ٹانگوں سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

کمرے میں گہرا سکوت اور خاموشی تھی۔۔۔۔

آگے بڑھ کر اس نے جلدی سے الماری کھولی تھی اور اس میں سے سکیور ڈرار کی طرف ہاتھ بڑھائے تھے۔۔۔

وہ ڈیجیٹل لاک تھا جو پاسورڈ مانگ رہا تھا۔۔۔

اس نے باری باری سب پاسورڈ ڈال کر چیک کر لیے تھے مگر وہ لاک کھلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔

کانپتی انگلیاں لرزتا وجود اور ماتھے پر چمکتی پسینے کی بوندیں اس کی گھبراہٹ کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔۔۔

اس نے ایک بار پھر سے کوشش کی تھی ۔۔۔ ڈر کے مارے وہ زیادہ پاسورڈ بھی نہیں ڈال رہی تھی کے کہیں پاسورڈ ایرر نا آہ جائے اسے جو بھی کرنا تھا بہت سوچ سمجھ کر کرنا تھا۔۔۔ اس کا حلق خشک ہو رہا تھا اور ہونٹ سوکھ رہے تھے۔۔۔۔۔مگر اس بار بھی رونگ پاسورڈ ہی آیا تھا۔۔۔۔

اے "بی "آئی "ایس "ایچ "عابش۔۔۔۔۔ اس کے بلکل پیچھے سے آواز گونجی تھی۔۔۔۔اس آواز کو وہ لاکھوں آوازوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔۔۔۔پیلے پڑتے چہرے کے ساتھ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔۔ اور اسے لگا تھا اس کے جسم کا خون نچڑ گیا ہو اور جسم بے جان ہو گیا ہو۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کیا ہوا ڈر گئی کھولو ناں۔۔۔۔۔۔

گلشن بائی نے اسے اس کے بالوں سے پکڑ کر جھکڑا تھا۔۔۔۔۔اور اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر دباؤ بڑھایا تھا۔۔۔۔

کہا تھا ناں کے اپنے دماغ کا استعمال کم کرنا مگر نہیں تم۔۔۔ تم نے سمجھا یہ خالی دھمکی ہے۔۔۔۔

گلشن بائی نے اس کی گردن پر مزید دباؤ بڑھایا تو اس کی آنکھیں ابل کر باہر آئیں تھیں۔۔۔۔۔ نازک سی، جان، لبوں پر آئی، تھی، آنکھوں، میں، نمی، اور جسم کی، روگوں، میں، جلتے

خون کی روانی رکی تھی۔۔۔۔ تب ہی دونوں ہاتھوں سے اس نے اس کا ہاتھ اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

م۔۔۔م۔۔۔ما۔۔۔ماما۔۔۔۔ وہ گھٹی گھٹی آواز میں اتنا ہی بول پائی تھی۔۔۔۔

کیا کہا ماما۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔ میں اور تم دونوں بہنوں کی ماں ہاہاہاہا۔۔۔۔ وہ قہقہہ مار کر ہنسی تھی۔۔۔

جب ہی اسکا پیلا پڑتا رنگ دیکھ کر جھٹکے سے اس کی گردن چھوڑی تھی۔۔۔

اس کی سزا تو بنتی ہے ناں انعمتہ بائی تمہیں کیا لگا تھا میری غیر موجودگی میں تم میرے کمرے میں آہ کر میرا ڈرار کھولو گی اور مجھے علم نہیں ہو گا۔۔۔ اس کمرے کے لاک کو کوئی ہاتھ بھی لگاتا ہے ناں تو میرے ہاتھ پر بندھی گھڑی پر مجھے فوراً نوٹیفکیشن مل جاتا ہے۔۔۔ میں وہاں بیٹھی تمہارا مجرا دیکھ رہی تھی جو تم اس کمرے کے لاک کو توڑ کر رہی تھی۔۔۔

تمہیں کیا لگا تم اتنی آسانی سے مجھ سے اپنی بہن کو بچا لو گی۔۔۔ چچچ چچچ بہت معصوم ہو تم۔۔۔ گلشن بائی نے اس کے دونوں جبڑوں کو ہاتھ میں پکڑ کر ان پر گرفت سخت کی تھی اور پھر غصے سے چلائی تھی۔۔۔

کتنی بے رحم اور سفاک ہیں آپ۔۔۔ ماں ایسی نہیں ہو سکتی۔۔۔ کاش مجھے اس رشتے کا پاس نا ہوتا آپ نہایت نیچ اور انسانیت کے درجے سے گرے ہوئی خاتون ہیں۔۔۔ اس نے ڈبڈباتی آنکھوں اور بھرائی آواز کے ساتھ کہا تھا۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔ گلشن بائی نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔۔۔ جسے وہ برداشت ہی نا کر سکی لہرا کر نیچے گری تھی ہونٹ کا کونا پھٹا تھا تھپڑ لگنے کی وجہ سے اور سر میں سے خون بہا تھا میز کا کونا لگنے کی وجہ سے وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوئی تھی۔۔۔

اس کو حرکت نا کرتا دیکھ پاؤں کی ٹھوکر مار کر اسے سیدھا کیا تھا اس نے مگر پھر اسے بے ہوش دیکھ کر اس نے غصے سے ایک ٹھوکر اور ماری تھی اس کے پیٹ پر جوتی کے

موتی اس کے پیٹ پر قمیض سے اٹکے تھے اور پیٹ سے قمیض اچھی خاصی پھٹی تھی----

گلشن بائی صفی اور ناصر شراب کے نشے میں دھت پھر سے لڑ پڑے ہیں صفی نے ناصر کا سر پھاڑ دیا ہے بوتل مار کر---- ایک لڑکی نے آہ کر بتایا تھا---

یا خدا ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی دوسری شروع ہو جاتی آج ان دونوں کی تو اچھی خاصی ٹھکائی لگوا کر نکلواتی ہوں یہاں سے ان کو آنے کون دیتا ہے یہاں---

تم جاؤ آتی ہوں میں----

گلشن بائی نے چلاتے ہوئے کہا تھا----

تمہیں تو میں آہ کر دیکھتی ہوں---- آج تمہارا اسی کوٹھے پر بندوبست نا کیا تو میرا نام بھی گلشن بائی نہیں---- کہتے وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی باہر جانے کے لیے----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

یہ انعمتہ کہاں ہے کتنی مرتبہ اسے منع کیا ہے شام کے بعد کمرے سے باہر نا نکلا کرے مگر یہ لڑکی سنتی ہی کب ہے۔۔۔۔ وہ اسے ڈھونڈتے ہوئے باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔

دیدم کیا ہوا بیٹا کسے ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔۔ گلشن بائی جو اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی اسے یوں ڈھونڈتے دیکھ کر پل بھر میں ٹھٹکی تھی۔۔۔ ڈر کے مارے اسے وہیں روک لیا تھا کے کہیں وہ اپنی بہن کو اس حالت میں نا دیکھ لے تبھی منٹوں میں اس کے شیطانی دماغ نے نیا جال بنا تھا۔۔۔

وہ ماما۔۔۔ انعمتہ نہیں نظر آہ رہی اسے ڈھونڈ رہی ہوں دیکھا آپ نے اسے کہیں۔۔۔ اس نے ان کے سامنے رکتے پوچھا تھا۔۔۔۔

ہاں وہ میرے پاس آئی تھی کہہ رہی تھی کچھ بکس لینی ہے اور طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو میڈیسن بھی لینی ہے میں نے اسے ڈرائیور کے ساتھ بھجوایا ہے اپنی چیزیں لے کر آہ جائے گی۔۔۔۔

گلشن بائی نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔۔

اوہ بٹ ایسا کچھ اس نے مجھے تو نہیں بتایا مجھے بتاتی تو میں بھی ساتھ چلی جاتی اس نے پریشان ہوتے کہا تھا۔۔۔

چندا پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں فکر مت کرو آہ جائے گی وہ ڈرائیور ساتھ ہے ناں اور اس میں کونفیڈنٹ ڈیویلپ ہونے دو۔۔۔۔ ہر وقت اسے اپنے ساتھ باندھ کر رکھو گی تو کیسے وہ تمہارے بغیر سروائیو کر سکے گی۔۔۔۔ اسے خود سے جینا سیکھنے دو۔۔۔۔۔ اب ہر وقت تو تم اس کے ساتھ بندھی نہیں رہو گی۔۔۔۔

گلشن بائی نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے بڑی مکاری سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

جی ماما ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔۔ اس نے اس کی بات سے ایگری کرتے کہا تھا۔۔۔۔ کل تم لوگوں کی سنگا پور کی ٹکٹس آہ جائیں گی میرے ایک بہت اچھے دوست ہیں چوہدری اسفند وہ بھی وہیں جا رہے ہیں تم دونوں وہاں چلی جانا وہاں کی بہت اچھی یونیورسٹی میں تم دونوں کا ایڈمیشن کروا دیا ہے اپنی تعلیم مکمل کرو پھر تمہاری شادی کا بھی کچھ سوچتی ہوں ویسے بھی یہ جگہ میری بیٹیوں کے رہنے کے قابل نہیں ہے۔۔۔۔

گلشن بائی نے بڑے پیار سے اسے پچکارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

مگر ماما ہم دونوں اکیلی کیسے آپ بھی چھوڑ دیں یہ سب آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔۔۔۔ اس نے گلشن بائی کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

میں یہاں رہ کر کما کر تمہارے لیے بھیجوں گی تاکہ تم لوگ وہاں آسانی سے رہ سکو۔۔۔۔

گلشن بائی نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

آپ کو کمانے کی کیا ضرورت ہے ماما دا جی کروڑوں کی جائیداد ہمارے لیے چھوڑ کر گئے ہیں آپ کو ہمارے ساتھ چلنا چاہیے اتنا پیسہ بہت ہے ہم تینوں کے لیے ہمارے لائف سٹائل کے لیے اس نے کنوینس کرتے کہا تھا۔۔۔۔

نہیں میری جان وہ پیسہ تم دونوں کا ہے تم دونوں کا حق ہے۔۔۔۔ اور وہ جائیداد تو تم۔لوگوں کو تمہاری شادی کے بعد ہی ملنی ہے۔۔۔۔۔ ویسے بھی اتنے لوگوں کا روزگار چھین کر اس کوٹھے کو تالا نہیں لگا سکتی سالوں سے اس چھبن زدہ ماحول میں رہتے رہتے اب تو عادت ہوگئی ہے مجھے یہاں کی۔۔۔۔

خیر یہ بہت پرانی پھانس ہے تم دونوں اپنی پیکنگ کر لو کل رات کی فلائیٹ ہے اینڈ نو مور ارگیو گلشن بائی نے اس کی گال تھپتپاتے کہا تھا۔۔۔۔

مگر ماما۔۔۔۔ اس نے بے بسی سے کہا تھا۔۔۔

نو مور ارگیو۔۔۔۔ کہتے ہی گلشن بائی وہاں سے آگے کی طرف چل دی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

یہ ہم کس جگہ جا رہے ہیں یہ تمہاری ٹریٹ ہے۔۔۔۔۔ کیا بے ہودہ ٹریٹ ہے اہان افندی نے غصے سے زاکر کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ہائے صدقے جاؤں میں تیرے زاکر کیا جگہ ڈیسائیڈ کی ہے ٹریٹ کی چمکتی جوانیاں دیکھنے کو ملیں گی آج تو۔۔۔۔۔ فراز نے للچائے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

بے شرموں بے غیرتوں کوئی حیا نام کی چیز ہے یا نہیں حد ہے بے غیرتی کی اتارو مجھے ابھی اور اسی وقت آہان نے غصے سے انہیں ڈانٹتے کہا تھا۔۔۔

کیا یار آہان تو نے کہا تھا کے تو کچھ نہیں بولے گا بس چپ کر کے بیٹھ ہماری خوشی میں خوش ہو جا کچھ دیر ایٹ لیسٹ پلیز۔۔۔۔ زاکر نے منت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

بڑی واحیات خوشی ہے تم دونوں کی اس نے دانت چباتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور وہ دونوں کھلکھلا کر ہنسے تھے۔۔۔

چل نا تو بھی دیکھ لینا شاید تجھے بھی وہاں کوئی ایسی مل جائے جو تیرے زخم بھرنے میں تیرے کام آہ سکے۔۔۔

فراز نے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا۔۔

ایسی کوئی نہیں ہے جو تھی وہ جا چکی ہے اور کچھ زخم بھرنے کے لیے نہیں ہوتے آہان نے سرد آہ بھرتے کہا تھا۔۔۔

مگر کچھ انسیڈنٹ انسان کی زندگی بدل دیتے ہیں ویسے ہمارا وہاں پوری رات انجوائے کرنے کا ارادہ ہے زاکر نے کہا تھا۔۔۔

میں وہاں ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں رکوں گا تم لوگ چاہے وہاں مہینہ رکنا آہان نے غصے سے کہا تھا۔۔

ہاؤ بورنگ مین۔۔۔۔ دونوں آہان کو چھیڑتے قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

تقریباً چند سیکنڈز کے بعد ہی اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔۔ خود کو نیچے گرا ہوا پایا تھا درد کی شدت سے سر پر ہاتھ رکھے اٹھی تھی مگر سر بری طرح چکرا رہا تھا۔۔۔ ماتھے سے بہتا ہوا خون کان کے پاس آہ کر جم گیا تھا۔۔۔۔

ہونٹ کا پھٹا کنارہ درد کرتا وبال جان بنا ہوا تھا اور ٹانگوں میں جان بلکل نہیں تھی۔۔۔۔ آنکھیں اس کی پھر سے گرم پانیوں سے بھرنے لگیں تھیں۔۔۔۔

وہ گلشن بائی کے کمرے میں ہی موجود تھی۔۔۔۔ اس کا دم گھٹنے لگا تھا اس کمرے میں جب ہی بڑی ہمت کر کے اٹھی تھی اور دروازے کا لاک گھما کر تیزی سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔ اپنے کمرے میں وہ جا نہیں سکتی تھی اس حالت میں دیدم کے ہزاروں سوالوں کے جواب وہ کیسے دیتی جب ہی خود کو ان سوالوں سے بچانے کے لیے تنہائی میں رونے کے لیے خود سے خود کا درد بانٹنے کے لیے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی تھی چھت کے کسی کونے میں بیٹھ کر جی بھر کر رونے کے لیے۔۔۔۔ وہ جانتی تھی وہ بہت کمزور

ہے وہ کسی صورت بھی مقابلہ نہیں کر سکتی گلشن بائی کا اگر وہ اس کا یہ حال کر سکتی ہے تو وہ کسی صورت دیدم کو بھی نہیں چھوڑے گی۔۔۔۔
سوچتے ہی وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

یہ شہر کا مشہور ترین کوٹا تھا گلشن بائی کا کوٹا حسن کی مثالوں سے بھرا پڑا۔۔۔
وہ ان کے ساتھ وہاں آہ تو گیا تھا مگر اس کا ایک لمحے بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔
گھنگروؤں کی چھنکار اور شراب کی بدبو اس کے اعصاب میں کھنچاؤ پیدا کر رہی تھی ۔۔ وہ ایک لمحے کے لیے بھی انجوائے نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔
جبکہ زاکر اور فراز اس قدر اس رقص کی محفل میں کھوئے ہوئے تھے۔۔۔۔ کے انہیں خود کی بھی ہوش نہیں تھی۔۔۔۔ اور وہ ایک گھنٹے سے پہلے وہاں سے جا نہیں سکتا تھا اپنے وعدے کے مطابق۔۔۔۔

تبھی اس کا اچانک دل گھبرانا شروع ہوا تھا۔۔۔ فراز کو باہر کھلی ہوا میں سانس لینے کا اشارہ کر کے وہ وہاں سے باہر نکلا تھا۔۔۔

ارے صاحب کیا چاہیے آپ کو۔۔۔ کوٹھے پر موجود ملازمہ نے کہا تھا۔۔۔

میں کچھ دیر کھلی ہوا میں سانس لینا چاہتا ہوں کچھ گھبراہٹ محسوس ہو رہی ہے کیا تم مجھے چھت کا راستہ بتا سکتی ہو آہان نے ملازمہ سے کہا تھا دائیں جانب ہیں سیڑھیاں صاحب۔۔۔ ملازمہ کہتی آگے بڑھ گئی تھی اور وہ سیڑھیاں چڑھتا چھت پر پہنچا تھا۔۔۔ تازہ ہوا ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی تو اسے نے کھل کر تین چار لمبے لمبے سانس ہوا کے سپرد کیے تھے۔۔۔۔

پھر جیب میں سے لائٹر اور سگریٹ نکال کر سگریٹ دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔ گہرا سانس لے کر وہ اپنی کھوئی زندگی کو یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا

مگر وہ چاہ کر بھی اس کے ذہن کے پردوں پر نہیں جگمگائی تھی اور ایسا آج اس کے ساتھ پہلی مرتبہ ہوا تھا۔۔۔ بہت یاد کرنے کے باوجود بھی اس کی یادوں میں اس کا

عکس نہیں لہرایا تھا۔۔۔ سگریٹ کے گھونٹ اپنے اندر اتارتے وہ تلخی سے مسکرایا تھا۔۔۔

تو تم نے اپنی یادوں کو بھی مجھ سے چھین لیا پتہ ہے اتنے سالوں میں اب مجھے تم سے بس نفرت ہوتی ہے تمہاری بے وفائی کا زخم بہت بڑا گناہ بن گیا ہے مجھ پر۔۔۔ اس نے بچی ہوئی سگریٹ کو اپنے جوتے کے نیچے مسلتے غصے سے کہا تھا۔۔۔ اور پھر تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔ ابھی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کے کسی نازک وجود کے ساتھ بری طرح ٹکرایا تھا۔۔۔ اور وہ جو سیڑھیاں چڑھ رہی تھی سخت فولادی سینے کے ساتھ دوبارہ سر ٹکرا بیٹھی تھی وہیں سے جہاں میز کا کونا لگا تھا اور پھر سے سر سے خون بہنے لگے تھا۔۔۔۔

وہ دونوں گرتے گرتے بچے تھے۔۔۔۔ آہان کا ہاتھ اس کو گرنے سے بچاتے بچاتے اس کی کمر پر گیا تھا اور پھر سختی سے اس نے اس کے پیٹ اور کمر کو پکڑے جھٹکے سے اسے پیچھے کرتے سیڑھیوں پر گرنے سے بچایا تھا۔۔۔ انعمتہ کے پیٹ میں ٹھیس اٹھی تھی اس کے ہاتھ کے دباؤ سے بری طرح اس نے اس کے کاندھوں پر رکھے دونوں ہاتھوں

سے اس کے کاندھوں پر دباؤ بڑھاتے اپنی دبی سسکی کو روکا تھا جبکہ درد کی شدت برداشت کرتے اس کی آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔۔۔ اسے یونہی پکڑے وہ پیچھے کو قدم لیتا چھت پر پہنچا تھا۔۔۔

آر یو آل رائٹ ائی ایم سوری میں نے آپ کو دیکھا نہیں اور آپ کو لگ گئی اس کی کمر سے ہاتھ ہٹھاتے اس نے کہا تھا۔۔۔

وہ پھدک کر دو قدم اس سے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ جھکا سر اٹھایا تو اس کا چہرہ دیکھتے ہی منٹوں میں آہان کی جان پر بن ائی تھی۔۔۔۔۔ چہرے پر تھپڑ کا نشان سفید رنگت پر واضح چھپا ہوا تھا۔۔۔۔ ہونٹ کے کونے سے خون بہہ رہا تھا اور ماتھے کا خون بہتا گردن تک پہنچ چکا تھا۔۔۔ بڑی بڑی آنکھیں آنسوؤں کے کٹوروں سے بھری ہوئی تھی۔۔۔۔ ناک پر بھی کھروچ تھی۔۔۔۔ چہرہ اتنے زخموں کی زیادتی کے باوجود بھی دل نشین تھا موہ لینے والی کششش رکھتا تھا۔۔۔۔۔ نازک کانپتا وجود لرزتے ہونٹ اس کے درد کا منہ بولتا ثبوت تھے۔۔۔۔۔

آہان کا دل پل بھر میں اس کی تکلیف پر ڈوب کر ابھرا تھا۔۔۔۔ تب ہی اپنی عادت کے بر خلاف آگے بڑھ کر اس کے پھٹے ہوئے ہونٹ کے کونے پر انگھوٹا رکھا کر ہلکا سا سہلایا تھا۔۔۔ اور ایسا وہ کیوں کر گیا تھا خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔ اسے درد ہوا تھا زخم پر انگھوٹا لگتے وہ درد کی شدت سے بے حال ہوتی ایک قدم پیچھے ہوئی تھی اور آہان نے ایک قدم آگے بڑھایا تھا۔۔۔

کیا ہوا آپ کو یہ کیسے ہوا۔۔۔ اس نے ہاتھ پیچھے ہٹا کر پوچھا تھا۔۔۔

ڈونٹ ٹچ می تم جو کوئی بھی ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ وہ درد برداشت کرتے تھک رہی تھی۔۔۔ تبھی چلائی تھی۔۔۔ اور مڑی تھی۔۔۔

نہیں جاؤں گا بتاؤ کس نے یہ کیا تمہارے ساتھ۔۔۔ اس نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا وہ پھر سے اسکے سینے کے ساتھ ٹکرائی تھی۔۔۔

لیو می اس سے پیچھے ہوتے اس نے اپنی کلائی چھڑوائی تھی۔۔۔اس بار تیز ہوا کا جھونکا چلا تھا اور اس کے کھلے بال پیچھے ہوئے تھے اور اس کی گردن واضح ہوئی تھی ۔۔۔۔۔

اوہ مائی گوڈ تمہیں کسی نے مارنے کی کوشش کی ہے۔۔۔۔ اس کی گردن پر انگلیوں کے سرخ نشان دیکھ کر وہ حیرت کی گہرائیوں میں ڈوبا تھا۔۔۔۔

تم سے مطلب جس کام کے لیے آئے ہو اس کھوٹے پر۔ وہ کرو اور جاؤ یہاں سے تم جیسے لٹیرے ہمدردی کی باتیں کرتے اچھے نہیں لگتے۔۔۔۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔۔۔۔ اس نے آنسوؤں سے بھیگے چہرے سے کہا تھا۔۔۔۔

ہاؤ ڈئیر یو کال می لٹیرا اس کوٹے پر آنے والے سب انسانوں کو تم ایک جیسا کیوں کہہ رہی ہو اس کو اس کی بات سن کر غصہ آیا تھا۔۔۔۔

اوہ اب میں سمجھی تمہیں ماما نے بھیجا ہو گا میرے پیچھے میری عزت نوچنے کے لیے وہ یہی تو چاہتی ہیں اس نے اکھڑتے سانس کے ساتھ زور دار آواز میں چیختے کہا تھا اتنی زور سے چیخی تھی وہ کے پیٹ پر پڑے زخم میں درد سے بلبلا اٹھی تھی تبھی پیٹ پر ہاتھ رکھے نڈھال ہوئی تھی۔۔۔

شٹ اپ بکواس بند کرو اپنی میں کسی کے کہنے پر کیوں کروں گا یہ سب ہوش میں تو ہو کیا بولتی جا رہی ہو۔۔۔۔ تم مجھے بغیر جانے میرے کریکٹر پر انگلی اٹھا رہی یو۔۔۔۔ کیوں

اذیت دے رہی ہو خود کو۔۔۔ اس نے اس کی کلائی پکڑ کر اس کی پشت کو سینے سے لگایا تھا اور اس کا ہاتھ ہٹا کر اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا جہاں سے قمیض پھٹ چکی تھی اور ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا ۔۔۔۔ اپنے پیٹ پر اس کا سہلاتا ہاتھ محسوس کرتے اس کے جسم میں عجیب سی سنسناتی لہر دوڑی تھی۔۔۔ کاندھے پر چھبتی گرم سانسیں اس کے جسم کو مزید لرزا رہیں تھیں۔۔۔

پلیز چھوڑو مجھے۔۔۔ اب کے اس نے کانپتے وجود کے ساتھ بڑی ہمت کر کے کہا تھا۔۔۔

تب تک نہیں چھوڑوں گا جب تک یہ نہیں بتاؤ گی یہ سب کس نے کیا اور کیوں اذیت دے رہی ہو خود کو کیوں ہلکان کر رہی ہو خود کو اس اذیت میں۔۔۔

اس نے اس کی کان کے پاس ہونٹ لاتے سرگوشی کرتے کہا تھا۔۔۔

اور انعمتہ کی جان پر بن ائی تھی اس کی سلگتی سانسوں کو برداشت کرتے جسم میں مزید کپکپاہٹ جاری ہوئی تھی۔۔۔

کانپنا بند کرو۔۔۔ آہان نے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے پھر سے اس کے کان کے پاس سرگوشی کرتے کہا تھا وہ جانتا تھا کے اس کے لمس سے اس کا نازک وجود کانپ رہا ہے۔۔۔ مگر جانے کیوں اس کا قریب رہنا اسے سکون دے رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کے اس کے سارے درد سارے غم چن لے۔۔۔ تبھی بے اختیار ہو کر اس کے کاندھے پر لب رکھنے لگا تھا کے انعمتہ نے پوری جان سے اس کی گرفت سے نکلتے اسے پیچھے کو دھکا دیا تھا اور وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھی تھی اور اپنی تکلیف کو برداشت کرتی سیڑھیاں اترنے لگی تھی۔۔۔

کہاں تھی تو چل ادھر گلشن بائی کا حکم ہے تجھے تہہ خانے میں بند کرنے کا۔۔۔۔

ابھی وہ دوڑتی اپنے کمرے کی طرف جانے لگی تھی کے رشید نے اس کی کلائی پکڑ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے دبوچا تھا اور دوسرے کمرے میں لے جا کر پردے کے پیچھے کا درواز ہٹا کر سیڑھیاں اترنے لگا تھا۔۔۔۔ وہ کسی پڑپڑاتی چڑیا کی طرح ہاتھ پاؤں چلا رہی تھی۔۔۔ خود کو چھڑوا رہی تھی۔۔۔ غوں غوں کرتی وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی اس کا ہاتھ

ہٹانا چاہ رہی تھی اپنے منہ سے مگر وہ نازک جان اس فولادی صفت طاقت ور جن سے سو گناہ کمزور تھی۔۔۔۔ اس نے تہہ خانے میں لے جا کر اسے زمین پر پٹکا تھا۔۔۔

آواز آئی یا شور کیا تو تیری بوٹیاں نوچ لوں گا اپنی جان کی آمان چاہتی ہے تو چپ چاپ رہ یہاں۔۔۔۔

رشید نے گرجتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

پلیز مجھے میری دیدم کے پاس چھوڑ آؤ مت کرو ایسا پلیز وہ روتی بلکتی چیخ رہی تھی۔۔۔۔

مگر وہ جا چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے کو گرا تھا رکو نیچے مت جاؤ میری بات سنو مجھے بتاؤ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے آئی ول ہیلپ یو وہ اس کے پیچھے ہی لپکا تھا اس کے پیچھے بھاگا تھا مگر وہ منٹوں میں اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ پاگلوں کی طرح اسے یہاں وہاں ڈھونڈنے لگا تھا۔۔۔

ایک الاؤ سا اس کے اندر دھکنے لگا تھا۔۔۔۔ اس کے دور جانے کا احساس عجیب سا لگا اسے۔۔۔۔

کیوں فکر کر رہا ہوں میں اس کی جب اسے ہی اپنی پرواہ نہیں۔۔۔ اس نے غصے سے سوچا تھا۔۔۔

اور وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کیوں آئے ہو عابی یہاں میں نے منع کیا تھا نا تمہیں پھر کیوں آئے ہو کال کر دیتے مجھے میں خود آہ جاتی تم سے ملنے۔۔۔۔

گلشن بائی نے اسے غصے سے دیکھتے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

آپ آہ جاتیں پتہ بھی ہے موم کتنے دنوں سے ٹرخا رہیں ہیں آپ مجھے۔۔۔ ہربار مجھے تسلی دے کر چپ کروا دیتی ہیں مگر آج نہیں آج میں یہاں سے اسے دیکھے بغیر نہیں جاؤں گا۔۔۔

اس نے ضدی لہجے میں کہا تھا۔۔۔

میں نے تمہیں اسکی تصویر بھیجی تو تھی تم کیوں ایسے کر رہے ہو کیوں میری مشکلات بڑھا رہے ہو دیکھو بیٹا کسی نے تمہیں بہلا دیکھ لیا تو میرے لیے بہت ساری مشکلات

پیدا ہو جائیں گی فور گوڈ سیک عابی جاؤ یہاں سے۔۔۔۔گلشن بائی نے منت والے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

نو مام تصویر سے وہ والی فیلنگز تھوڑی آتی ہیں میں اسے دیکھ کر چھو کر محسوس کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

اس نے ٹھنڈی آہ بھرتے کہا تھا۔۔۔۔

عابی کیوں فضول اور بے ہودہ بکواس کر رہے ہو۔۔۔۔ گلشن بائی نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

آپ فضول اور بے ہودہ کام کر سکتیں ہیں میں فضول اور بے ہودہ بات نہیں کر سکتا یہ کہاں کا انصاف ہے موم اس نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

تو تم ایسے نہیں جاؤ گے۔۔۔۔ گلشن بائی نے ہمت ہارتے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں اسے کس کیے بغیر تو بلکل نہیں۔۔۔۔ اس نے مکروہ ہنسی ہنستے کہا تھا۔۔۔۔

ابھی چلے جاؤ عابی کچھ دنوں تک میں اس سے تمہارا نکاح کروا دوں گی۔۔۔۔

گلشن بائی نے پھر سے منت والے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

نو ماما میں آج ٹلنے والا نہیں ہوں جسٹ ون کس اور ویسے بھی وہ میری ہی تو ہے اور کیا ہے ناں نکاح تو آپ نے میرا لازمی کروانا ہے اس کے ساتھ کیوں کے۔۔۔۔

کیوں کے میری پیاری ماما کو اس کی پراپرٹی تب تک نہیں مل سکتی جب تک اس کا نکاح نہیں ہو گا۔۔۔۔

اس نے آنکھ مارتے خصلت سے کہا تھا۔۔۔۔

وہ جانتی تھی وہ نہیں ٹلے گا اس کا ہی تو خون تھا خباثت اور مکاری میں اس سے چار ہاتھ آگے۔۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے مگر یہاں تم کسی کے سامنے مجھے موم نہیں کہو گے کلئیر۔۔۔اس نے صاف لفظوں میں اسے کہا تھا۔۔۔

کوشش کروں گا موم اس نے سر کھجاتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

چلو اب میرے ساتھ وہ اسے اپنے ساتھ لیے آگے بڑھی تھی اور تہہ خانے کے دروازے پر لاکر اسے چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔ اور اسے اندر جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

کام ہو جائے تو مجھ سے ملے بغیر چلے جانا۔۔۔ اس نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تھا جب اس کے کانوں میں گلشن بائی کی آواز گونجی تھی۔ ۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ وہاں سے نکل تو آیا تھا مگر اسکا رواں رواں جل رہا تھا۔۔۔ اسکا لمس اسے اپنے اردگرد محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اس کی خوشبو اس کے آس پاس مچل رہی تھی۔۔۔ اور اسکی دھڑکنیں بے تاب ہو رہیں تھیں۔۔۔۔ اور یہ زندگی میں پہلی بار تھا جب وہ اپنا زخم بھلائے اس کے زخموں پر تڑپ رہا تھا۔۔۔

زندگی میں پہلی بار تھا جب وہ کسی کے آنسوؤں پر اتنی بری طرح مچلا تھا۔۔۔اتنا تو وہ اپنی پہلی محبت کے آنسوؤں پر بے تاب نہیں ہوا تھا۔۔۔

اس کی آنسوؤں سے بھری انکھیں اسکے چہرے پر لکھی درد کی تحریر نے آہان آفندی کی روح کو پگھلا دیا تھا۔۔۔

میں کیوں اس کے بارے میں یوں سوچ رہا ہوں کیوں اس کے لمس کی مجھے شدت سے خواہش ہو رہی ہے وہ مجھے سے چھوٹی ہے بہت چھوٹی میں کیوں بہک رہا ہوں۔۔۔۔

اپنے ٹیرس کی بالکونی پر کھڑے اس نے سگریٹ کے دھوئیں کو اڑاتے خودکلامی کی تھی----

وہ جتنا اس کے احساس کو جھٹلا رہا تھا اس کا وجود اتنا ہی اس کے لمس کو اس کے اندر جگا رہا تھا-----

ہو سکتا ہے کوئی اس کے ساتھ کچھ برا کرنے لگا ہو اور وہ خودکو بچاتی اس جگہ پہنچی ہو مگر وہ اس کوٹھے پر تھی ہی کیوں وہ بد نام جگہ اس کی رہائش کیسے ہو سکتی ہے----

ہو سکتا ہے اسے وہاں زبردستی لے کر جایا گیا ہو----

مگر وہ کہہ رہی تھی اس کی ماما نے اسکے ساتھ----

م----م---میں اسے وہاں کیوں چھوڑ کر آیا مجھے ڈھونڈنا چاہیے تھااسے اگر اسکے ساتھ اب تک کچھ برا ہو گیا ہوا تو---

نہیں----- وہ مر جائے گی اسکا نازک وجود یہ نہیں برداشت کر پائے گا اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے آہان افندی----- اس نے اپنے بالوں کو اپنی مٹھیوں میں جھکڑتے ہوئے کہا تھا----

تمہارا ایسا حال کرنے والے کو میں کسی صورت نہیں بخشوں گا۔۔۔ آئی پرامس ٹو یو پنک روز۔۔۔

اس نے اپنے اشتعال پر قابو پاتے کہا تھا اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کیا ہوا ہے بیٹا کیوں رو رہی یو۔۔۔۔ وہ جو تہہ خانے میں موجود کب سے آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ ایک رحم دل شفیق ہاتھ سر پر رکھے ایک بوڑھی خاتون نے اس کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔

آپ۔۔۔ آپ کون۔۔۔ اس نے ڈرتے ہوئے پیچھے ہوتے کیا تھا۔۔۔

ڈرو مت میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گی میں تو خود پچھلے اٹھارہ سال سے اس قید میں بند یوں۔۔۔ سکینہ بائی نے کہا تھا۔۔۔

آپ یہاں کیوں قید ہیں انعمتہ نے ان کے نورانی چہرے کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

بس اپنوں کی غداری کی وجہ سے جب خون سفید ہو جائیں تو گلہ خود کی ذات سے ہی بن جاتا ہے۔۔۔

سکینہ بائی نے تھکے لہجے میں کہا تھا---

تمہیں کس بات کی سزا دی جا رہی ہے ضرور تم نے گلشن بائی کے کسی حکم کی خلاف ورزی کی ہو گی بوڑھی خاتون نے کہا تھا---

اماں کیا کوئی ماں اتنا گر سکتی ہے کے وہ خود اپنی بیٹیوں کو بھیڑیوں کے آگے پیش کر دے اس نے ڈبڈباتی آنکھوں سے بھرائی آواز میں پوچھا تھا----

کیا مطلب بیٹا سکینہ بائی نے اس کے آنسو صاف کرتے نرم لہجے میں پوچھا تھا----

گلشن بائی میری ماما ہیں اور وہ چاہتیں ہیں کے دیدم ان کا کام آگے چلائے انہوں نے اسے بیچ دیا دس کڑوڑ پر وہ اپنی بیٹی کا سودا کر بیٹھیں ہیں ان کی عزت کا سودا اس نے ہچکیوں سے روتے ہوئے کہا تھا----

کیا کہا تم نے کیا تم دیدم ہو---- بوڑھی خاتون نے حیرانگی سے پوچھا تھا----

نہیں میں انعمتہ ہوں---- اس نے انہیں بتایا تھا----

انعمتہ میری بچی میں---- میں تمہاری نانی ہوں انہوں نے اسے سینے میں بھینچتے کہا تھا----

کیا آپ کے ساتھ بھی ماما نے اتنا گندا سلوک کیا آپ کو بھی یہاں قید کر کے رکھا۔۔۔

اس نے اپنے گرتے آنسوؤں سے ان کی آغوش میں تڑپتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

نہیں میری جان جسے تم اپنی ماں سمجھ رہی ہو وہ تمہاری ماں نہیں ہے وہ تو تمہاری۔۔۔۔ ابھی ان کے منہ میں ہی الفاظ تھے جب کوئی تیزی سے سیڑھیاں اترتا نیچے آیا تھا۔۔۔۔

ہیلو نانی۔۔۔ عابش نے آتے ہی مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ہیلو وائف۔۔۔ اس نے انعمتہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے اسے اٹھایا تھا۔۔۔وہ تو سکینہ بائی کے لفظوں پر ہی انہیں حیران ہوتے دیکھ رہی تھی جب ہی اس کے پکڑنے پر اس کے ساتھ ہی اٹھتی گئی۔۔۔

چھوڑ دو عابش اسے۔۔۔۔ سکینہ بائی نے اس کا ہاتھ چھڑواتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

چھوڑو مجھے انعمتہ نے پوری جان سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔۔۔وہ لمحے میں ہوش میں ائی تھی ۔۔۔

نانوں میں اپنی ہونے والی بیوی سے ملنے آیا ہوں ڈونٹ ڈسٹرب۔۔۔۔۔۔کہتے ہی وہ اس کا ہاتھ تھامے تہہ خانے میں ہی بنے ہوئے ایک کمرے کے اندر چلا گیا تھا۔۔۔۔

چھوڑو مجھے کون ہو تم کیا چاہتے ہو لیو می۔۔۔۔۔

انعمتہ نے چیختے ہوئے اس کو پیچھے دھکیلا تھا۔۔۔

ہے یو آواز نیچے زیادہ اونچا سننے کا قائل نہیں ہوں میں ایک بار ایک بات صاف لفظوں میں سمجھا رہو ہوں اس کے بعد مجھ سے دور ہونے کی کوشش کی تو موم سے زیادہ برا حشر کروں گا تمہارا سمجھی تم۔۔۔۔

عابش نے غصے سے چنگاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کچھ دنوں میں تم میری بیوی بننے والی ہو نکاح ہونے والا ہے ہمارا اور ابھی میں اپنی بیوی کو محسوس کرنے اسے کس کرنے آیا ہوں سو اب ایک لفظ نہیں۔۔۔۔

کڑے تیوروں سے کہتے وہ اس نازک جان کی کمر میں ہاتھ ڈالے اس کو خود کے قریب کرتے اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔

کے جبھی ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

جیسے ہی دروازہ کھلنے کی آواز آئی انعمتہ نے اپنے تیز ناخنوں کے وار سے کسی خونخوار بلی کی طرح اس کے چہرے کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔۔۔۔

اوچ۔۔۔۔ یو باسٹرڈ۔۔۔۔۔ اس نے غصے سے اپنے ہاتھ کا پنچ بنایا تھا۔۔۔۔

عابی نکلو یہاں سے پولیس کی ریٹ پڑ گئی ہے ناصر اور صفی کی وجہ سے۔۔۔۔ میں نہیں چاہتی کے تم کسی بھی مصیبت میں پڑو نکلو ابھی کے ابھی فوراً گلشن بائی نے اس کو بازو سے پکڑتے اپنی طرف کھینچتے باہر لے جاتے کہا تھا۔۔۔

آپ نے دیکھا نہیں ماما اس نے کیسے میرے چہرے پر۔۔۔۔

بعد میں بیٹا سارے حساب برابر کرنا مگر ابھی نہیں بعد میں پلیز جاؤ پولیس آہ گئی ہے تم کسی بھی مصیبت میں پڑھ جاؤ گے۔۔۔

گلشن بائی نے منت سماجت کرتے کہا تھا۔۔۔

اوکے فائن، ابھی، تو جا رہا ہوں، مگر کل، نکاح خوان، کا بندوبست کر کے رکھے گا۔۔۔

اس نے غصے سے چنگارتے ہوئے دھمکی دی تھی اور پھر وہاں سے چلے گیا تھا۔۔۔
تم ادھر اسی کمرے میں بند رہو گی تمہیں تو میں آہ کر دیکھتی ہوں۔۔۔ میرء بیٹے کے منہ پر وار کیا تو نے۔۔۔۔رشید تالا ڈال اس موئی کے کمرے کے دروازے پر۔۔۔
گلشن بائی نے رشید کو حکم دیا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ گاڑی لے کر سیدھا گلشن بائی کے کوٹھے پر گیا تھا مگر وہاں پولیس موبائل دیکھ کر کچھ دیر کے لیے ٹھٹکا تھا۔۔۔۔
پھر وہیں کھڑے اس نے جیب سے موبائل نکال کر فراز کو کال کی تھی۔۔۔
کہاں ہو تم دونوں۔۔۔۔ اس نے فراز کے موبائل اٹھاتے ہی پوچھا تھا۔۔۔
یار ہم ادھر ہی کوٹھے پر۔۔۔ فراز نے بتایا تھا۔۔۔
مگر وہاں تو لیس کی ریٹ پڑی ہے۔۔۔ آہان نے پوچھا تھا۔۔۔۔
ہاں بس وہ سرسری سی کچھ لڑائی ہوئی تھی یہاں تو اس کا سرسری سا جائزہ لینے آئی تھی بس اب جا چکی ہے۔۔۔ فراز نے مصروف انداز میں بتایا تھا۔ ۔۔۔
ماہر آؤ دونوں، مجھے کچھ بات کرنی ہے اس نے حکم دیا تھا۔۔۔

آہان کل ابھی نہیں پلیز۔۔۔۔ فراز نے ٹالا تھا۔۔۔

اگلے پانچ منٹ تک تم دونوں مجھے باہر چاہیے ہو اس نے حکم دیا تھا اور کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔۔

اور وہ دونوں اگلے پانچ منٹ تک واقع باہر تھے اس کے پاس۔۔۔۔

کون سی مصیبت پڑھ گئی تھی تجھے جو اس طرح بلایا ہے ہمیں۔۔۔۔ تو نے اس طرح کے کاموں میں رنگ میں بھنگ ضرور ڈالنا ہوتا ہے۔۔۔۔ زاکر نے ناک بسورتے کہا تھا۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔۔ اندر ایک لڑکی ہے اور وو مجھے چاہیے۔۔۔۔۔

آہان نے صاف لفظوں میں کہا تھا۔۔۔۔ اور اس کی بات سن کر وہ دونوں اپنی اپنی جگہ اچھلے تھے۔۔۔۔

آہان تو نے ڈرنک لی ہے۔۔۔۔ زاکر نے اسے گہری نظروں سے کھوجتے کہا تھا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ آہان نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

پھر تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں چیک اپ کے لیے فراز نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔

نہیں میری طبیعت ٹھیک ہے کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔۔۔ اس نے اس کا ہاتھ ماتھے سے ہٹاتے کہا تھا۔۔۔۔

پھر تم جھوٹ بول رہے ہو تم نے پی ہے ۔۔۔ بغیر کسی نشے کے تم کسی لڑکی کے لیے کیسے بات کر سکتے ہو وہ بھی اتنے سالوں بعد۔۔۔۔۔ آہان آفندی کہہ رہا ہے کے اندر ایک لڑکی ہے اور وہ اسے چاہیے۔۔۔۔ امپوسبل

فراز نے حیران ہوتے کہا تھا ۔۔۔۔۔

یہی تو مسلہ ہے بن پیے چڑھ گئی ہے وہ۔۔۔۔ اس کا نشہ دماغ اور دل پر سوار ہو گیا ہے۔۔۔۔ اس کی خوشبو اپنے ارگرد محسوس ہو رہی ہے۔۔۔۔

فراز اس کا چہرہ اور اس کے چہرے پر لکھی درد کی تحریر اس کی معصومیت۔۔۔۔ اس کو کسی نے بڑی بے دردی سے مارا تھا یار اور صرف مارا ہی نہیں اسے جان سے مارنے کی

کوششش کی گئی ہے یار--- میں نہیں جانتا وہ یہاں کیسے اور کیوں آئی ہے بٹ مجھے اسے بچانا ہے ہر حال میں---

اس نے درد بھرے لہجے میں کہا تھا----

دیکھ آہان اگر تجھے وہ ایک رات کے لیے چاہیے تو ہم بات کر سکتے ہیں گلشن بائی سے----

تیرا دل بہل جائے ہمارے لیے اس سے بہتر کیا ہو گا---- مگر تو صرف ہمدردی کے ناطے اسے یہاں سے نکلوانا چاہتا ہے تو دیکھ میرے بھائی ایسا نہیں ہو سکتا ہم پرائی لڑائی میں کیوں پڑیں اور ویسے بھی اس کوٹھے پر ایسی ہزاروں داستانیں رقم ہوں گیں جہاں اس جیسی لڑکیاں ایسے ہی مار کھا کر اس زندگی کو قبول کرتی ہوں گی ---

زاکر نے اسے تسلی سے سمجھاتے ہوئے کہا تھا----

شٹ اپ زاکر تم نے نہیں میں نے اسے دیکھا ہے وہ یہاں کی نہیں ہے اس کی حالت سے وہ لگ ہی نہیں رہی تھی کے وہ یہاں کی ہو ادھر پلی بڑی ہو وہ اس دنیاکی نہیں ہے۔۔۔۔

اور دوسری بات وہ دل بہلانے کے لیے نہیں ہے نا ہی راتیں۔ گزارنے کے لیے اسکی معصومیت کو میں کسی درندگی کے حوالے نہیں کر سکتا۔۔۔۔

آخری بات اس نے غصے سے زاکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہی تھی ۔۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے تو ہمیں اس سے یہ پوچھنا چاہیے کے وہ اسے ہمیں کتنے میں بیچے گی۔۔۔۔ فراز نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔

میں اسے خریدنے نہیں آزاد کرنے آیا ہوں۔۔۔۔ فراز کی بیچنے والی بات پر اسے غصے آیا تھا تب ھی ہاتھ گاڑی کے بونٹ پر غصے سے مارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

ہاں تو ایک ہی بات ہے آہان پر چیز کی ایک قیمت ہوتی ہے ہم مانتے ہیں کے وہ چیز نہیں ہے جیتی جاگتی انسان ہے وہ بھی۔۔۔۔۔ مگر جس جگہ ہم کھڑے ہیں یہاں سودے ہوتے ہیں حسن کے۔۔۔۔۔۔

زاکر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے ایسا ہے تو ایسا ہی صحیح آہان آفندی کو وہ ہر قیمت پر چاہیے۔۔۔۔ اس نے جیب میں سے سگریٹ نکال کر اسے سلگاتے ہوئے دانتوں تلے دباتے کہا تھا۔۔۔۔

رات کے دو بجے انہوں نے گلشن بائی کی ملازمہ کو کہا تھا کے وہ اسے بلا کر لائے اسے کچھ بات کرنی ہے اس سے۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

پوری رات ان کی انگاروں پر لوٹتے گزری تھی۔۔۔ کے وہ دونوں نا آئیں تو۔۔۔۔۔ اگر انہوں نے آنے سے منع کر دیا تو۔۔۔۔۔

پوری رات ایک منٹ کے لیے بھی وہ نہیں سوئے تھے۔۔۔۔

یہ رات دو بجے کا وقت تھا جب انہوں نے انور کو کال کی تھی۔۔۔۔۔

سب ریڈی ہے ناں انور ۔۔۔۔۔۔ انور کے کال رسیو کرتے ہی انہوں نے پوچھا تھا۔۔۔

جی آفندی صاحب سب ریڈی ہے۔۔۔۔۔ انور نے تصدیق کی تھی۔ ۔۔۔۔

دیکھو انوار کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔۔۔ جیسا سمجھایا ہے ویسا ہی ہونا حاسے۔۔۔۔

وکیل کو کال کر دی تھی ناں تم نے جی آفندی صاحب کر دی تھی کال۔۔۔۔آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔۔۔۔

وہ دونوں خیریت سے پہنچ جائیں گی آپ کے پاس آپ فکر مت کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

انور نے تسلی دیتے کہا تھا۔۔۔۔

بس یار دل کو دھڑک سی لگی ہے نا جانے بچیاں اس وحشت زدہ ماحول میں کیسے دن گزار رہیں ہوں گی ناں تو وہ جگہ ان کے لیے ٹھیک ہے اور ناں ہی وہ ماحول اللہ بس خیر کرے۔۔۔۔ اچھا تم یہ بتاؤ کب تک نکلو گے تم وہاں سے۔۔۔۔۔

انہوں نے سرد آہ بھرتے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

بس ڈھائی بجے نکلیں گے اور انشاللہ آدھے گھنٹے تک لے کر پہنچ جائیں گے ان کو آپ کے پاس۔۔۔۔۔

انور نے تسلی بخش جواب دیتے کہا تھا۔۔۔

بہت خوب اللہ مدد کرے تمہاری میں چاہتا ہوں کے دن کی روشنی میں ان دونوں کو کوئی بھی اس بد نام جگہ سے نکلتے نا دیکھے جیسے ہی انہیں لے کر پہنچو مجھے کال کر لینا میں جاگ رہا ہوں۔۔۔۔

انہوں نے اگلا حکم جاری کرتے کہا تھا۔۔۔

بہت بہتر آفندی صاحب چلیں اب ہمیں نکلنا ہے رکھتا ہوں۔۔۔ انور نے کہتے کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔

یا اللہ میری بچیوں کو اپنے امان میں رکھنا۔۔ انہوں نے شدت سے سچے دل سے ان دونوں کی حفاظت کی دعا کی تھی۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

نیند میں اسے گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی ایسا لگا جیسے اسے انعمتہ نے پکارا ہو وہ ایک دم نیند سے جاگی تھی اپنے ساتھ والے بستر پر ہاتھ مارا تو انعمتہ کو نا پاہ کر اٹھ بیٹھی۔۔۔

انعمتہ کہاں ہے کیا وہ آئی ہی نہیں ابھی تک خدا خیر کرے کیا ہو گیا۔۔۔

اس نے دل پر ہاتھ رکھے پریشانی سے کہا تھا۔۔۔ اور پھر باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

دیدم بائی آہ رہی ہے گلشن بائی۔۔۔ غفوراں نے اسے دیدم کے آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

کیا کہہ رہے ہو تم ہوش میں تو ہو ایسے کیسے وہ نہیں ملی تمہیں تم نے اچھی طرح نہیں ڈھونڈا کیا۔۔۔

وہ دیدم کے کمرے میں آتے ہی اپنی ایکٹنگ جاری رکھے ڈرائیور پر برس پڑی تھی۔۔۔

ماما وہ انعمتہ اس نے گلشن بائی کے پاس پہنچتے ہی پوچھا تھا۔۔۔

مل جائے گی دیدم وہ۔۔۔۔ میں ابھی پولیس میں رپورٹ کروا کر ائی ہوں اس نے دیدم کو تسلی دیتے کہا تھا۔۔۔

ک۔۔۔۔ک۔۔۔کیا مطلب مل جائے گی وہ۔۔۔ کیا ہوا ہے وہ تو بکس اور میڈیسن لینے گئی تھی ناں پھر آپ کیوں ایسے۔۔۔۔

اس نے پریشانی سے کہا تھا۔۔۔

وہ جی ہم میڈیسن لے کر بک شاپ گئے تھے بکس لینے پھر بی بی جی مال میں گئیں اور واپس ہی نہیں آئیں میں نے پورا مال چھان مارا وہ کہیں نہیں ملیں پھر میں گلشن بی بی کو بتانے کے لیے گھر آہ گیا۔۔۔۔

اس نے رٹی رٹائی کہانی سنائی تھی۔۔۔

یہ کیا کہہ رہا ہے ماما کہیں اسے کسی نے کڈنیپ تو نہیں۔۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ خود سے کہیں نہیں جا سکتی کہیں بھی۔۔۔

اس نے بہتی آنکھوں سے بے بسی سے گلشن بائی کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

میری جان میرا بچہ پریشان مت ہو انشاللہ وہ مل جائے گی میری تو خود کی سانسیں اٹکی ہوئیں ہیں۔۔۔۔۔ تم پریشان نا ہو میں نے دوسرے ڈرائیور کو تمہارے دا جی کی حویلی بھیجا ہے ہو سکتا ہے وہ وہاں ہو تم فکر مت کرو انعمتہ مل جائے گی تم کمرے میں جاؤ۔۔۔۔۔۔

گلشن بائی نے پھر سے اسے تسلی دیتے کہا تھا۔۔۔۔

ماما میرے دل کو سکون نہیں مل رہا مجھے ایسا لگ رہا ہے کے وہ بہت بڑی مشکل میں ہے پلیز ماما کچھ کریں میری بہن بہت معصوم ہے وہ تو چھوٹی سی بات سے پریشان ہو جاتی ہے اسے دنیا سے لڑنا نہیں آتا وہ تو بس مجھ سے لڑنا جانتی ہے پلیز ماما ڈھونڈیں اسے----

وہ ہچکیوں سے روتی ہوئی التجا کر رہی تھی-----

ماں ہے ناں تمہاری اگر تو یہ کسی نے جان بوجھ کر کیا ہے تو اپنی بیٹی کو نقصان پہنچانے والے کی میں نسلیں برباد کر دوں گی---- تم دیکھنا پاتال میں سے بھی ڈھونڈ نکالے گی تمہاری ماں اپنی بیٹی کو میں نے ایس ایچ او کو کال کرنی ہے اور یہ محفل کا بکھیرا بھی سمیٹنا ہے تم جاؤ اپنے روم میں -----

غفورا دیدم کو آس کے کمرے میں لے جاؤ اور کمرہ لاک کر لینا اندر سے میں نہیں چاہتی اگر ایس ایچ او تفتیش کے لیے آئے تو میری بیٹی کو کوئی بھی کسی گندی نظر سے دیکھے---

کہتے ہی گلشن بائی نے غفورا کو سچویشن انڈر کنٹرول رکھنے کا اشارہ کیا تھا----

اور دیدم مردہ قدم اٹھاتی اس کی ہمراہی میں چل دی تھی--- نجانے کیوں پر اس کا دل شدت سے گواہی دے رہا تھا کے اس کی بہن کے ساتھ کچھ غلط ہوا ہے۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

جی فرمائیے----- گلشن بائی نے ان تینوں کے سامنے ایک ادا سے بیٹھتے ہوئے کہا تھا-----

اصل میں ہمیں ایک سودا کرنا ہے----- فراز نے بات شروع کی تھی-----

اوہ اچھا تو کس ہیرے کی پرکھ کی ہے آپ جوہریوں نے---- پھر سے شان بے نیازی سے پوچھا گیا تھا------

اصل میں بات یہ ہے کے ہمارے دوست نے آپ کے کوٹھے پر ایک لڑکی کو دیکھا ہے------ اس پر---- اصل میں اس پر تشدد کیا گیا تھا----

زاکر نے ہچکچاتے بات کی تھی)----

ہاہاہاہاہا--- ہاہاہا--- تو اس میں نیا کیا ہے جب گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلتا تو انگلی ٹیڑھی کرنی پڑتی ہے --- یہ ہمارے کام کا حصہ ہے-----

گلشن بائی نے مکاری سے ہنستے ہوئے کہا تھا اور آہان آفندی کا دل کیا تھا اس کی گردن مڑوڑ دے-----

میں ملنا چاہتا ہوں اس لڑکی سے--- آہان نے اس کی بات کو اگنور کرتے کہا تھا-----

صرف ملنا یا پھر-----

خریدنا چاہتا ہوں--- وہ اس کی بات کاٹ کر بولا تھا-----

بہت خوب تو بتاؤ--- کون تھی وہ ان میں سے---

گلشن بائی نے تالی بجائی تھی اور وہاں موجود سب لڑکیاں ایک دم سے ان تینوں کے سامنے آہ کر کھڑی ہوئیں تھیں-------

ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے وہ--- اس کے چہرے پر تھپڑ کا نشان تھا اس کی گردن پر واضح کسی کی انگلیوں کے نشان تھے گلہ دبانے کے--- اس کا سر پھٹا ہوا تھا اور ہونٹ کا کونا بھی---

آہان نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے ادا کیا تھا۔۔۔۔

انعمتہ۔۔۔۔ گلشن بائی نے زیر لب سرگوشی کی تھی اس کی آنکھوں کے سامنے انعمتہ پر تشدد کرنے کے سارے منظر لہرائے تھے۔۔۔

ت۔۔۔ت۔۔ تم کہاں ملے اس سے۔۔۔ گلشن بائی نے گھبراہٹ کے مارے پوچھا تھا۔۔۔

چھت پر۔۔۔۔ وہ روتی ہوئی وہاں آئی تھی۔۔۔۔۔ آہان نے واضح الفاظ میں سچ بتایا تھا۔۔ ۔

اس کے علاوہ دیکھو کسی کو۔۔۔ اس کا سودا نہیں کر سکتی میں۔۔۔۔۔ اس نے صاف لفظوں میں انکار کیا تھا۔۔۔

اس لیے کے وہ تمہاری بیٹی ہے۔۔۔ آہان نے چھبتا ہوا وار کیا تھا۔۔۔

میری بیٹی نہیں ہے وہ سمجھے تم۔۔۔۔ اب جاؤ یہاں سے اس کا سودا نہیں کر سکتی میں۔۔۔۔ گلشن بائی نے منع کرتے ہوئے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیا آپ اسے بیچنا نہیں چاہتیں۔۔۔ فراز بولا تھا اب کی بار۔۔

ایسا ہی سمجھ لو میں اس کا سودا کر چکی ہوں-----

اس نے گویا آہان کے سر پر بم پھوڑا تھا-----

مجھے وہ لڑکی ہر حال میں چاہیے گلشن بائی جتنے میں اس کا سودا ہوا ہے میں اس سے ڈبل دینے کو تیار ہوں----

آہان نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا----

میں پھر بھی نہیں اس کا سودا کر سکتی اس نے پھر سے انکار کیا تھا----

کوئی تو راستہ ہو گا میں بڑی امید لے کر آیا ہوں آپ جانتی ہیں میں پرانا گاہک ہوں آپ کا اور کبھی آپ کو نا امید نہیں کیا اب آپ کو ہمارے لیے کوئی نا کوئی راستہ نکالنا ہی ہو گا----

زاکر نے آہان کو اشارے سے چھپ رہنے کا کہتے ہوئے گلشن سے التجا کی تھی----

راستہ----- راستہ----- ہاں میں ایک کام کر سکتی یوں ذاکر تمہارے لیے دس دن کے لیے تمہارا دوست اسے لے جا سکتا مگر گیارہویں دن وہ یہاں ہونی چاہیے میرے

پاس۔۔۔ مگر میں ہر دن کا ایک کڑوڑ لوں گی کیونکہ وہ ان ٹچ پیس ہے معصوم کلی۔۔۔۔

گلشن بائی نے تنفر سے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

میں گیارہ کڑوڑ دوں گا بلاؤ اسے۔۔۔ آہان نے اس کی طرف نفرت سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

گیارہ کڑوڑ واہ چھوٹی والی تو بڑی والی سے بھی زیادہ سونے کی مرغی نکلی۔۔۔ گلشن بائی نے لالچ سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ پھر پاس کھڑے رشید کو اشارہ کیا تھا۔۔۔

چھوڑو مجھے لیو می۔۔۔۔ رشید اسے دونوں بازوؤں سے گھسیٹتے ہوئے لے کر آیا تھا۔۔۔۔ایک ہاتھ اس کا اس کے پیٹ اور کمر پر تھا اور دوسرا اس کے بازو پر۔۔۔

آہان اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اسکی حالت میں زرا برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا ہاں آنکھیں پہلے سے زیادہ سوجھ گئیں تھیں۔۔۔ا سے شدید دکھ ہوا تھا دوبارہ سے اسے اسی حال میں دیکھ کر دل عجیب لے پر دھڑکا تھا اس کا۔۔۔

ڈونٹ ٹچ ہر چھوڑو اسے۔۔۔ اس کے ننگے پیٹ پر رشید کا ہاتھ دیکھ کر آہان نے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ایزی آہان۔۔۔ فراز نے آہان کا ہاتھ پکڑتے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

ابھی بابو تم اس پر ملکیت نہیں جھاڑ سکتے پہلے پیسا پھر ٹشن دکھانا اپنا۔۔۔ چچچچ بچاری انعمتہ بائی میری بچی۔۔۔۔ گلشن بائی نے پہلے آہان سے کہا تھا اور پھر انعمتہ کی توڑی پکڑ کر اسے اونچا کرتی طنزیہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔

یہ دس کڑوڑ کا چیک ہے باقی کا ایک کڑوڑ جب اسے چھوڑنے آؤں گا تب۔۔۔۔اور ایک بات یاد رکھنا ان دس دنوں میں تم اسے نہیں جانتی اور یہ تمہیں نہیں۔۔۔۔ آئی سمجھ۔۔۔

آہان نے انگلی اٹھاتے ہوئے وارننگ دیتے کہا تھا۔۔۔

میں اس کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی دیدم بچائیں مجھے دیدم ماما مت کریں ایسا میں بیٹی ہوں آپ کی چھوڑ دیں مجھے ماما۔۔۔ وہ روتی ہوئی التجائیں کر رہی تھی۔۔۔

اب تجھے دس دن تک اسے خوش رکھنا ہے میری بچی تیری رخصتی کا وقت آہ گیا ہے جا صدا کامیاب رہ میرے سونے کے انڈے دینے والی مرغی گلشن بائی نے فلک شگاف قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤ گی تم تم سن رہے یو تم نہایت گھٹیا انسان ہو بچاؤ کوئی مجھے وہ ہاتھ پاؤں چلاتے مدد طلب کر رہی تھی-----

اسے میری گاڑی میں پہنچاؤ کوئی چادر ڈلوا کر اور ہاں کسی فی میل کے ہاتھ بھجوانا وہ فراز اور زاکر کو باہر کا اشارہ کرتے گلشن بائی کو حکم دیتا باہر کی طرف بڑھا تھا----

میں نہیں جاؤں گی اس نے ضدی لہجے میں کہا تھا---- چپ چاپ چلی جا اگر اپنی دیدم کی حفاظت چاہتی ہے ورنہ کام تو میں اپنا نکلوا ہی لوں گی اب یہ تجھ پر ہے----- اس نے اس کٹ دونوں جبڑوں کو ہاتھ میں دبوچتے غصے سے چنگھاڑتے کہا تھا----

انعمتہ نے پیلے پڑتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھا تھا---- وہ جانتی تھی وہ چاہ کر بھی اس چنگل سے نہیں نکل سکتی جس چنگل میں وہ پھنس چکی ہے-----وہ چاہ کر بھی اب کسی رحمدلی کی امید نہیں کر سکتی اس سے----

اس کو شدت سے اپنے دا جی یاد آئے تھے خود کو حالات کے سپرد کرتی وہ اب پتھر بن چکی تھی----

کبھی کبھی ہمیں خود کو حالات کے سپرد کرنا پڑتا شاید اس دوران ہم پر مایوسی بری طرح" طاری یوجاتی ہے یاپھر ہم یہ بھول جاتے ہیں کے دریاکے پار لگانے والی ذات کو کسی بھی قسم کی مدد کی ضرورت نہیں جس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایاہے وہ کیسے ہمیں اکیلے کسی منجدھاڑ میں ٹڑپتا چھوڑ سکتا ہے۔۔۔۔وہ جو مسبب الاسباب ہے۔۔۔۔ مشکل "کشا ہے وہ بیتر مدد کرنے والا ہے

اور پھر وہ پتھر بنی بغیر کسی چوں چڑا کے مردہ قدموں سے گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔تب ہی کسی نے اسکے اوپر چادر اوڑھائی تھی۔۔۔۔

گاڑی کے پاس پہنچ کر وہ رک گئی تھی۔۔۔۔کیونکہ آہان دس قدم کے فاصلے پر کھڑا اپنے دوستوں سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔

نہیں یار ابھی اپنے فلیٹ پر لے کر جاؤں گا۔۔۔۔ ٹھیک ہے کل ملتے ہیں۔۔۔۔ اس نے دوستوں کو خدا حافظ کہا تھا اور انعمتہ والی سائیڈ آہ کر دروازہ کھولا تھا۔۔۔

وہ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی تھی جب کے آنسو آنکھوں سے اب بھی نکل رہے تھے۔۔۔ کیسا درد تھا جس کے لیے وہ خود کو تیار کر رہی تھی۔۔۔۔

پھر آج شہرِ تمنا کی رہگزاروں سے

طرح کی شب و روز لوگ کئی ہیں رہے گزر

معلوم نہیں غم ہِ وجہ مگر ہے فسردگی

طرح کی سبب بے جِ رنہے سا بوجھ پہ دل کہ

آہان نے گاڑی چلاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ وہ پتھر بنی گاڑی کے شیشے کے اس پار دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

وہ پاس تھی تو اس کو سکون تھا۔۔۔ نجانے کیسا سکون تھا جسے وہ لفظوں میں بھی بیان نہیں کر سکتا ہے۔۔۔ آس پاس اتنی سکون دہ ٹھنڈک تھی جس میں وہ خودکو شہزادہ محسوس کر رہا تھا۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ اس کے ایک ایک زخم کو اپنے لبوں سے چن لے۔۔۔ اس کو راحت دے آرام دے۔۔۔

مگر وہ اس کا کیا جو پتھر بنی بے آواز آنسوؤں سے رو رہی تھی۔۔۔۔

کسی انسان کے لیے کتنی بڑی تزلیل ہوتی ہے ناں اس کو کسی چیز کی طرح بیچا جائے اور پھر اس کے جسم کے پرخچے اڑانے کے لیے اس کو روندھا جائے۔۔۔ وہ ماں کی ممتا کی ڈسی "بہن کی محبت میں لٹی "اور اپنی تزلیل کی بھٹی میں سلگتی "ہر سانس کے ساتھ خوار ہو رہی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

ہم گلشن بائی سے ملنے آئے ہیں۔۔۔ ان کے سابقہ شوہر اور سسر کی وصیت کے مطابق۔۔۔

وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا جب اس نے رشید سے کہا تھا۔۔۔

آدھی رات کون ملنے آتا ہے اس طرح آپ کو جو بھی بات کرنی ہے صبح آیئے گا۔۔۔ رشید نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔۔

ویسے جہاں تک ہمارا خیال ہے آپ لوگوں کی صبح اس ٹائم ہوتی ہے اور رہی بات صبح آنے کی تو میں نہیں چاہتا اس بات کو آس پاس کے سارے لوگ دیکھیں اور پھر سبکی الگ ہو گلشن بائی کی کیونکہ صبح میں پھر اکیلا ایک وکیل کے ساتھ آنے سے تو رہا۔۔۔ جاؤ جا کر حکم دو گلشن بائی کو کے انوار کمال آیا ہے اور یہ بھی بتانا اس کا وکیل بھی ساتھ آیا ہے دونوں بچیوں کو ساتھ لے کر آئے۔۔۔

انور نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔۔

رشید جانتا تھا کے وہ ٹلنے والا نہیں ہے اس لیے اسے آنکھیں دکھاتا وہاں سے گیا تھا۔۔۔

لو بھئی آج کے رات پر منحوسیت کی صحیح چاپ انوار کمال تم نے آہ کر لگا دی ہے جتنی ہی کوئی منحوس رات تھی۔۔۔ اس کی شوبا تم نے آہ کر اور بڑھا دی ہے۔۔۔۔۔ویسے آہ گئے تم پھر۔۔۔۔ اب کون سا نیا منصوبہ لے کر آئے ہو۔۔۔

گلشن بائی نے آتے ہی انوار کی طرف گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

منحوس ہوں گلشن بائی تو منحوس خبر ہی لے کر آؤں گا یہ کچھ پیپرز ہیں ان کو اچھی طرح سے پڑھ لو باقی کی کاروائی تمہیں میرا وکیل سنا دے گا۔۔۔۔

انوار کمال نے ایک ادا سے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

گلشن بائی ملک نثار نے اپنی ساری دولت حشمت اللہ آفندی کے نام کر دی ہے۔۔۔۔ اور یہ دولت ان کی وصیت کے مطابق تب ہی ان کی پوتیوں کو ملے گی جب ان کی شادیاں ہو جائیں گی۔۔۔۔۔

وکیل نے بولتے ہوئے رک کر گلشن بائی کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

کیا وکیل کیوں ٹائم ضائع کر رہے یو یہ ساری بکواس مجھے پہلے سے معلوم ہے۔۔۔ اس نے بیزار ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

جب ہی انوار اور وکیل دونوں فلق شگاف قہقہہ لگاتے ہنسے تھے۔۔۔۔۔

آگے تو سن لو گلشن بائی۔۔۔۔ وکیل نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا تھا۔۔۔۔

ملک نثار کی وصیت کے مطابق ان کی بڑی پوتی کی شادی میر زاویان آفندی یعنی حشمت اللہ آفندی کے پوتے سے ہو گی اور یہ فیصلہ انہوں نے بہت سوچ سمجھ کر لیا ہے جبکہ دوسری بیٹی تب تک ان کے گھر رہے گی جب تک حشمت اللہ آفندی اس کی شادی کا کوئی بہتر فیصلہ نہیں کر لیتے۔۔۔۔

ان کی وصیت میں یہ بھی شامل ہے۔۔۔ چونکہ ان کو اپنی دونوں پوتیوں کی جان کو اور عزت کو لے کر تم سے خطرہ ہے تو اس کے لیے وہ اپنے جیتے جی کورٹ سے ارڈرز لے چکے ہیں یہ سارے پیپرز ہیں تم پڑھ لو۔۔۔وکیل نے تمسخرانہ لہجے میں کہتے گلشن بائی پر باقاعدہ بم پھوڑا تھا۔۔اور یہ سب سن کر اس کا رنگ منٹوں میں بدلا تھا۔۔۔۔۔

یہ یہ پیپر جھوٹ ہیں۔۔۔ اس نے پیپرز پڑھتے کہا تھا۔۔۔۔

دنیا کی کسی بھی عدالت میں لے جاؤ تم ان پیپرز کو چیلنج نہیں کر سکتی انور کمال نے فاتحانہ مسکراہٹ سجائے کہا تھا۔۔۔۔

وہ دونوں تمہارے ساتھ جانے کے لیے کبھی نہیں مانیں گیں۔۔۔ گلشن نے آخری پتہ پھینکا تھا۔۔۔۔

ہمیں اس سے فرق نہیں پڑتا ہم زبردستی بھی لے جا سکتے ہیں ہمارے پاس ارڈرز ہیں۔۔۔۔

وکیل نے چیلنجنگ انداز میں کہا تھا۔۔۔۔

بلاؤ اسے ---- گلشن بائی نے غصے سے رشید کو کہا تھا---

ہوتا ہے کبھی کبھی ایسا---- جب سونے کی چڑیا ہاتھوں سے نکل کر پھر کر کے اڑ جاتی ہے----

انوار کمال نے ہنستے ہوئے کہا تھا---

بکواس بند کرو اپنی گلشن بائی نام ہے میرا میں ایک دن سے زیادہ ان کو اس آفندی کے گھر رہنے نہیں دوں گی----

کیا ہوا ماما کیا انعمتہ مل گئی وہ دوڑتی ہوئی آئی تھی---

نہیں بیٹا انعمتہ کا بھی پتہ چل جائے گا فی الحال تم کو یہ لینے آئے ہیں۔۔۔ تمہارے دا جی کی وصیت کے مطابق انہوں نے اپنے دوست کے پوتے کے ساتھ تمہارا رشتہ کر دیا تھا اور تمہیں اور انعمتہ کو ان کی کسٹڈی میں جانا ہو گا۔۔۔۔ کیونکہ تمہارے دا جی کو مرنے سے پہلے ایسا لگتا تھا کے تم دونوں بہنوں کی جان کو مجھ سے خطرہ ہے۔۔۔۔

گلشن بائی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔

واٹ نان سینس ہمیں ہماری ماں سے کیوں خطرہ ہو گا۔۔۔۔ مجھے تم لوگوں کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔۔۔ دیدم نے ان کے سامنے آتے ہوئے چلا کر کہا تھا۔۔۔۔

بیٹا ہمارے پاس کورٹ کے آرڈرز ہیں انوار کمال نے شفیق لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

دیکھ لوں گی میں کورٹ کو بھی آپ جا سکتے ہیں یہاں سے میں خود جج کے سامنے جاکر کہوں گی کے مجھے میری ماں سے کوئی خطرہ نہیں اور میں تم لوگوں کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی اگر تم لوگوں نے زبردستی کی تو اپنے کیے کے پھر آپ لوگ خود ذمہ دار ہوں گے۔۔۔۔

اس نے ٹھوس لہجے میں ان لوگوں کو کہا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے ہم زبردستی نہیں کریں گے تم بات کر لو ان سے۔۔۔۔ انوار کمال نے کہتے ہی موبائل نکال کر حشمت اللہ آفندی کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔۔

ہیلو انوار کیا وہ مان گئیں ۔۔۔ انہوں نے بے تابی سے فون اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

آفندی صاحب آپ بات کریں وہ نہیں مان رہیں انوار کمال نے کہتے ہی موبائل دیدم کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔

بیٹامیں جو کر رہا ہو تمہارے بھلے کے لیے کر رہا ہوں پلیز جیسا وہ کہہ رہے ہیں ویسا ہی کرو یہ تمہارے دا جی کی آخری خواہش۔۔۔۔۔

بھاڑ میں گئے دا جی اور بھاڑ میں گئے آپ ان کو مر کر بھی سکون نہیں ملا میری زندگی جہنم بنانے میں۔۔۔۔ لعنت بھیجتی ہوں میں ان کی دی گئی جائیداد پر اور ان کے طے کیے ہوئے رشتے پر اس وقت میں اپنی بہن کو لے کر بہت پریشان یوں وہ پچھلے چھ گھنٹوں سے لاپتہ ہے۔۔۔ مجھے مزید پریشان مت کریں اور ایک اور بات اب آپ سے ملاقات کورٹ میں ہو گی۔۔۔۔

کہتے ہی اس نے فون انوار کمال کی طرف بڑھایا تھا اور روتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی تھی ---

سر کیا ہم زبردستی----

نہیں انور کوئی زبردستی نہیں اس مسئلے کا کوئی اور حل سوچنا ہو گا---- اور انعمتہ کا پتہ کرو اسے کس نے کڈنیپ کیا ہے---- تم آہ جاؤ واپس----

انہوں نے اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے کہا تھا----

جی سر---- انور نے کال ڈسکنکٹ کی تھی----

گلشن بائی ایک بعد یاد رکھنا میں تمہیں سکون سے بیٹھنے نہیں دوں گا اور اگر انعمتہ کی کڈنیپینگ میں تمہارا ہاتھ ہوا یا پھر تم نے اسے کسی کے ہاتھوں بیچا یوا تو اپنے عبرت ناک انجام کے لیے تیار رہنا کہتے وہ رکا نہیں تھا وکیل کو لیے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

پیاس کی شدت سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔۔۔

اٹھ کر بیٹھا تھا پھر پانی پینے کے لیے جگ دیکھا تو خالی تھا۔۔۔۔۔

خالی جگ پکڑے اپنے کمرے سے کچن کی طرف بڑھنے لگا تھا کے اپنے ابی کے کمرے کے پاس سے گزرتے وہ یک دم رکا تھا۔۔۔۔۔

تم ٹھیک کہتے تھے نثار وہ بہت نفرت کرتی ہے تم سے اس کے لہجے نے آج اس بات کی تصدیق کر دی ہے اتنا زہر خندہ لہجہ تھا اس کا۔۔۔

مجھے تکلیف ہو رہی ہے تمہارے لیے اس کے منہ سے وہ سب سن کر کاش وہ تمہاری پوتی نا ہوتی انہوں نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ابی کیا ہوا ہے کیوں رو رہے ہیں آپ۔۔۔ زاویان کا دل تڑپ اٹھا تھا اپنے ابی کے آنسو دیکھ کر۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔کچھ نہیں زاویان بس ویسے۔۔۔

ابی پلیز مجھے بتائیں کیا ہوا اس نے ان کے آنسوؤں کو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

وہ نکاح نہیں کرنا چاہتی زاویان وہ میرے یار کے بارے میں اتنا غلط بول رہی ہے وہ یار جس نے ساری زندگی ان کی حفاظت کی اسے اپنی ماں پر یقین ہے----

وہ ماں جو ان کی عزت کے ساتھ ساتھ ان کی جان کی بھی دشمن ہے---- ان کی آنکھیں پھر سے پانیوں سے بھر گئیں تھیں----

ابی بات کیا ہے پلیز مجھے کھل کر بتائیں اس نے نا سمجھی سے کہا تھا----

زاویان ملک نثار کو تو تم جانتے ہو ناں اس کے بیٹے نے ایک طوائف سے شادی کی تھی اور پھر اس کی دو بیٹیاں ہوئیں----پھر ان کے درمیان جھگڑے ہوئے اور بات علیحدگی تک جا پہنچی------ان دونوں بچیوں کے باپ نے ان کی پرورش کی کسٹڈی کورٹ سے لے لی تھی مگر اس نوٹس کے ملتے ہی تیسرے دن اس کوگولی لگ گئی اور وہ اس دنیا سے چلا گیا پولیس کے مطابق وہ خود کشی تھی مگر نثاراور میں جانتے ہیں وہ خود کشی

نہیں تھی مرڈر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر بھی ہم یہ ثابت نہیں کر سکے نثار نے کیسے بھی کر کے ان دونوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ انہیں پالا اوربڑا کیا وہ جانتا تھا اس کی جان کو بھی خطرہ ہے مگر وہ اپنے خون کی پرورش اس کوٹھے پر ہرگز نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔ مگر پھر پندرہ دن پہلے نثار کا کار ایکسیڈنٹ ہوا اور وہ جان سے ماراگیا اس کی وصیت تھی بلکہ آخری خواہش کے اسکی بڑی پوتی کی شادی تم سے ہو اور وہ اس کوٹھے پر کبھی جا کر نا رہیں وہ بدنام جگہ کبھی بھی ان کی رہائش نا بنے اس مسئلے میں اس نے میری مدد مانگی تھی مگر زاویان میں چاہ کر بھی اس کی خواہش نہیں پوری کر پاہ رہا۔۔۔۔۔

میں نہیں جانتا کے گلشن نے ہی اپنے شوہر اور سسر کو مروایا ہے۔۔۔۔ کیونکہ میں بغیر کسی بھی ثبوت کے اس پر الزام نہیں لگا سکتا۔۔۔۔ مگر وہ اچھی عورت نہیں ہے زاویان۔۔۔۔ اس کی چھوٹی پوتی کو وہ کڈنیپ کروا چکی ہے میں نہیں جانتا اس نے اسے بیچ دیا یا پھر کیا کیا اس کے ساتھ۔۔۔۔ زاویان میں چاہ کر بھی اپنے یار کا بھرم نہیں رکھ سکا۔۔۔۔ روتے ہوئے بے بسی سے کہتے

حشمت اللہ آفندی نے ساری بات بتائی تھی۔۔۔۔۔

ابی آپ کیا چاہتے ہیں پلیز مت بے بس کریں خود کو آپ جو چاہتے ہیں جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا۔۔۔۔ انشاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔

اس کو اپنے ابی کی حالت دیکھ کر دکھ ہو رہا تھا اور دل چاہا تھا اس لڑکی کا منہ توڑ دے جا کر۔۔۔۔۔

زاویان میں بس اتنا چاہتا ہوں کے میرے یار کو جو مان تھا مجھ پر وہ کبھی نا ٹوٹے میں نے وکیل ہائر کیا تھا انوار کمال کو بھی بھیجا اسے لینے مگر اس نے کہا کے وہ لعنت بھیجتی ہے اپنے دا جی کی دولت پر اور ان کے طے کیے ہوئے رشتے پر وہ ایک بار پھر بے بسی کی تصویر بنے بیٹھے اسے بہنتے آنسوؤں سے سب بتا رہے تھے۔۔۔۔

ابی جیسا آپ اور آپ کے دوست چاہتے تھے ویسا ہی ہو گا۔۔۔ آپ صبح نکاح کی تیاریاں کروائیں وہ صبح نکاح کرے گی مجھ سے آپ مجھ پر چھوڑ دیں سب اور آب رونا نہیں ہے اس نے ان کے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

زاویان کیا تم اسے لے آؤ گے ان دونوں بہنوں کو۔۔۔

انہوں نے پرامید لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

جی ابی صبح وہ دونوں یہاں ہوں گی آپ کے پاس اب آپ نے کوئی ٹینشن نہیں لینی سو جائیں۔۔۔ وہ ان کا ہاتھ تھامتے ان کو پیار سے بیڈ کے پاس لایا تھا اور بیڈ پر لٹایا تھا ان پر کمفرٹر دیتے اس نے لائٹ آف کی تھی ۔۔۔۔اورخود غصے سے باہر کی طرف آیا تھا۔۔۔

میرادل کر رہا ہے میں تمہیں جان سے مار دوں تمہاری وجہ سے میرے ابی کی آنکھوں میں آنسو آئے ہیں میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں----

اسکے دماغ کی رگیں تنیں تھیں----

آئی پرامس یو ابی گلشن بائی کے کوٹھے سے اس لڑکی کو ادھے گھنٹے کے اندر اندر اس چھت کے نیچے لاکر کھڑا کروں گا اور جتنے آنسو اس نے آپ کو دیئے ہیں اس سے زیادہ آنسو اس لڑکی کے مقدر میں نا لکھے تو میرا نام بھی میر زاویان آفندی نہیں-----

کہتے ہی اس نے اپنے کمرے سے گاڑی کی کیز اٹھائی تھیں اور باہر کی طرف بڑھا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کیا لگتا ہے وہ بس ایک ہمدردی کے ناطے اس پر گیارہ کڑوڑ لٹا گیا ہے یا پھر کوئی نیا جزبہ اس کے اندر پنپ رہا ہے۔۔۔۔

زاکر نے گاڑی چلاتے ہوئے فراز کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

نہیں یہ ہمدردی نہیں ہے مجھے لگتا اسے محبت ہو گئی ہے پہلی نظر والی محبت مگر وہ اس محبت کو جان نہیں پاہ رہا۔۔۔وہ سمجھتا ہے وہ ان دس دن کے اندر اندر اسے چھٹکارہ دلوا دے گا ہر اذیت سے مگر وہ غلط سمجھ رہا ہے۔۔۔۔ وہ شاید اسے چھٹکارہ دلوا ہی دے مگر وہ خود کو اب کبھی بھی اس سے چھٹکارہ نہیں دلوا سکتا۔۔۔۔۔

وہ لڑکی اس کے لیے غیر اہم اب کبھی بھی نہیں ہونے والی فراز نے کہا تھا۔۔۔۔

مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کے اب وقت آہ گیا ہے کے ہمیں اس کی ہر تکلیف سے اس کو آزادی دلوانی ہو گی۔۔۔۔ ذاکر نے کہا تھا۔۔۔

میرا خیال ہے یہ کافی مشکل کام ہے ہم بری طرح پھنس سکتے ہیں فراز نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے حقیقت دیکھنے کا کہا تھا۔۔۔۔

نہیں اگر ہم اس کے ساتھ ہوں گے تو مشکل نہیں ہے اور اگر وہ اس کی بیوی بن جائے گی تو دنیا کی کوئی طاقت اسے اس سے الگ نہیں کر سکتی زاکر نے سجیشن دیتے کہا تھا۔۔۔

تمہیں کیوں ایسا لگتا ہے کے آہان اس سب کے لیے مان جائے گا تم نے شاید ٹھیک سے سنا نہیں وہ کہہ رہا تھا کے وہ اس سے چھوٹی ہے اور وہ چاہ کر بھی اس سے محبت کی بے وقوفی نہیں کر سکتا وہ بس اسے بچانا چاہتا ہے۔۔۔

فراز نے گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھتے کہا تھا۔۔۔

تم شاید وہ نہیں دیکھ رہے جو میں دیکھ رہا ہوں اس لڑکی میں ایسی وائبز ہیں کے جو اس کے دل کو پل میں پگھلا سکتی ہے۔۔۔ میرے خیال سے اس کے لیے اس لڑکی سے بہتر کوئی آپشن نہیں ہے اور پھر فراز وہ چھوٹی ہے نا بالغ نہیں اور وہ کہاں سے بڑا لگتا ہے آج بھی وہ چوبیس سال کر لڑکا لگتا ہے بتیس کا ہونے کے باوجود۔۔۔

تو بس میں نے سوچ لیا ہے تم صبح بارہ بجے مولوی کو لیکر پہنچو گے اس کے فلیٹ پر باقی سب میں کر لوں گا۔۔۔ زاکر نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

آر یو شور۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فراز نے تصدیق چاہی تھی۔۔۔

یس ہنڈرڈ پرسنٹ شور۔۔۔۔ زاکر نے پختہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ جس تیز رفتاری سے چلا رہا تھا اس سے گاڑی سڑک کی بجائے ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔۔۔۔

وہ جلد ازجلد گلشن بائی کے کوٹھے پر پہنچ جانا چاہتا تھا۔۔۔ رہ رہ کر اس کی آنکھوں کے آگے اپنے روتے ہوئے ابی کی تصویر آ رہی تھی۔۔۔۔

غیض و غضب کے مارے اس کا لہو ابل رہا تھا۔۔۔۔

گاڑی کھڑی کر کے وہ چوکیدار کی کسی بھی بات کا جواب دیئے بغیر دندناتا ہوا اندر گیا تھا۔۔۔۔

گلشن بائی۔۔۔۔ گلشن بائی۔۔۔۔ وہ اپنی پوری آواز میں چلاتا ہوا پکارا تھا۔۔۔۔

وہ جو ابھی انوار کمال اور وکیل کو بھگتا کر اپنے کمرے میں جانے کے لیے مڑی تھی اپنے نام کی آواز پر ماتھے پر بل ڈالتی پلٹی تھی۔۔۔۔

کون ہو تم اور میری ہی چھت کے نیچے کھڑے کیوں چلا رہے ہو وہ اس سے ڈبل آواز میں چلائی تھی۔۔۔۔

میں کون ہوں یہ میں تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتا میری ہونے والی بیوی کہاں ہے۔۔۔ اس نے سامنے پڑی شیشے کی ٹیبل پر پاؤں رکھتے نفرت سے گلشن بائی کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

کون سی بیوی کیا بکواس کر رہے ہو رشید رشید نکالو یہاں سے اسے۔۔۔۔۔ اس پاگل انسان کو۔۔۔۔ گلشن بائی نے غصے سے چنگھاڑتے ہوئے رشید کو بلایا تھا۔۔۔۔

کون سی بیوی ہاہاہاہا۔۔۔۔ میں ملک نثار کی پوتی کی بات کر رہا ہوں۔۔۔۔ اور چاہو تو۔۔۔۔۔ مطلب کوشش کر سکتی ہو تو کر لو مجھے یہاں سے نکالنے کی آؤ رشید نکالو مجھے یہاں سے۔۔۔۔ زاویان نے ہنستے ہوئے کہا تھا پھر سامنے پڑی فروٹ باسکٹ میں سے سیب اٹھا کر اس کی بائٹ لیتا بڑے حق سے صوفے پر ٹانگیں پھیلاتا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

کیا دیکھ رہے ہو رشید اٹھاؤ اسے اور پھینکو باہر میں مزید کسی ڈرامے کے لیے تیار نہیں ہوں گلشن بائی نے پھر سے رشید کی طرف دیکھتے غراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

زاویان سامنے بیٹھا لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے گلشن بائی کا آگ بگولہ ہونا بڑے انہماک سے انجوائے کر رہا تھا۔۔۔۔

تبھی رشید پوری قوت سے آگے بڑھا تھا اور مٹھی کا پنچ بنا کر زاویان کو مارنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تھا کے زاویان نے سیب کھاتے دوسرے ہاتھ سے ہی اس کی مٹھی کو اپنے ہاتھ میں جکڑا تھا سیدھی ٹانگ اٹھا کر اس کے پیٹ پر شدت سے ماری تھی کے وہ اڑتا ہوا دیوار میں جا لگا تھا اور سر دیوار میں لگنے کی وجہ سے بری طرح پھٹا تھا۔۔۔۔ گلشن بائی اس کی حالت دیکھ کر ایک دم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

ایسا زاویان نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے بڑی آسانی سے اور بڑی تسلی سے کیا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا رشید آؤ مجھے باہر پھینکو اٹھا کر رک کیوں گئے اس نے بیٹھے بیٹھے ہی دوبارہ سے رشید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

آہ رشید تم اتنا بھی نہیں کر سکے تمہاری مالکن کیا سوچے گی تم اس کی حکم عدولی کر رہے ہو چلو آؤ شاباش ٹرائے ون مور ٹائم۔۔۔۔

اس نے رشید کو پچکارتے ہوئے تسلی سے سیب کی بڑی بڑی بائٹس لیتے چباتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

رشید ہمت کر کے ایک بار پھر اٹھا تھا مگر پھر پیٹ میں ہوتے درد کی وجہ سے کراہ کر وہی ڈھیر ہوا تھا۔۔۔۔

گلشششششششششن بابببببببببائی۔۔۔۔۔۔

اس نے ادھے کھائے سیب کو رشید کی طرف پھینکتے اپنے دونوں ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے اس کا نام لمبا کھینچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

آگر تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے نا گئے تو میں پولیس کو کال کر دوں گی۔۔۔۔ گلشن بائی نے اڑی رنگت سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

شوق سے کرو۔۔۔۔ اٹھاؤ فون کرو۔۔۔۔۔ میں تب تک اپنی وائف کو ڈھونڈ لوں۔۔۔۔۔

اس نے قہقہہ لگاتے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ماما کون آیا ہے کیا انعمتہ کا پتہ چلا وہ جو انور کمال اور وکیل کو اچھی خاصی سنا کر روتی ہوئی کمرے میں گئی تھی شور کی آواز سن کر وہ کمرے سے دوڑتی ہوئی باہر آئی تھی۔۔۔۔۔

کھلے بال روئی انکھیں چھوٹی سی سرخ ناک نازک سراپا چاندی کی طرح دمکتی رنگت بڑی بڑی ڈارک براؤن آنکھیں گھنی لمبی مڑی پلکیں اور توڑی کے خم پر دمکتا کالا تل۔۔۔۔

دو پٹے سے بے نیاز وہ لائٹ پنک سادی سی شلوار قمیض پہنے پہلی نظر میں ہی اس کو پلک جھپکنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔۔

ایک ٹرانس کی کیفیت میں زاویان نے اس اچھوتے حسن کی مالک اپسرا کو بغیر پلک جھپکے دیکھا تھا۔۔۔۔ ایسا نہیں تھا کے اس نے اس سے پہلے کبھی اتنے خوبصورت حسن کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

کینیڈا میں رہتے ہوئے وہ ہر حسن اور خوبصورت سے خوبصورت حسن کی مالک اپسراؤں کو دیکھ چکا تھا مل چکا تھا۔۔۔۔ مگر جو سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھوں کی کشش تھی وہ دنیا کے ہر حسن پر ان لمحوں میں حاوی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

تم اندر جاؤ دیدم۔۔۔۔۔ گلشن بائی نے گرجدار آواز میں اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

ارے میری بیگم تو خود چل کر میرے پاس آہ گئی ہے مجھے خوار ہونے ہی نہیں دیا خود کو ڈھونڈنے میں دیکھا کتنی سٹرونگ باونڈنگ ہے ہماری ساسو ماما۔۔۔۔

زاویان نے آنکھ ونک کرتے گلشن بائی کو چڑاتے کہا تھا۔۔۔۔

دیدم جاؤ۔۔۔۔ وہ اس کی بات سن کر پھر سے دیدم پر چلائی تھی۔۔۔۔کیونکہ وہ جانتی تھیں کے وہ زاویان کو روک نہیں سکے گی کیونکہ وہ اس کے ایک پنچ سے رشید کو ڈھیر ہوتا دیکھ سہم گئی تھی۔۔۔

اور دیدم جو زاویان کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اپنی ماں کے چلانے پر ایک دفعہ اپنی جگہ پر کھڑی کھڑی کانپی تھی۔۔۔۔۔

کدھر بے بی تمہارا ہبی تمہیں لینے آیا ہے ایسے کیسے تم جا سکتی ہو۔۔۔۔ زاویان نے اس کے مڑتے ہی اس کی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا اور وہ بری طرح اسکی باہوں میں آہ کر گری تھی۔۔۔۔۔

چھوڑو اسے گلشن بائی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

چھوڑنے کے لیے تو اس کی طرف قدم نہیں بڑھائے زاویان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے قریب کرتے دانتوں کی نمائش کرتے گلشن بائی کو مزید تپاتے کہا تھا۔۔۔۔ چھوڑو مجھے نہیں ہوں میں تمہاری بیوی کس حق سے تم مجھ پر حق جتا رہے ہو۔۔۔۔ دیدم نے اس کی پناہوں میں مچلتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بے بی ادھر حق استعمال کر کے دکھا دوں تمہاری ماں کے سامنے۔۔۔۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں مگر تمہاری ماں ہماری پرائیویسی میں کباب میں ہڈی فیل ہو گی۔۔۔ اس نے اس کے اوپر جھکتے اسکے نچلے ہونٹ پر انگھوٹا رگڑتے گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔ د۔۔۔۔۔د۔۔۔۔دیکھو ت۔۔۔۔ت۔۔۔ تم جو جو کوئی بھی ہو میں دا جی کی لائف میں ہی اس رشتے سے انکار۔۔۔۔۔

پہلی بات تو یہ کے میں جو کوئی نہیں میر زاویان آفندی ہوں تمہارا ہونے والا شوہر دوسری بات تمہیں انکار یا اقرار کا حق کس نے دیا۔۔۔ ہوتی کون ہو تم انکار کرنے والی میر زاویان آفندی کو۔۔۔۔

اس نے اس کی کمر پر اپنی انگلیوں کا دباؤ بڑھاتے اس کے کان کے پاس ناک رگڑتے ایک ایک لفظ کو چباتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اسکی سلگتی انگلیوں کا لمس اپنی کمر کے آر پار ہوتا محسوس کرتے اس کی آنکھوں میں پھر سے نمی اترنے لگی تھی۔۔۔اور اس کی گرم جھلستی سانسوں کی تپش اپنے کان پر پڑتی وہ خود بھی اندر تک جھلسی تھی یہ پہلی بار تھا جب کوئی مرد اسکے اتنے قریب اسے بے بس کیے اپنی پناہوں میں لیے کھڑا تھا۔۔۔۔ اور خود کو چھڑواتے ایک بار پھر سے وہ ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

کوئی فائدہ ہے اپنی ننھی سی جان کو ہلکان کرنے کا اب زندگی بھر ایسے ہی مچلنے کے لیے تیار رہو۔۔۔

ایک دم زاویان کی آنکھوں میں خون اترا تھا اس کی آنکھوں کی نمی دیکھ کر اسے پل بھر میں اپنے ابی کی آنکھوں کی نمی یاد آئی تھی تب ہی اس کی آنکھوں میں غصے کا الاؤ ابل کر ایا تھا۔۔۔

چلو چادر لے کر آؤ وئی آر گیٹنگ لیٹ ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتے زاویان نے اگلا حکم جاری کیا تھا۔۔۔

تم شرافت سے خود ہی چلے جاؤ ورنہ تمہارا حشر بگاڑ دوں گی میں۔۔۔۔۔ آہ رہی ہے تمہیں سمجھ۔۔۔۔ گلشن بائی نے دیدم کا ہاتھ پکڑتے اس اپنے قریب کرتے زاویان کا انگلی اٹھا کر وارن کرتے کہا تھا۔۔۔۔۔

خبردار جو آج کے بعد تم نے اپنے ان گندے اور نا پاک ہاتھوں سے میری بیوی کو چھونے کی کوشش کی اس نے آگے بڑھ کر اسے پھر سے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔۔ اور غصے سے بھری آنکھوں سے گلشن کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

تم میری ماں سے ایسے۔۔۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔ اس نے دیدم کی بات کاٹتے اس پر غصے سے برستے اسکی کلائیوں پر اپنی انگلیاں دھنساتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔ اور اسے لگا تھا اس کی کلائی کی ہڈی پلبھر میں چٹخ جائے گی۔۔۔۔۔

اب چلو وہ اسے کلائی سے پکڑے باہر کی طرف بڑھا تھا اوراس نے مضبوطی سے اپنے پاؤں کو زمین پر مضبوط کرتے ہلنے سے انکار کیا تھا۔۔۔۔

اوکے نو پرابلم اسے اسکی جگہ سے ہلتا نا دیکھ کر زاویان نے اس کی کمر پرہاتھ ڈال کر نازک سی گڑیا کو کاندھے پر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

ماما بچائیں مجھے مجھے نہیں جانا اس کے ساتھ پلیز کال دا پولیس ماما۔۔۔۔۔وہ بری طرح اس کی کمر پر مکے برسا رہی تھی اپنے ناخن چھبا رہی تھی ادھے سے زیادہ وہ اس کی پشت پر ڈھلکی ہوئی تھی اور اس نے اسے ٹانگوں سے مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔۔۔۔۔

چھوڑو زاویان اسے۔۔۔۔ تم زبردستی نہیں کر سکتے اس کے ساتھ چھوڑو اسے میں سچ میں پولیس کو کال کر دوں گی۔۔۔۔۔

گلشن بائی کو جب اپنے ہاتھ سے دس کڑوڑ نکلتا محسوس ہوا تو بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتی اس کے پیچھے ہی لپکی تھی۔۔۔۔

وہ اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر گراتا دروازہ بند کرتا بڑے تحمل سے گلشن بائی کی طرف مڑا تھا۔۔۔۔

شوق سے کرنا ایس ایچ او "گورنرجنرل "میجر "انٹیلیجنس "اسپیشل فورس "جس جس کو فون کرنا ہوا شوق سے کرنا۔۔۔۔ مگر انہیں یہ ضرور بتانا کے زاویان آفندی ایا تھا۔۔۔۔

زاویان نے اپنی انگلیوں کے پوروں پر ایک ایک نام کو گنتے کہا تھا اور اینڈ میں کاندھوں سے شرٹ پکڑ کر پیچھے کو کرتے اپنا نام لیتے فخر سے کہا تھا۔۔۔۔

اور ہاں ایک اور بات آپ کی بیٹی سے میں ہمیشہ پیار کروں گا بلکل ایسے اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

آپ کی بیٹی بہت خوش رہنے والی ہے میرے ساتھ۔۔۔کہتے ہی زاویان گاڑی کے کھلے شیشے کی طرف بڑھا تھا جہاں دیدم دروازہ کھولنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے کھلے دروازے سے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس کو اپنی طرف کھینچا تھا پھر گلشن بائی کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی گال کے پاس لب لے جا کر اس کی گال کو دانتوں تلے زور سے دبایا تھا کے وہ کراہ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

اہہہ۔۔۔۔۔۔۔ اس نے درد کی شدت سے بلبلاتے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کیا تھا۔۔۔۔

مگر وہ پوری شدت سے دانت گاڑے جب اس سے دور ہوا تو اس سفید گال پر اس کے دانتوں کے نشانوں کے ساتھ خون رس رہا تھا۔۔۔۔

پل بھر میں اسکی تکلیف دیکھ کر اس کی آنکھوں سے روا انسو اور اپنا دیا زخم دیکھ کر زاویان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ مگر پھر وہ اپنے خول میں واپس گیا تھا۔۔۔

اس کی گال کو انگوٹھے سے ہلکا سا سہلاتے زاویان نے گلشن بائی کی طرف مڑ کر دیکھا پھر مسکرا کر آنکھ ونک کی تھی اور دوسری طرف سے گاڑی میں جا کر بیٹھا تھا اور گاڑی سٹارٹ کیے اسے وہ ان بدنام گلیوں سے نکال لایا تھا۔۔۔

نکالو مجھے باہر ورنہ میں اس چلتی گاڑی سے کود پڑوگی تم سمجھتے کیا ہو خودکو اس نے زاویان کی طرف غصے سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔ جو سیٹھی بجاتا بڑے ارام سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔

بے بی کود جاؤ اگر دروازہ کھل جائے تم سے۔۔۔ تو میں بھی کسی کو کہنے والا بنوں کے میرے لیے کسی حسین لڑکی نے جان دی تھی۔۔۔ اس نے سیٹھی بجاتے کہا تھا۔۔

اسی وقت دیدم کو اس کی بات سن کر اتنا غصہ آیا تھا کے کے دل کیا تھا اسکا خون کر دے پھر اس نے گئیر پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنے دونوں ہاتھوں کے ناخن کسی جنگلی بلی کی طرح چھبانے شروع کر دیئے تھے۔۔۔

تبھی زاویان نے غصے سے اس کے نازک ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیتے ہوئے غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

اتنی بدتمیزیاں برداشت کرنے کا قائل نہیں ہوں میں اپنے ہاتھوں کو جتنا ہو سکتا ہے کنٹرول میں رکھنا میرے سامنے آج کے بعد اس نے اس کے دونوں ہاتھوں پر دباؤ بڑھاتے کہا تھا۔۔۔۔۔۔ جس سے درد کے اثرات دیدم کے چہرے پر واضح ظاہر ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اس کی انگلیوں کی ہڈیاں نے چٹخ جائیں اس خیال کے تحت زاویان نے اسکے ہاتھوں کو چھوڑا تھا ۔۔۔۔۔۔

کاش جیسا تمہارا وجود نازک ہے ویسے ہی تمہارا مزاج بھی نازک اور معصوم ہوتا نفرت سے اس کی طرف دیکھتے اس نے کہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

گاڑی پارکنگ ایریا میں کھڑی کر کے اس نے انعمتہ کی سائیڈ کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔۔

وہ دروازے کے کھلنے پر بھی ٹس سے مس نا ہوئی تو آہان نے ہاتھ بڑھا کر اسے اتارنا چاہا تو ڈر کے مارے پیچھے ہوتے اس نے نفی میں گردن ہلائی تھی۔۔۔۔۔

اب کی بار اس نے کچھ غصے سے اس کی طرف دیکھتے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکالا تھا۔۔۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑے ہی لفٹ والی سائیڈ گیا تھا۔۔۔

اور اپنے فلور کا بٹن دبا کر اس کا ہاتھ یونہی پکڑے لفٹ میں کھڑا ہوا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد لفٹ رکی تھی اور وہ اسے لیے اپنے فلیٹ کے سامنے آیا تھا۔۔۔ ڈور اوپن کر کے اس نے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔ جو ایک بھی قدم آگے نہیں بڑھا رہی تھی۔۔۔۔

کیا چاہتی ہو زبردستی کروں تمہارے ساتھ۔۔۔ اس بار آہان کو غصہ آیا تھا وہ جو پوری رات اس کے لیے خوار ہوا تھا وہ اپنے ہر رد عمل سے اسے مزید غصہ دلا رہی تھی۔۔۔ جب ہی ہاتھ بڑھاکر اسے اندر کی طرف کھینچا تھا اور ڈور لاک کیا تھا۔۔۔۔

اور کر بھی کیا سکتے ہو تم یہی تو کر رہے ہو اتنی دیر سے کھولو دروازہ مجھے نکالو باہر وہ بہتے آنسوؤں سے اس کے سامنے سے دروازے کی طرف جاتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔

میں تمہیں یہاں اس شور شرابے اور ڈرامے کے لیے نہیں لایا اس نے چباتے ہوئے االفاظ ادا کیے تھے اور اپنے غصے کو کنٹرول کرتا اس کو کاندھوں سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا تھا۔۔۔۔

وہ جانتا تھا کے اس وقت وہ گہرے دکھ سے گزر رہی ہے جب ہی اپنے غصے کو کنٹرول کیا تھا اس نے پھر سے ایک بار۔۔۔۔۔

ہاں میں جانتی ہوں تم نے گیارہ کڑوڑ مجھ پر صرف میرے آنسو دیکھنے کے لیے ضائع نہیں کیے مگر میں تمہیں ایک بات اچھے سے سمجھا دوں مسٹر کسی گوشت کے ٹکڑے سے دل بہلا کر تم چند منٹوں کی آسائش پاہ کر کبھی سر خروح نہیں ہو سکو گے۔۔۔۔

اس نے اپنی طرف غور سے دیکھتے ہوئے آہان سے کہا تھا۔۔۔ اور ڈر کے مارے بار بار اپنے آپ کو چادر میں چھپا رہی تھی۔۔۔۔

سیریسلی تمہیں ایسا لگتا ہے کے میر آہان آفندی تمہیں یہاں اپنی سیٹیسفیکشن کے لیے لایا ہے تمہارا دماغ سیٹ ہے۔۔۔۔۔

جتنا میں چاہ رہا ہوں تم سب کچھ اپنے دماغ سے نکالو اتنا ہی تم میرے غصے کو بڑھاوا دے رہی ہو بازو سے کھینچ کر اس نے اس کی بازو پر دباؤ بڑھاتے اسے اپنے سامنے کھڑا کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

تو تم یہاں مجھے بہن بنانے کے لیے لائے ہو اس نے اپنا بازو چھڑوانے کی ناکام کوشش کی تھی---

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ انعمتہ----- اس کا دل چاہا تھا کے اس کے رکھ کر تھپڑ لگا دے اس کی بات پر اس کے لفظوں نے پل بھر میں اس کے دل کی سلطنت ہلا کر رکھ دی تھی----- ہاتھ تھپڑ کے لیے اٹھا کر اس نے اسی لمحے مٹھی بنا کر نیچے گرایا تھا----

رک کیوں گئے مارو آہان آفندی دکھاؤ اپنی اصلیت بتاؤ مجھے کے جو تم وہاں چھت پر ہمدردی کر رہے تھے وہ ڈھونگ تھی---- تمہاری پارسائی تمہیں اس کوٹھے پر نہیں بلکہ تمہارا غلیظ نفس تمہیں اس کوٹھے پر لے کر گیا تھا----

نہیں بلکہ تم مجھے پھر سے صفائی دو کوئی ---- بتاؤ تم وہاں کیا لینے گئے تھے-----

اس نے اپنے آنسو پونچھتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا تھا----

تم حد سے بڑھ رہی یو انعمتہ اب---- اس نے اس کی طرف سے منہ پھیرتے ہوئے کہا تھا----

کون میں حد سے بڑھ رہی ہوں چلو میر آہان آفندی میں تو حد سے بڑھی تم تو انسانیت کے درجے سے ہی گر گئے ہو ۔۔۔۔ ایک لڑکی کی عزت خرید لی تم نے وہ بھی چند پیسوں کے عوض داد دینی پڑھے گی تمہیں۔۔۔۔۔

چلو شروع کرو حاصل کرو اپنا مقصد میں بھی دیکھو ان دس دنوں میں تم کس حد تک کھیل لیتے ہوں اس گوشت کے ٹکڑے سے کم ان سٹارٹ کرو۔۔۔۔

اس نے ہچکیوں سے روتے ہوئے اپنے گرد لپٹی چادر اتار کر اس کے قدموں میں پھینکی تھی پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیٹ پر رکھا تھا جہاں سے قمیض پھٹی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس کے صبر کی حد دیکھ رہا تھا اس کی اذیت کی انتہا وہ اس حد تک بے بس ہو چکی تھی اپنے ساتھ ہونے وے واقعات سے کے خود کا بھی صبر آزما رہی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا وصول کرو نا اپنی رقم مجھ سے سود سمیت۔۔۔۔۔۔۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیٹ پر دبایا تھا۔۔۔۔

بسسسسسس بہت ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ اتنی زور سے چلایا تھا کے انعمتہ کی روح تک کانپی تھی۔۔۔۔ ضبط کی حد کو چھوتے ہوئے اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گھما کر اس کی پشت

کو سینے سے لگایا تھا۔۔۔پھر اس کے سارے بال اس کے دوسرے کاندھے پر رکھتے اس کے کاندھے پر ٹوڑی رکھی تھے اور اپنے لب اس کے کان کے پاس لایا تھا۔۔۔۔ جبکہ ہاتھ اس کے پیٹ پر اس کے زخم والی جگہ پر رکھا تھا۔۔۔۔ وہ اس کے سینے کے ساتھ لگی ہچکیوں س ے رو رہی تھی اور وجود اس کالرزرہا تھا۔۔۔

بسسس اب مزید ایک لفظ نہیں۔۔۔ تم سے سٹیسفیکشن حاصل کرنی ہوتی تو تمہیں مجھے یہاں لانے کی ضرورت نہیں تھی اس کوٹھے پر چند گھنٹوں میں تمہارے اس بے ضرر وجود سے کھیل کر تمہیں تمہاری اوقات یاد کروا سکتا تھا میں۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے بہت خوبصورت ہو تم جو میں تم پر مر مٹا اور تمہیں اٹھا کر یہاں لے آیا۔۔۔

وہ اس کے کان کے پاس سرگوشی کرتے گویا اس پر صور پھونک رہا تھا۔۔۔

نہیں انعمتہ خوبصورتی نے متاثر کرنا ہوتا مجھے تو چھ سال سے کسی بنجر زمین کی طرح بے آب نا ہوتا۔۔۔ تمہاری تکلیف تمہارے درد تمہاری ان آنکھوں کی چمک اور تمہارے چہرے کی معصومیت نے اس پتھر دل انسان کی بنجر زمین کو آب کیا ہے۔۔۔

نا ہی میں نفس پرست ہوں اور نا ہی گھٹیا مرد اس نے غصے سے کہتے اس کے پیٹ پر رکھے اپنے ہاتھ پر دباؤ بڑھایا تھا وہ بری طرح درد کی شدت سے مچلی تھی--- اس کی گرم سلگتی سانسوں کا لمس اس کے کان اس کے کاندھے کو کسی گرم بھٹی کی طرح جھلسا رہا تھا------سر میں درد کی شدید ٹھیس اٹھی تھی اور وہ اس کے سینے کے ساتھ لگی ڈھلکے سر کے ساتھ بے ہوش ہوئی تھی----

مگر مجھے اب ایسے لگتا ہے غلط کیا میں نے تم پر اپنا سکون لٹا کر مجھے لگا وہاں تم سیو نہیں ہو کوئی تمہاری معصومیت چھین لے گا حیوان بنکر تمسے تمہاری سانسیں چھین لے گا---- تو اہان افندی خود کو کبھی معاف نہیں کر پائے گا-----

تم اس ہمدردی کے قابل ہی نہیں ہو---- تم تو خود اپنے آپ پر رحم نہیں کھانا چاہتی میں کیا تم پر رحم کھاؤ-----

غصے کی شدت سے اہان کا خون کھول رہا تھا تبھی اس کے آنسو اس کے پیٹ پر پڑے زخم پر دباؤ بڑھاتے اسے احساس ہی نہیں ہو رہا تھا کے وہ درد کی انتہا کو چھوتی کب کی ہوش سے بیگانہ ہو گئی ہے----

میں تم سے بات۔۔۔انعمتہ اسے اپنی باہوں میں جھولتے بے جان دیکھتے وہ بری طرح پریشان ہوا تھا۔۔۔۔ جب ہی اسے باہوں میں اٹھائے بیڈ روم کی طرف لے کر گیا تھا۔۔۔۔ اور نرمی سے بیڈ پر لٹایا تھا۔۔۔۔

انعمتہ اٹھو یار انعمتہ اٹھو۔۔۔۔ اس کے چہرے کو تھپتھپاتے وہ کسی خوف کے زیر اثر بے حد پریشان ہوا تھا۔۔۔۔

آئی ایم سوری یار آئی سوئیر اب نہیں ہرٹ کروں گا پلیز انکھیں کھولو نہیں ڈانٹو گا اب اس کے چہرے سے اور گردن سے بال ہٹاتے وہ پاگلوں کی طرح اس کو ہوش میں لانے کے جتن کر رہا تھا کبھی اس کے ہاتھ مسلتا اور کبھی پاؤں پھر گلاس میں پانی انڈیل کر اس نے اس کے چہرے پر چھڑکا تھا۔۔۔۔

اس کی لمبی پلکوں کی لرزش پر اس نے بے اختیار سکون کا سانس لیا تھا۔۔۔۔

اس نے پوری آنکھیں کھولتے اسے اپنے اوپر جھکے دیکھا تو خوف سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

اٹھو اٹھ کر منہ دھو لو میں تمہارے لیے کچھ کھانے کے کیے منگواتا ہوں۔۔۔ اس نے اس سے پیچھے ہوتے اسکو اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ڈونٹ ٹچ می۔۔۔ اس نے اس کے پاس سے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اگر مجھ پر کوئی احسان کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اکیلا چھوڑ دیں اس نے ٹھوس لہجے میں کہا تھا۔۔۔

مگر انعمتہ۔۔۔

پلیز لیو می الون وہ پوری جان سے چیخی تھی ۔۔۔

اہان اٹھ کر کمرے سے باہر گیا تھا اور اس کے جاتے ہی اس نے دروازے کو لاک لگایا تھا۔۔۔

اور پھر کتنی دیر اہان کو اس کے چیخ چیخ کر رونے کی آوازیں باہر تک سنائی دیتی رہیں تھیں۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

چلو اترو نیچے۔۔۔ اور خبردار یہاں کوئی ڈرامہ کرنے کی کوشش کی۔۔۔اواز بھی نا نکلے تمہاری اس نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا تھا پھر دروازے کا لاک کھول کر سیٹ بیلٹ اتارا تھا۔۔۔۔

ڈرامہ کیا میں چیخ چیخ کر تمہارے پورے گھر کو اکٹھا کروں گی بتاؤ گی کے تم کیسے مجھے۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ مزید اونچا بولتی یا کچھ اور کہتی

زاویان نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے اس کی بولتی بند کی تھی پھر اسے باہوں میں اٹھایا تھا چوکیدار کی طرف گاڑی کی چابی پھینکتے وہ اسے اسی طرح باہوں میں اٹھائے گیسٹ روم کی طرف لایا تھا۔۔۔

اور روم میں لاکر اس نے غصے سے اسے بیڈپر پٹخا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا کے اگر ابی کو پتہ چل گیا کے وہ آسے زبردستی اٹھا کر لایا ہے تو وہ غضہ کریں گے اس پر۔۔۔۔

کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم یہ زور زبردستی کر کے۔۔۔۔ میں تم سے نکاح کسی صورت بھی نہیں کروں گی۔۔۔۔ اس نے اس کی پناہوں سے نکلتے ہوئے اس سے دور ہوتے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

چلاؤ مت۔۔۔۔ اگر اپنی بہن کو زندہ دیکھنا چاہتی ہو تو صبح گیارہ بجے نکاح نامے پر سائن کر دینا ورنہ اس کی موت پر رونے کے لیے تیار رہنا۔۔۔۔

زاویان نے ہوامیں تیر مارتے کہا تھا۔۔۔۔

کیا کہا تم نے گھٹیا انسان انعمتہ تمہارے پاس ہے اس نے آگے بڑھ کر اس کا گریبان پکڑتے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے پوچھا تھا۔۔۔۔

یسسس سویٹ ہارٹ اب چپ چاپ بغیر کسی ڈرامے کے پیپرز پر سائن کر دینا ورنہ۔۔۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔۔۔

اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود کے قریب کرتے کہا تھا۔۔۔۔۔

تم انتہائی نیچ اس نے اس کے سینے پر مکے برسانے شروع کیے تھے تب ہی زاویان نے اس کی تھوڑی سے پکڑ کر اس کا سر اوپر کر کے اس کے بالوں کو مٹھی میں جھکڑا تھا۔۔۔۔۔

اب تمہاری بہن کی زندگی تمہارے ہاتھ میں ہے شور کیا یا پھر نکاح سے انکار تو اگلے انجام کی تم خود زمہ دار ہو گی کہتے ہی وہ الٹے قدموں دروازہ باہر سے لاک کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

گلشن بائی کسی پڑپڑاتی چڑیا کی طرح پڑپڑا رہی تھی۔۔۔۔ اتنی موٹی آسامی ہاتھوں سے نکلتے دیکھ کر اس کا خون کھول رہا تھا اپنے تمام زرائع استعمال کر کے وہکسی طرح دیدم تک پہنچنا چاہتی تھی۔۔۔۔

اور پھر اسکے شیطانی دماغ نے ایک نیا جال بنا تھا اور اپنے ہی پلین پر وہ دل کھول کر ہنسی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کافی دیر کے بعد آہان کو اس کے کمرے سے انے والی ہچکیوں اور سسکیوں کی آواز نہیں اہ رہی تھی۔۔۔۔

اس نے اٹھ کر کی ہینگ سے کمرے کے لاک کی چابی لی تھی۔۔۔۔

دروازہ کھول کر وہ اندر آیا تو وہ بہڈ کے پاس نیچے اڑھی ترچھی کسی بچے کی طرح لیٹی سورہی تھی۔۔۔اس نے اس کو اٹھا کر بیڈ پر لٹایا پھر کمفرٹر دیا تھا اس کے اوپر کیوں کے اس کا جسم گرم ہو رہا تھا۔۔۔۔

وہ جانتا تھا کے جس اذیت سے وہ گزری ہے اس میں اس کے جسم نے اس کے دل کے ساتھ ساتھ ہر اذیت سہی تھی۔۔۔۔اس کے چہرے کا حلیہ بگڑ گیا تھا۔۔۔۔ ہر زخمکے پاس نیل کا نمایاں دھبہ تھا۔۔۔۔

ایک بار مجھے اسکا نام پتہ چل جائے جس نے یہ کیا ہے بائے گوڈ اس کی گردن اپنی ہاتھوں سے مڑوڑوں گا۔۔۔۔۔ اس نے خود پر کنٹرول کرتے کہا تھا۔۔۔۔

پھر فرسٹ ایڈ باکس لا کر اس نے بڑی نرمی سے اس کے ماتھے پر بینڈیج کی تھی پھر اس کے ہونٹ اور گردن پر انٹمنٹ لگائی تھی۔۔۔۔ وہ تکلیف کے باعث نیند میں بھی درد کے مارے تڑپ رہی تھی اس کا درد اس کے چہرے پر واضح تھا۔۔۔۔۔انکھ سے ایک ادنا موتی اس کی گال پر بہا تو آہان نے کسی قیمتی متاع کی طرح اسے اپنی انگلی کی پوروں پر چنا تھا۔۔۔۔

آہان کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔۔۔ فرسٹ ایڈ باکس بند کرتا وہ کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر آیا تھا۔۔۔اس پوری رات وہ ایک پل بھی نہیں سویا تھا بس سگریٹ پر سگریٹ پھونکے تھے اس نے۔۔۔۔

وہ اختیار نہیں رکھتا تھا اس کے درد کو چننے کا مگر وہ اس کی ہر تکلیف کو خود میں سمیٹ لینا چاہتے تھا اور یہی اس کی بے بسی کی انتہا تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

صبح گیارہ بجے کے قریب ملازمہ نے اسکے روم کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔۔۔وہ جو پوری رات ایک پل نہیں سوئی تھی گیارہ بجتے ہی انگلیاں مڑوڑتی اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔۔

ک۔۔۔۔کو۔۔۔۔کون ہے۔۔۔۔ جانتی تھی اس کی موت کا پروانہ ہو گامگر پھر بھی دروازہ کھولتے اس نے پوچھا تھا۔۔۔

میڈم یہ زاویان سر نے بھیجا ہے کہہ رہے ہیں پہن کر دوپٹہ اوڑھ کر بیٹھیں دس منٹ میں وہ اپ کو بلواتے ہیں۔۔۔۔

ملازمہ کہتی اسے بیگ تھماتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔

دیدم نے وہ بیگ کھولا تھا اندر ایک لال رنگ کا فراک اور لال دوپٹہ تھا۔۔۔۔

اس نے بہتے آنسوؤں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔ اور اس وقت اڈے لگا جیسے اس نے اپنے کفن کو دیکھا ہو۔۔۔

یہ مجھے بھیجا گیا کفن۔۔۔ اور یہ نکاح تمہیں بہت مہنگا پڑے گا میر زاویان آفندی وہ بہتے آنسوؤں سے کہہ رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر وہیں کھڑی رہنے کے بعد وہ واش روم میں گئی تھی اور چینج کر کے باہر نکلی تھی۔۔۔ کیونکہ اسکے پاس دوسرا کوئی اپشن نہیں تھا اگر اسے زاویان سے پیچھا چھڑانا تھا تو جو جو وہ کہہ رہا تھا اسے وہی وہی کرنا تھا۔۔۔وہ ابھی دوپٹہ لیے صوفے پر بیٹھی تھی کے ملازمہ اندر ائی تھی۔۔۔

چلیں بی بی جی۔۔۔۔ اسے بازو سے تھامے وہ ڈرائنگ روم کی طرف لے کر گئی تھی اور ڈرائنگ روم کے صوفے پر بٹھایا تھا۔۔۔

زاویان نے اسے بڑے غور سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اور پھر اس پر سجا اپنا لال رنگ دیکھ کر گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ پھٹنے کے لیے تیار ہے مگر اگر وہ چپ ہے تو صرف اور صرف اس کی دی ہوئی دھمکی کی وجہ سے۔۔۔

شروع کریں مولوی صاحب ابی نے کہا تھا۔۔۔۔

مولوی نے کچھ آیتوں کے بعد اسکی طرف رخ کیا تھا۔۔۔۔

المیرا ریحام ملک "کیا آپ کو میر زاویان آفندی اپنے نکاح میں قبول ہیں۔۔۔۔"

دل تو اس کا کیا تھا کے چیخ چیخ۔۔کر کہے کے نہیں مگر سامنے بیٹھے زاویان کی گھوری نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔۔۔۔

قبول ہے۔۔۔۔ مولوی کے تینوں بار پوچھنے پر اس نے یہی کہا تھا اور پھر نکاح نامے پر سائن کیے تھے۔۔۔۔

میر زاویان آفندی کیا آپ کو المیرا ریحام اپنے نکاح میں قبول ہیں۔۔۔۔ مولوی نے اب زاویان سے پوچھا تھا۔۔۔۔

ابی کے چہرے پر دمکتی خوشی دیکھتے اس نے تینوں بار قبول ہے کہا تھا۔۔۔۔

اور پیپر پر سائن کیے تھے تبھی کسی نے زور سے آہ کر اس کے اگے پڑھے نکاح نامے کو پکڑ کر کھینچا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

کروٹ لیتے ہی اس کی دائیں پسلی میں درد ہوئی تھی کراہتی ہوئی وہ اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

انجانے کمرے میں خود کو دیکھتے اس نے نا سمجھی سے اپنے حلیے پر نظر ڈالی تھی۔۔۔۔

آہستہ آہستہ اس کی حسیات بیدار ہونے لگیں تھیں۔۔۔۔۔

سب کچھ یاد آنے لگا تھا کیسے اس پر رات اس کی ماں نے تشدد کیا تھا۔۔۔۔ پھر چھت پر میر آہان آفندی کا ملنا اور اس کے اتنا قریب ہو کر اس سے اس کے درد کی وجہ پوچھنا۔۔۔۔

پھر تہہ خانے میں اس بوڑھی عورت کا ملنا اور یہ بتانا کے وہ اس کی نانی ہے اور گلشن بائی اس کی ماں نہیں ہے۔۔۔۔

اور پھر اس کمرے میں اس لڑکے کا آنا جس نے اس کی ماں کو اپنی موم کہا اور اس کا اسے فیوچر وائف کہنا اور پھر اس کے لبوں پر جھکنا

وہ سب یاد کرتے اس نے شدت سے آنکھیں بند کیں تھی۔۔۔۔

میں گیارہ کڑوڑ دوں گا۔۔۔۔ اس کے کانوں میں میر آہان آفندی کے لفظوں کی بازگشت ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ جسے ہمدرد سمجھ بیٹھی تھی اپنا۔۔۔۔۔۔ وہ تو سوداگر نکلا تھا اس کا۔۔۔۔ جس نے اس کی قیمت اس کی ماں کی لگائی گئی قیمت سے زیادہ لگائی تھی۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔ تم زیادہ قیمت نا لگاتے تو میں کیسے تمہارے ٹھکانے پر پہنچتی میر آہان آفندی کیسے تمہارے اس طلسم میں قید ہوتی۔۔۔۔

اس نے بہتے آنسوؤں سے تلخی سے کہا تھا۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے بہت خوبصورت ہو تم جو میں تم پر مر مٹا اور تمہیں اٹھا کر یہاں لے آیا۔۔۔۔

نہیں انعمتہ خوبصورتی نے متاثر کرنا ہوتا مجھے تو چھ سال سے کسی بنجر زمین کی طرح بے آب نا ہوتا۔۔۔۔ تمہاری تکلیف تمہارے درد تمہاری ان آنکھوں کی چمک اور تمہارے چہرے کی معصومیت نے اس پتھر دل انسان کی بنجر زمین کو آب کیا ہے۔۔۔۔

نا ہی میں نفس پرست ہوں اور نا ہی گھٹیا مرد۔۔۔۔۔

اس کے کانوں میں پھر سے اس کے لفظوں کی بازگشت سنائی دی تھی۔۔۔۔۔

اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کے لب اب بھی اس کے کان کے پاس ہوں۔۔۔

جیسے وہ اب بھی بولتے ہوئے اپنی جان لیوا سانسوں سے اس کی روح کو سلگا رہا ہو۔۔۔۔

اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے اس نے انکھیں بند کیے اس کے درد دیتے لمس کو محسوس کیا تھا۔۔۔۔

اور پوری طرح کسی بے آب مچھلی کی طرح تڑپی تھی وہ جس نے کبھی اپنے دا جی کے علاوہ کسی لمس کو محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔ آہان آفندی کا لمس اسے سلگا گیا تھا۔۔۔۔

نہیں انعمتہ ت۔۔۔۔ت۔۔۔ تمہیں کچھ کرنا ہو گا اس جال سے اس قید سے نکلنا ہو گا۔۔۔۔ تم کبھی بھی اس گھٹیا انسان کے منصوبوں کو کامیاب ہونے نہیں دے سکتی۔۔۔۔ تمہاری پہلی جنگ اس آہان آفندی سے ہے کیسے بھی کر کے یہاں سے نکل کر ہی تم اپنی دیدم کو بچا سکتی ہو۔۔۔۔۔

ج۔۔۔ج۔۔۔جس نے تمہیں خریدا ہے وہ وہ تمہیں اگے بیچ بھی سکتا ہے۔۔۔ اس نے چکراتے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے کہا تھا۔۔۔وہیں اسے اپنے سر پر بینڈج محسوس ہوئی تھی پھر اسے یاد آیا کے وہ تو رات نیچے بیٹھی رو رہی تھی پھر اسے کس سے ایسے بیڈ پر لٹایا اور بینڈج کی۔۔۔۔

کہیں آہان نے اپنا مقصد تو نہیں مجھ سے حاصل کر لیا۔۔۔ نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا اس نے چکراتے سر اور بہتے آنسوؤں سے خود کو تسلی دی تھی۔۔۔۔۔
کل دوپہر سے لے کر اب تک اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔ ویکنیس کی وجہ سے چکر آہ رہے تھے اور جسم میں حرارت کی وجہ سے اس کا چہرہ لال سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔
اٹھتے ہی اس نے چادر ڈھونڈنی چاہی تو وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔پھر اسے یاد آیا کے وہ تو رات کو اس نے باہر اتار کر پھینک دی تھی۔۔۔۔
سر پر ہاتھ رکھے لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ وہ باہر آئی تھی۔۔۔ سب کچھ اس کی آنکھوں کے آگے گھوم رہا تھا۔۔۔۔

باہر آئی تو آہان کو صوفے پر سوتا لیٹا دیکھا۔۔۔ اس وقت اسے ایک نہیں دو آہان نظر آہ رہے تھے۔۔۔ صوفے کی پشت پر چادر رکھی تھی اور خود آہان اسی صوفے پر لیٹا تھا۔۔۔۔

بڑی ہمت کر کے وہ آہان تک پہنچی تھی پھر اس پر جھک کر چادر لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تھا کے پھر سے سر بری طرح چکرایا اور وہ دھڑام سے اس کے سینے پر جا گری تھی۔۔۔۔

وہ جو سیدھا لیٹا گہری نیند سو رہا تھا۔۔۔ یک دم بوکھلا کر آنکھیں کھولیں تو اسے اپنے اوپر جھکے پایا۔۔۔ کھلے لمبے بال کسی آبشار کی طرح آہان کے منہ کو ڈھانپے ہوئے تھے اس کے پسینے کی خوشبو اس کی سانسوں کی خوشبو اس کی حسیات بیدار کرتیں اس کو اپنے طلسم میں جکڑ رہیں تھیں۔۔۔۔اور اس کے لب آہان کی ناک کو چھو رہے تھے۔۔۔۔ جبکہ وہ آدھی سے زیادہ اس کے اوپر گری ہوئی تھی۔۔۔

انعمتہ آر یو اوکے۔۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بال اس کی کان کے پیچھے اڑسے تھے۔۔۔۔اور پھر اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈالا تھا۔۔۔۔ زندگی کتنی حسین تھی ناں وہ

پاس تھی اس کے۔۔۔۔ اس کی سانسوں کے بھی پاس۔۔۔۔ وہ بڑی مشکل سے اپنی آنکھوں کو بند ہونے سے روک رہی تھی۔۔۔۔

می۔۔۔۔م۔۔۔میری چادر۔۔۔۔ اس نے درد برداشت کرتے کہا تھا۔۔۔۔ اور پھر اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

کہاں پین ہے بتاؤ کیا ہوا ہے وہ پریشان لہجے میں بولا تھا اور اس کی کمر سے ہاتھ ہٹایا تھا۔۔۔اور وہ اٹھنے کی کوشش کرتے پھر سے اس کے سینے پر گری تھی اور اس کی آنکھیں بند ہوئیں تھیں۔۔۔

انعمتہ۔۔۔۔۔ انعمتہ۔۔۔۔۔اس نے اس کے اس طرح پھر سے بے ہوش ہونے پر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے تھوڑا سا خود سے پیچھے کرتے خود بھی اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔

اسے باہوں میں اٹھائے پھر سے بیڈ روم لایا تھا اور بیڈ پر لٹایا تھا۔۔۔۔ پھر اس پر کمفرٹر دیتا باہر گیا تھا اور اس کی چادر لاکر اس کے تکیے کے پاس رکھی تھی۔۔۔ ماتھے پر ہاتھ لگایا تو وہ کسی بھٹی کی طرح تپ رہا تھا۔۔۔۔

بہت تیز بخار ہے اسے تو ۔۔۔۔رات کہا تھا کچھ کھا لو مگر نہیں بس ظلم کرنا ہے خود پر لوگوں نے کیا کم کسر چھوڑی ہے جو اپنے ہاتھوں سے اپنی جان لینے پر تلی ہوئی ہے۔۔۔۔۔

کچن میں جاتے ہوئے وہ بڑبڑا رہا تھا۔۔۔۔ فریج میں سے آئس نکال کر باول میں ڈالی تھی پھر چھوٹا ٹاول لے کر اس کے پاس بیٹھا تھا۔۔۔۔

وہ جو بے ہوش پڑی بس اونگھ رہی تھی۔۔۔۔ اسے شدت سے غصہ آہ رہا تھا اس پر۔۔۔ کر لو جتنی مرضیاں کرنی ہیں مگر جب انعمتہ۔۔۔۔۔ میر آہان افندی مرضیاں کرنے پر آیا تو تمہاری سانس بھی وہ تمہیں اپنی مرضی سے نہیں لینے دے گا۔۔۔۔۔

اس نے اس کے ماتھے پر بھیگا ٹاول رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

پھر ہاتھ میں موبائل پکڑ کر نمبر ملایا تھا۔۔۔۔

زاکر جہاں بھی ہو دس منٹ تک کسی ڈاکٹر کو لے کر پہنچو یہاں۔۔۔۔۔ زاکر کے کال رسیو کرتے ہی اس نے کہا تھا۔۔۔۔

آہان سب ٹھیک ہے ناں زاکر نے پریشان ہوتے کہا تھا۔۔۔

ہاں آؤ پھر بتاتا ہوں میں کہتے ہی اس نے کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ سائن کر چکا تھا جب اس کا نکاح نامہ کھینچا گیا تھا۔۔۔۔اور نکاح نامہ کھینچنے والا کوئی پچیس سال کا خوبرو نوجوان تھا۔۔۔۔زاویان نے آئی برو اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

میری بچی دیدم تو ٹھیک تو ہے ناں وہ المیرا کے گلے لگے اسے کہہ رہی تھی۔۔۔۔اور ساتھ ساتھ آنسو بہا رہی تھی۔۔۔۔

دیکھ دیدم جیسے جیسے میں کہوں گی ویسے ہی کرنا ۔۔۔۔۔اس سے تیرا۔۔۔۔۔ اس سے نکاح ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔ اس نے اس کے گلے لگے اس کے کان میں کہا تھا۔۔۔۔

مگر ماما انعمتہ اس کے پاس۔۔۔۔

جھوٹ بول رہا ہے وہ انعمتہ مل گئی ہے۔۔۔۔ تم بس جیسا کہہ رہی وہ ویسا کرو وہ پھر سے سرگوشی میں اس کے کان کے پاس اس کے گلے لگے ہوئے ایسے ہی بولی تھی جس سے اس پر کسی کو شک نا ہو۔۔۔۔۔

ہائے میری بچی دیدم---- دیکھیں انسپکٹر صاحب کیسے زبردستی اس کا نکاح پر نکاح کروا رہے تھے یہ لوگ اگر میں نا آتی تو کتنا بڑا گناہ ہو جاتا میں بتا نہیں سکتی----- اس نے اپنا سینے پر ہاتھ مارت روتے ہوئے کہا تھا----

نکاح پر نکاح---- المیرا نے زیر لب کہا تھا وہیں ابی بھی ایک دم حیران ہوئے تھے اور زاویان بھی-----

بکواس بند کرو جھوٹی اور مکار عورت----پہلی بات تو یہ کے میری بیوی کا نام المیرا زاویان آفندی ہے---- دوسری بات یہ کے میری بیوی کو اس کے اصل نام سے پکارو گی تو تمہارے حق میں بہتر ہو گا چلو اب اپنی منحوس شکل لے کر دو منٹ کے اندر اندر نکلو----- طاہر نکالو اسے باہر اسے اندر کس نے آنے دیا---- زاویان نے دھاڑتے ہوئے کہا تھا----

ہمیں اندر آنے کے لیے کسی بھی اجازت کی ضرورت نہیں ہے میر زاویان آفندی---- انسپکٹر صاحب بولے تھے----

تو پھر آپ کو جھوٹ کا ساتھ دینے کی اجازت کس نے دی ہے انسپکٹر صاحب وہ تیش سے بولا تھا۔۔۔۔

کسی بھی ثبوت کے بغیر ہم یہاں نہیں آئے ہیں زاویان صاحب۔۔۔۔ ہمارے پاس سارے ثبوت ہیں۔۔۔۔انسپکٹر صاحب نے کہا تھا۔۔۔۔

یہ عورت چال باز ہے انسپکٹر صاحب المیرا کے دا جی اس کا رشتہ زاویان سے کر کے گئے تھے اور یہ ان کی وصیت تھی اس رشتے کے ساتھ ساتھ وہ ان دونوں کی کسٹڈی بھی میرے سپرد کر کے گئے ہیں آپ چاہیں تو میں پیپر۔۔۔۔

جھوٹ بولتا ہے یہ بڈھا یہ سارے کاغزات اس نے نعقلی بنوائے ہیں۔۔۔۔ صرف اور صرف ان دونوں کی جائیداد ہتھیانے کے لیے۔۔۔۔

گلشن بائی نے ابی کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اے یو میرے گھر کی چھت کے نیچے کھڑی ہو کر میرے ابی سے اس طرح بات کرنے کی ہمت کیسے ہوئی تمہاری۔۔۔۔۔ میر حشمت اللہ آفندی نام ہے ان کا۔۔۔۔ اگر اگلی دفعہ عزت سے یہ نام نا لیا تو اپنے پیروں پر چل کر جا بھی نہیں سکو گی آئی سمجھ۔۔۔

زاویان نے اتنی گرجدار آواز میں گلشن بائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا کے وہ اپنی جگہ سے دوبارہ ہل بھی نہیں سکی تھی زاویان کو رات والی حالت میں واپس آتا دیکھ وہ دبک کر پیچھے ہٹی تھی مبادا اس کی آنکھوں سے نکلنے والے غصے کے انگارے اسے ہی جلا کو خاک نا کر دیں۔۔۔۔

آپ ہمارے ہوتے ہوئے ایسے انہیں دھمکی نہیں دے سکتے۔۔۔ انسپکٹر نے بولنا فرض سمجھا تھا۔۔۔

تو آپ لوگوں کے ہوتے ہوئے میں اسے اپنے ابی سے بدتمیزی سے بات کرنے کی اجازت بھی نہیں دے سکتا ایک سینیئر سیٹیزن سے کیسے بات کی جا سکتی ہے آپ کو پہلے یہ اس جاہل عورت کو سکھا کر لانا چاہیے تھا۔۔۔۔

زاویان نے خونخوار نظروں سے گلشن بائی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

دیکھیں مسٹر زاویان جس لڑکی سے آپ زبردستی شادی کر رہے ہیں وہ پہلے ہی کسی اور کے نکاح میں ہے۔۔۔ انسپکٹر نے ماحول کا تاثر کم کرنے کے لیے نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔

میں نہیں مانتا۔۔۔ ایک لڑکی اتنی گری ہوئی نہیں ہو سکتی کے وہ زبردستی بھی خود سے یہ گناہ ہونے دے کے ایک نکاح میں رہتے ہوئے دوسرا نکاح کر لے۔۔۔

زاویان نے المیرا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ان لوگوں نے اس کو اتنا ٹارچر کیا ہے کے وہ بتا ہی نہیں سکی یہ شخص آدھی رات زبردستی میری بیٹی کو اٹھا کر لایا تھا۔۔۔ یہی نہیں اس نے میرے ملازم کے ساتھ بھی مار دھاڑ کی تھی۔۔۔

گلشن بائی نے دھائی دیتے ہوئے انسپکٹر کو بتایا تھا۔۔۔

تب ھی اس کی بات سن کر ابی نے غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا جبکہ بدلے میں زاویان نے کاندھے اچکانے پر اکتفا کیا تھا جیسے کہہ رہا ہو کے میرے پاس دوسرا کوئی اپشن نہیں تھا۔۔۔

کیوں مسٹر زاویان آفندی کوئی جواب ہے آپ کے پاس۔۔۔۔

انسپکٹر نے زاویان کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

ہاں میں لے کر آیا زبردستی اس کو۔۔۔۔ ہاں میں نے اس عورت کے ملازم کو بھی مارا۔۔۔ جو جو یہ بتا رہی ہے سب کیا میں نے۔۔۔ کیونکہ میر زاویان آفندی جو کرتا ہے ڈھنکے کی چوٹ پر کرتا ہے۔۔۔ جو میں نے کیا ہے وہ کیا ہے۔۔۔ جو میں نے نہیں کیا۔۔ اس پر اس عورت کا باپ بھی آہ کر مجھے منوا نہیں سکتا۔۔۔۔

دوسری بات اس نے مجھے ایسا کرنے پر اکسایا اگر یہ مجھے آرام سے المیرا کولانے دیتی اور اپنے ملازم کو مجھ پر ہاتھ اٹھانے کا نا کہتی تو میں کبھی بھی وہ سب نا کرتا۔۔۔

زاویان نے تنفر سے اسکی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

دیکھیں انسپکٹر صاحب وہ جگہ ان بچیوں کے رہنے کی نہیں ہے ساری عمر ان کے باپ دادا نے عزت کی زندگی گزاری ہے وہاں عزت دار گھرانوں کی بچیاں نہیں رہتیں۔۔۔ ابی نے نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔

تو پھر عزت دار گھرانوں کے مرد وہاں کیا کرنے آتے ہیں اگر اس کا باپ اتنا شریف تھا تو مجھ سے نکاح کیوں کیا۔۔۔ میں جیسی بھی صحیح ان کی ماں ہوں اور اپنی بچیوں کے حق میں۔۔۔۔ میں بہتر فیصلہ لے سکتی ہوں۔۔۔

آپ نے دیکھا یہ نکاح نامہ یہ چوہدری اسفند کے نکاح میں ہے اس کی بیوی ہے۔۔۔۔ وہ جو اتنی دیر سے کھڑا اس سارے ڈرامے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ گلشن بائی نے اس کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔۔

نکاح نہیں ہوا ہو گا بیچا ہو گا۔۔۔ چلو تم بتاؤ کتنے میں بیچا اس نے تمہیں اپنی بیٹی کو۔۔۔ زاویان نے چوہدری اسفند کے سامنے کھڑے ہوتے کہا تھا۔۔۔۔۔

میر زاویان آفندی تم حد سے بڑھ رہے ہو میری ماں پر اتنے الزام لگاؤ جتنے میں برداشت کر سکوں۔۔۔ اس نے چلاتے ہوئے زاویان کی طرف دیکھتے کہا تھا اسے گوارہ ہی کب تھا کے کوئی بھی اٹھ کر اس کی ماں پر خود کو بیچنے کا الزام لگائے۔۔۔۔۔

مائی سویٹ وائف یہ الزام تھوڑی ہے سچ بتا رہا ہوں تمہیں پتہ نہیں کیوں اپنی ماں کی آنکھوں میں چھپی مکاری نظر نہیں آہ رہی۔۔۔۔ اس نے المیرا کے پاس جاتے اس کے گال پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ڈونٹ ٹچ ہر شی ازمائی وائف۔۔۔۔ چوہدری اسفند نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ اس کے گال سے ہٹاتے کہا تھا۔۔۔۔

نکاح تو ابھی اس نے میرے ساتھ پڑھا ہے پھر تمہاری بیوی کیسے ہوئی۔۔۔۔ لگتا ہے چوہدری صاحب نے سستا نشا کیا ہے یا ان کی زندگی کے دن پورے ہو گئے ہیں اس نے ایک ایک لفظ کو چباتے ٹیبل کو غصے سے ٹھوکر مارتے کہا تھا۔۔۔۔

یہ اس کے غصے کا اظہار تھا اس کا اندر تک جھلسا تھا چوہدری اسفند کا المیرا پر حق جتانا دیکھ کر۔۔۔۔

بی ہیو۔۔۔۔ آپ آپس میں کیوں لڑ رہے ہیں ہم المیرا سے پوچھ لیتے ہیں کے وہ نکاح پر نکاح کا سنگین جرم کیوں کر رہی تھیں۔۔۔۔ یا پھر جو گلشن بائی نے پیپر دکھائے ہیں وہ جھوٹ ہیں۔۔۔۔

انسپکٹر نے المیرا کی طرف رخ کرتے کہا تھا۔۔۔۔

تو مس المیرا ریحام ملک بتائیں مجھے کیا آپ کا پہلے نکاح ہو چکا ہے۔۔۔۔

انسپکٹر نے صاف لفظوں میں پوچھا تھا۔۔۔۔

وہ سامنے کھڑا خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا اس نے نظر بھر کر زاویان کو دیکھا تھا جس کی نظروں کی وحشت نے اسکے دل کو پل بھر میں دہلایا تھا۔۔۔۔

اس نے اپنے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیری تھی۔۔۔۔

اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے اب ایک بار اور مزید اس نے زاویان کی طرف دیکھا تو وہ اپنے قدموں پر کھڑی بھی نہیں رہ سکے گی رات سے لے کر اب تک وہ اسے اپنے ٹشن ہی تو دکھا رہا تھا۔۔۔

خشک ہوتے حلق کے ساتھ اس نے اپنی ماں کو دیکھا تھا جو اس کو بچانے کے لیے یہاں تک آئی تھی۔۔۔پتہ نہیں رات سے کتنی جدوجہد کی ہو گی اس نے اس کو ان دھوکے باز لوگوں سے بچانے کے لیے اور اب جب وہ اس کو یہاں سے لے جانا چاہتی ہے تو وہ کیسے اپنی ماں کو دغا دے سکتی ہے صرف سامنے کھڑے شخص کی وجہ سے کیسے وہ اپنی ماں کی محبت کو بے مول کر سکتی ہے۔۔۔۔

ٹھیک ہے وہ اپنے نکاح کو لے کر جھوٹ بولنے جا رہی تھی۔۔۔۔ اپنے ہی نکاح کو جھوٹا کہنے جا رہی تھی۔۔

مگر اس زبردستی کے نکاح کی اس کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں تھی--- نا ہی وہ سامنے کھڑے شخص سے زبردستی کوئی رشتہ جوڑنا چاہتی تھی جو اس کے لیے تکلیف کے سوا کچھ نہیں تھا---

مس المیرا ریحام ملک آپ بتائیں گی--- انسپکٹر نے دوسری بار پوچھا تھا----

ج----ج---- جھوٹ ہے--- یہ نکاح---- م----م--میں پہلے سے نکاح کر چکی ہوں چوہدری اسفند کے ساتھ---- م----م---میں اس کہ بیوی ہوں ماما ٹھیک کہہ رہی ہیں----

اس نے خوف سے پیلے پڑتے وجود کے ساتھ زاویان آفندی کی طرف دیکھے بغیر ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہا تھا---- اور وہیں اس نے میر زاویان آفندی کی عزت کو سب کے سامنے دو کوڑی کا کر دیا تھا---اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے وہ کسی نا محرم کو اپنا شوہر کہہ رہی تھی---- زاویان نے تلخ مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا---

وہ جانتا تھا وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کے وہ اپنی ماں کی محبت میں اتنی اندھی ہو چکی ہے کے اپنے ہی پاک رشتے کو جھوٹ کہہ رہی ہے۔۔۔

سنو اے محرماں میرے

مجھے تم سے یہ کہنا ہے

اجازت ہو اگر مجھ کو

تمہارے ساتھ رہنا ہے

میری نظموں کے ہر عنوان کا

محور تمہی تو ہو

کہ میری ذات کی تکمیل کا

تصور تمہی تو ہو

تمہارے دم سے ہے

جو روشنی ہے زندگانی میں

تمہارے دم سے رہتا ہوں

میں لفظوں کی روانی میں

مگر اے مہرباں میرے

مجھے یہ بھی خبر ہے کہ

مقدر میں جدائی ہے

مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ

آگے نارسائی ہے

تمہارا ساتھ ہوتا گر

For more visit (exponovels.com)

یہ دنیا جیت لیتا میں

تمہارے نام پر ہی پھر

اس کو میں لٹا دیتا

مگر اے محرماں میرے

مجھے تم سے یہ کہنا ہے

جدائی تو مقدر ہے

مگر میں کیا کروں جاناں

For more visit (exponovels.com)

!! مجھے تم سے محبت ہے

اس کی آنکھوں میں چھبن بھری تھی۔۔۔ دل کیا تھا اسے جھنجوڑ کر رکھ دے۔۔۔ مگر نہیں وہ اب اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

آگے بڑھ کر اس نے اس کی کلائی سے اسے تھاما تھا اور گلشن بائی کی طرف پھینکا تھا اس زور سے کے دونوں اپنا توازن کھوتی ہوئی نیچے گری تھیں۔۔۔۔

اٹھاؤ اسے اور لے جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔

اس نے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

زاویان جو المیرا کہہ رہی ہے وہ سچ نہیں ہے یہ صرف ایک کھیل ہے۔۔۔ ابی نے تڑپتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بس کر دیں ابی بہت ہو گیا یہ تماشا اس لڑکی کے لیے خود کو کیوں تڑپا رہے ہیں جس کو نا خدا کا پاس ہے اور نا ہی اس کے بنائے گا رشتے کا۔۔۔ نا ہی اپنی عزت کا اعر نا ہی اپنے بڑوں کی عزت کا۔۔۔۔

وہ لڑکی جو کچھ دیر پہلے خدا کو حاضر ناضر جان کر اس پاک بندھن میں بندھے رشتے کو قبول کر کے اسے جھوٹا کہہ رہی ہے کس قسم کی امید لگا رہے ہیں آپ اس سے۔۔۔۔۔ جسے اپنی عزت کی پرواہ نہیں۔۔۔۔

جاؤ یہاں سے۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا اب کبھی اپنے ضمیر کی بات بھی نا سننا کیوں کے شاید اتنا بڑا گناہ کرنے والوں کا ضمیر بھی مرچکا ہوتا ہے۔۔۔۔۔

کسی شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے اس نے المیرا کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

اور المیرا زاویان آفندی میں دیکھتا ہوں کتنا وقت تم ان خوش گمانیوں کے سہارے جیتی ہو اس نے انگلی اٹھاتے ہوئے المیرا کو کہا تھا۔۔۔۔

اور المیرا نے پل بھر میں اس کی آنکھوں میں چھپے درد کو دیکھا تھا وہ جانتی تھی ووہ اس سے محبت نہیں کرتا مگر وہ اس کی عزت کی کرچیوں کو اس کی آنکھوں میں ٹوٹتا واضح دیکھ سکتی تھی-----

ایک لمحے کے لیے اس کا دل کیا تھا کے وہ---- اس جھوٹ سے انکار کر دے اس حقیقت کو بدل دے مگر اگلے ہی لمحے اس کے کانوں میں اس کی ماں کی آواز پڑی تھی------

چلو بیٹا---- اس کی باتوں کو مت سنو یہ تمہیں ایموشنلی بلیک میل کرے گا وہ المیرا کو اٹھاتے ہوئے کہہ رہی تھی----- پھر اس کا ہاتھ تھامے باہر کی طرف بڑھ رہی تھی---- اور وہ بس ساکت آنکھوں سے زاویان کو دیکھ رہی تھی---- اور وہ اس کو خود کو دیکھتا دیکھ پل بھر میں نظریں موڑ گیا تھا---- رخ موڑ گیا تھا----

کہیں نا کہیں المیرا کے اندر مبہم سی امید جاگی تھی کے کہ وہ کل کی طرح آگے بڑھ کر زبردستی اسے روک لے گا--- وہ امید ویسے ہی رہی تھی -----

وہ سیڑھیاں چڑھتا شاید اپنے کمرے میں چلے گیا تھا اور المیرا نے اس کے اوجھل ہونے تک اس کی پشت کو گردن پیچھے موڑے چلتے چلتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔ کاش وہ یہ جان پاتی کے وہ جنت چھوڑ کر جہنم کو چن بیٹھی ہے۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کچھ دیر بعد زاکر ڈاکٹر کو لے آیا تھا۔۔۔ ڈاکٹر اسے چیک کرنے کے بعد انجیکشن لگا کر کچھ ضروری ہدایات دے گیا تھا۔۔۔۔

آہان نے بڑی مشکل سے اسے اٹھا کر کچھ کھلا کر دوائی کھلائی تھی اور اب وہ پچھلے تین۔ گھنٹے سے سو رہی تھی ۔۔۔۔۔اور وہ دونوں ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔۔۔۔کیا سوچا ہے تم نے۔۔۔۔۔۔ زاکر نے پوچھا تھا۔۔۔

کس بارے میں۔۔۔۔ آہان نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا تھا۔۔۔۔

تم جانتے ہو میں کس بارے میں کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ تم اسے ایسے یہاں نہیں رکھ سکتے آہان۔۔۔۔

زاکر نے صاف لفظوں میں کہا تھا۔۔۔

وہ ٹھیک ہو جائے تو اس سے پوچھ لوں گا جہاں کہے گی چھوڑ آؤں گا۔۔۔ اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

رئیلی اتنی ہمت کر پاؤ گے تم اسے خود سے دور کرنے کی اس ہمدردی کے بخار کو اتار کر زرا یہ سوچو تمہارا دل کیا اس کی حفاظت کسی کو بھی سونپنے کے لیے مان جائے گا۔۔۔ وہ لڑکی جو اپنی سگی ماں کے ہاتھوں میں محفوظ نہیں تھی جس کی عزت اس کی سگی ماں نے محفوظ نا رہنے دی تم کسی غیر سے اس کی امید لگا سکتے ہو۔۔۔۔۔ تم سمجھ سکتے ہو وہ تمہیں جہاں کہے گی تم اسے وہاں چھوڑ آؤ گے تو اس کے بعد اس کی عزت محفوظ رہ سکے گی۔۔۔

آہان سوچو اگر کل رات ہماری بجائے کوئی اور اس کا سودا کر کے اسے لے جاتا تو۔۔۔ اس نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

شٹ اپ زاکر مجھے ایسا کچھ نہیں سوچنا اس کو کبھی کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ اس کا دل تڑپ اٹھا تھا زاکر کی باتوں پر۔۔۔

اس صورت میں نہیں ہو گا آہان جب اسے مضبوط سہارا ملے گا اور وہ مضبوط سہارا تم ہی اسے دے سکتے ہو۔۔۔ آہان اسے دنیا کے رحم و کرم پر مت چھوڑو۔۔۔۔۔ اس کی قسمت میں رونا لکھا ہے تو اسے مزید مت بڑھاو۔۔۔۔

اپنے دل کی سنو اور اس کی حفاظت کی۔۔۔۔ تم سے بڑھ کر اس کے لیے مضبوط سہارا کوئی نہیں بن سکتا۔۔۔۔ زاکر نے نرم لہجے میں اس پر ایک ایک پہلو کھولا تھا۔۔

نہیں زاکر وہ بہت چھوٹی ہے مجھ سے۔۔۔۔ میں اپنے دل پر بند باندھ سکتا ہوں مگر اس کی زندگی اپنے ساتھ جوڑ کر خراب نہیں کر سکتا۔۔۔۔ میرا اور اس کا کوئی جوڑ نہیں پندرہ سال کا فرق بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔۔۔۔ اس کی پوری زندگی پڑی ہے اس کا کریئر ہے اور۔۔۔۔۔

ان کھوکھلی دلیلوں کا جواز ڈھونڈوں گے تو نا تمہیں ملے گا نا مجھے۔۔۔۔۔ کسی کی عزت کی حفاظت عمروں کے فرق سے بڑھ کر نہیں ہے۔۔۔۔۔ جب وہ تمہاری زوجیت میں ہو گی میر آہان افندی کی بیوی ہو گی تو اسے کوئی میلی آنکھ سے دیکھے گا بھی نہیں۔۔۔۔

پلیز یار مان جاؤ نکاح کر کے اسے اپنا نام دے دو۔۔۔۔

زاکر نے امید بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

وہ مجھے غلط سمجھتی ہے زاکر وہ کبھی بھی نہیں مانے گی وہ مجھے گھٹیا اور نیچ سمجھتی ہے۔۔۔ وہ سمجھتی ہے میں وہاں کسی کے ساتھ رات گزارنے کے لیے گیا تھااور میں اسے یہاں بھی اسی غرض سے لایا ہوں۔۔۔ آہان نے درد بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔ میں بات کر کے دیکھوں گا وہ مان جائے گی آہان یہ غلط فہمیاں تم لوگوں کے رشتے سے بڑھ کر نہیں ہوں گی۔۔۔ اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کے اللہ نے اس کی مشکلیں آسان کرنے کے لیے ہی اسے تم تک بھیجا ہو۔۔۔ زاکر نے اسے تسلی دیتے کہا تھا۔۔۔۔

ویسے آہان تم مانو نا مانو کل رات سے اب تک اس کے حوالے سے جو تمہارے چہرے پر لکھا ہوا ہے نا اسے تم ہمدردی نہیں کہہ سکتے۔۔۔ میر آہان افندی کا دل کسی کی تکلیف کے لیے تڑپا ہے تو اس دل کی سلطنت ہلانے والی میں کچھ تو بات ہے۔۔۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بس ہو گئی بکواس چل نکل اب۔۔۔ میں انعمتہ کو دیکھ لوں۔۔۔ اس نے اسے مصنوعی غصے سے گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ایسے کیسے چلا جاؤ بیٹا اب تو تیرا نکاح کروا کر ہی جاؤں گا۔۔۔ اس نے مزید صوفے پر پھیلتے اور بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

انعمتہ تم۔۔۔۔ کچھ چاہیے کیا۔۔۔ انعمتہ کو کمرے کے دروازے کے قریب کھڑے دیکھتے ہی آہان اس تک پہنچا تھا اور پوچھا تھا۔۔۔

پ۔۔۔پا۔۔پانی ۔۔۔۔ اس نے خشک ہوتے حلق سے کہا تھا۔۔۔

اچھا تم جاؤ روم میں میں تمہارے لیے لے کر آتا ہوں۔۔۔

آہان کہتے کچن کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

انعمتہ کیسی ہو بیٹا۔۔۔ زاکر اس کے پیچھے ہی اس کے کمرے میں آیا تھا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ وہ جو بیڈ پر آہ کر بیٹھی تھی۔۔۔

ایک دم سے چادر ٹھیک کرتی خود میں سمٹی تھی۔۔۔ وہ زاکر کو دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی کے وہ کل والا آہان کا دوست ہے۔۔۔۔

گھبراؤ مت مجھے تم اپنا بڑا بھائی سمجھ لو۔۔۔۔

اس نے اس کی گھبراہٹ دیکھی تھی۔۔۔۔ پھر سامنے پڑے صوفے پر بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔

دیکھو بیٹا۔۔۔۔ کل جو کچھ بھی ہوا وہ صرف تمہیں بچانے کے لیے کیا گیا ہے۔۔۔۔ بیٹا اگر ہم نا تمہیں لے کر آتے۔۔۔تو تم وہاں کیسے ائی مین۔۔۔

تم اپنے ساتھ ہوئی زیادتی تو دیکھ چکی ہو اگر ہم نا ہوتے تو شاید تمہارا کوئی اور خریدار ہوتا۔۔۔۔ دیکھو تمہاری ماں کو صرف اور صرف پیسے سے غرض ہے۔۔۔۔ یہ تم کل دیکھ چکی ہو۔۔۔

میں نہیں جانتا وہ یہ سب کس دشمنی کی خاطر کر رہی ہے یا وہ تمہاری سگی ماں ہے بھی یا نہیں یا پھر سوتیلی ہے۔۔۔۔زاکر سرد آہ بھرتے کہا تھا۔۔۔۔

انعمتہ نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

تم آہان کو غلط نہیں سمجھ سکتی کیونکہ آج اگر تم اس چھت کے نیچے ہو تو صرف اور صرف آہان کی وجہ سے۔۔۔۔ ورنہ کل سے لیکر اب تک تم پر جو قیامتیں گزرتیں انکا شاید میں یا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔

اگر تم ہمیں بتا دو کے تم پر تشدد کیوں ہوا تو ہم۔۔۔۔

م۔۔۔۔م۔۔۔میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔۔ اس نے بتانے سے صاف انکار کیا تھا زاکر کی بات کاٹتے ہوئے اور پیچھے کھڑے آہان نے اسکے لفظوں کو واضح سنا تھا۔۔۔۔ انعمتہ کی پشت آہان کی طرف تھی ۔۔۔۔۔

چلو ٹھیک ہے جب مناسب لگے تب بتا دینا۔۔۔۔ مگر ابھی میں جو تمہیں کہنے جا رہا ہوں۔۔۔۔ وہ بہت غور اور تحمل سے سننا۔۔۔۔وہ جو کارپٹ پر اپنے پاؤں کے انگھوٹے سے دباؤ بڑھائے نظریں جھکائے بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔ زاکر نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

دیکھو انعمتہ ہم یہاں تمہیں کسی بھی مضبوط رشتے کے بغیر دس دن سے زیادہ نہیں رکھ سکتے اور ہمیشہ کے لیے تمہاری ماں تمہیں ہمیں دینا نہیں چاہتی کیونکہ وہ تمہارا سودا کسی اور کے ساتھ کر چکی ہے۔۔۔۔

تمہاری عزت کی حفاظت کے لیے میں نے اور فراز نے تم دونوں کے لیے ایک فیصلہ کیا ہے اور وہ یہ کے تم آہان سے نکاح کر لو تم اس کی بیوی ہو گی تو وہ پورے حق کے ساتھ تمہیں پروٹیکیٹ۔۔۔۔

اوہ تو اس نے اپنا وکیل بنا کر بھیجا ہے۔۔۔۔ انعمتہ نے تلخی سے کہتے اس کی بات کاٹی تھی۔۔۔۔

ایک بات یاد رکھیے گا۔۔۔۔ میرا کوئی بھائی نہیں ہے اگر ہوتا تو وہ کسی بھیڑیے کے آگے مجھے نا ڈالتا اس پاک بندھن کو استعمال کرتے ہوئے۔۔۔۔

میں میر آہان آفندی سے مر کر بھی شادی نہیں کروں گی چاہے کوئی میرے جسم کی بوٹی بوٹی بھی نوچ لے۔۔۔۔ اس جیسے ہمدردی کا ڈھونگ رچانے والے ڈھونگی انسان کو میں اپنی زندگی میں اتنا بڑا مقام نہیں دے سکتی۔۔۔۔۔

سنا آپ نے۔۔۔۔۔ اس نے اٹھ کر چلاتے ہوئے ایک ایک لفظ ادا کیا تھا۔۔۔۔ اور سامنے کھڑے آہان کی آنکھوں میں اس کے لفظ سن کر نمی بھری تھی۔۔۔۔

بہار کیا، اب خزاں بھی

مجھ کو گلے لگائے

تو کچھ نہ پائے

، میں برگِ صحرا ہوں

یوں بھی مجھ کو ہَوا اُڑائے

تو کچھ نہ پائے

،میں پستیوں میں خوش بڑا ہوں

زمیں کے ملبوس میں جڑا ہوں

،مثالِ نقشِ قدم پڑا ہوں

،کوئی مٹائے

توکچھ نہ پائے

،تمام رسمیں ہی توڑ دی ہیں

کہ میں نے آنکھیں ہی پھوڑ دی ہیں

،زمانہ اب مجھ کو آئینہ بھی

مرا دکھائے تو کچھ نہ پائے

، عجیب خواہش ہے میرے دل میں

کبھی تو میری صدا کو سن کر

،نظر جھکائے تو خوف کھائے

For more visit (exponovels.com)

نظر اُٹھائے تو کچھ نہ پائے

،میں اپنی بے مائیگی چھپا کر

کواڑ اپنے کھلے رکھوں گا

کہ میرے گھر میں اداس موسم کی

شام آئے تو کچھ نہ پائے

،تو آشنا ہے نہ اجنبی ہے

ترا مرا پیار سرسری ہے

،مگر یہ کیا رسمِ دوستی ہے

تو روٹھ جائے تو کچھ نہ پائے؟

اُسے گنوا کر پھر اس کو پانے کا شوق

دل میں تو یوں ہے محسن

،کہ جیسے پانی پہ دائرہ سا

کوئی بنائے تو کچھ نہ پائے

For more visit (exponovels.com)

محسن نقوی

باہر ویٹ کر رہا ہوں چلو تمہیں واپس چھوڑ آؤ اس بھیڑیے سے بچ جاؤ گی۔۔۔ اور وہاں تمہیں حفاظت بھی مل جائے گی۔۔کہتے ہی اس نے آگے بڑھ کر اس نے پانی کا گلاس ٹیبل پر رکھا تھا اور کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

تم پاگل ہو گئے ہو آہان وہ وہاں سکیور نہیں رہ سکتی اگلے زخم اس کے بھرے نہیں ہیں پھر سے تم اسے اس تکلیف میں جھونکنا چاہتے ہو۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ دروازہ کے باہر اپنا قدم بڑھاتا زاکر نے اونچی آواز میں کہتے اسے پلٹنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔

کونسی تکلیف وہ تکلیف جو صرف ہمیں نظر آہ رہی ہے اس کو نہیں جب وہ خود اپنے ساتھ ظلم کرنا چاہتی ہے تو ہم کیوں اس کے خیر خواہ بنیں۔۔۔۔۔

زندگی میں یہ میری سب سے بڑی غلطی ہے کے میں اس لڑکی کو تکلیف سے بچانے کے لیے اس دو ٹکے کی عورت کے منہ لگا۔۔۔۔۔

آہان الٹے قدموں کمرے میں آیا تھا اور غصے سے انعمتہ کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

اس جیسی کتنی لڑکیاں گیارہ کڑوڑ میں خرید سکتا ہوں میں۔۔۔۔ مگر نہیں اس نے تو مجھے نیچ اور گرا ہوا ہی سمجھ لیا۔۔۔۔

کیا کچھ نہیں سن رہا اس کے منہ سے کل سے میں ہاں کیا کچھ نہیں برداشت کیا میں نے کل سے۔۔۔۔۔ اس کو اتنا سمجھ نہیں آہ رہا کل رات سے ایک بندا اس کے پیچھے ذلیل اور خوار ہو رہا ہے کس غرض سے۔۔۔۔۔

کس غرض سے اپنا سکون برباد کر کے اس کے سکون کے لیے خوار ہو رہا ہوں میں۔۔۔۔۔

اس نے طیش میں بولتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

چلو بی بی مان لیا کے مجھے تمہارے حسن سے غرض ہے تو بتاؤ رات سے لے کر اب تک تمہارے جسم سے کتنی بار کھیلا ہوں بولو جواب دو کون روک سکتا تھا

مجھے تم خود۔۔۔۔۔

تم میں اتنی طاقت ہے کے مجھے روک سکتی اس نے اس کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اور انعمتہ کا سر شرم کے مارے مزید جھک گیا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ۔۔۔ کون روک سکتا تھا اس کو جب وہ اس عابی کو اپنے ساتھ غلط کرنے سے نہیں روک پائی جو اسے لے کر ایک الگ کمرے میں چلے گیا تھا۔۔۔ تو وہ آہان کوکیسے روک پاتی اس نے تو اس کا ایک رات میں اتنا خیال رکھا کہ اس کی تکلیف پر خود بھی تکلیف میں آیا۔۔۔ پھر وہ کیوں اسے اتنا سب کچھ غلط بول گئی ہے۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گرے تھے۔۔۔۔

ہاں مجھ میں نفس ہے مگر میں نفس پرست انسان نہیں ہوں۔۔۔ نا ہی اتنے کچے کردار کامالک ہوں کے حرام اور حلال میں فرق نا کر سکوں۔۔۔۔۔

جانتا ہوں حرام کی لزت میں بہت کشش ہے مگر وہ کششش کسی کی عزت پر سو بار قربان----

اس نے اس کے بازوؤں کو نفرت سے چھوڑتے ہوئے کہا تھا--- اور وہ اس کے لمس میں نفرت با خوبی محسوس کر گئی تھی----

آہان ہم بیٹھ کر اس مسئلے پر---- زاکر نے آہان کو آپے سے باہر آتا دیکھ کہا تھا---

نہیں زاکر اب مزید نہیں----- مانتا ہوں رات سے میں خود کے بس میں نہیں رہا-----اس کے اندر کچھ تو ایسا ہے جس کی وجہ میں اس کے سکون کو لے کر برباد ہو گیا ہوں--- یہاں تک کے اپنی ہی زلت کروا بیٹھا ہوں---مگر مزید نہیں اب--- اور نہیں---- کردار پر انگلی اٹھائی ہے اس نے میرے یہ جانتی ہی کیا ہے میرے بارے میں----

اس نے کسی بپھرے شیر کی طرح غراتے ہوئے کہا تھا-----

اور انعمتہ کو لگا تھا اس کے غصے کی گرج چمک کی وجہ سے اس کی ٹانگیں بے جان ہو جائیں گی----

دیکھو آہان اسے اپنوں سے ٹھوکر ملی ہے وہ کسی پرائے پر یقین اتنی جلدی نہیں کر سکتی--- اسے وقت دو وہ نا سمجھ ہے---- مگر یہ ملی ہوئی مہلت اسے----

نا سمجھ بچی---- آہان نے اس کی بات کاٹتے تلخی سے مسکراتے ہوئے کہا تھا----

اس کی باتیں سن کر تمہیں اب بھی لگتا ہے یہ نا سمجھ بچی ہے---- نہیں زاکر بچی نہیں ہے یہ---- انسان کو برے اور اچھے کی تھوڑی بہت تو پہچان ہوتی ہے---- اس سے پوچھا تم نے کے اس کی ماں نے اس پر تشدد کیوں کیا اس نے تمہیں بتانے سے صاف انکار کر دیا----

کیوں---؟

کیوں چھپانا چاہتی ہے یہ اس گند کو---- اس کو لگتا ہے کے یہ سب ٹھیک کر لے گی--- اکیلی پھولن دیوی بن جائے گی--- اسے کسی سہارے کی تلاش نہیں ہے تو ٹھیک ہے----

اس کا جو دل کرتا ہے کرے میر آہان آفندی اب اس کے راستے میں نہیں آئے گا---- جاو چھوڑ کر آؤ اسے زاکر اسی جگہ جہاں اسکو تحفظ ملے گا----

آہان نے اپنی پینٹ کی پوکٹس میں ہاتھ ڈالتے کہا تھا۔۔۔۔اور پھر باہر جانے کے لیے قدم آگے بڑھانے تھے۔۔۔۔

م۔۔۔۔م۔۔۔۔میں نکاح کے لیے تیار ہوں۔۔۔۔

انعمتہ بڑی مشکل سے بول پائی تھی۔۔۔۔۔ مگر میری ایک شرط ہے۔۔۔۔

آہان کا اٹھتا قدم ہوا میں ہی لہرا گیا تھا۔۔۔۔ کانوں میں پڑی آواز پر وہ یک دم ساکت ہوا تھا۔۔۔۔ جو بھی تھا اس کو انعمتہ سے اس بات کے سننے کی امید نہیں تھی۔۔۔۔

کیا شرط ہے بولو۔۔۔۔ زاکر نے خوش ہوتے پوچھا تھا۔۔۔۔

ان سے کہیں جو پیسے انہوں نے ماما کو دیئے ہیں وہ ان سے واپس لیں میں ایک روپے کے عوض بھی ان کے نکاح میں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔

اس نے تڑپ کر روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

میں کوئی چیز نہیں ہوں جسے خریدا یا بیچا جائے میں ایک بیٹی ہوں بہن ہوں۔۔۔۔ گوشت پوشت کا انسان ہوں۔۔۔۔ شوکیس میں سجانے والی کوئی ڈمی نہیں ہوں۔۔۔۔ کتنی تزلیل ہوئی ہے میری پہچان کی جب میری بولی لگائی گئی۔۔۔۔۔ بہتے آنسوؤں سے خود کی

اذیت کی انتہا پر پہنچاتے وہ تڑپ رہی تھی۔۔۔اور آہان کا دل کیا تھا کے گلشن بائی کا منہ نوچ لے جاکر۔۔۔۔

دا جی کہتے تھے بیٹیاں بہت خوبصورت اللہ کی طرف سے دی گئی رحمت ہوتی ہیں۔۔۔۔ تو پھر میری اتنی تذلیل کیوں زاکر بھائی آپ کو اگر میرا ان سے نکاح کروانا ہے تو انہیں کہیں وہ ماما سے لی گئی ساری رقم واپس لیں گے۔۔۔۔

وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی بری طرح۔۔۔

آہان نے پلٹ کر اس کا ہچکیوں سے روتا کانپتا وجود دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ایسا ہی ہو گا۔۔۔ بس تم رونا بند کرو انشاللہ اللہ سب بہتر کر دے گا۔۔۔۔۔پہلے ہی بیمار ہو۔۔۔۔۔

اور کتنا خود کو تھکاو گی۔۔۔۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔

آہان بینک کال کر کے پوچھو گلشن بائی نے چیک ود ڈرا کروایا ہے یا نہیں اگر نہیں کروایا تو اسے باونڈ کرواؤ۔۔۔۔

زاکر نے اسے اپنی طرف راغب کرتے کہا تھا۔۔۔۔

میں ایسا کچھ نہیں کر رہا مجھ جیسے بھیڑیے سے اسے دور ہی رکھو اور چھوڑ کر آؤ اس کو وہیں۔۔۔ آہان نے اس کی طرف دیکھتے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔۔

م۔۔۔م۔۔۔مجھے نہیں جانا۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔میں کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔ بہت بری طرح سے مارتی ہیں مجھے۔۔۔مجھے دیدم کو بچانا تھا۔۔۔ شی ہرٹس می وہ کہتے ہوئے بیڈ کے پاس بیٹھتی چلی گئی تھی پھر مٹھیوں میں اپنے بال جکڑتی خود کس سر گود میں رکھتے وہ خوفزدہ ہوتی خود کو چھپانے لگی تھی۔۔۔۔

آہان وہ ہوش میں نہیں ہے دیکھو کیا حالت ہو گئی ہے اس کی۔۔۔ کال کرو اور پوچھو اسے۔۔۔

زاکر نے غصے سے اسے کہا تھا۔۔۔

تبھی آہان نے نمبر ملا کر فون سپیکر پر ڈالا تھا۔۔۔

ہیلو سر۔۔۔ فون اٹھانے والے نے کہا تھا۔۔۔

ہیلو میں میر آہان آفندی بات کر رہا ہوں کل ایک چیک گیارہ کڑوڑ کا سائن کر کے میں کہیں گرا بیٹھا ہوں کیا وہ چیک کوئی اپرو کروانے تو نہیں آیا۔۔۔

اس نے پوچھا تھا۔۔۔۔

سر فی الحال تو کوئی نہیں آیا۔۔۔ اس نے بتایا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے آپ اس چیک کو باونڈ کر دیں۔۔۔ اور کوئی بھی وہ چیک کیش کروانے آئے تو اپرو نا کی جیے گا۔۔۔ اس نے نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اوکے شور سر۔۔۔

ٹھیک ہے بائے۔۔۔ آہان نے کہتے ہی کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔

اور وہ سب انعمتہ نے گود میں سر چھپائے بیٹھے روتے ہوئے سنا تھا۔۔۔

میں فراز سے کال کر کے مولوی کے لیے کہتا ہوں۔۔۔

اور انعمتہ اٹھو شاباش منہ دھو کر خود کو تھوڑا فریش کرو۔۔۔ ایسے نکاح خوان یہ سمجھے گا کے ہم شاید تمہارے ساتھ زبردستی کر رہے ہیں۔۔۔

اس نے انعمتہ کو پیار سے کہتے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔

آہان بھی اس کی طرف دیکھتے افسوس سے سر ہلاتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

آپ نے تو کہا تھا کے انعمتہ مل گئی ہے۔۔۔ اس نے گلشن بائی کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔وہ اسے وہاں سے لے کر سیدھا اس کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔

اور اب وہ بیڈ پر بیٹھی اس سے پوچھ رہی تھی اور وہ بیگ میں اس کے کپڑے رکھ کر اس کی پیکنگ کر رہی تھی۔۔۔

دیکھو دیدم۔۔۔

نو ماما۔۔۔ دیدم نہیں میرا نام المیرا زاویان آفندی ہے اس نام سے اب مجھے صرف انعمتہ پکار سکتی اور کوئی نہیں اس نے ہاتھ اٹھا کر صاف لفظوں میں کہا تھا۔۔۔

تو چڑھ گیا تم پر نکاح کے دو بولوں کا رنگ جو اپنے شوہر کی زبان بولنے لگی ہو۔۔۔ اور ماں کی قربانی کو بھول گئی ہو۔۔۔۔

گلشن بائی نے تنفر سے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

ماما آپ کو پتہ بھی ہے کتنا بڑا گناہ کروا بیٹھی ہیں آپ مجھ سے وہ شخص زبردستی ہی صحیح مگر میرا شوہر تھا۔۔۔ کلمے پڑھ کر اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر اس نے مجھے اور میں نے اسے اپنی زندگی میں شامل کیا تھا۔۔۔ اور آپ۔۔۔ آپ نے کیا کیا۔۔۔ آپ

نے مجھ سے میری بہن کی محبت کے ثبوت کے طور پر یہ کہلوا دیا کے وہ نکاح غلط ہے اور میں پہلے سے نکاح میں ہوں۔۔۔اف ماما میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤ گی میرا ضمیر مجھے جھنجوڑ رہا ہے۔۔۔

میں جب سے وہاں سے آئی ہوں تب سے میرا ہی عکس مجھے لعنت ملامت کر رہا ہے۔۔۔۔

اور اب آپ کہہ رہی ہیں کے انعمتہ بھی نہیں ملی۔۔۔۔۔

اس نے گلشن بائی کے آگے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

زبردستی کا نکاح نکاح نہیں ہوتا المیرا اور وہ شخص جو تمہاری ماں کی عزت نہیں کر سکتا اس کو تم شوہر نہیں کہہ سکتی میں بہت جلد تمہاری تمہارے اس بندھن سے جان چھڑوا دوں گی۔۔۔۔

اور رہی بات انعمتہ کی تو وہ مل جائے گی۔۔۔۔ دس دن کے بعد وہ تمہارے پاس سنگا پور ہو گی۔۔۔۔۔

اور اب میں مزید کوئی بحس نہیں سننا چاہتی اب اگر تم نے اس لڑکے کا مزید نام لینا ہے میرے سامنے تو پہلے اپنے ہاتھوں سے میرا گلہ دبا دو۔۔۔۔

گلشن بائی نے مکاری سے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ اپنے گلے پر رکھے تھے۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہیں آپ ماما۔۔۔ آپ میری سچویشن کیوں نہیں سمجھ رہیں وہ نکاح زبردستی کا تھا تو میرا دل اس نکاح نامے پر سائن کرتے اتنی زوروں سے کیوں دھڑکا تھا۔۔۔۔ کیوں میرے دل کے ساتھ ساتھ میری سانسوں پر بھی اس کی حکمرانی لکھ دی گئی تھی اس نے اپنے ماں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے آنسو بہاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

دیکھو المیرا تم صرف اپنے گلٹ کی وجہ سے ایسا سوچ رہی ہو۔۔۔۔ حقیقت اس سے برعکس ہے زاویان کی باتوں کو مت سوچو اس وقت۔۔۔۔ بس اپنے دماغ کو ریلیکس رکھو۔۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔

فریش ہو جاؤ۔۔۔۔ آدھے گھنٹے میں نکلنا ہے تمہیں۔۔۔۔

گلشن بائی نے اسے پچکارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی ماما۔۔۔۔ اس نے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا۔۔۔

یہ دیکھو المیرا میرے جڑے ہوئے ہاتھ۔۔۔ مجھے پتہ ہے میں نے کیسے اپنی ساری جمع پونجی اکھٹی کر کے تم دونوں کے وہاں کی یونیورسٹی میں ایڈمیشنز کروائے ہیں اور کیسے ٹکٹس کروائیں ہیں۔۔۔

یہ صرف میں ہی جانتی ہوں۔۔۔ پائی پائی بیچ ڈالی ہے میں نے کے تم دونوں کو سکیور فیوچر ملے۔۔۔

کسی ایک قربانی کا تو صلہ دے دو مجھے۔۔۔ اس نے روتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ماما آپ۔۔۔ اس نے اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے تمہیں نہیں جانا مت جاؤ۔۔۔ جو دل کرتا ہے کرو میں اب کبھی تمہارے راستے میں۔۔۔

نہیں ماما آپ جیسا کہیں گی میں ویسا ہی کروں گی میں ضرور جاؤں گی۔۔۔

اس نے اپنی ماں کے گلے لگتے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

شاباش بیٹا مجھے اپنی بچی سے یہی امید تھی تم بے فکر ہو کر جاؤ میں انعمتہ کو بھی بھیج دوں گی---

میرا بچہ کچھ بھی مت سوچو---

گلشن بائی نے اسکے ماتھے پر لب رکھتے کہا تھا----

اچھا تم فریش ہو جاؤ میں چائے بھجواتی ہوں اسفند بھی انتظار کر رہا ہو گا---- جلدی آہ جاؤ کہتے وہ جانے کے لیے مڑی تھی----

ماما یہ نقلی پیپر آپ نے کیسے بنوائے اتنی جلدی اور آپ تو کہہ رہیں تھی کے اسفند آپ کا دوست ہے بہت اچھا مگر وہ تو میری عمر کا ہے پھر آپ کا دوست کیسے---- اس نے اچانک زہن میں آنے والے سوالوں کو گلشن بائی کے سامنے رکھا تھا۔ --

پیپرز بنانے میں بھی اسفند نے ہی ہیلپ کی ہے اس کی مدد سے ہی آج تم یہاں میرے سامنے کھڑی ہو---- اور تم نے شاید غلط سنا ہو گا---- میں نے تم سے کہا تھا کے اسفند کے پاپا میرے اچھے دوست ہیں---

گلشن بائی نے گڑبڑاتے ہوئے بات بدلی تھی-----

مگر ماما۔۔۔ المیرا کہنا چاہتی تھی کے اس نے کچھ غلط نہیں سنا مگر گلشن بائی نے اسے کہنے کا موقع ہی کب دیا تھا۔۔۔۔

اگر مگر بعد میں پہلے فریش ہو جاؤ۔۔۔ اس کے سوالوں سے جان چھڑواتے وہ جلدی سے بولتی کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ابی کیوں سزا دے رہیں ہیں خود کو وہ اس گھر کے قابل نہیں ہے وہ ان کے کمرے میں آیا تھا۔۔۔ اور بے بسی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

ملازم نے آہ کر بتایا تھا کے وہ نا ہی کھانا کھا رہے ہیں اور نا ہی میڈیسن لے رہے ہیں۔۔۔

وہ اس گھر کے قابل ہے یا نہیں یہ بعد کی بات ہے زاویان وہ اس گھر کی عزت ہے یہ بات پہلے ہے۔۔۔

تم اپنی عزت سے کیسے دستبردار ہوسکتے ہو۔۔۔ تم جانتے ہو نکاح کے بندھن میں صرف تمہارے ساتھ بندھی ہے پھر کیوں نہیں روکا تم نے اسے۔۔۔تمہاری غیرت کہاں چلی گئی تھی تب۔۔۔۔

اپنی بیوی کو ایک عیاش جگہ پر بھیج کر تم کیسے سکون سے رہ سکتے ہو۔۔۔۔

میری غیرت مجھے چیخ کر کہہ رہی ہے کے زاویان آفندی اتنا بے غیرت کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ابی نے غصے سے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

اس کو خود کو پروا تھی اس رشتے کی 'پاس تھا 'اسکو اس بندھن کا 'ابی کوئی اتنا بھی بچہ نہیں ہوتا کے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لے جانور اور انسان کی عقل میں بہت فرق ہوتا ہے ابی۔۔۔۔

جب وہ جانا چاہتی تھی تو میں کیوں روکتا وہ گند اس کا خود کا چنا ہوا ہے۔۔۔۔

اس نے نفرت سے کہا تھا۔۔۔۔

میں نے تو تم لوگوں کو اپنے حق کے لیے لڑنا سیکھایا تھا اپنے حق سے دستبردار ہونا نہیں۔۔۔۔ زاویان اگر میں تم سے کہوں گا کے میں مرنا چاہتا ہوں تو کیا تم مرنے دو گے مجھے۔۔۔۔ نہیں نا کیوں کے تم مجھ پر حق رکھتے ہو۔۔۔۔ میرے تم سے جڑے رشتے پر حق رکھتے ہو میں غلط کروں گا تو تم مجھے روکو گے۔۔۔۔۔

پھر وہ تو تمہاری بیوی تھی تمہاری عزت "کیا تم نے اس نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے رب کی رضا کو اپنے لیے راضی نہیں سمجھا یا پھر اس کو گواہ نہیں بنایا۔۔۔۔

ابی نے بے بسی سے کہا تھا۔۔۔

ابی وہ میری محبت نہیں ہے۔۔۔ وہ صرف آپ کے وعدے کی وجہ سے میں اسے یہاں لے آیا اور آپ فکر مت کریں میں پیپرز بنوا کر اسے اپنی عزت کی بربادی سے پہلے ہی اپنی زندگی سے نکال دوں گا۔۔۔

اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔۔

خبردار زاویان اگر تم نے ایسا کچھ بھی کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔ جس دن تم نے ایسا کچھ کیا اس دن تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے۔۔۔۔۔

انہوں نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

یو ڈونٹ ہیو ٹو ڈو دس ود می ابی۔۔۔۔ وہ ان کی بات سن کر تڑپ ہی تو اٹھا تھا۔۔۔۔

المیرا زاویان آفندی کی عزت کی حفاظت تمہارے سپرد ہے زاویان اگر اسکی عزت پر رتی برابر بھی حرف آیا تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔۔

اور ایک اور بات تمہیں اس سے محبت ہے--- اس سے نکاح کے وقت جو تمہاری آنکھوں میں چمک تھی وہ میں نے صاف دیکھی تھی---- اب اس بات کا اقرار کرنے کی بجائے اسے جھٹلانا بند کرو----

اور اس خود ساختہ اندازوں کے خول سے باہر نکلو----

انہوں نے اسے اپنے ہر لفظ سے باور کروایا تھا کے وہ اسے گلشن بائی کے ساتھ بھیج کر کتنی بڑی بے وقوفی کر چکا ہے---- اس سے کہتے وہ اس کے پاس سے اٹھ کر باہر چلے گئے تھے---اور وہ بے بسی کی تصویر بنے وہاں بیٹھا رہ گیا تھا--اس خود غرض اور جھوٹی لڑکی کے پاس دوبارہ وہ جانا نہیں چاہتا تھا----

مگر وہ اپنے ابی کی ناراضگی بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا---- ابی ٹھیک ہی تو کہہ رہے تھے نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے اس کے جسم میں الگ ہی سرشاری بھری ہوئی تھی---- پتہ نہیں کیوں مگر اس کا دل ایک انجانے احساس کے تحت خوش تھا---

ہاں کل رات وہ اس کی خوشبو سے اس کے لمس سے بھی پاگل ہوا تھا۔۔۔ اسے اس کا قریب رہنا بہکا رہا تھا۔۔۔ اور ایسا اس کے ساتھ شاید پہلی بار ہوا تھا جب وہ کسی لڑکی کی قربت سے بے زار نہیں ہوا تھا۔۔۔

حالانکہ باہر کے ماحول میں رہتے ہوئے اسے سخت چڑ ہوتی تھی لڑکیوں کے لباس سے ان کی حرکتوں سے کیونکہ وہ اس کے آگے بچھنے کو تیار رہتی تھیں۔۔۔۔

ان کی خواہش ہوتی تھی کے کسی طرح وہ ان کے قریب آہ جائے مگر رات المیرا زاویان آفندی نے اس پر یہ باور کروا دیا تھا کے وہ ناں تو اس کی ایک جھلک کی اسیر ہوئی ہے اور نا ہی اس کا ساتھ پانے کی خوشی میں پاگل وہ خود کو دور رکھنا چاہتی تھی اس سے اور یہی بات زاویان کو اس کے قریب جانے پر بار بار مجبور کر رہی تھی کیوں کے وہ الگ تھی سب سے الگ۔۔۔ اور اسی احساس کے ناطے اس نے اس پر زبردستی دکھائی تھی۔۔۔۔

مجھے ٹھکرا کر۔۔۔۔ ہمارے پاک رشتے کو ٹھکرا کر میری عزت کی دھجیاں اڑا کر جس طوفان کو تم نے دعوت دی ہے نا المیرا زاویان آفندی اس کی لہروں میں تمہیں بہا کر تمہاری سانسیں نابند کیں تو یاد رکھنا تم۔۔۔۔

ایسا احساس اپنا تمہارے اردگرد چھوڑوں گا کے تم میری خوشبو کو بھی نہیں بھول پاؤ گی۔۔۔۔

نفرت سے کہتے وہ اپنا اگلا لائحہ عمل سوچتا اٹھا تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

دروازے پر ہوتی بیل پر اس نے دروازہ کھولا تھا۔۔۔۔

سامنے فراز اس کے ساتھ چند گواہ اور مولوی صاحب کھڑے تھے وہ سائیڈ پر ہوتا انہیں راستہ دینے لگا تھا۔۔۔۔

یہ بھابھی کے لیے فراز نے کہا تھا تو میں ماہم کے ساتھ جاکر لے آیا۔۔۔۔ فراز نے شاپنگ بیگ آہان کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔۔ ماہم فراز کی منگیتر تھی۔۔۔۔

ہمممم۔۔۔۔۔ آہان وہ شاپنگ بیگ لیتے کمرے میں گیا تھا۔۔۔۔

وہ ابھی تک ویسے ہی بیڈ کے پاس گھٹنوں میں سر دیئے رو رہی تھی۔۔۔۔۔وہ دروازہ بند کرتا اس کے سر پر جاکر کھڑا ہوا تھا۔۔۔

اب کس بات کا رونا آہ رہا ہے تمہیں فور گاڈ سیک انعمتہ ایسے مت شو کرو کے یہ سب تمہارے ساتھ زبردستی ہو رہا ہے۔۔۔۔اگر نہیں دل مان رہا تو انکار کر سکتی ہو ابھی اور اسی وقت۔۔۔۔لیکن ایک بات یاد رکھنا اس رشتے میں بندھنے کے بعد میں تمہیں پھر کسی صورت پیچھے مڑنے نہیں دوں گا۔۔۔۔۔۔

آہان کے بولتے ہی اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔ وہ اپنی پوری مردانہ وجاہت سمیت اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ مگر اسکے چہرے پر تھکن تھی۔۔۔ جو انعمتہ نے واضح محسوس کی تھی۔۔۔۔۔

وہ شاید اب اس سب سے تھک گیا تھا تب ہی اس کے لہجے میں تھکن کے ساتھ ساتھ تنبیہہ کی امیزش بھی تھی۔۔۔۔

یہ شاپنگ بیگ پڑا ہے چینج کر کے آہ جاو میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ میں شاپنگ بیگ پکڑاتے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

دیدم دیدم ----- اوہ سوری بیٹا--- المیرا آہ جاؤ اسفند انتظار کر رہا ہے وہ اسے دیدم کہتی ایک دم سے اس کا اصل نام پکارتی اسے سوری کہتی اس تک ائی تھی---

ماما انعمتہ کا کچھ پتا چلا--- اس نے پریشان لہجے میں پوچھا تھا---

المیرا اس کا بھی پتہ چل جائے گا کیا تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں---- گلشن بائی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تھا----

ماما آپ پر یقین نا ہوتا تو میں یہاں نا ہوتی آپ پر یقین ہے تو میں اس چھت کے نیچے کھڑی ہوں مگر مجھے اپنی بہن کی بھی فکر ہے زمانہ بہت خراب ہے اور وہ معصوم اگر اس کے ساتھ کچھ برا ہو گیا تو اور اگر ہمیں اسے ڈھونڈنے میں دیر ہو گئی تو---اگر زاویان نے اسکے ساتھ غلط کر دیا تو---

اس نے اپنے خدشات کا اظہار کرتے کہا تھا---

ایک بات اچھے سے سمجھ لو المیرا وہ زاویان کے پاس نہیں ہے--- ہوتی تو وہ تمہیں میرے ساتھ اتنی آسانی سے نا آنے دیتا بلکہ ہم دونوں کو بلیک میل کرتا۔

جب میں نے کسی کے ساتھ کبھی برا نہیں کیا تو مجھے یقین ہے کے میرے ساتھ بھی کبھی کچھ برا نہیں ہو گا--- میں نے اپنی بیٹی کو خدا کے سپرد کیا ہے اور تمہیں بھی کر رہی ہوں مثبت سوچو گی تو مثبت ہی ہو گا انشاللہ---- اپنے مکارانہ لہجے میں بڑی عمدہ ایکٹنگ کرتے گلشن بائی نے ایک بار پھر سے اسے اعتماد کے شیشے میں اتارا تھا---- اچھا چلو اب دیر ہو رہی ہے ڈرائیور ویٹ کر رہا ہے وہ اس کےگلے لگتی--- پھر اس کا ہاتھ تھامے گاڑی تک ائی تھی----جہاں اسفند پہلے سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا--- وہ بھی پچھلی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی تھی--- اور ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی تھی--اس کے رخصت ہوتے ہی گلشن بائی کا دل بلیوں اچھلنے لگا تھا----

دونوں بہنوں کی عزت کا معاوضہ وصول کر چکی تھی وہ اب اس کی زندگی میں عیاشی ہی عیاشی تھی---یعنی راوی نے چین ہی چین لکھنا تھا---

ایسا اس کا ماننا تھا مگر کاتب تقدیر نے اس کی رسی اور کتنی دراز کرنی تھی یہ بھی صرف اور صرف وہی جانتا تھا---

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

انعمتہ ریحام ملک کیا آپ کو میر آہان آفندی اپنے نکاح میں قبول ہیں۔۔۔ مولوی صاحب نے پوچھا تھا۔۔۔۔

وہ جو لال دوپٹہ لیے نظریں جھکائے آنسو بہاتی کلائیوں میں سرخ گلابوں کے گجرے سجائے مسلسل انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔۔۔۔ آہان نے اس کے دوپٹے میں سے جھلکتی اس کی نم پلکوں کو واضح دیکھا تھا۔۔۔۔

انعمتہ دا جی کی جان کبھی بھی زندگی میں اپنی عزت کا سودا مت کرنا۔۔۔۔ یہ ایک ایسا قیمتی تحفہ ہے تمہارے پاس رب کی طرف سے جس کی بولی کبھی بھی نہیں لگ سکتی۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا تم اور تمہاری عزت دونوں تمہاری زندگی میں شامل ہونے والے انسان کے لیے اول اور مقدم ہونی چاہیے۔۔۔۔ اور جو شخص تمہاری عزت کی پرواہ اپنی جان سے بڑھ کر کرے گا اس کی سچائی پر کبھی شک نا کرنا۔۔۔۔

ایک دن یونہی اس کے پاس بیٹھے داجی اسے سمجھا رہے تھے۔۔۔ اس کے کانوں میں دا جی کے الفاظ گونجے تو وہ شدت سے آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔۔

بیٹا مولوی صاحب پوچھ رہے ہیں--- کچھ--- زاکر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے ہوش دلایا تھا---

ق-----ق--- قبول ہے----

قبول ہے----

قبول ہے----

تینوں بار پوچھنے پر اس نے رضا مندی کا اظہار کرتے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ نکاح نامے پر سائن کیے تھے------اس کی زندگی ایک نئے دوراہے پر آہ کر کھڑی ہو گئی تھی--- وہ چاہ کر بھی اب اس سچ کو نا بدل سکتی تھی نا اس سچ سے فرار حاصل کر سکتی--- اس نے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا تھا--- جو اب ایجاب و اقرار کے بعد نکاح نامے پر سائن کر رہا تھا----

دعا کے بعد وہ زاکر کے کہنے پر اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی اور دروازہ بند کر کے وہ دھاڑیں مار کر رونے لگی تھی----

-پتہ نہیں وہ خود اذیتی کی کس اسٹیج پر کھڑی تھی اپنی سگی ماں سے دھوکا کھاکر وہ کسی غیر پر اعتبار کر کے اسے اپنی سانسوں تک کا حکمران بنا کر وہ خود کو کتنا بچا پائی تھی ہر اٹھتی گندی نگاہ کی درندگی سے---- اپنی ماں کے گھناؤنے بزنس سے یا پھر اس وحشت زدہ ماحول سے----- کیا اس کی زندگی رک گئی تھی--- بے بسی کی انتہا پر آہ کر---- اسے تو ہر کمزور لمحے میں اپنے پیروں پر خود چلنا سکھایا گیا تھا پھر اس نے میر آہان آفندی کا سہارا کیوں لیا---- روتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں کندہ لکیروں کو دیکھا تھا--- جو ایسے سجیں تھیں جیسے ان کو اپنے ہونے پر غرور ہو--- تو کیا میر آہان آفندی تھا اس کی قسمت کا سکندر یا زندگی کے سفر میں اسے اس ساتھ سے بھی ہاتھ چھڑوانا پڑتا تھا--- اس نے بڑی بے چینی سے اپنی کھلی ہتھیلی کو بند مٹھی کی شکل دی تھی-----

دیدم---- کہیں ماما نے انہیں سنگا پور بھیج تو نہیں دیا---- میں نے خود کا تو محافظ ڈھونڈ لیا مگر میں اتنی خود غرض کیسے ہو گئی کے اپنی بہن کو ہی----- نہیں م---- مجھے آہان سے بات کرنی ہو گی-----

المیرا کا خیال آتے ہی وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی کے آہان سے کہہ کر کسی طرح یہ پتہ کروا دے کے المیرا گلشن بائی کے پاس ہی ہے ناں پتہ نہیں اس کے دل کو سکون کیوں نہیں مل۔رہا تھا۔۔۔۔

تم نے زاویان یا ابی کو بتایا۔۔۔۔ فراز نے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں یار میں فی الحال انہیں کچھ نہیں بتا سکتا جب کے اس رشتے کو لے کر ابھی تو ہم دونوں خود ہی کنفیوز ہیں۔۔۔کیا بتاؤں گا میں انہیں کے وہ مجھے کیسے ملی کہاں سے ملی ابی پتہ نہیں اس حقیقت کو یا اسے قبول کریں گے بھی یا نہیں میں جتنا بھی چھپا لوں مگر سچ تو یہ ہے کے اس کا بیک گراؤنڈ۔۔۔۔ بات کرتے کرتے اس نے سامنے دیکھا تھا جہاں وہ آہان کی بات سنتی نفی میں سر ہلاتی آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ آہان کی بات اس کے دل کے ٹکڑے کر گئی تھی۔۔۔۔

انعمتہ۔۔۔۔ اس نے اٹھ کر اسے دیکھا تھا وہ دیوار کی طرف الٹے قدم بڑھاتی پیچھے کو جا رہی تھی جب پیچھے ٹیبل پر پڑا کانچ کا والز اس کا ہاتھ لگنے سے اس کے پاؤں پر گرا تھا اور کرچی کرچی ہوتا اس کے پاؤں کو زخمی کر گیا تھا۔۔۔۔

انعمتہ رک جاؤ وہ اسکے پاؤں کی کنڈیشن دیکھ کر دھاڑا تھا۔۔۔ جبکہ وہ درد کی پروا کیے بغیر۔۔۔ کمرے میں گھسی تھی اور دروازے کو لاک لگا کر بیڈ پر اوندھے منہ گرتی ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔

میں ڈاکٹر کو کال کروں فراز نے کہا تھا۔۔۔

نہیں میں دیکھتا ہوں۔۔۔ آہان نے سر جھکائے کہا تھا۔۔۔

پریشان مت ہو آہان وہ آدھی بات سن کر بات کو اپنی مرضی کا رنگ دے رہی ہے اسے سمجھاؤ یار سمجھ جائے گی زاکر نے کہا تھا۔۔۔

کہاں پھنس گیا ہوں یار۔۔۔ اس نے بے بسی سے کہا تھا۔۔۔

ہم جانتے ہیں تم اچھے سے اس صورتحال کو ہینڈل کر لو گے۔۔۔ اب جاو اور سنبھالو اسے ہم چلتے ہیں۔۔۔

فراز نے کہا تھا۔۔۔ اور پھر وہ ان دونوں کو سی اوف کر کے کمرے کی چابی پکڑ کر کمرے کا دروازہ کھولتے اندر گیا تھا۔۔۔

سامنے وہ بیڈ پر اوندھی گری ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔ دوپٹہ بیڈ کے پاس پڑا تھا اور پاؤں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔۔۔۔

وہ سست قدم اٹھاتا فرسٹ ایڈ باکس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ نیچے بیڈ کے پاس بیٹھ کر اس نے اس کے پاؤں پر سے روئی کی مدد سے خون صاف کیا تھا کانچ کے ٹکڑے نکال کر زخم پر بینڈج کرنے لگا تھا کے وہ درد کی شدت سے پاؤں پیچھے کرتی تو وہ مضبوطی سے اس کی ٹانگ پکڑ لیتا۔۔۔ جانتا تھا اسے تکلیف ہو رہی ہے اس کی نازک جان برداشت نہیں کر پاہ رہی اس تکلیف کو مگر پھر بھی وہ بہت احتیاط سے اس کو بینڈج کر رہا تھا۔۔۔۔

کاٹن سے زخم پر دوائی لگانے کے بعد کتنی دیر وہ اس کے زخم پر ہلکی ہلکی پھونکیں مار رہا تھا تاکہ اس کے درد کی شدت میں کچھ کمی ہو اور وہ اس کی ہر پھونک پر اس کی سانسوں کے لمس سے آشنائی محسوس کرتی ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔ بینڈج کر کے وہ فرسٹ ایڈ باکس کو اس کی جگہ پر رکھ کر آیا تھا۔۔۔۔

پھر بیڈ پر اس کے قریب بیٹھتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کو جھٹکے سے خود کے قریب کرتے اپنے سینے کے ساتھ لگایا تھا۔۔۔۔

وہ جو رو رہی تھی اس اچانک افتاد کے لیے تیار ہی کب تھی اس کے سینے کے ساتھ لگتے ہی اس کی پناہوں میں آتے ہی مچلتے ہوئے خود کو اس سے الگ کرنے لگی تھی۔۔۔

جب ہی اس نے اس کی کمر پر مزید دباؤ بڑھاتے اس کو خود میں بھینچا تھا۔۔۔ اس کی بازوؤں کا دباؤ اپنی کمر پر محسوس کرتے اس نے بھی اسکی پناہوں سے نکلنے کی کوشش ترک کر دی تھی۔۔۔

جب ہی اس کی شرٹ کو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جھکڑے ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔ اس کے کلون کی خوشبو اس کی آغوش کا احساس انعمتہ کے رونے میں اور روانگی لا رہا تھا۔۔۔

کیوں تھکا رہی ہو خود کو۔۔۔ انعمتہ میں نے کہا تھا کے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ لینا پھر اب کیوں پچھتا رہی ہو۔۔۔ پتہ ہے کل سے کتنی تکلیف ہو رہی ہے مجھے تمہاری اس حالت سے۔۔۔ کیوں ہلکان کر رہی ہو خود کو بھی مجھے بھی۔۔۔

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا اس کی کمر کو سہلاتا اس کے کاندھے پر اپنے لب رکھتا اس کے کانوں میں سرگوشی کرتا کہہ رہا تھا۔۔۔

اور وہ جو اس کی سانسوں کی سنسناہٹ برداشت نہیں کر پاہ رہی تھی۔۔۔ اس سے ایک بار پھر پیچھے ہونے کی کوشش کی تھی مگر اس بار بھی نا مکمن ہی ہوا تھا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے انعمتہ جس طلسم میں تم مجھے جکڑ چکی ہو اس سے ناں اب تمہارا فرار ممکن ہے اور نا ہی میرا۔۔۔وہ اسے خود میں بھینچے کہہ رہا تھا۔۔۔

اپ۔۔۔اپ۔۔۔ تھکا رہے ہیں خود کو مجھ سے باندھ کر آپ کی فیملی ایک طوائف کی بیٹی کو کبھی بھی قبول نہیں کرے گی اور میں بھی اپنی ماما کی طرح۔۔۔

اس نے اس کی شرٹ پر دباؤ بڑھاتے کرلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

میری فیملی تمہیں ایکسیپٹ کیسے کرے گی یہ میرا مسئلہ ہے۔۔۔ لیکن ایک وعدہ تم سے کرتا ہوں وہ کبھی تمہیں ایک طوائف کی بیٹی کی نگاہ سے کبھی نہیں دیکھے گی۔۔۔

آہان نے توڑی سے پکڑ کر اس کا سر اونچا کرتے کہا تھا۔۔۔

اب رونا بند کرو یہ جو اتنے زخم خود کو لگا بیٹھی ہو ناں اس کا حساب بڑی تفصیل سے مانگوں گا کبھی تم سے فی الحال ان آنکھوں پر ظم کرنا بند کرو۔۔۔ زو معنی اندازمیں اس نے اس کے لبوں پر انگوٹھا رب کرتے کہا تھا۔۔۔

میر آہان آفندی کی بیوی کو اب کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ اسکی کمر سہلاتے اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ مگر وہ اپنی آنسوؤں سے لبا لب بھری آنکھوں گیلی نم پلکوں سرخ ناک اور سرخ ہونٹوں کے ساتھ سرخ لباس پہنے دوپٹے سے بے نیاز اس کے سینے کے ساتھ لگے وبال جان بنی اس کے دل کی دنیا ہلا رہی تھی۔۔۔۔ تب ھی اس نے اگے بڑھ کر باری باری اس کی نم پلکوں پر لب رکھے تھے۔۔۔ وہ جو نظریں جھکائے رونے میں مصروف تھی آنکھوں پر نرم گرم لبوں کا لمس محسوس ہوتے ہی پیچھے ہونے لگی تھی کے آہان نے کمر پر گرفت مضبوط کی تھی۔۔۔ پھر اس کے نازک لبوں کو دیکھتے اسکے ہونٹوں پر اپنے یونٹ رکھے تھے۔۔۔۔۔اور انکھیں بند کر کے اس کی سانسوں سے اپنی بے قراری اپنی تشنگی کو سمیٹنے لگا تھا۔۔۔۔ وہ جو اپنی سانسوں میں ڈھلتی اسکی سانسوں کی خوشبو کو برداشت کرتی ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔ اس کے سینے پر ہاتھ رکھے پوری جان سے اسے پیچھے کرنا چاہا تھا۔۔۔ مگر جتنا وہ ہلکان ہو چکا تھا رات سے لے کر اب تک اتنی جلدی کہاں جان چھوڑنے والا تھا ان تشنہ لبوں کی۔۔۔۔ تبھی اس کی

نازک کلائیوں کو اپنے ہاتھوں میں جھکڑتے سانس سانس اسے پینے لگا تھا۔۔۔گجرے پر لگے پھول پتی پتی بن کر دونوں کی آغوش میں گر رہے تھے۔۔۔۔

پھر اسکی مدہم سانسوں کو محسوس کرتے اس نے بڑی نرمی سے اس کے لبوں کو چھوڑا تھا۔۔۔ اور وہ جو ہلکان ہو گئی تھی۔۔۔ اپنی ڈولتی ڈوبتی سانسوں کو لیے اس کو دھکا دیتی بیڈ سے اٹھی تھی روتے ہوئے گیلے ہونٹوں پر ہتھیلی کی پشت رگڑتی باتھ روم میں بند ہوئی تھی۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ ائیر پورٹ آنے پر گاڑی سے اتری تھی۔۔۔۔ اپنا لگیج لیے اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔۔۔۔۔

آن کے جاتے ہی اناونسمنٹ سٹارٹ ہو گئی تھی۔۔۔۔ بورڈنگ سے ہوتی ہوئی اب وہ چوہدری اسفند کے ساتھ پلین کی طرف جا رہی تھی۔۔۔۔ مگر کہیں نا کہیں اسے یہاں سے

جانے سے خوف آہ رہا تھا۔۔۔۔اور پھر اسفند کی بار بار اس پر اٹھتی نگاہیں اسے عجیب فرسٹریشن ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

جو بھی تھا اب اسے جانا ہی تھا۔۔۔۔۔وہ بھاگنا چاہتی تھی وہاں سے مگر وہ اپنی ماں کی تمام عمر کی جمع پونجی ایسے ہی نہیں لٹا سکتی تھی۔۔۔۔اس کی ماں نے اسے کہا تھا کے وہ وہاں جا کر محفوظ رہے گی تو ایسا ہی ٹھیک لگا تھا اسے بھی۔۔۔۔

پلین میں بیٹھ کر اس نے اپنی آنکھیں شدت سے بند کیں تھیں۔۔۔۔ اپنوں سے دوری کا غم ماں سے دور جانا "پھر انعمتہ کا نا ملنا پھر زاویان کا اسے بے ضمیر کہنا کتنے ہی دکھ تو وہ ساتھ لے کر جا رہی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔۔ سارے راستے میں یہ پہلی بار تھا جب اسفند نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

تم ماما کا ساتھ کیوں دے رہے ہو۔۔۔۔ اس نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اپنی کہی تھی۔۔۔۔

کیوں کے وہ میرے پاپا کی اچھی دوست ہیں۔۔۔ اس نے گلشن بائی کا پڑھایا سبق دھرایا تھا۔۔۔۔

سنگا پور کیوں جا رہے ہو۔۔۔ اس نے اگلا سوال داغا تھا۔۔۔

روزمرہ روٹین سے تنگ آہ گیا ہوں کچھ عرصہ کسی نازک حسینہ کی باہوں میں آرام چاہتا ہوں۔۔۔اس نے گہری نظروں سے المیرا کو دیکھتے کہا تھا۔۔ مبادہ اس نے اپنی ہی نظروں میں خود کو چھپانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

واٹ ربش کیسی باتیں کر رہے ہو تمہیں شرم نہیں آتی۔۔۔ المیرا کا غصہ سے منہ لال ہوا تھا۔۔۔

نہیں میں بہت بے باک قسم کا انسان ہو اس کا اندزہ جلد۔ ہو جائے گا تمہیں بھی۔۔۔ اس نے کمینی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے کہا تھا۔۔۔

م۔۔۔ مجھ۔۔۔مجھے کیوں اندازہ ہو گا۔۔۔ وہ اس کی بات کی گہرائی نا سمجھتے ہوئے پوچھ بیٹھی تھی۔۔۔

ریسٹ کرو فلائیٹ کافی لمبی ہے اور میں دوران سفر زیادہ باتیں کرنے کا قائل نہیں ہوں کہتے ہی اسفند نے آنکھیں بند کیں تھیں اپنی اور المیرا کا دل کیا تھا۔۔۔۔

دو منٹ کے اندر اندر اس کی تشریف کو گم کرے وہاں سے۔۔۔۔۔

مگر وہ ایسا کر نہیں سکتی تھی۔۔۔ کیونکہ اسے اس کی ماں نے اس کے لیے حفاظت پر معمور کیا تھا۔۔۔ اور جس قسم کی اپنی آنکھوں سے وہ حفاظت کر رہا تھا اس کی اس سے صرف غلاظت اور ہوس ٹپک رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے دل میں پکا ارادہ کیا تھا کے پلین سے اتر کر سب سے پہلے وہ اس اسفند نامی بلا سے اپنا پیچھا چھڑانے گی۔۔۔۔۔

سارے راستے وسوسنوں نے اسے جھکڑے رکھے تھے۔۔۔۔ زاویان کی باتیں اس کے خیال اس کا چھونا اس پر سب حاوی ہونے لگا تھا۔۔۔ وہ کسی کی محرم ہو کر ایک نا محرم کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔ زاویان نے ٹھیک کہا تھا اس کا ضمیر مر چکا تھا۔۔۔۔۔۔

خیالوں کے جال کو جھٹک کر اس نے موبائل نکالا تھا۔۔۔ پھر اپنا سوشل میڈیا اکاؤنٹ کھول کر پتہ نہیں کس خیال کے تحت یا پھر اس کے دل میں اس کو دیکھنے کی حسرت

ابھری تھی۔۔۔ اس نے میر زاویان آفندی سرچ کیا تھا۔۔۔اور منٹوں میں بلیک تھری پیس سوٹ پہنے اپنے ایک ڈمپل کی نمائش کرتے اس کی تصویر جگمگائی تھی۔۔۔۔

اس نے اس کی تصویر دیکھی تو پل بھر میں اس کے ہاتھ کانپے تھے اس کا غصے سے بولنا اور انسپکٹر کے ساتھ بھی رعایت نا برتنا۔۔۔ اس کی غصے والی آنکھیں۔۔۔۔۔ رشید کو مارنا اس کو اٹھا کر اپنے گھر لانا۔۔۔اس کا غصی یاد کر کے۔۔۔۔

پل بھر میں اس کا حلق خشک ہوا تھا یہ سوچ کر کے اگر زاویان کو حقیقت پتہ چل گئی تو وہ پتہ نہیں کیا کر گزرے۔۔۔۔۔ وہ جو اس کے ساتھ منسوب ہونے پر اس کو اٹھا لایا تھا۔۔۔ منکوحہ ہونے پر سچائی کھلی تو نجانے کیا کر بیٹھے۔۔۔

اس نے اپنی آنکھیں شدت سے بند کیں تھیں خوف کے مارے وہ ایک بار پوری طرح کانپی تھی۔۔۔۔ وہ اسکے غصے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

کچھ دیر خود کو نارمل کرنے کے بعد اس نے دوبارہ اس کا اکاؤنٹ اوپن کیا تھا۔۔۔ شاید اس کو دیکھے بغیر اس کو سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔

وہاں موجود اس کی تصویروں پر لاکھوں لڑکیوں کے لائکس اور کمنٹس دیکھ کر اس کو عجیب سی جیلسی ہوئی تھی۔۔۔۔ ایک کے بعد ایک کر کے وہ اس کی سب تصویریں سیو کرتی گئی تھی۔۔۔ اور ایسا وہ غیر ارادی طور پر کر رہی تھی۔۔۔۔

پورے راستے وہ اس کا فیسبک اکاؤنٹ "انسٹا "ٹویٹر "سب اکاوئنٹ کنگال چکی تھی وہ شاید سوشل سینسیشن تھا لڑکیوں کے لیے یا پھر کرش۔۔۔۔

ہر جگہ اس کی تصویروں پر ایک جیسے کمنٹس پڑھ کر اس کی جان جلنے لگی تھی۔۔۔

"یو آر سوہینڈسم "ول یو میری می "کاش ہم ایک ہوتے ایک دوسرے کے بہت پاس "زاوی یو آر ٹو ہوٹ۔۔۔ زاوی یو آر فائر

اس طرح کے ڈھیروں کمنٹس پڑھ کر دل کر رہا تھا اس کا ایک ایک لڑکی کے گھر جا کر ان کو چیخ چیخ کر بتائے کے کسی کے شوہر پر حق جتانا کتنا غلط ہے۔۔۔۔ اور کتنا بڑا گناہ ہے۔۔۔۔

مگر گناہ کو سوچتے ہی اس کے ضمیر سے اس تک آواز پہنچی تھی کے جو وہ کر رہی وہ کرنا ثواب ہے کیا ہے اپنی سوچوں کے بھنور سے جھنجھلا کر اکتاہٹ کے مارے اس نے بیگ میں دوبارہ اپنا موبائل پٹخا تھا۔۔۔

اوکے فائن میں کر چکی ہوں گناہ بہت برا کیا ہے میں نے اور اب میں اس سے زیادہ برا نہیں کروں گی۔۔۔۔

میں کیوں سوچ رہی ہوں اس کے بارے میں ۔۔۔۔ دا جی ان کے دوست اور ان کے پوتے سے مجھے کوئی رشتہ نہیں رکھنا میر زاویان آفندی اگر دا جی کا فیصلہ تھا تو مجھے مر کر بھی اس کے لیے اپنے دل میں ہمدردی نہیں رکھنی۔۔۔۔۔

مجھے اپنی ماما پر ہوئے ہر ظلم کا بدلہ لینا ہے وہ مر کر بھی میری ماما کو سکون سے نہیں رہنے دے رہے وہ مر کر بھی میری ماما کے سکون کے راستے بند کر گئے ہیں مگر نہیں ملک نثار۔۔۔

میں اب ناتوتمہاری خواہش پوری ہونے دوں گی اور نا ہی تمہاری یاد اپنی بہن اور اپنے دل میں زندہ رکھنے دوں گی۔۔۔۔۔۔

اپنی ماں کے بارے میں سوچتے ہی اس نے آخری فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔
میں میر زاویان آفندی سے ڈائیورس لوں گی ہر حال میں اور اسے کبھی بھی یہ پتہ نہیں چلنے دوں گی کے جو جھوٹ میں نے بولا وہ سچ نہیں تھا۔۔۔۔
اس نے دل میں پکا ارادہ کرتے ایک ٹھنڈی آہ بھری تھی خود کو کمپوز کرتے اس نے موبائل نکالا تھا اور ایک ایک کر کے اسکی ساری تصویریں ڈلیٹ کر دیں تھی۔۔۔۔
مگر لاسٹ تصویر کو دیکھتے وہ رکی تھی۔۔۔۔۔۔
اس تصویر میں وہ ریڈ ٹی شرٹ اور بلیو جینز وائٹ جوگرز پہنے دونوں ہاتھوں کو ہوا میں لہراتے مسکراتا ہوا ایک پہاڑی پر کھڑا آسمان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔
اس کی مسکراہٹ جان لیوا قابل ستائش قابل دید تھی۔۔۔وہ اس تعریف کے قابل تھا جو اس کے لیے ہو رہی تھی۔۔۔۔
تصویر زوم کرتے وہ ایک بار پھر اسکی دائیں گال پر پڑنے والے کھڈے پر آہستہ آہستہ اپنی انگلی پھیرنے لگی تھی۔۔۔۔ اس کی آنکھیں لائٹ گرے کلر کی تھی۔۔۔۔ جس میں

بلیک پنچ تھی۔۔۔ اس کی بھنویں گہری تھیں۔۔۔ اور اس کی پلکیں گھنی تھیں بلکل لڑکیوں کی طرح ہلکی سی شیو اور مسکراتے ہونٹ۔۔۔ ایک لمحے میں وہ پھر بہکی تھی۔۔۔۔ نہیں میر زاویان آفندی تم مجھے بہکا نہیں سکتے۔۔۔۔

اگلے ہی لمحے اس نے ڈیلٹ کے اوپشن پر کلک کیا تھا۔۔۔مگر ٹیک آف کی اناونسمنٹ کا سنتے ہی اور اسفند کی انکھیں کھلتی ہی وہ بیک پر گئی تھی اور موبائل اوف کر کے بیگ میں رکھا تھا۔۔۔

پلین ٹیک اف ہوا تو وہ اتر کر اس کے ساتھ چلتی ہوئی باہر آئی تھی۔۔۔۔مگر وہاں پہلے سے ہی ایک ڈرائیور موجود تھا جو چلتا ہوا اسفند کے پاس آیا تھا اور پھر اس کے آگے تعظیم کے طور پر جھکا تھا۔۔۔۔

سامان دو المیرا اسے۔۔۔۔ اسفند نے اس کو اپنا بیگ ڈرائیور کو نا دیتے دیکھ اسے کہا تھا۔۔۔

آپ مجھے دوسری ٹیکسی کروا دیں میں سیدھا ہوسٹل جاؤں گی۔۔۔ اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔۔

میرے ساتھ میرے گھر چلو وہاں کچھ ریسٹ کر لینا پھر میں تمہیں چھوڑ آؤں گا ہوسٹل۔۔۔۔۔ اسفند نے نہایت نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔ جبکہ تھا وہ الٹی کھوپڑی کا بندہ مگر گلشن کے اس طرح اسرار کرنے پر وہ اس سے نرمی سے بات کر رہا تھا۔۔۔

میں نے کہا ناں میں ہوسٹل جاؤں گی مجھے تمہارے ساتھ اب مزید کہیں نہیں جانا۔۔۔۔ ماما کہہ رہی تھی تمہیں میرے یوسٹل کا پتہ ہے تو ایسا کرو مجھے نام بتا دو میں خود ٹیکسی لے کر چلی جاؤ گی۔۔۔۔

اس نے سخت لہجے میں کہا تھا۔۔۔

مگر المیرا تمہارا ہوسٹل میں ایڈمیشن ابھی کلئیر نہیں ہوا ہوسٹل میں تمہیں جگہ ملی ہے یا نہیں اس کا کل پتہ چلے گا اس لیے تب تک تمہیں میرے گھر پر ہی چلنا ہو گا۔۔۔۔ اس نے اپنے لہجے کو پھر سے نرم بناتے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے میں کسی ہوٹل میں رہ لیتی ہوں کل تک کہتے ہی وہ دو قدم آگے بڑھی تھی۔۔۔۔

رکو۔۔۔ بات کرو اپنی ماں سے۔۔۔ اسفند نے شکنوں سے بھرے ماتھے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

ہیلو ماما۔۔۔ماما مجھے اس کے ساتھ اس کے گھر نہیں۔۔۔۔

المیرا میں تمہیں ہوٹل جانے کی اجازت نہیں دے سکتی یہ پاکستان نہیں ہے یہاں اگر تم پر کسی کی نظر آہ گئی تو تمہاری ہڈیاں بھی نہیں ملیں گی کسی کو اس لیے جیسا اسفند کہہ رہا ہے ویسا ہی کرو۔۔۔

میں نے تمہیں اس کے ساتھ بھیجا ہے تو کچھ سوچ کر ہی بھیجا ہے۔۔۔۔وہ قابل بھروسہ ہے۔۔۔۔

گلشن بائی نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

مگر ماما میری بات تو۔۔۔

اگر مگر کچھ نہیں میں تھانے آئی ہوئی ہوں۔۔۔۔ایک تو انعمتہ کی گمشدگی میں جان ہلکان کی ہوئی ہے اوپر سے تم نے الگ مسئلے کھڑے کیے ہیں وہ تمہارا نوکر نہیں ہے جو بلا وجہ

تمہارے نخرے اٹھاتا پھرے۔۔۔۔ وہ اگر تمہارے ساتھ ہمدردی کر رہا ہے تو صرف میری وجہ سے اب میں مزید کچھ نا سنو۔۔۔۔

گلشن بائی نے سخت لہجے میں کہتے کھٹاک سے فون بند کیا تھا۔۔۔۔ المیرا کی آنکھوں میں پل بھر میں پانی بھرا تھا۔۔۔۔ اسفند کے ہاتھ میں موبائل تھماتی وہ روتی ہوئی اپنا سامان وہیں چھوڑ کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر جا کر بیٹھی تھی۔۔۔۔

اور وہ ایک مکروہ ہنسی ہنستا اس کے ساتھ ہی پیچھے والی سیٹ پر جا کر بیٹھا تھا۔۔۔۔ سارے راستے وہ روتی گئی تھی۔۔۔۔ گاڑی ایک شاندار گھر کے سامنے رکی تھی۔۔۔۔ وہ بھی اس کی ہمراہی میں ہی نیچے اتری تھی۔۔۔۔

یہ تمہارا گھر ہے۔۔۔ وہ پوچھ بیٹھی تھی۔۔۔۔

نہیں میرے باس کا۔۔۔۔ اس نے اس کے ساتھ چلتے کہا تھا۔۔۔۔۔

مگر تم تو مجھے تمہارے گھر لے کر جانے والے تھے۔۔۔اس نے پریشان لہجے میں کہا تھا۔۔۔

ہاں تو میرا ہی سمجھو اصل میں جب بھی میں یہاں آتا ہوں جتنے دن یہاں رہتا ہوں اتنے دن اپنے باس کا گھر ہی استعمال کرتا ہوں۔۔۔ کچھ نازک کلیوں سے دل بھی بہل جاتا ہے ریسٹ بھی ہو جاتا ہے اور انجوائے بھی اس نے ایک بار پھر سے بھرپور انداز میں المیرا کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

تم اپنے پرسنل مسئلے مجھ سے ڈسکس مت کرو مجھے میرا روم بتاؤ۔۔۔ المیرا نے ماتھے پر بل ڈالے سخت لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

وہ سامنے والا روم تمہارا ہے فریش ہو کر آہ جاؤ پھر کچھ کھاتے ہیں۔۔۔ اس نے ڈرائنگ روم میں کھڑے ہوتے سیڑھیوں کے پاس والے روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے کہا تھا۔۔۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے آرام کرنا چاہتی ہوں جب بھوک ہو گی تو خود ہی کھا لوں گی۔۔۔۔

اس نے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اوکے ریسٹ کر لو تاکہ پھر تمہیں تھکاوٹ یا نیند کا احساسِ نا ہو رات کو ملتے ہیں بائے

۔۔۔۔

ذو معنی انداز میں کہتے وہ بھی سیڑھیاں چڑھتا اوپر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

رشید اچھی سی بریانی لے کر آہ اسے بریانی بہت پسند تھی اور سن آج ناں تو اس کی زنجیریں بھی کھول دے آج میں بہت خوش ہوں اور میں چاہتی ہوں کے آج کے دن میں کسی پر ظلم نا کروں ۔۔۔ اس نے سامنے کرسی کے اوپر بیٹھے زنجیروں سے جکڑے وجود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

آنکھوں میں پڑتی تیز روشنی کی وجہ سے اس وجود کی آنکھیں نہیں کھل رہیں تھیں۔۔۔۔

ہزار کوشش کے بعد بھی تیز روشنی میں آنکھیں کھولنے کی کوشش اس نے ترک کی تھی۔۔۔۔

اس کی تکلیف دیکھ کر اس نے زور دار قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

تبھی چلتی ہوئی اس کمزور وجود کے پاس آئی تھی۔۔۔ تجھے پتہ ہے آج روزی کا آدھا انتقام پورا ہوا۔۔۔۔

جس عزت جس رشتے اور جس مرتبے پر اتنا ناز تھا نا تجھے اسے تو اس روزی نے منٹوں میں صفا چٹ کر دیا وہ وہ کیا کہتے ہیں ہاں---- صفا ہستی سے مٹانا وہ ہوا تیرے ساتھ سچی بڑا دکھ ہوا----

پر آج روزی فل عیش میں ہے عزت کسی کی اور پیسا وہ صرف اور صرف روزی بائی کا----

ہاہاہاہاہا---- ہاہاہاہا----

کیا کیا تو نے ان کے ساتھ---- ت----تجھے--- منع کیا تھا ناں ان کو چھوڑ دے---- مت کر ایسا میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے تجھے جو ملا تھا تیری قسمت کا----

ناں----ناں----ناں---- میری قسمت کا نہیں تھا وہ---- وہ تو نے چھینا تھا مجھ سے تجھے کیا لگا تھا میں کچھ نہیں کر پاؤ گی----

اس نے آگے بڑھ کر اس کے بالوں کو اپنی مٹھیوں میں زور سے بھینچا تھا اور اتنی ہی زور سے کھینچا تھا کے اس کے بال اکھڑ کر اسکے ہاتھ میں آئے تھے-----

اور اسکی دلخراش چیخ پورے کمرے میں گونجی تھی----

اور رو اور تڑپ اتنا تڑپ اتنا سسک کے مجھے سکون ملے۔۔۔ میری روح کو سکون ملے

اس نے اس کی چیخ سے بھی بلند قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔۔

روزی بخش دے جان بچیوں کی کیا کیا تو نے ان کے ساتھ۔۔۔ اس نے روتے ہوئے

اپنے درد کو برداشت کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

مار ڈالا۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔ اس نے ایک بار پھر سے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

پار ڈالا۔۔۔ اس نے اس کے کہے الفاظ دہرائے تھے۔۔۔

چچچچچ۔ ۔۔۔۔۔۔۔ چچچچچ۔۔۔ دکھ ہو رہا سن کر نہیں نہیں مارا نہیں مگر اب انہیں اس

معاشرے میں عزت کے قابل رہنے لائق بھی نہیں چھوڑا۔۔۔۔

اس نے اس کے کان کے پاس جھک کر کہا تھا۔۔۔

بکواس بند کر اپنی۔۔۔ بتا بچیاں کہاں ہیں۔۔۔ اس بار کرسی پر بیٹھے وجود نے اپنے درد کو

برداشت کرتے چیختے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بیچ ڈالا۔۔۔ اس ٹائم ایک سنگاپور میں چھ چھ مردوں کی ہوس کو ٹھنڈا کر رہی ہو گی اور

دوسری ہائے وہ معصوم چڑیا بلکل نا تمہاری طرح معصوم ہے وہ۔۔۔

آخر خون کس باپ کا ہے اس کی رگوں میں----

بہت پڑپڑا رہی تھی--- اپنی دیدم کو بچانے کے لیے بہت ہاتھ پاؤں مارے بچاری نے مگر----مگر پھر کیا ہوا روزی بائی سے کوئی بچ پایا ہے----

نہیں ناں تو وہ کیسے بچتی اتنا مارا اسے کے اب ان زخموں کے ساتھ ساتھ وہ اس لڑکے کے دیئے گئے زخموں کے درد بھی برادشت کرے گی----

وہ ایک بار پھر سے اس کے سامنے بیٹھتی مکاری سے ہنستی اس کا دل دہلا گئی تھی----

وہ----وہ--- بہت چ----چھوٹی----

ارے چھوٹی کہاں پورے بیس سال کی ہے----- اور میں اتنا لمبا انتظار نہیں کرسکتی تھی----

مجھے تو اپنے انتقام کے ساتھ ساتھ پیسا چاہیے تھا ڈھیر سارا ہاہاہاہاہا----

بیس کڑوڑ ملا ہے ان دونوں کی وجہ سے مجھے----

ہائے---- اتنے عرصے کی مغز ماری کا صلہ----

اس نے منہ میں پان ڈالتے کہا تھا----

کب تک اور کتنی دیر تک بچو گی رب کی پکڑ سے تم اور تمہاری روح تمہیں ملامت نہیں کرتے تمہارا ضمیر نہیں جاگتا کیا۔۔۔۔

کرسی پر بندھے وجود نے بے بسی سے کہا تھا۔۔۔۔

لو بھئی ضمیر کی کیا بات کرتی ہو وہ تو میں نے المیرا کا بھی مار دیا پتہ ہے تمہارے دا جی نے وصیت لکھوائی تھی کے المیرا اس کے دوست کے پوتے میر زاویان سے نکاح کرے گی اور وہ کم بخت اسے اٹھا کر لے بھی گیا اور نکاح بھی کر لیا۔۔۔

پھر میں نے ایسی بازی پلٹی۔۔۔۔۔۔ تم تو جانتی ہو مجھے ایسا وار کیا اس دو ٹکے کے آفندی پر کے بچارا چپ کا چپ ہی رہ گیا۔۔۔۔

اور تو اور اس کے نکاح میں ہونے کے باوجود المیرا نے میرے کہنے پر یہ کہا کے نکاح ہی جھوٹا ہے وہ تو نکاح پر نکاح کر گئی۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔ وہ دونوں میرے ہاتھ کی کٹ پتلیاں ہیں۔۔۔۔ پاگلوں کی طرح مسکراتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔۔۔

تمہیں ڈر نہیں لگتا اللہ سے اگر کسی دن تمہارے بیٹے کو تمہارے ہی ان ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتنی پڑ گئی تو۔۔۔۔ اگر وہ تمہارے گناہوں کی سختی میں آہ کر مر گ۔۔۔۔

اے ے ے ے ے ے ے ے ے۔۔۔۔۔ بسسسسسسس۔۔۔ چپ ایک لفظ اور نہیں بکواس بند کر اپنی میرے بیٹے کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ اور خبردار جو تو نے اس کا نام بھی لیا تو یہی زمین میں زندہ گاڑ دوں گی تجھے۔۔۔ منہ میں موجود پان کی پیک اس کے منہ پر پھینکتی وہ غصے سے دھاڑی تھی۔۔۔ اپنے بیٹے کے بارے میں اتنی بات سن کر ہی اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔۔۔۔

چل رشید اتنے جھٹکے دے اس کو کے موت بھی اس کے پاس آنے سے سو بار سوچے یہ ایڑیاں رگڑتے رگڑتے موت مانگے اور اسے وہ بھی نا ملے رشید سے کہتی وہ نفرت سے اس کے پیٹ پر لات مارتے کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔

اور کرسی پر بیٹھا وجود لہرا کر زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

رحم میرے مالک رحم المیرا اور انعمتہ کی حفاظت کرنا میرے مالک ان کو اپنی حفاظت کے حصار میں رکھنا۔۔۔ ان کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

اس وجود نے روتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے دعا کی تھی پھر ان دونوں کے ننھے وجود کو آنکھوں کے آگے لاتے ہوئے اسی عالم میں ان کو تصور کر کے ایت الکرسی پڑھ کر ان پر پھونکا تھا ایسے جیسے وہ سامنے ہوں---

تبھی اسکے وجود کو ایک بھاری کرنٹ نے جکڑا تھا---- اور اس کی سزا شروع ہوئی تھی-----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اس کے اس طرح خود کو واش روم میں بند کرنے پر آہان نے خود کو کوسا تھا کے وہ کیوں خود پر کنٹرول نہیں کر پایا---- وہ کیوں اس کی قربت میں مچل گیا تھا---- کل سے بھی تو وہ خود پر کنٹرول رکھے ہوا تھا پھر اب کیوں نہیں یا شاید نکاح کی وجہ سے----

وہ ہرٹ ہوئی ہو گی---- اسکے لپ پر آل ریڈی زخم تھا----

آہان نے خود کو کوستے ہوئے کہا تھا---

انعمتہ اوپن دا ڈور یہ کیا حرکت ہے بچوں والی ہر بات پر خود کو لاک کر کے بیٹھ جانا باہر آؤ-----

اس نے واش روم کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

مگر وہ دروازے کے ساتھ بیٹھی روئے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

ہچکیوں سے۔۔۔۔

اتنی بری طرح اپنے ہونٹوں کو رگڑ رہی تھی کے خون کے نکلنے میں مزید روانی آہ گئی تھی۔۔۔۔

اس کی سانسوں کی خوشبو اسے اپنی سانسوں سے آہ رہی تھی۔۔۔۔ اس کی جھلستی سانسوں کا لمس اس کی ناک کو جلا رہا تھا۔۔۔۔ اس کے کلون کی خوشبو اس کا پور پور مہکا رہا تھا۔۔۔۔

وہ اس ان چھوتے احساس کو کھرچنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ تو کب سے جان لیوا مہک بن کر اس کے اعصابوں پر حاوی ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اپنی کمر پر اس کی انگلیوں کی اس کے ہاتھوں کی پکڑ اسے اب بھی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

کاندھے پر اس کے لبوں کا لمس محسوس کرتے وہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔۔۔۔ اور شاور کھول کو اس کے نیچے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

ماما بابا--- دیدم دا جی آئی نیڈ یو کہاں ہیں آپ سب--- یہ دنیا یہاں کے لوگ بہت ظالم ہے ہچکیوں سے روتے ہوئے کہہ رہی تھی وہ---- م-----م---مجھے میر آہان آفندی کے ساتھ نہیں رہنا آئی ہیٹ ہم-----

م----م----میری سانسیں----- بند کرنے کی کوشش کی انہوں نے-----

وہ شاور کے نیچے کھڑی اپنے کاندھے پر اس کے لبوں کے لمس کو اپنے ناخنوں سے کھرچتے ہوئے کہہ رہی تھی-----وہ اس وقت اپنے حواس میں ہی نہیں تھی---

انعمتہ اوپن دو ڈور اس بار وہ پوری جان سے چلایا تھا----ماتھے پر بل پڑے تھے وہ جتنا اسے آرام سے ٹریٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ اتنا اس کی جان ہلکان کر رہی تھی----

ایک دو بار اس نے واش روم کے لاک کو گھمایا تھا تیسری بار پیچھے کو گھماتے دائیں کاندھے سے پوری جان لگا کر اس نے اندر کو دھکیلا تھا تو دروازہ کھل گیا تھا مگر اندر کا منظر اس کے لیے نا قابل یقین تھا----

وہ شاور کے نیچے کھڑی کانپتی ہوئی ایک ہاتھ سے اپنے کاندھے پر ناخن مارتی اسے زخمی کر رہی تھی جہاں کچھ دیر پہلے آہان نے لب رکھے تھے۔۔۔ اور دوسرے ہاتھ کے ناخنوں کو اپنے لبوں پر رکھے کھرچ رہی تھی اور ایسا کرتے اس نے اپنے ہونٹ کے کونے کو زخمی کر لیا تھا۔۔۔

کیا کر رہی ہو دماغ سیٹ ہے تمہارا کیا۔۔۔ اس نے غصے سے چلاتے ہوئے کھینچ کر اسے اپنے قریب کیا تھا اور بازو سے کھینچتے ہوئے کمرے میں لایا تھا۔۔۔

چ۔۔۔۔چ۔۔۔چھوڑیں مجھے ڈ۔۔۔۔ ڈونٹ ٹچ می۔۔۔۔ ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے آپ مجھے۔۔۔ اس نے کانپتے ہوئے اپنی بازو چھڑواتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیوں۔۔۔۔ کیوں ہاتھ نا لگاؤ۔۔۔ کیوں چھوڑو۔۔۔۔۔ چل کیا رہا ہے تمہارے دماغ میں جتنا منع کر رہا ہوں خود کو اذیت مت دو مگر نہیں تم نے قسم کھائی ہوئی ہے۔۔۔ ایسا کیا ہو گیا ہے جو اس حالت تک پہنچا لیا ہے خود کو ہاں۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر اس کی بازو کو دبوچتے ہوئے اس کی آنکھوں میں انکھیں ڈالتے غصے سے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اور انعمتہ کی روح فنا ہوئی تھی اس کی انگلیاں اپنی نازک بازو میں گھستی ہوئی محسوس ہوئی تو درد کے مارے کراہ اٹھی تھی۔۔۔۔

چھوڑیں مجھے مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔۔ بہتے آنسوؤں سے اس نے اس کی توجہ اپنی بازو پر کروانی چاہی تھی۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتاہے درد صرف تمہیں ہوتا ہے تکلیف کے احساس سے تم ہی گزرتی ہو وہاں کھڑی خود کے وجود سے میرے لمس کھرچ کر ثابت کیا کرنا چاہ رہی تھی ہاں بولو۔۔۔۔ گناہ کیا ہے میں نے تمہارے قریب آہ کر۔۔۔۔

یا پھر زبردستی کی ہے۔۔۔۔۔

اپنی رضامندی سے اس نکاح کو قبول کیا ہے نا تم نے پھر اس سب کا مطلب۔۔۔۔۔

اس نے اسے جھنجوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔ غصے سے اس کے دماغ کی رگیں تنیں تھیں۔۔۔۔۔۔

ہاں گناہ کیا ہے نہیں چاہیے مجھے آپ اپنے پاس بھی کر لیا نکاح ہو گئی غلطی نہیں رہنا مجھے آپ کے پاس۔۔۔۔ نہیں رہنا مجھے یہاں فورا سے پہلے مجھے دیں طلا۔۔۔۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔۔ کھیل ہے یہ تمہاری نظر میں کیا سمجھا ہوا ہے تم نے میں نے پہلے ہی کہا تھا ناں تم سے کے سوچ سمجھ کر قدم بڑھانا واپسی کی گنجائش نہیں ہے۔۔۔۔

اس کا دماغ کھول گیا تھا اس کی بات سن کر۔۔۔۔

ہاں تو ہو گئی غلطی۔۔۔ جو آپ جیسا ہوس پرست سہارا ڈھونڈ لیا کس حق سے آئے آپ میرے قریب ہاں کس حق سے مجھے چھوا۔۔۔پچھتا رہی ہوں اپنے ہی کیے فیصلے پر اور اس پچھتاوے کا اب مزید بوجھ نہیں اٹھانا مجھے۔۔۔

اس نے خود کو چھڑواتے ہوئے نفرت سے کہا تھا۔۔۔

حق۔۔۔۔ کس حق سے قریب آیا ہوں تمہارے چلو پھر آج وہ حق تمہیں ڈیٹیل سے سمجھا دیتا ہوں۔۔۔ رہی بات پچھتاوے کی تو اسکے بعد میری جان تمہیں پچھتاوا نہیں ہو گی۔۔۔۔ کیوں کے پچھتاوے لائق تمہیں چھوڑوں گا ہی نہیں میں۔۔۔ہوس پرستی تمہیں آج میں بتاؤ گا کیا ہوتی ہے۔۔۔

اس کی باتیں سن کر آہان کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے تب ہی غصے سے پھنکارتے ہوئے اس کے نازک بھیگے کانپتے وجود کو باہوں میں بھر کر بیڈ پر پٹخا تھا۔۔۔۔ اور اپنی شرٹ کے بٹن کھول کر اسے دور پھینکا تھا۔۔۔۔

ن۔۔۔ن۔۔۔نو آہان پلیز۔۔۔۔ ڈر اور خوف کے مارے وہ اٹھنے لگی تھی۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔ حق جاننا ہے نا تمہیں تو چلو وہی بتاتا ہوں۔۔۔

اس کے بہتے آنسوؤں کی فکر کیے بغیر وہ اس کی گردن پر جھکا تھا ہاتھوں کو انگلیوں میں انگلیاں پھنسائی تھیں اور اپنے اندر کھولتے غصے کو قابو نا کرتے ہوئے اس کی شہہ رگ کے قریب دانت گاڑے تھے۔۔ اور اسکا نازک وجود جھٹکے سے کانپا تھا گہری ہچکی لیتے وہ بے بس ہوتی ٹانگیں چلانے لگی تھی۔۔۔ جب ہی آہان نے اس کی ٹانگوں کو بھی اپنی ٹانگوں کی گرفت میں جکڑا تھا۔۔۔

منہ میں اس کے خون کا ذائقہ گھلتے ہی وہ اس کی گردن پر جا بجا گرم جھلستے اپنے لبوں کے لمس چھوڑ رہا تھا۔۔۔

اس کے رونے میں روانی اس کے غصے کو مزید بڑھا رہی تھی جب ہی اس کے کان کی لو کو دانتوں تلے دبا کر پر حدت لمس چھوڑتا اس کے لبوں کے پاس لب لایا تھا۔۔۔۔

وہ جو اس کے ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں چھڑوانے کے لیے ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔ گردن کو دائیں سے بائیں جانب ہلاتی کسی طرح اس کی دسترس سے نکلنا چاہتی تھی ۔۔۔۔ آہان نے بڑے درد سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔۔

پھر اگلے ہی لمحے پوری جان سے اس کے نچلے لب کو اپنے لبوں میں جکڑتے اسکی سانسیں پینے لگے تھا جو جنونیت اسکے اندر وہ بھر چکی تھی اس کی شدت اس قدر جان لیوا تھی کے وہ سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔۔۔اور وہ اپنی تشنگی کو بڑھاتا ہی جا رہا تھا ان نازک لبوں پر ظلم کر کے۔۔۔۔کتنے ہی پل اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں الجھائے رکھا تھا اس نے۔۔۔۔ پھر اس کو مزاحمت نا کرتا دیکھ۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھوں کی حرکت مدہم ہوتی دیکھتے اس نے اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی دسترس سے آزاد کیا تھا۔۔۔۔

شہہ رگ کے پاس اپنی ناک رگڑتے اس کے بھیگے وجود کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا۔۔۔
پھر اس کی بھیگی پلکوں پر باری باری لب رکھے تھے۔۔۔۔
آنکھیں کھولو انعمتہ اس کے لہجے کی سختی اس کو ہلا گئی تھی تب ہی ڈر کے مارے فوراً سے روتے ہوئے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔
میں کون ہوں۔۔۔۔ اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔۔
م۔۔۔۔۔م۔۔۔میر۔۔۔۔ ا۔۔۔۔۔اہ۔۔۔۔اہان آفندی۔۔۔۔
اس نے نظریں جھکائے گالوں پر لڑھکتے آنسوؤں سے اسے جواب دیا تھا۔۔۔۔ اب جب کے اس نے اپنی تشنگی اور جنون کو اس کی سانسوں میں انڈیل دیا تھا تو اس کا جواب سن کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔
تمہارا کیا لگتا ہوں۔۔۔ اب کے اس نے پھر سے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔
ش۔۔۔۔۔ش۔۔۔۔شو۔۔۔۔ شوہر۔۔۔۔ اس نے پھر سے لڑکھڑاتے لفظوں میں کہا تھا۔۔۔۔

شوہر بیوی پر حق رکھتے ہیں ناں۔۔۔ اس نے اس کے آنسوؤں کو لبوں سے چنتے کہا تھا۔۔۔

ج۔۔۔۔ج۔۔۔ج۔۔۔جی۔۔۔۔۔ وہ بے بس بنی کہہ رہی تھی۔۔۔

تو اگر وہ اپنی بیوی کے پاس آتے ہیں تو گناہ تو نہیں زبردستی تو نہیں۔۔۔

اب کے اس نے اس کا رخ جھٹکے سے موڑا تھا اور اس کی شرٹ کی پچھلی زپ کھولی تھی۔۔۔ کاندھوں سے قمیض سرکا کر دیوانا وار چومنے لگا تھا۔۔۔

ا۔۔۔۔ا۔۔۔اہان۔۔۔پ۔۔۔پلیز۔۔۔ اس کی جان لبوں پر آئی تھی اس کی بڑھتی جسارتوں سے۔۔۔۔ تکیے کو اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جھکڑے وہ ہلکان ہوئی تھی۔۔۔

کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے کیا میں زبردستی کر رہا ہوں یا اپنا حق لے رہا ہوں بولو۔۔۔ اس نے کمر پر اپنا ہاتھ سرسراتے پوچھا تھا۔۔۔

ح۔۔۔۔ح۔۔۔ حق۔۔۔ لے۔۔۔ رہے ہیں۔۔۔ اپنے آنسوؤں کا گلا گھوٹتے کہا تھا اس نے ڈرے سہمے خوف سے۔۔۔

تب ہی اس نے اس کی کمر کے اوپری حصے پر پرلب رکھے تھے--- پھر بڑی نرمی سے پیچھے ہوا تھا---زپ کو بند کر کے اس کو سیدھا کیا تھا----

اور وہ بے یقین ہوئی تھی اس کے اس عمل پر---

ایک بات یاد رکھنا انعمتہ ایک بار جب میں رشتہ بنا لیتا ہوں پھر اس کو نبھانے کے لیے پوری جان لگا دیتا ہوں---- اور پھر تم---- تم تو جنون ہو میرا----

تمہیں چھوڑنے کو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا---- اس رشتے کو سمجھنے کے لیے تمہیں وقت دے سکتا ہوں مگر ان مردوں میں سے نہیں ہو جو حلال کو چھوڑ کر باہر منہ ماریں---- اپنی چھوٹی موٹی تشنگی کو مٹانے کے لیے میں ان ہی پناہوں میں آؤں گا----مجھے امید ہے کے اب تمہیں اپنا حق دوبارہ نا مجھے بتانا پڑے---

اس رشتے کو آگے بڑھانے کے لیے تم مجھ سے وقت لے سکتی ہو مگر مجھ سے دور جانے کی کوشش بھی مت کرنا اب مسز میر آہان افندی----

اس کے چہرے کے ہر ہر نقش کو چومتے ہوئے اس نے بڑے پیار اور نرمی سے کہا تھا----

اپنے درد اپنی تکلیفیں اپنے دکھ مجھے دے دو یہ وعدہ ہے میرا میں سب ٹھیک کر دوں گا مگر۔۔۔ مجھے دو پل سکون کے چاہیے ہر دن تم سے۔۔۔

اس کی چھوٹی سے ناک پر لب رکھتے وہ اپنی خواہش کا اظہار کر گیا تھا۔۔۔

ایک بات بہت واضح طور پر کہہ رہا ہوں آج کے بعد اس جسم پر ہلکی سی کھروچ بھی آئی تو میرے غصے سے اب تک تم واقف ہو گئی ہو گی۔۔۔ یہ یاد رکھ کر خود کو اذیت دینا کے اس کے بعد تم اپنی چھوٹی سی جان پر کوئی ظلم برداشت نہیں کر پاؤ گی۔۔۔

اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کو اٹھا کر بٹھاتے ہوئے سخت لہجے میں اس نے کہا تھا۔۔۔

سن رہی ہو نا کیا کہہ رہا ہوں میں۔۔۔ اس نے سخت لہجے میں ہی پوچھا تھا۔۔۔

ج۔۔۔۔ج۔۔۔جی۔۔۔۔ انعمتہ نے اس کے لہجے کا سخت پن اور تنبیہہ سن کر جلدی سے سر ہاں میں ہلایا تھا۔۔۔

ابھی اٹھو اور چینج کرو۔۔۔ میری ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہن لو اس کے بعد ہم شاپنگ پر چل رہی ہیں۔۔۔

اس کے لبوں کو آہستہ سے اپنے لبوں سے چھوتے وہ اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔اور اپنی شرٹ پہننے لگا تھا۔۔۔۔

اس کی جان بخش دی تھی اس نے اسی پر شکر ادا کیا تھا۔۔۔وہ سمجھ گئی تھی کے وہ اب چاہ کر بھی اس سے لڑ نہیں پائے گی اسے روک نہیں پائے گی۔۔۔ کیونکہ وہ اس پر حق رکھتا تھا اور وہ حق اس نے خود اس کے نام کیا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

آئی ایم سوری میم ہم یہ ٹرانزایکشن نہیں کر سکتے آپ کا چیک باونڈ ہے۔۔۔۔

بینکر نے بڑے مہذب انداز میں کہا تھا۔۔۔

کیا مطلب باونڈ ہے پھر سے چیک کریں آپ پلیز۔۔۔۔

گلشن بائی نے کہا تھا۔۔۔۔

میم ہم چیک کر چکے ہیں آپ کیوں ہمارا وقت ضائع کر رہی ہیں پلیز جائیں یہاں سے اس بار بینکر کو غصہ آیا تھا دس بار وہ چیک کر کے بتا چکا تھا۔۔۔

کیا ہوا بائی رشید نے اس کے بینک سے نکلتے ہی پوچھا تھا۔۔۔۔

بینکر کہتا پے چیک باونڈ ہے تو مطلب وہ زاکر اور اس کا دوست ہمیں دھوکا دے کر چلے گئے اور وہ انعمتہ----

کہیں وہ انکے ساتھ تو نہیں ملی ہوئی--- گلشن بائی نے غصے سے کہا تھا---

نمبر ملا اس زاکر کا رشید----- گاڑی میں بیٹھتے ہی گلشن بائی نے کہا تھا----

فون نہیں اٹھا رہا وہ---- رشید نے بار بار ملانے پر کہا تھا----

اس زاکر کو تو میں چھوڑوں گی نہیں کیا سمجھ کیا لیا اس نے مجھے میرے ساتھ فراڈ کرے گا تو میں چپ چاپ سہہ لوں گی ارے وہ حال کروگی کے قبر نصیب نہیں ہوگی----

اس کا غصے کے مارے برا حال تھا----

رشید اس کا ایڈریس پتہ کرواؤ آج اسکی ہڈیوں کا سرمہ میں خود بنواوں گی ڈرائیور تیز گاڑی چلاؤ----

اس نے غراتے ہوئے کہا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ کسی کی گہری نظروں کی تپش سے ہلکا سا نیند میں کسمسائی تھی پھر آنکھیں کھول کو دیکھا تو اچھل کر اٹھ بیٹھی تھی----

تم --- تم یہاں کیا کر رہے ہو--- اسفند کو اپنے قریب بیڈ پر کہنی کے بل کروٹ لیے لیٹا دیکھا تو غصے سے چلائی----

تھکاوٹ دور کرنے آیا ہوں---- چلو شاباش قریب آؤ---

اسفند نے اس کے قریب ہوتے اس کی گال پر انگوٹھا رگڑتے کہا تھا---

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ت---- تم اندر کیسے آئے کیا---- دروازہ تو لاک تھا------

المیرا نے اس کو خود سے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا تھا-----

تمہیں لگتا ہے کے تم لاک لگاکر سکون سے سو سکتی تھی---- اتنی مہلت تمہیں صرف میرے کام میں خلل نا ڈالنے کے لیے دی تھی میں نے---- اب فضول حرکتیں مت کرو اور آہ جاؤ میرے پاس مجھے اس انکار کے ڈرامے سے سخت چڑ ہے----

اس نے اس کی کلائی تھام کر اسے پھر سے قریب کیا تھا---اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسانے لگا تھا----

یو باسٹرڈ لیو می ہمت کیسے کی تم نے میرے قریب آنے کی ماما تم پر اتنا ٹرسٹ کرتی ہیں اور تم۔۔۔۔۔ اس نے چیختے ہوئے اسکے منہ پر اپنے ناخن مارے تھے پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دھکا دیا تھا۔۔۔۔

ایک گھنٹے کی بھی مار نہیں ہے تمہارا نازک وجود کیا سوچ کر الجھ رہی ہو۔۔۔۔

اس کو غصہ آیا تھا اس کے ناخن اپنے چہرے پر دیکھ کر تب ہی زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا۔۔۔۔

وہ تھپڑ اتنا شدید تھا کے وہ لہراتی ہوئی بیڈ سے نیچے گری تھی اور بیڈ کے پاس پڑے والز کے لوہے والے سٹینڈ پر اس کا سر لگا تھا۔۔۔ اور خون بہنے لگا تھا۔۔۔۔

وہ درد کی پروا کیے بغیر باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ جب ہی وہ ایک جست لگا کر اس کے پیچھے ہی لپکا تھا اس کا دوپٹہ اتار کر دور پھینکا تھا اور پھر اسے بیڈ پر دوبارہ دھکا دیا تھا۔۔۔۔اور دو تین تھپڑ اس کے دائیں اور بائیں گال پر جڑے تھے۔۔۔۔ پھر بری طرح اس کی گردن جکڑی تھی اور اسکے اوپر بیٹھتے دائیں اور بائیں اپنی ٹانگیں رکھی تھی۔۔۔۔

اس سخت جان جلاد کے آگے واقع وہ کسی چیونٹی سے کم نہیں تھی۔۔۔ تبھی پھر سے ہمت کرتی بیڈ سے اٹھنے لگی تھی کے اس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کی شرٹ کو کھینچا تھا۔۔۔ اور اس کا سینہ برہنہ ہوا تھا۔۔۔

وہ بہتے آنسوؤں سے اسے پیچھے کر رہی تھی۔۔۔ تب ہی اس کے ہونٹ اس کے سینے کے پاس آئے تھے کے اس نے پوری شدت سے اس کے بازو پر دانت گاڑے تھے اس کی گرفت کمزور ہوئی تو المیرا نے اس کے پیٹ پر لات مار کر اسے پیچھے دھکیلا تھا وہ لڑھک کر زمین پر گرا تھا۔۔۔

اور وہ بھاگتی ہوئی لیونگ روم میں آئی تھی۔۔۔۔

وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔۔۔ وہ بھاگ جانا چاہتی تھی وہاں سے مگر۔۔۔

دوڑتے دوڑتے وہ صوفے کی پشت سے پھر سے ٹکڑا کر لہرا کر کسی کے قدموں میں آہ کر گری تھی۔۔۔۔

خود کو پھر سے ہمت کر کے اٹھاتے اس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔۔۔وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ اور اونچی اونچی آواز میں اس کو گالیاں دے رہا تھا۔۔۔۔ اور جس

کے قدموں میں وہ بیٹھی تھی۔۔۔ اب کے اس نے ہمت کر کے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔اور دیکھتے ہی زمین آسمان المیرا کے سر پر لہرائے تھے۔۔۔۔۔

اس کا سر بری طرح چکرایا تھا اس کا چہرہ دیکھ کر وہ اس کو خود کو دیکھتے پاہ کر بڑی تلخ مسکراہٹ چہرے پر سجائے سگریٹ کا دھواں اپنے اندر انڈیل رہا تھا۔۔۔۔

ز۔۔۔۔ز۔۔۔۔زاو۔۔۔۔زاویان۔۔۔۔ اس کے نازک لبوں نے تھرتھراتے ہوئے اس کا نام لیا تھا۔۔۔۔

اور وہ اس کی حالت دیکھ کر گہرا مسکرا رہا تھا ماتھے سے نکلتا خون چہرے پر انگلیوں کے نشان برہنہ سینہ گردن پر نشان۔۔۔۔

آبی کی باتیں سن کر وہ پوری طرح ڈسٹرب ہوا تھا اور ایک بار پھر طیش کے عالم میں گاڑی کی چابی اُٹھائے وہ گلشن بائی کے کوٹے کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا اس سے پہلے کے وہ اپنی گاڑی سے باہر نکلتا اس نے اسفندکو اور اسے گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تھا سامان کے ساتھ۔۔۔۔ اس نے گاڑی ان کے پیچھے لگائی تھی جب دیکھا کے ان کی گاڑی ائیر پورٹ کے راستے کی ظرف جا رہی ہے تب اس نے اسد ملازم سے کہہ کر اپنا پاسپورٹ

منگوایا تھا۔۔۔ اور پھر کیسے بھی کر کے سنگاہور کی فلائیٹ لے کر وہ اسی پلین میں اس کے بلکل پیچھے والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔ پھر ائیرپورٹ سے لے کر اسفند کے گھر تک اس نے انکا پیچھا کیا تھا۔۔۔

المیرا پھر سے اٹھ کر بھاگنے لگی تھی کے

تبھی اسفند اس تک پہنچا تھا اور جھٹکے سے اس کی بازو دبوچی تھی۔۔۔

تم۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو کیسے ائے تم یہاں رونالڈو کہاں مر گئے ہو اٹھاؤ اس کو اور پھیکنو باہر زاویان کو سکون سے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا سگریٹ پیتے دیکھ اس نے چلاتے ہوئے اپنے گارڈ کو آواز دیتے کہا تھا۔۔۔

زاویان لیو می بچاؤ مجھے اس سے۔۔۔ وہ مدد کے لیے اس کی طرف دیکھتی ہوئی چلائی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ آسی پوزیشن میں بیٹھا بڑے اطمینان سے سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔۔ اور انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اس کی بات سن کر وہ ٹس سے مس نا ہوا تھا اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا تھا۔۔۔

زاویان پلیز بچاؤ مجھے پلیز اس کو ہلتا نا دیکھ اس نے پھر دہائی دی تھی۔۔۔

کیونکہ اب اسے اسفند پھر سے گھسیٹ رہا تھا اس کی بازو پکڑ کر۔۔۔۔ اور ایسا کرنے سے اس کی استین بھی پھٹ گئی تھی۔۔۔۔

زاویان پلیز بچاؤ مجھے وہ ایک بار پھر التجا کر رہی تھی اس کی ہمت ختم ہو رہی تھی۔۔۔۔

کس حق سے وہ تو شوہر ہے تمہارا۔۔۔۔ اسے زبردستی نہیں بیوی سے محبت کہتے ہیں۔۔۔۔ دیکھو تمہارے حق میں کتنا اچھا ہے نا تمہارا شوہر تم سے کتنا پیار کرتا ہے۔۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر قدم قدم چلتا اس کے پاس آیا تھا۔۔۔۔اور اس کے پاس نیچے پنجوں کے بل بیٹھتے اس کی حالت دیکھتے تلخ قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

تم۔۔۔۔ تم بہت بے غیرت ہو زاویان آفندی تمہارے سامنے وہ تمہاری بیوی کے چھیتڑے اڑا رہا ہے اور تم تماشا دیکھ رہے ہو لعنت ہے تمہاری مردانگی پر۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے اسفند کو پیچھے سے پیچھے کرتے دہائی دے رہی تھی۔۔۔۔

کیا کہا تم نے میری بیوی پچ پچ یار وہ نکاح نہیں تھا وہ تو گناہ ہوا تھا تم سے۔۔۔۔

تمہیں کیا لگا میر زاویان آفندی تمہیں یہاں بچانے آیا ہے۔۔۔ میں تو تمہاری اس لٹی ہوئی حالت کو انجوائے کرنے آیا ہوں۔۔۔ لیکن اب مجھے لگتا ہے میرے یہاں رہنے سے اسفند ڈسٹرب ہو گا۔۔۔

تو اب جب تم اپنے اصل مقام پر پہنچ چکی ہو تو ہیو فن۔۔۔ اینڈ مسٹر اسفند بیسٹ آف لک۔۔۔۔ وہ آنکھ ونک کرتا اس کے ہوش اڑا کر واپسی کے لیے قدم بڑھا چکا تھا۔۔۔

جب ہی اسفند بری طرح اس پر قابض ہوا تھا۔۔۔اس کو کھینچتے کمرے کے بیچ و بیچ لے گیا تھا۔۔۔

زاویان تمہیں تمہارے ابی کی قسم جن کی وجہ سے تم نے مجھے اپنے نکاح میں لیا تمہیں تمہارے ابی کے وعدے کی قسم بچا لو مجھے۔۔۔ میں اس کی بیوی نہیں ہوں جھوٹ بولا تھا میں نے تم سے۔۔۔

پلیز ابی کی قسم ہے تمہیں۔۔۔۔

وہ چلاتی ہوئی دہائی دے رہی تھی۔۔۔ جب ہی وہ ابی کا نام سنتے ہی ایک دم سے مڑا تھا۔۔۔ وہ یہاں اسے لینے ہی تو آیا تھا۔۔۔اسے بچانے ہی تو آیا تھا۔۔۔ اس کی

حالت دیکھ اسے افسوس ہوا تھا۔۔۔ مگر وہ چاہتا تھا کے وہ اس نکاح کو خود سچ کا نام دے۔۔۔۔اور اپنی غلطی کی تھوڑی سزا بھی بھگتے کے کیسے وہ محرم کو ٹھکڑا کر نا محرم کے پیچھے چلی آئی تھی۔۔۔۔ پھر وہ اسے غصے میں کیوں چھوڑ کر جا رہا تھا۔۔۔۔

اپنی بیوی کو اس طرح دیکھ کر اس کا پہلی نظر میں ہی خون کھولا تھا مگر اس کے ہوش نہیں اڑے تھے اسے سب ہوش و ہواس میں کرنا تھا۔۔۔۔

جب ہی اپنے قدم پیچھے کو لیتے وہ اسفند تک پہنچا تھا اور جس ہاتھ سے اس نے المیرا کی بازو پکڑی تھی اس ہاتھ پر بری طرح اچھل کراس نے ٹانگ سے وار کیا تھا۔۔۔۔

پہلے اس نے اس کے بازو اور پھر منہ پر ہٹ کیا تھا۔ ۔

وہ اچھل کر دور جا گرا تھا۔۔۔۔ پھر اس نے جا کر اسے اٹھایا تھا اور دو تین بار اپنا ٹانگ اور ہاتھ سے اس کے پیٹ اور اس کی پسلیوں پر وار کیے تھے۔۔۔۔

چھوڑ دے مجھے زاویان آفندی ورنہ بہت پچھتائے گا اسفند نے اس سے اپنے آپ کو چھڑواتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

تجھے کیا لگا تھا--- میری بیوی کی یہ حالت کر دے گا تو میں تجھے ایسے ہی چھوڑ دوں گا تجھے کیا لگا تھا میں دو سال کا بچہ ہو جسے تو نعقلی نکاح نامہ دکھا دے گا تو میں بہل جاؤں گا---

وہ پاگلوں کی طرح اس کے منہ پرگھونسے مار رہا تھا---اور وہ اس کی وحشت اس کا غصہ آنسو بہاتے دیکھ رہی تھی----

ہمت کیسے کی تو نے میر زاویان آفندی کی عزت پر نظر ڈالنے کی اس کی عزت سے کھیلنے کی چل اب لگا ہاتھ چل نا اٹھ لگا ہاتھ----

وہ اسے گھسیٹتے ہوئے المیرا کے وجود کے پاس لایا تھا اور وہ جو اس کا جنون اس کا غصہ دیکھتے آنسو بہا رہی تھی اچھل کر پیچھے ہوئی تھی----

کیا سمجھا تھا ہر بار اپنی مرضی چلا لے گا نہیں تب اس لیے چپ رہا کے اس کا ضمیر مر چکا تھا--- اس نے اسفند کےپیٹ پر اپنا جوتا رکھتے دباؤ بڑھاتے المیرا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا---

مگر میں نا اتنا بے غیرت اور نا ہی اتنا بے ضمیر ہوں کے اپنے رشتے کا اور اس کی عزت کا خیال نارکھ سکوں---

اس نے طیش سے کہا تھا پھر گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا تھا--

اسٹدہ میری عزت کو ہاتھ کیا انگلی تک لگانے کی بھی کوشش کی تو قبر میں تو نہیں-----

تیری ہڈیاں دفن ہوں گی---کہتے ہی اس نے اس کی گردن کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بری طرح چٹخا تھا اور کڑک کی اواز سے وہ چیختی ڈھلکی تھی---- المیرا نے چیخ مارتے شدت سے آنکھیں بند کیں تھی --

وہ لہراتی گردن کے ساتھ زمین بوس ہوا تھا----

اٹھ لگا ہاتھ---- کر اپنی مرضی چل کھیل اپنا گھناؤنا کھیل-----

اس نے اس کے پاس سے اٹھتے اس کی گردن پر پاؤں رکھتے جوتے کی مدد سے اس کی گردن پر دباؤ بڑھایا تھا---

چھوڑ دو زاویان اسے وہ مر گیا ہے المیرا نے روتے ہوئے کہا تھا-----

اور اس نے اپنا جوتا ہٹا کر قدم پیچھے لیے تھے۔۔۔۔اور دو چار لمبے لمبے سانس لیے تھے پھر المیرا کے کانپتے اور برہنہ وجود کو دیکھا تھا۔۔۔ غصے سے اسکا دماغ سن ہوا تھا دل کر رہا تھا حشر بگاڑ دے اس لڑکی کا۔۔۔

غصے سے اپنا کوٹ اتار کر اس کی طرف پھینکا تھا جو دونوں بازوؤں کو سینے پر فولڈ کر کے خود کو چھپا رہی تھی۔۔۔

صبح پہلی فرصت میں واپسی کا ٹکٹ کروا کر اپنے ماں کے پاس پہنچ جانا کہتے ہی وہ جھٹکے سے مڑا تھا اور واپسی کے لیے باہر کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔۔

ز۔۔۔۔ز۔۔۔ اویان۔۔۔ م۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے مجھے نہیں رہنا یہاں اکیلے

پ۔۔۔پلیز رک جاؤ مجھے ساتھ لے جاؤ۔۔۔۔

وہ اس کا کوٹ وہیں چھوڑ کر دوڑتی یوئی اس کے پیچھے گئی تھی اور اس کے سینے کے ساتھ لگی بری طرح روتے ہوئے کہہ رہی تھی ۔۔۔۔

زاویان کا دل بری طرح تیزی سے دھڑکا تھا اور اس کی بیٹ مس ہوئی تھی اسے ایسے اس حالت میں سینے سے لگے دیکھ اس نے شدت سے انکھیں بند کیں تھیں۔۔۔۔پھر اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کے غصے سے پیچھے کیا تھا۔۔۔

آئندہ مجھے سے دور رہنا آئی سمجھ۔۔۔۔ اس کو اپنے سامنے سے پیچھے کرتے کہا تھا اس نے۔۔۔۔

زاویان مجھے نہیں رہنا یہاں پلیز مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جاو۔۔۔۔۔۔وہ مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑے بولی تھی۔۔۔۔

اس نے ہاتھ چھڑوایا تھا۔۔۔۔

مت کریں میرے ساتھ ایسے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے زاویان۔۔۔۔ وہ کانپتے وجود کے ساتھ اس کے ہاتھ کو دوبارہ سے پکڑتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

کس بات کا ڈر ہاں۔۔۔ اب کس حق سے جانا ہے تمہیں میرے ساتھ۔۔۔ اس دن میری عزت دو کوڑی کی کرتے ڈر نہیں لگا تھا۔۔۔ اب شوہر بن گیا میں تمہارا واہ۔۔۔ وہ اس کی گردن کو دبوچ کر غصے سے اس کے چہرے کے پاس چہرہ لاتے چلایا تھا۔۔۔ ز۔۔۔زا۔۔۔و۔۔۔زاویان۔۔۔ وہ اپنے حلق میں گھٹتی آواز سے اتنا بول پائی تھی۔۔۔ شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔۔ خبردار جو میرا نام بھی لیا تو۔۔۔ یہ مت سمجھنا کے تمہیں بچانے آیا تھا یہاں میں اور تمہیں بچا کر تم سے اپنا رشتہ ثابت کیا ہے میں نے۔۔۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا آئندہ کبھی میرے آبی کو اگر تم ہم دونوں کے درمیان لائی تو سانس بھی نہیں لینے دو گا اگلی تمہیں۔۔۔اپنے ناپاک اور گندے وجود کو دور رکھنا ہم سے۔۔۔ جس طرح تمہارا ضمیر تم سے دور ہے ویسے ہی مجھ سے دور رہنا۔۔۔۔

وہ غصے سے پھنکار رہا تھا پھر جھٹکے سے اس کی گردن چھوڑی تھی۔۔۔
وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی اسے درد ہو رہا تھا گردن پر۔۔۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہارے آس پاس رہنے کا۔۔۔۔ نا ہی مجھے بھی مزید یہ رشتہ قائم رکھنا ہے۔۔۔ تمہاری جگہ کوئی بھی ہوتا تو میں اس سے ایسے ہی مدد مانگتی۔۔۔ تمہارے ہونے یا نا ہونے سے مجھے فرق نہیں پڑتا میر زاویان آفندی۔۔۔

اس سے اچھا تھا تم مجھے بچاتے ہی نا کیا ہوتا اگر وہ میری عزت کی دھجیاں اڑا دیتا۔۔۔ آج نہیں تو کل کسی کی مرغوب غذا بننا ہی تھا پھر اسفند کی ہی بن جاتی۔۔۔

اس نے اسکے سامنے آتے ہوئے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اسے دکھ ہو رہا تھا وہ اسے خود سے دور کر رہا تھا تو وہ کیسے اپنی تزلیل برداشت کرتی ۔۔۔۔ اور زاویان نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کیں تھیں غصے سے اس کی باتیں سن کر اسکا دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔

غلطی کی جو تمہیں کہہ دیا کے مجھے ڈر لگ رہا ہے جب کے میں جانتی ہوں تم انسان نہیں ہو پتھر ہو۔۔۔ نا تو مجھے اس انسیڈنٹ سے پہلے تم سے کوئی رشتہ رکھنا تھا اور نا ہی اس انسیڈنٹ کے بعد آزاد کرو مجھے اپنی اس نام نہاد عزت سے ابھی۔۔۔

درد کی انتہا پر پہنچتے اس نے اپنی ڈیمانڈ کی تھی ۔۔۔

اور اب زاویان کی بس ہوئی تھی۔۔۔۔

نہت شوق ہے نا تمہیں آزادی کا جاؤ نہیں کرتا آزاد بلکہ جب تم یہ مان ہی گئی ہو کے شوہر ہوں میں تمہارا تو کیوں نا جو اسفند کرنے والا تھا۔۔۔ وہ کر لیا جائے ویسے بھی شوہر سے کیسا پردہ۔۔۔۔

اس نے تلخی سے مسکراتے اس کے سینے پر اپنا ہاتھ سرسراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اور گہری نظروں سے اس کو دیکھا تھا کے وہ شرم سے پانی پانی ہوئی تھی ۔۔۔

پھر وہ اس سے دو قدم پیچھے ہوئی تھی وہ کب سے ایسے برہنہ کھڑی اس کے سامنے بول رہی تھی اسے نا اپنے لباس کا ہوش رہا تھا اور نا ہی اپنی حالت کا۔۔۔

فورآ سے پہلے اس نے اس کی طرف سے رخ موڑ کر اپنے سینے پر اپنے بازو فولڈ کیے تھے۔۔۔

ایسے کیسے بیگم میرے جذبات جگا کر اب یہ گریز اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کی پشت کو سینے سے لگایا تھا اور اپنا ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھ کر دباؤ بڑھایا تھا۔۔۔ج س سے اس کی پشت اس جے سینے میں پیوست ہوئی تھی۔۔۔

ز۔۔۔زا۔۔۔زاویان چھوڑو مجھے۔۔۔ وہ پوری جان سے چلائی تھی۔۔۔ اور اس سے دور ہٹی تھی۔۔۔۔

جب ہی وہ اس کو بازو سے پکڑ دیوار کے ساتھ پن کر چکا تھا۔۔۔۔۔

کیا کہا تم نے کے میرے ہونے یا نا ہونے سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تو پھر اب کیوں فرق پڑ رہا ہے۔۔۔۔ وہ اپنے دونوں بازو دیوار کی دائیں اور بائیں جانب رکھے اس پر جھکے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔۔

زاویان آفندی دور رہو مجھ سے ورنہ میں تمہارا حشر بگاڑ دوں گی اچانک سے اس کے اندر پتہ نہیں اتنی ہمت کہاں سے آ گئی تھی کے اس کی جھلستی سانسوں کو چہرے پر محسوس کرتے غصے سے روتے ہوئے پھنکاری تھی۔۔۔۔

موڈ چینج کر لیا ہے زاویان آفندی نے اب۔۔۔۔ چاہو تو دور کر کے دیکھ لو خود سے۔۔۔۔ آج تمہارے اردگرد ایسی خوشبو چھوڑوں گا اپنی کے تمہیں میرے ہونے یا نا ہونے سے نہیں میری خوشبو سے بھی فرق پڑے گا۔۔۔۔

کہتے ہی اس نے اس کے کاندھے سے بال پیچھے کر کے وہاں اپنے دانت گاڑے تھے اور اسکی کلائیوں کو اپنے بازوؤں میں جکڑ کر اس کے بازو دیوار کے ساتھ پن کیے تھے۔۔۔۔
وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتی ہوئی اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اس کے عمل سے اس کی جان فنا ہوئی تھی۔۔۔۔

زاویان کیوں کر رہے ہو ایسامیرے ساتھ پلیز لیو می۔۔۔۔

مجھے پین ہو رہا ہے وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔۔

اس درد کا کیا جو تم نے مجھے دیا اس حال تک پہنچ کر۔۔۔۔ تمہیں کیا لگتا تھا تم اس رشتے کی حقیقت کو اتنی آسانی سے جھٹلا دو گی۔۔۔ آزادی تو تمہیں اب مر کر بھی میر زاویان آفندی کی قید سے نہیں ملے گی۔۔۔ جو درد تم نے آج مجھے دیا ہے اسکا حساب کون دے گا۔۔۔اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی تمہیں اس حالت میں دیکھنے کی۔۔۔۔ وہ دھاڑا تھا اس پر۔۔۔۔

اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی یہاں ٹچ کرنے کی اسکے سینے کی طرف دیکھتے اس نے ضبط کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے حلق کے بل چلاتے کہا تھا--- جب کے اسکی انکھیں لال انگارہ ہو رہیں تھیں-----

جب کے تم۔پر تمہاری روح پر تمہارے جسم کے روئے روئے پر میر زاویان آفندی کا حق ہے-----

اس کے کاندھے سے لب ہٹاتے اس نے اس کے بالوں کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں جکڑتے اسکے چہرے کو خود کے قریب کرتے کہا تھا---

ز----ز-----زا-----

اس کے لب درد کے مارے تھرتھرائے تھے جسم کانپ رہا تھا وہ جنونی ہو رہا تھا--- اور وہ جنون اس کے اندر اس نے خود ہی اپنی باتوں سے بھرا تھا غلطی پر غلطی کر کے----

ز-----ز-----زاوی----زاویا-----

اس کے لب پھر سے ہلے تھے تب ہی اس نے دوبارہ اس کو دیوار سے پن کیا تھا اس کی کلائیوں کو جھکڑا تھا اور اس کے تھرتھراتے لبوں پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔

ایک الاؤ ایک جنون تھا اپنی محبت کو لٹا ہوا دیکھ کر جو اس کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔۔۔۔

اور وہ سارا جنون ہر سانس کے ساتھ زہر بنا کر وہ اس کی سانسوں میں انڈیل رہا تھا اس کے نرم لبوں پر اس کے لبوں کی گرفت اتنی سخت تھی کے اس کا وجود بری طرح کانپ رہا تھا۔۔۔ ہر گزرتے پل کے ساتھ اس کی شدت میں اضافہ ہو رہا تھا اور وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔ اس کی سانسیں مدہم ہو رہی تھی اور وہ اس کی سانسوں کو آزادی بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔ اس کی کلائیوں نے مزاحمت چھوڑ دی تھی اب وہ سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔۔۔۔

خون کا ذائقہ منہ میں گھلا تو اس نے نرمی سے اپنی آنکھیں کھولیں تھی۔۔۔ ایک پل کو پیچھے ہوا تھا۔۔۔ اس کا تنفس بگڑا ہوا تھا وہ بری طرح ہانپ رہی تھی لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔۔ گہری نظروں سے زاویان نے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھے تھے۔۔۔ پھر دوبارہ سے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔

زا۔۔۔۔زاویان نہیں۔۔۔۔۔ وہ خوف کے مارے دیوار کے اندر گھسی تھی۔۔۔۔۔تب اس نے اس کے ہونٹ پر جھک کر اسکے لب سے نکلتے خون کے قطرے کو اپنے لبوں سے چنا تھا۔۔۔۔۔۔

اور پھر پوری شدت سے اس کو اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔۔

وہ گہرے سانس لیتے ہوئے خود کو نارمل کر رہی تھی جب وہ اس سے الگ ہوا تھا۔۔۔اس پر ترس کھاتے خوف سے اسکی رنگت پیلی پڑتے دیکھ وہ خود کو روک بیٹھا تھا ۔۔۔ جھک کر اپنا کوٹ اٹھایا تھا۔۔۔ پھر اس کی طرف اچھالا تھا۔۔۔۔

باہر ویٹ کر رہا ہوں ایک سیکنڈ کے اندر اندر اگر تم اپنے سامان کے ساتھ باہر نا آئی تو اپنے انجام کی خود ذمہ دار ہو گی۔۔۔۔

سخت لہجے میں کہتے وہ رکا نہیں تھا۔۔۔۔ اسفند کی طرف دیکھا تو وہ سانس لے رہا تھا اک پل کو دل کیا کے انسانیت کے ناطے ہی سہی اس کے لیے کچھ کر لے مگر پھر اگلے ہی لمحے اپنے خیال کی تردید کی تھی۔۔۔۔جلدی سے کوٹ پہن کر کمرے کی طرف بڑھی تھی جسم اس کا ابھی تک کانپ رہا تھا۔۔۔۔ اور سانس ابھی تک بے ترتیب تھی۔۔۔۔

لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اپنا ہینڈبیگ اور ہینڈ کیری لیے باہر آئی تھی وہ ٹیکسی روکے اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

رشید پتہ چلا اس کا کچھ۔۔۔۔ گلشن بائی نے رشید کے آتے ہی پوچھا تھا۔۔۔

وہ پرچہ کٹوا چکا ہے بائی آپ کے خلاف۔۔۔۔ تھانے سے سیکیورٹی بھی لے لی ہے۔۔۔۔ اس نے کہا ہے کے اس کو آپ سے خطرہ ہے۔۔۔۔

اب اگر میں جاؤں گا تو وہ مجھ پر بھی شک کریں گے یہ ساری معلومات تو میں بڑی مشکل سے نکلوا کر لایا ہوں۔۔۔۔

رشید نے گلشن بائی کے پاس کھڑے ہوتے کہا تھا۔۔۔

تو ٹھیک ہے رشید اب تک ہم اس سے شرافت سے ہی بات کر رہے تھے۔۔۔۔ مگر اس کو شرافت راس نہیں آئی پولیس کو ملوث کر کے بہت غلط کیا ہے اس نے۔۔۔۔

اب جیسا میں کہہ رہی ہوں تم ویسا ہی کرو گے۔۔۔۔

اٹھا لو اس کو۔۔۔۔

گلشن بائی نے چہرے پر مکاری سجاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اٹھا لوں مگر کیسے ابھی تو بتایا میں نے آپ کو کے اس کے پاس ڈھیر ساری سیکیورٹی ہے وہ سیکیورٹی میں آتا جاتا ہے۔۔۔۔ پولیس میں کیس وہ فائل کروا چکا ہے پھر آپ۔۔۔۔
رشید نے حیران کن لہجے میں کہا تھا ساری اصلیت بتانے کے باوجود وہ اسے کہہ رہی تھی اٹھا لو اسے اس کو تعجب ہوا تھا اس کی بات سن کر۔۔۔۔
میں کچھ نہیں جانتی رشید سیٹھ وجاہت کے بندے تیرے ساتھ جائیں گے میں نے بات کر لی ہے اب مجھے رات تک زاکر اپنے ٹھکانے پر چاہیے اور سن رات تک مطلب رات تک۔۔۔اس نے تنبیہ کرتے کہا تھا۔۔۔۔
میرے دس کروڑ داؤ پر لگے ہیں ایسے تو میں اسے مال اور چوکری دونوں نہیں ہڑپنے دوں گی اس نے سمجھ کیا رکھا ہے مجھے دو ٹکے کی سیکیورٹی سے میرا وہ کچھ بگاڑ سکتا ہے۔۔۔۔۔
اس نے نخوت سے کہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

میڈم آپ چینج کر کے چیک کر لیں۔۔۔ سیلز مین نے اپنے سامنے کھڑی چھوٹی سی نازک سی لڑکی کو کہا تھا۔۔۔۔

نہیں یہاں نہیں آپ سارے ڈریسز پیک کر دیں یہ گھر پر چیک کر لیں گیں اگر کوئی پرابلم ہو گا تو پھر ہم فکس کروا لیں گے دوبارہ آہ کر۔۔۔۔

انعمتہ کی بجائے آہان نے جواب دیا تھا۔۔۔۔

مگر سر اگر یہ ایک بار۔۔۔۔

نہیں میں نے کہا نا مجھے کسی بھی مال کے ڈریسنگ روم پر اعتبار نہیں ہے۔۔۔۔اور اپنی بیوی کو لے کر میں کوئی بھی رسک افورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔۔ سو آپ یہ پیک کریں۔۔۔۔

آہان نے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ وہ واپسی پر گاڑی میں بیٹھی اس کے ساتھ ڈاکٹر کے پھر شاپنگ اور ڈنر کے بعد واپس جا رہی تھی۔۔۔ رات ایک بج رہے تھے۔۔۔۔ اس نے اسے بہت ساری ڈریسز لے کر دیں تھی جوتے اس کی ضرورت کی ہر چیز۔۔۔۔

تمہیں جو چاہیے دیکھ لو میں ویٹ کر رہا ہوں اس کی پرسنل چیزوں کی شاپ پر رکتے اس نے اسے کہا تھا۔۔۔۔

اور خود دور ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔

وہ گھبرائی گھبرائی سیلز گرل کے پاس گئی تھی اس کی یہ ساری شاپنگ تو اس کی دیدم کرتی تھی اس نے تو کبھی خود سے اپنے لیے کچھ خریدا ہی نہیں تھا۔۔۔

یس میم ہاؤ کین آئی ہیلپ یو۔۔۔۔

سیلزگرل نے پوچھا تھا۔۔۔تو اس کے چہرے پر گھبراہٹ ائی تھی ماتھے سے پسینہ صاف کرتے اس نے انگلیوں کو مڑوڑتے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

میم کچھ چاہیے کیا آپ کو۔۔۔۔ سیلز گرل نے پھر سے پوچھا تھا۔۔۔اور اس بار وہ مزید گھبرائی ایسے جیسے اس نے اس کو کسی کا قتل کرنے کا کہا ہو۔۔۔۔

آہان اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا اسکی گھبراہٹ دیکھ کر گہرا مسکراتا وہ اس تک پہنچا تھا۔۔۔۔

اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر وہ سیلز گرل کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔

اور پھر اس نے اس کی پرسنل چیزوں کی بھی خود ہی شاپنگ کی تھی اور وہ حیرانی کا بت بنے بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔۔۔۔اور شرم سے لال ہو رہی تھی۔۔۔۔ کوئی مرد اتنا بے باک کیسے ہو سکتا ہے کے ایک سیلزگرل سے اس طرح کھل کر کہے جب کے وہ لڑکی ہو کر شرم سے دوہری ہو رہی تھی۔۔۔

چلیں۔۔۔۔ جب وہ اس کے استعمال کی ساری چیزیں لے چکا تو اسکا ہاتھ پکڑے ہی اس شاپ سے باہر آیا تھا۔۔۔

کیاہوا حیران کیوں ہو رہی ہو۔۔۔ اس کے ساتھ چلتے اس نے اسکے چہرے پر حیرانی کے تاثرات دیکھتے کہا تھا۔۔

آپ کو ش۔۔۔۔شرم نہیں ائی ایسے آئی مین۔۔۔۔ وہ اب بھی شرم سے لال ہوئی پوچھ رہی تھی۔۔۔

کیوں شرم کس بات کی ویسے بھی شرمانے کے لیے تم جو ہو آئی مین واٹ از دس یار اٹس کیجول تنگز ہر کوئی استعمال کرتا ہے مطلب ہر لڑکی۔۔۔ اس نے چہرے پر شرارت سجاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

آپ کو کافی اکسپیرینس ہے۔۔۔ اس نے اسکے چہرے پر مسکراہٹ دیکھتے غصے سے کہا تھا۔۔۔۔

ہے نہیں پر اب لگتا ہے تمہاری جگہ مجھے ان چیزوں کی تمہارے لیے شاپنگ کر کر کے اکسپیرینس ہو جائے گا وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

اور انعمتہ کا دل کیا تھا غائب کر لے خود کو وہاں سے۔۔۔۔

وہ سارے منظر یاد کرتے اس نے آہان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

جو گاڑی چلاتے ہوئے کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔

کل سے لے کر اب تک اس نے کچھ بھی تو اس کی مرضی کے خلاف نہیں کیا تھا اور اگر غصے میں آہ کر وہ اس کے قریب آیا بھی تھا تو وہ غصہ بھی تو اس کا دلایا ہوا تھا۔۔۔اس نے اس سے حق پوچھا تھا تو پھر وہ کیسے نا اس پر اپنا حق ظاہر کرتا وہ سب لمحات یاد کر کے اس کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔۔۔

انعمتہ اترو نیچے۔۔۔آہان نے اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

وہ گاڑی پارکنگ میں کھڑی کر چکا تھا۔۔۔ اب وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی فلیٹ میں آئی تھی۔۔۔

میں کافی بناتا ہوں تم نائٹ ڈریس پہن لو ان بیگز کو ایسے ہی رہنے دو صبح ہم گھر جائیں گے تو اپنی الماری میں ہینگ کر لینا فی الحال جو چاہیے وہ لے لو۔۔۔

وہ بیگز لیونگ روم کے صوفے پر رکھتا کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ کافی بنانے چلے گیا تھا۔۔۔۔ اور وہ شاور لے کر نائٹ ڈریس چینج کر کے باتھ روم سے نکلی تھی۔۔۔۔

وہ کافی کا کپ پکڑے وہاں ہی کھڑا تھا۔۔۔ جب وہ ٹاول سے بال رگڑتی باہر ائی تھی۔۔۔

تمہاری کافی۔۔۔ اس نے ٹیبل پر کافی رکھی تھی۔۔۔۔

تب ہی انعمتہ نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اٹھایا تھا اور خودکو کور کیا تھا۔۔۔اور آہان نے اسکی حرکت نوٹ کی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا اس کا موبائل بجنے لگے تھا۔۔۔وہ کال رسیو کرتا کمرے سے باہر آیا تھا۔۔۔۔

ہیلو زاکر بولو۔۔۔۔ اس نے پوچھا تھا۔۔

یار گلشن کو پتہ چل گیا چیک باونڈ کا اور اس نے اپنے کتے میرے پیچھے چھوڑ دیئے ہیں۔۔۔

زاکر نے گھبرائے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

تم نے سیکیورٹی نہیں لی کیا۔۔۔ آہان نے پوچھا تھا۔۔۔

لی ہے مگر وہ پاگل عورت ہے کچھ بھی کر سکتی ہے۔۔۔اس نے کسی خدشے کے تحت کہا تھا۔۔۔

ایسا کرو آؤٹ آف کنٹری چلے جاؤ میں ارینج کروا دیتا ہوں۔۔۔۔

آہان نے سجیشن دی تھی۔۔۔

کیا یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ اس نے پوچھا تھا۔۔

ہاں ٹھیک رہے گا میں ارینج کر کے تمہیں ڈیٹیل میسج کرتا ہوں۔۔۔کہتے اس نے کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔۔

پھر ایک دو جگہ اور کال کر کے زاکر کو کچھ ڈیٹلز سینڈ کی تھیں۔۔۔ اور کمرے میں آیا تھا۔۔وہ کافی پی کر صوفے پر بیٹھی اپنے خیالوں میں نجانے کہاں گم تھی۔۔۔۔

جب وہ اس کے پاس صوفے پر آہ کر بیٹھا تھا۔۔۔

کیا ہوا کیا سوچ رہی ہو۔۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ پکڑتے بولا تھا۔۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔۔ اس نے اسکی طرف دیکھے بغیر کہا تھا۔۔۔

پین تو نہیں ہو رہا زخموں پر اس نے اسکے زخم دیکھتے کہا تھا۔۔۔

نہیں آپ نے ڈاکٹر سے ڈریسنگ کروا تو دی ہے پین کلر بھی کھلا دی تھی اب ٹھیک ہوں میں اس نے نظریں جھکائے کہا تھا۔۔۔۔

تھک گئی ہو۔۔۔ اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود کے قریب کرتے کہا تھا۔۔۔

ن۔۔۔ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ اس کا اس کے قریب ہونے سے دل سپیڈ سے دھڑکا تھا۔۔۔

پھر پریشانی کی وجہ بتاؤ مجھے۔۔۔ اس نے صوفے پر لیٹتے ہوئے اسے اپنے اوپر جھکاتے کہا تھا۔۔۔

ا۔۔۔اہا۔۔۔۔اہان۔۔۔ میں نہیں پریشان ہوں۔۔۔ پلیز۔۔۔ وہ اس کے قریب آنے سے گھبرا رہی تھی۔۔۔۔

دل اور دھڑکنیں دونوں اس کے لمس سے بے حال ہو رہیں تھیں۔۔۔۔

تمہاری ماما نے مارا تھا تمہیں۔۔۔ وہ اب اسے اپنے اوپر گرا چکا تھا۔۔۔اور وہ پوری کی پوری اس کے اوپر لیٹ چکی تھی۔۔۔اسکے نم بالوں کو اس کے ایک کاندھے پر ڈالتے اس نے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔۔۔ اور انعمتہ کی ہمت ختم ہوئی تھی۔۔۔

آنکھیں پانیوں سے بھریں تھی اسکی اتنی سی ہی قربت سے۔۔۔۔

کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔۔۔ اس کے ناک پر لب رکھتے کہا تھا اس نے۔۔۔۔

ا۔۔۔۔اہا۔۔۔۔اہان مج۔۔۔مجھے دیدم کے پاس جانا ہے وہ خطرے میں ہیں پلیز مجھے ان کے پاس لے جائیں ماما انہیں بیچ دیں گی دور بھیج دیں گی آئی نیڈ ہر ان کی عزت خراب ہوجائے گی۔۔۔۔

اس کا صبر ختم ہوا تھا اس نے اپنا دل کھول دیا تھا اس کے سامنے اور ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔۔

انعمتہ میری جان رونا بند کرو پہلے ڈونٹ کرائے لو۔۔۔۔۔

اس نے اس کی آنکھوں پر باری باری لب رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

اب بتاؤ پوری بات۔۔۔۔ اس کی کمر کو سہلاتے اس کو نارمل کرتے اس نے پوچھا تھا اور اس نے ساری بات اسے بتائی تھی روتے ہوئے۔۔۔۔

جو جو اس کے ساتھ ہوا اس کا اسکی ماں کی باتیں سننا اس کا لاک توڑنا اس کا مارنا اس بوڑھی عورت کا ملنا عابش کا اس گلشن کو ماں کہنا اور پھر اس کو کس کرنے کے لیے

اس پر زبردستی کرنا۔۔۔وہ سب کچھ بتاتے پھر سے خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔خوف کے مارے اس کا وجود پھر سے لرزنے لگا تھا۔۔۔

اور آہان کی غصے سے رگیں تنیں تھیں اتنا سب کچھ اس ننھی سی جان نے برداشت کیا تھا۔۔۔

پلیز انعمتہ رونا بند کرو کچھ نہیں ہو گا سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اس نے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

م۔۔۔مجھے۔۔۔ نہیں جانا آہان وہاں دس دن بعد وہ زبردستی لے جائیں گی مجھے آپ سے چھین کر۔۔۔۔ وہ اس کے سینے کے ساتھ لگی اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے رو رہی تھی۔۔۔ اتنی زور سے اس نے اسکی شرٹ دبوچی تھی جیسے ابھی کوئی اس کو اس سے دور کر دے گا۔۔۔

کسی کی اتنی جرت ہے کے وہ میر آہان آفندی کی بیوی کو کو ہاتھ لگائے دور کرنا تو بہت دور کی بات ہے تم لاوارث نہیں ہو میں ہوں تمہارا وارث اور انشاللہ صبح تک تمہاری دیدم بھی تمہارے پاس ہو گی ائی پرامس مسز آہان آفندی۔۔۔۔ اب تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں میرے نکاح میں ہو تم۔۔۔۔

کہتے اس نے اسکی مٹھیوں سے نرمی سے اپنی شرٹ چھڑوائی تھی۔۔۔۔اور اس کی گالوں پر بہتے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کیا تھا۔۔۔۔

آپ سچ میں لے آئیں گے دیدم کو انہیں کچھ ہوا تو نہیں ہو گا۔۔۔ وہ محفوظ ہو گی ناں۔۔۔ کسی خیال اور ڈر کے تحت اس نے پوچھا تھا۔۔۔

سچ میں لے آؤں گا وہ حفاظت میں ہوں گی تمہارے پاس بھی ہوں گی۔۔۔۔ اس نے اس کے لبوں پر نگاہیں جماتے کہا تھا۔۔۔۔

تھینکیو آہان آپ کو پتہ ہے دیدم ناں۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ مزید بولتی وہ بڑی نرمی سے اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔۔ کمر میں ہاتھ ڈالے نہایت نرمی سے اس کی سانسوں کی اپنی سانسوں میں الجھا رہا تھا اس نے اس کے اوپر سے اٹھنا چاہا تو اس کی مزاحمت کو بری طرح اس نے روک دیا تھا۔۔۔۔۔

اس کے لبوں کے لمس اس کی سانسوں کی خوشبو سے انعمتہ کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا جیسے ابھی اچھل کر باہر آہ جائے گا۔۔۔۔

کتنے پل اس کے نرم لبوں کی نرماہٹوں کو محسوس کرتے اس کے سینے پر رکھے انعمتہ کے دل کی بے تابی اور دھڑکنوں کے شور کو محسوس کرتے اس نے نرمی سے اس کے لبوں کو ازادی تھی۔۔۔ اور وہ آنکھوں سے آنسو بہاتی منہ کھولے لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی۔۔۔۔

تب ہی اہان نے صوفے سے اوپر کو اٹھتے ہوئے اپنے ساتھ اسے بھی اٹھایا تھا۔۔۔

میں کیا کرو انعمتہ تمہارے لیے میرا دل ایسا ہی ہے پاگل بے چین بے بس۔۔۔۔ تم سامنے ہوتی ہو تو تم میں گم ہونے کا دل کرتا ہے۔۔۔۔ اس کی حالت دیکھتے نرمی سے اسے اٹھاتے ہوئے وہ بیڈ پر لایا تھا لائٹ اف کر کے لیمپ لائٹ اون کی تھی۔۔۔۔اور اس کو شدت سے اپنی پناہوں میں لیا تھا۔۔۔۔

سوچتا ہوں اتنی سی شدت پر میری جان اتنا ہلکان ہو جاتی ہو اس منہ زور جذبوں کے طوفان کو کیسے جھیلو گی۔۔۔کہتے ہی وہ ایک بار پھر سے اس کے لبوں پر جھکنے لگا تھا۔۔۔جب انعمتہ نے اس کے لبوں پر اپنا نرم گداز ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

آہان پلیز۔۔۔ کانپتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔۔۔

اور پھر اس کے سینے میں منہ چھپا کر رونے لگی تھی۔۔۔

اوکے بابا کچھ نہیں کر رہا ریلیکس ادھر دیکھو میری طرف سونا ہے نا تمہیں چلو سو جاؤ۔۔۔ اس کو ریلیکس کرتے اسکی کمر کو سہلاتے اس نے اس کی پیشانی پر لب رکھتے اس کو چپ کرواتے کہا تھا۔۔۔

سونا ہے مگر ایسے مجھے نیند نہیں آئے گی۔۔۔۔ اس نے اس سے پیچھے ہوتے کہا تھا۔۔۔

انعمتہ یہ اب زیادہ ہو رہا ہے آج سے اور ابھی سے عادت ڈالو ایسے سونے کی ناؤ کلوز یور ائیز اس کو دور ہوتا دیکھ اس نے لہجے میں سختی لاتے کہا تھا۔۔۔ اور اسے اپنے پاس کیا تھا۔۔۔۔اس نے بھی بغیر کچھ کہے اس بار آنکھیں بند کر لیں تھیں شاید وہ جان چکی تھی کے اسکے شوہر کے علاوہ اس کی جائے پناہ کہیں نہیں ہے۔۔۔۔

ایت الکرسی پڑھ کر اس پر اور خود پر پھونک ماری تھی یہ اسکی بچپن سے عادت تھی وہ خود کو خدا کی حفاظت کے سپرد کر کے سوتا تھا۔۔۔

اس کی پیشانی کو چومتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ سونے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

زاکر اپنے کمرے سے نکل کر بالکنی کی طرف آیا تھا جب کسی نے بڑی مہارت سے اس کی گردن پر انجیکٹ کیا تھا اور وہ دھڑام سے زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

کام ہو گیا ہے بائی رشید نے اس کو گاڑی میں ڈالتے ہی گلشن کو کال کی تھی۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

شاباش رشید مجھے تجھ سے یہی امید تھی۔۔۔
گلشن بائی نے اسے داد دیتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔
بائی کوٹھے پر لے آؤں اسے۔۔۔۔ اس نے گاڑی کی ڈکی میں زاکر کو پھینکتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں نہیں یہاں نہیں اگر اس کے دوست کو پتا چل گیا تو وہ چھاپا ڈلوا دے گا۔۔۔۔
میں تو اماں کو بھی یہاں سے نکلوا رہی ہی۔۔۔ تو ایسا کر اسے وہیں لے جا جہاں وہ قید ہے میں اماں کو لے کر وہاں پہنچتی ہوں۔۔۔۔
اس نے رشید کو ہدایات دیں تھیں۔۔۔۔
ٹھیک ہے بائی میں وہیں جاتا ہوں۔۔۔کہتے ہی اس نے رابطہ منقطع کیا تھا۔۔۔۔
اب دیکھ زاکر تجھ سے نوٹ اور چوکری کیسے نکلواتی ہوں۔۔۔۔ایسی عبرت ناک سزا دوں گی تجھے کے تو دوبارہ کسی کے ساتھ دھوکہ کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔۔۔۔۔
گلشن نے کسی گہری سوچ میں ڈوبتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔
♡♡♡♡♡♡♡♡♡
یہ سنگا پور کا سب سے بڑا ہوٹل تھا جس کی لفٹ میں اس وقت وہ اپنا سامان لیے اس کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔۔
پھر لفٹ اپنی مطلوبہ جگہ پر رکی تھی۔۔۔۔
وہ بھی اس کی ہمراہی میں باہر نکلی تھی۔۔۔۔وہ اگے ہوتا ہوا ایک کمرے کے پاس رکا تھا اور پھر دروازہ کھولا تھا۔۔۔۔

میرے روم کی کیز---- وہ اندر نہیں گئی تھی باہر کھڑے ہی اس نے اونچی آواز میں کہا تھا---یہ اس انسیڈنٹ کے بعد ان دونوں کے درمیان ہونے والی پہلی بات تھی----

زاویان نے اس کی بات سن کر غصے سے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا تھا---- پھر اس تک پہنچ کر ایک جھٹکے سے اس کی بازو کھینچ کر اسے اندر کی طرف دھکیلا تھا-----

یہ کیا حرکت ہے تم اتنے جاہل کیوں ہو---- وہ گرتے گرتے بچی تھی جب ہی غصے سے غرائی تھی اس پر-------

اپنی حد میں رہو گی تو جاہل سے انسان بننے میں مجھے وقت نہیں لگے گا---- اس نے بھی اسی کی ٹون میں جواب دیا تھا----

حد----حد---- میں نہیں ہوں میں یا تم---- اپنی لمٹس دیکھیں ہیں تم نے---- وہ اس سے ڈبل آواز میں غرائی تھی---

کیا کیا میں نے---- اس نے اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے محضوض ہوتے اسے گہری نظروں سے دیکھتے کہا تھا----

دیکھو زاویان-----

دکھاؤ میرو۔۔۔ وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے اس کے اوپر سے اپنا کوٹ اتارتے ہوئے اس کی گردن سے تھوڑا نیچے سینے پر نظریں گاڑے کہہ رہا تھا۔۔۔۔

لیو ان یور لمٹس مسٹر میر زاویان آفندی اس نے جھٹکے سے اس کو پیچھے کیا تھا اور اپنے سینے پر کوٹ کو آگے کرتے خود کو چھپایا تھا۔۔۔

ابھی لمٹس کروس ہی کب کی ہیں میرو۔۔۔ وہ للچائے ہوئے لہجے میں کہتے اس کے بلکل سامنے بیٹھا تھا اور اس کو مزید غصہ آیا تھا۔۔۔

مسٹر زاویان آفندی میرا نام المیرا۔۔۔۔۔

المیرا میر زاویان افندی۔۔۔۔ جانتا ہوں یہ نام۔ہے تمہارا مگر میرے لیے تم میرو ہو میری میرو۔۔۔۔

اس نے اسکی بات کاٹتے ہوئے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔۔ اپنی یہ لوفر اور گھٹیا حرکتیں خود تک محدود رکھو نہیں تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔ غلطی کی جو تمہارے پیچھے یہاں تک آہ گئی۔۔۔

جب کے جانتی تھی کے جو تم نے وہاں کیا میرے ساتھ اس کے بعد تو مجھے تمہاری طرف دیکھنا بھی نہیں چاہیے تھا۔۔۔۔

مگر نہیں اب نہیں مسٹر زاویان۔۔۔۔ اب مجھے تمہارے آس پاس ایک منٹ بھی نہیں رہنا۔۔۔۔

غصے سے چلاتے ہوئے اس نے کہا تھا اور ہینڈ کیری تھامے باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

اس کمرے سے اگر ایک قدم بھی باہر نکالا تم نے تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔۔۔

بہت کر لی تم نے اپنی مرضی اور بہت سہہ چکا میں تمہاری بدتمیزیاں تم نے سمجھ کیا رکھا ہے خود کو۔۔۔۔

اس نے بیٹھے بیٹھے ہی چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

جب وہ اگلا قدم اٹھاتے ہی پیچھے لے گئی تھی۔۔۔۔

میں اس کمرے میں نہیں رہوں گی--- اس نے پلٹ کر اس کے سامنے آتے پھر سے وہی کہا تھا----

اس کمرے سے باہر نکلی تو وہیل چیئر پر پاکستان جاؤ گی اور میں اپنی بات دوبارہ کہنے کا قائل نہیں ہوں----

انگلی اٹھا کر وارن کرتے غصے سے اس نے اسے کہا تھا اور پھر واش روم گھسا تھا----

کڑوا کریلا---- نخوت سے کہتے اس نے غصے سے اس کا کوٹ اتار کر دور پھینکا تھا--- اور پھر صوفے پر بیٹھ کر دونوں گھٹنوں میں سر دے کر رونے لگی تھی----

میں جاؤں گی باہر یہ کیا سمجھتا ہے میں ڈر گئی ہوں اس سے---- اس نے غصے سے کہاتھا پھر دروازے کی طرف بڑھی تھی----

ابھی ایک قدم باہر رکھا ہی تھا کے سامنے سے چار سیاہ فام نشے میں دھت اپنی طرف آتے دکھائی دیئے تھے-----

ہائے بے بی---- ایک سیاہ فام نے اس کے پاس آہ کر اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے کہا تھا----

تبھی اس نے اسی پل اپنا قدم اندر رکھا تھا اور جھٹکے سے دروازہ بند کرتے الٹے قدموں پیچھے ہونے تھی اور سیدھی پیچھے کھڑے زاویان کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا اندر کیوں آہ گئی جاؤ مرغوب غزا بنو ان کی ایکچولی آئی واز رونگ تم جاؤ پلیز مجھے کوئی ڈرامہ نہیں چاہیے۔۔۔۔

زاویان ان سیاہ فام کی آواز سن چکا تھا۔۔۔ تبھی اسے خود سے پیچھے کرتے کڑے تیوروں سے کہا تھا۔۔۔

ان کالے سیاہ فاموں کے چوڑے اور جلادی جسم دیکھ کر سیٹھی گم ہوئی تھی المیرا کی کجا کے وہ اب باہر جانے کا دوبارہ سوچتی ان کو دیکھ کر یہ بات اس کی سمجھ میں اچھے سے آہ گئی تھی کے کچھ بھی ہو جائے وہ جب تک زاویان کے پاس ہے تب تک ہی محفوظ ہے۔۔۔۔

ت۔۔۔۔ت۔۔۔۔تمہیں ش۔۔۔۔شرم نہیں آتی اپنی بیوی کو ایسے کہتے ہوئے۔۔۔۔ اس نے فوراً لہجہ اور وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اپنی ٹون بدلی تھی۔۔۔۔

واہ بیوی اب بیوی ہو گئی۔۔۔۔ گرگٹ بھی اتنے رنگ نہیں بدلتا ہو گا جتنے تم بدلتی ہو۔۔۔

اس نے حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا---

میں گرگٹ نہیں ہوں-- اس کو غصہ آیا تھا زاویان کے منہ سے اپنے لیے یہ لفظ سن کر----

جانتا ہوں تم گرگٹ ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ وہ تم سے ہزار گناہ زیادہ حسین ہوتا ہے---- خوبصورت خوش شکل جانور----

اس نے گیلے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا تھا----

تم ایک جانور کو حسین کہہ رہے اور مجھے اس سے ملا رہے ہو--- اس نے اس کا اپنے بالوں کو ٹھیک کرتا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا----

ہاں کہاں ہے حسین کیونکہ جانور اس قابل ہیں اور تم تم تو جانور کہلانے کے بھی لائق نہیں ہو----

اس نے اپنا ہاتھ اس سے چھڑواتے اسے غصے سے دیکھتے کہا تھا----

تم بھی جانور کہلانے کے لائق نہیں ہو---- بلکہ تم تو درندے ہو وحشی درندے اس نے غصے سے بپھری ہوئی شیرنی کی طرح چلاتے ہوئے کہا تھا----

کیونکہ سامنے کھڑا شخص اسے جانور بھی نہیں سمجھ رہا تھا--- پھر وہ کیوں اس کا لحاظ کرتی----

ایسا تم اس لیے کہہ رہی ہو---- تو اس معاملے میں میں ایسا ہی ہوں ابھی تو تم نے میری درندگی دیکھی ہی کہاں ہے--- کسی دن فرصت سے ملواؤں گا اپنی درندگی سے--- بی کوز ائی ایم آہ بلڈی ڈیول لور------

اس نے اس کے کندھے پر اپنے بنے دانتوں کے نشانوں پر اپنا انگوٹھا رگڑتے کہا تھا---وہ اس کے لمس سے ایک دم کانپی تھی--- اور دو قدم پیچھے ہوئے تھی--- کب تک---- المیرا زاویان آفندی کب تک کناروں سے ٹکراؤ گی جب کے اس مچلتے طوفان کے اندر ہی کھونا ہے تمہیں ایک دن---- وہ دو قدم آگے بڑھا تھا اور پھر اس کے لب کے کونے پر بنے اپنے دانتوں کے سرخ نشان پر آہستگی سے جھک کر لب رکھے تھے----

المیرا کی آنکھیں پل بھر میں بند ہوئیں تھیں اس کے لمس نے جیسے اس کی روح کھینچ لی ہو---- ایک دم دھڑکنوں میں ارتعاش بڑا تھا----

اس کی جھلستی سانسوں کی گرمی نے ہونٹوں کی نرماہٹوں کو چھوا تو سانسیں ایک رفتار سے منہ زور طوفان کی طرح تیز ہوئیں تھیں۔۔۔۔

اس کی سانسوں کی لغزش سے وہ پیچھے ہوئے اسکی بند آنکھوں اور کانپتی ٹانگوں کی حالت پر گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ انکھیں کھولتی وہ اس کے دل کے مقام پر جھکا تھا۔۔۔۔ چونکہ شرٹ وہاں سے پھٹی ہوئی تھی اور وہ کوٹ پہلے ہی اتار چکی تھی۔۔۔۔ جھکتے ہی اس نے بڑی نرمی سے وہاں لب رکھے تھے پھر پر حدت لمس چھوڑا تھا کے۔۔۔۔ وہ گرتے گرتے بچی تھی۔۔۔ اس کی دھڑکنوں کے تیز و تند ارتعاش کو اس نے لبوں سے سنا تھا۔۔۔۔اس کے لمس نے اس کے ہوش اڑائے تھے۔۔۔۔

اس کا دل پل بھر میں اسے لگا اچھل کرباہر آہ جائے گا۔۔۔۔

اس دل پر اور ان دھڑکنوں پر میر زاویان آفندی کے نام کی چاپ تو پڑ چکی ہے المیرا زاویان آفندی اب دیکھنا یہ ہے کے تمہارا ڈرامہ کب تک چلتا ہے وہ اس کے کان کے پاس گہری سرگوشی کرتے پیچھے ہوا تھا۔۔۔

اور ایک اور بار اسی طرح جھک کر اس کے دل کے مقام پر لب رکھے تھے۔۔۔ پھر اس کی آنکھوں پر پھونک مارتے پیچھے ہوا تھا۔۔۔

اسی لمحے اس نے ڈر کے مارے آنکھیں کھولیں تھی جو ایک لمحے بھی اس کی گرے بلیک پچ آنکھوں سے نا ٹکرا سکی تھیں اور اسی لمحے جھکیں تھیں۔۔۔

جاؤ چینج کرو جا کر مانا تمہارا شوہر ہوں۔۔۔ مگر میں اس رشتے کو اپنے گھر میں ہی جا کر آگے بڑھانا چاہتا ہوں ایسے نمائش بنی میرے سامنے کھڑی ہو کر مجھے دعوت تو نا دو۔۔۔

وہ اسکی غیر ہوتی حالت دیکھ اس کے لباس پر چوٹ کرتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔

تم شوہر نہیں ہو میرے اور نا مجھے یہ رشتہ آگے بڑھانا ہے۔۔۔۔نا یہاں اور نا کہیں اور تمہارے اس نام نہاد رشتے کی جڑیں المیرا ریحام ملک خود اکھاڑے گی۔۔۔

غصے سے کہتے اپنے بیگ سے ڈریس لے کر وہ واش روم میں گھسی تھی۔۔۔

یا اللہ یہی ملی تھی میرے لیے آپ کو۔۔۔۔ اب کب تک میں اس بھینس کے آگے بین بجاتا رہوں گا۔۔۔ اور آپ تو جانتے ہیں کے میں ایک عورت پر اکتفا کرنے والا قناعت پسند انسان ہوں۔۔۔

پلیز اس کی الٹی کھوپڑی کو سیدھا کر دیں اور تھوڑا سا بھوسا ہٹا کر کچھ عقل ڈال دیں اس کے دماغ میں باقی دل میں محبت میں جگا لوں گا۔۔۔ کیونکہ اب میرے بھی دل کے تار ہل گئے ہیں۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا پھر آخر میں شوخ ہوتے سیٹی بجائی تھی اور رسیور اٹھایا تھا کال کے لیے۔۔۔۔

کیا مجھے اپنے روم میں کچھ میڈیکل سروسز مل سکتی ہیں اس نے ہوٹل انتظامیہ کو کال کی تھی۔۔۔۔

اوکے دس منٹ تک بھیج دیں میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔۔

کہتے اس نے رسیور رکھا تھا۔۔۔۔وہ کچھ دیر بعد بلیک فراک پہنے گیلے بالوں کو پشت پر بکھرائے دوپٹے کو اچھی طرح اپنے گرد پھیلائے باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔

وہ بڑے مزے سے بیڈ پر لیٹا موبائل یوز کر رہا تھا۔۔۔۔

اس کو باہر نکلتے دیکھ اور ڈریسر کے سامنے کھڑے ہوتے دیکھ اس نے موبائل اوف کر کے سائیڈ پر رکھا تھا۔۔۔ اور پھر اس کو گھورنے لگا تھا۔۔۔ وہ جو گیلے بال بریش کر رہی

تھی۔۔۔ اس کی نظروں سے زچ ہوتی کبھی اپنا دوپٹہ ٹھیک کر رہی تھی اور کبھی اپنی فراک۔۔۔ مگر وہ مسلسل اسے دیکھی جا رہا تھا۔۔۔

آخر کار زچ ہوتے ہوئے وہ اس کے سر پر جا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

مسئلہ کیا ہے تمہارا۔۔۔ اس نے غصے سے گھورتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

کیا۔۔ وہ پل بھر میں انجان بنا تھا۔۔۔

ایسے کیوں گھور رہے ہو مجھے۔۔۔ اس نے چلاتے ہوئے کہا تھا صبر کی انتہا ختم ہوئی تھی۔۔۔

میری بیوی میں جیسے مرضی گھوروں۔۔۔۔ چاہے دور سے گھوروں یا اندر گھس کر گھوروں۔۔۔

آنکھ ونک کرتے اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنے اوپر گراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

وہ آدھی اس کے اوپر گری تھی اور اس کے گیلے بال اس کے منہ پر جن کی خوشبو کو بڑی بے صبری سے اس نے اپنے اندر اتارا تھا۔۔ پھر گردن میں گھس کر سانسوں کو

کھینچا تھا۔۔۔ اس کے گیلے بدن کی خوشبو سے مدہوش ہو کر کان کی لو کو دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔۔

وہ جو خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اس کی کمر کے پیچھے دونوں ہاتھوں کو باندھ کر اپنے ہاتھ میں جھکڑا تھا۔۔۔

پھر ماتھے پر اس کی چوٹ کی جگہ پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

اہمممم۔۔۔ اس کو درد ہوا تھا۔۔۔اور اس کی انکھوں میں نمی آئی تھی۔۔۔

پین ہو رہا ہے۔۔۔ اس کے چہرے کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے بڑی نرمی سے پوچھا تھا اس نے۔۔۔۔

وہ انسو بھری آنکھوں سے چہرہ موڑ گئی تھی اور ایک بار پھر سے اپنے ہاتھ چھڑوانے کے لیے مچلی تھی۔۔۔

تب ہی وہ اس کے ضد کرنے پر اس کے لبوں کی طرف جھکا تھا مدہوش ہو کر مگر اسی لمحے ڈور بیل ہوئی تھی ۔۔۔۔

روم سروس سر۔۔۔ اس کے کانوں میں اواز گونجی تھی سکوت ٹوٹا تھا۔۔۔

اس کی گرفت ڈھیلی ہوئی تھی اور وہ شکر کرتی اٹھی تھی۔۔۔۔ اپنی فراق ٹھیک کی تھی اور دوپٹہ بھی۔۔۔۔

المیرا بیٹھو ڈریسنگ کرواؤ اپنی۔۔۔۔ وہ ڈاکٹر کو لیے اندر آیا تھا۔۔۔

مگر زاویان میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔ اس نے اپنے آنکھوں کی نمی صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

بیٹھو ڈریسنگ کرواؤ۔۔۔ سخت لہجے میں کہتے اس نے اسے صوفے پر بٹھایا تھا۔۔۔ وہ بھی ڈاکٹر کے سامنے کوئی واویلا نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے چپ کر کے بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر نے ڈریسنگ کی تھی کچھ پین کلر سجیسٹ کر کے وہ چلا گیا تھا۔۔۔

زاویان۔۔۔۔ ڈاکٹر کے جاتے ہی وہ اس سے پھر سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔

ہوں۔۔۔۔ اس نے رسیور پر کال ملاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

زاویان پلیز مجھے نیند نہیں آئے گی ایسے آئی نیڈ ریسٹ مجھے کچھ دیر سکون سے سونا ہے پلیز مجھے الگ روم کا ارینج کر دو۔۔۔۔

اس نے اب کی بار نرم لہجے میں ریکویسٹ کی تھی۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے کتنی دیر تک ہو جائے گی اوکے پانچ منٹ تک بھجوا دیں۔۔۔۔

کہتے اس نے رسیور رکھا تھا اس کی بات سن کر اس نے کھانے کا ارڈر کیا تھا اور پھر رسیور رکھے اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

ہوں تو تمہیں الگ روم میں رہنا ہے تم کم عقل ہو المیرا یا جسٹ میرے سامنے بے وقوفی کے ریکارڈ توڑتی ہو۔۔۔ اسفند زخمی ہوا ہے اسکے کتے نہیں جو تم خود کو ایسے لا پروا ظاہر کر رہی ہو۔۔۔۔

جس گھر میں گھس کر میں نے اس کو جان سے مارنے کی کوشش کی ہے وہ انڈر ورلڈ ڈاؤن قسی فناز کا گھر تھا۔۔۔۔۔وہاں موجود اس کے پالتو کتوں کو ان حبشیوں کو کیسے میں نے راستے سے ہٹایا ہے یہ میں جانتا ہوں۔۔۔۔

تم تک پہنچنے کے لیے بھی مجھے اسی لیے دیر ہوئی ورنہ وہ حرام خور میری بیوی کے دو پٹے تک پہنچ نہیں سکتا تھا کجا کے وہ تمہاری شرٹ پھاڑ کر تمہیں بے لباس کرتا۔۔۔۔

تمہیں کیا لگا تھا وہاں پہنچنا آسان تھا میرے لیے المیرا یہ کوئی فلم نہیں چل رہی جو میں تمہیں سین سٹارٹ ہونے ہی بچانے آہ گیا۔۔۔۔ دیکھو غور سے یہ اس چاقو کا نشان ہے جو رونالڈو نے میری کڈنی پر وار کیا۔۔۔

اس نے بولتے ہوئے اپنے شرٹ کے بٹن کھول کر اسے وہ گہرا زخم دکھایا تھا۔۔۔ جسے دیکھ کر المیرا نے شدت سے آنکھیں بند کیں تھیں۔۔ تین انچ گہرا کٹ تھا جس میں سے ہلکا ہلکا خون ابھی تک رس رہا تھا پھر بھی وہ شخص اس کے سامنے کھڑا اس کی فکر میں ہلکان ہو رہا تھا اور اس کی ڈریسنگ کروا رہا تھا جب کے اپنا زخم اسی طرح کھلا تھا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا تھا میں بس زخم دے سکتا ہوں۔۔۔ نہیں المیرا نا یہ کوئی فلم چل رہی ہے اور نا ہی کوئی خیالی دنیا یہ حقیقت ہے اس کے کتے ہماری بو سونگھ رہے ہوں گے شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈال کر تمہیں نکال کر اسلیے لایا ہوں کے ایک لڑکی کے لیے سب سے قیمتی اس کی عزت ہوتی ہے اور اپنی بیوی کی عزت پر میں حرف آنے سے پہلے اپنی

جان پر کھیل سکتا ہوں اور اس کے لیے میں جان لے بھی سکتا ہوں اور دے بھی سکتا ہوں---

اس لیے میں تمہیں کم از کم یہاں کسی بھی الگ کمرے میں رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا اب چاہے تمہیں نیند آئے یا نہیں----

اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا--- اور شرٹ کے بٹن بند کرنے لگا تھا----

زاویان تمہارا زخم تم نے ڈریسنگ کیوں نہیں کروائی یہ بہت گہرا ہے----

اس نے تڑپ کر کہا تھا--- اس سے وہ جتنا مرضی لڑ لیتی جتنا مرضی دور رہ لیتی---- جتنا مرضی اس رشتے کو جھٹلا لیتی--- مگر تھی تو وہ انسان اور سامنے کھڑا شخص اس کا شوہر----اور وہ بے حس نہیں تھی----

لیو می----- کیا فرق پڑتا ہے زخم گہرا ہو یا نہیں ایٹ لیسٹ اس زخم سے تو بہت کم پے جو تم ابی کو دے کر آئی ہو اس نکاح کو گناہ قرار دے کر----

یا پھر اس زخم سے کم گہرا ہے جو تم اپنے دا جی کو دیتی رہی ہو---

اس نے نفرت سے اس سے دور ہوتے کہا تھا----

وہ ہمارے گھر کا پرسنل میٹر ہر تم دا جی کو درمیان میں مت لاؤ۔۔۔۔

اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔۔

شٹ اپ پرسنل میٹر۔۔۔۔ وہ پرسنل ہے تو اس ٹائم میرے ساتھ ایک بیڈ روم میں کھڑی تم کیا کر رہی ہو اس پرسنل کو ڈسکرائب کرو گی تم۔۔۔۔

تمہاری دھڑکنیں تک اب مجھ سے پرسنل نہیں ہے تو تم کس گمان میں ہو۔۔۔۔

اس کو بازو سے پکڑ کر جھنجوڑ کر کہا تھا اس نے۔۔۔۔

تب ہی روم بیل ہوئی تھی۔۔۔ روم سروس والا کھانا دے کر جا چکا تھا۔۔۔

کھانا کھا کر سونے کی کوشش کرنا۔۔۔ اور کچھ بھی روم سروس سے منگوانے کی ضرورت نہیں ہے برتن میں آہ کر بھجوا دوں گا۔۔۔

کوئی بھی آئے ڈور مت کھولنا چاہے روم سروس والا ہی کیوں نا ہو۔۔۔۔

اور روم سے ایک قدم بھی باہر رکھنے کی کوشش مت کرنا ورنہ نقصان کی زمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔۔

انگلی اٹھا کر وارن کرتے اسے وہ باہر چلا گیا تھا۔۔۔۔

اور وہ اس سے یہ بھی نہیں پوچھ سکی تھی کے وہ کہاں جا رہا ہے کیوں جا رہا ہے----
جبکہ وہ اچھے سے جانتا ہے کے اس کی جان کو خطرہ ہے---- پھر وہ باہر کیوں
گیا----لمحے بھر میں اس کا دل بری طرح پریشان ہوا تھا اس کے لیے----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

چل کھول پٹی اس کی میں بھی تو سنوں اس سے اس کی دھوکے بازی کی داستان----
گلشن بائی نے اپنے سامنے کرسی پر رسیوں سے جکڑے بیٹھے زاکر کی طرف دیکھتے کہا
تھا----

گلشن بائی مجھے نہیں پتہ وہ کون ہے--- میں تو بس اس سے اس دن کوٹھے پر ملا تھا
اس نے کہا اسے وہ لڑکی چاہیے اس نے مجھ سے مدد مانگی میں نے بس مدد کی مجھے تو یہ
بھی نہیں پتہ کے وہ انعمتہ کو لے کر کہاں گیا اور اس نے چیک کیوں باونڈ کروایا---زاکر
نے پٹی ہٹتے ہی لمبے لمبے سانس لیتے کہا تھا---

دیکھ زاکر یہ تو بھی جانتا ہے اور میں بھی جانتی ہو کے تو اس وقت جھوٹ بول رہا ہے مگر
تو مانے گا نہیں----

پر گلشن بائی کو تو جانتا نہیں۔۔۔ ایک ہوتی ہے تیز دار تلوار اور ایک ہوتا ہے تیزدار کلہاڑا۔۔۔

اور دونوں کا وار بندے کو اگلا سانس نہیں لینے دیتا جب کے میں ان دونوں سے دس ہاتھ آگے کی چیز ہوں۔۔۔

اس نے تیز دھار چھری سے اس کے بازو پر کٹ لگاتے کہا تھا پل بھر میں شرٹ پھٹی تھی اور خون کی تیزدھار نکل کر باہر گری تھی۔۔۔۔اور اس نے اس درد پر زرا بھی خود کو حاوی نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔

اب بھی تو یہی کہے گا۔۔۔ گلشن بائی نے اس کے زخم کو چاقو کی نوچ سے کھرچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

میں نہیں جانتا کے وہ کہاں ہے اور کہاں نہیں ایک سوایک مرتبہ بھی پوچھو گی تو یہی کہوں گا۔۔۔

اس نے شدت سے آنکھیں بند کرتے کہا تھا۔۔۔

تو ٹھیک ہے جب میں نے پتہ لگوایا اور اس کو یہاں لا کر تیری بغل میں باندھا تو تجھے کیسا لگے گا۔۔۔

اس نے اس کے زخم پر لات مارتے کہا تھا۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔۔ اجازت ہے بائی اگر تو اسے دو دن کے اندر اندر ڈھونڈ کر یہاں لے آئے تو میں خود اسے اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔۔زاکر نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

تو سچ میں اس کا قتل کر دے گا۔۔۔۔ گلشن بائی نے اس کی طرف رخ موڑتے پوچھا تھا۔۔۔۔

ہاں مگر تو اسے ڈھونڈ کر خود لائے گی یہاں۔۔۔۔

زاکر نے چیلنج دیا تھا۔۔۔۔

چل رشید اب اس کی شکل میں کل دیکھو گی۔۔۔۔ دو دن سے پہلے وہ اس کے پاس ہو گا اور پھر موت کا تماشہ میں دیکھو گی۔۔۔۔

کہتے ہی وہ وہاں سے نکلی تھی۔۔۔۔

گلشن بائی وہ آہان آفندی ہے تم اس کی ہوا کو بھی نہیں پہنچ سکتی زاکر نے ٹھوس لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

صبح دس بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔۔

اپنے سینے کے ساتھ لگی انعمتہ پر نظر پڑی تو لبوں پر مسکراہٹ مچلی۔۔۔

بچوں کی طرح اس کی شرٹ کو مٹھی میں پکڑے اس کے سینے کے ساتھ لگی بے خبر سو رہی تھی۔۔۔

ہونٹ آدھے کھلے ہوئے تھے۔۔۔ دوپٹہ سارا اس کا اس کے نیچے تھا۔۔۔

جھک کر اس نے نرمی سے اس کے آدھ کھلے لبوں پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔ اور پھر بڑی نرمی سے آہستہ آہستہ اپنی تشنگی مٹانے لگا تھا۔۔۔

وہ جو نیند میں تھی مندی مندی آنکھیں کھول کر اپنے ساتھ ہونے والی کاروائی کو سمجھتی اس سے پہلے اسے اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔۔

تب ہی پوری شدت سے مچلی تھی۔۔۔۔ آنکھوں میں نمی بھرے اس نے اپنی مزاحمت کرتے ہاتھوں کو روکا تھا۔۔۔۔

تبھی وہ اس کے آنسوؤں کا خیال کرتے پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔

پھر اسے اپنی پناہوں میں لے کر لبوں سے اس کے آنسو چنے تھے۔۔۔۔۔

مجھے نیند آہ رہی ہے آہان۔۔۔ اس کو اپنی گردن میں گھستے دیکھ اس کی جان پر بنی تھی تب ہی اس نے کمزور سی دلیل بنائی تھی۔۔۔۔

آہان۔۔۔ وہ اس کو پیچھے نا ہٹتے دیکھ پھر سے بولی تھی۔۔۔

ہوں۔۔۔۔ہاں۔۔۔ اس نے مدہوش لہجے میں کہا تھا۔۔۔

آہان پلیز مجھے نیند آہ رہی ہے۔۔۔ اس نے مزاحمت کرتے کہا تھا۔۔۔

کیسے کر لیتی ہو یار میرے جذبات جگا کر تمہیں سونا ہے۔۔۔ یہ ظلم ہے۔۔۔ کون سی کشش ہے جو ہر پل بہکاتی ہے مجھے۔۔۔

اس نے اس کی پیشانی پر لب رکھتے کہا تھا۔۔اور پھر اٹھ کر بیٹھا تھا اور سائیڈ ٹیبل سے لائٹر سگریٹ پکڑ کر سگریٹ سلگائی تھی۔۔۔

اس نے خود کی بے ترتیب دھڑکنوں کو اور زورو سے شور کرتے دل کو قابو کرنے کے لیے اپنی آنکھیں بند کیں تھیں۔۔۔ مگر اب اسے نیند کہاں آنی تھی۔۔۔۔

وہ ایک ہاتھ میں سگریٹ پکڑے دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔۔ جب ہی کچھ دیر بعد وہ اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

آپ کو یہ لازمی پینی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ سگریٹ کی سمیل سے اسے چڑ ہوئی تھی۔۔۔۔

جس دن تم مجھے خود کو پینے دو گی اس کو چھوڑ دوں گا۔۔۔۔ اس نے زو معنی انداز میں آنکھوں میں شدتوں کا جہان لیے اسے دیکھتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اور وہ فوراً سے بیڈ سے اتر کر کھڑی ہوئی تھی۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ انعمتہ جان جس دن تم بولو گی اس دن۔۔۔۔

اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اچھا فریش ہو جاؤ کوئی اچھی سی ڈریس پہن لو ہم گھر جا رہے ہیں اس نے اس کی حالت کے پیش نظر کہا تھا اور وہ سر ہلاتی واش روم گھسی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

روم سے نکل کر وہ سب سے پہلے ہوسپٹل گیا تھا۔۔۔۔

اپنے زخم پر بینڈیج کروا کر وہ ہوسپٹل سے نکلا تھا۔۔۔۔

پھر ائیرپورٹ جا کر پہلی جانے والی فلائٹ کی ٹکٹس کروائی تھیں۔۔۔۔

اپنے لیے ایک دو ڈریس لے کر وہ ہوٹل کی طرف بڑھا تھا کیونکہ آتے ہوئے وہ اپنے ساتھ کوئی سامان نہیں لایا تھا اور اسے اب ہر حال میں اپنے گندے کپڑے بدلنے تھے۔۔۔۔

کیب کرا کر وہ ہوٹل واپسی پر جا رہا تھا کے اسے اپنی کیب کا پیچھا کرتے ہوئے گاڑی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

مگر وہ چوکنا ہو گیا تھا۔۔۔۔

پھر وہ کیب سے اتر کر اندر کی طرف بڑھنے لگا تھا جب کسی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا اور مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔زاویان نے ہاتھ کا پنچ بنایا ہی تھا جسے اس نے بڑے پیار سے اپنے ہاتھ میں پکڑا تھا۔۔۔۔

پھر اس کی ویسٹ پر رکھی گن کا ٹریگر دبایا تھا۔۔۔۔

فضا میں گولی چلنے کی آواز کا ارتعاش پیدا ہوا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

جس وقت اس نے ٹریگر اس کی وہسٹ پر رکھا کر دبانے کے کوشش کے تھی۔۔۔۔
اسی وقت وہ گن کا رخ اس کی ویسٹ پر موڑ گیا تھا۔۔۔۔لمحے بھر کا بھی وقفہ نہیں ہوا تھا کے گولی کی اواز نے سامنے والے کی آنکھوں میں اندھیرا بھرا تھا اس سے پہلے کے وہ لہرا کر نیچے گرتا۔۔۔۔
زاویان نے سائیڈ سے ہوتے ہوئے اسے پچھلی طرف پھینکا تھا۔۔۔۔۔ وہ مرا نہیں تھا مگر وہ ہوش سے بیگانہ ہوا تھا پل بھر میں۔۔۔
اس کو گرانے کی دیر تھی چار آدمی اور اس کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔

قسی فرناز وانٹ یو ان فرنٹ آف ہم۔۔۔ ان میں سے ایک نے اسکے سامنے اپنی گن لہراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

دین کیچ می کم آن اس نے ٹانگ کے بل سلپ لگاتے ہوئے کہاتھا اور ہوٹل کے پارکنگ ائیریا کی طرف گم ہوا تھا۔۔۔۔اور ان چاروں کو بری طرح چکما دیا تھا۔۔۔

ہے گو دا رائٹ سائیڈ ان میں سے ایک بڑے بالوں اور بوری آنکھوں والے نے کہا تھا اپنے ساتھی کو۔۔۔

اس کے ہٹنے کی دیر تھی زاویان نے اسکے پیچھے کھڑے ہوتے زاور دار وار کیا تھا اس کی پشت اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اس کے شوز کی سائیڈ سے چاقو نکال کر کر اسکی شہہ رگ سے نیچے وار کیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے وہ درد ناک انداز اپناتے چیخ اتھتا زاویان نے اسکی گردن کی پچھلی رگ پر دباؤ بڑھا کر اسے بے ہوش کیا تھا۔۔۔

جس پر اس نے حملہ کیاتھا وہ شاید ان کا اس وقت کا ہیڈ تھا۔۔۔ اسے کسی گاڑی کے نیچے چھپاتے وہ اردگرد کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔ باقی کے تین شاید بہت آگے نکل چکے

تھے--- وہ دبے قدموں وہاں سے نکلا تھا اور اپنے روم کی طرف بڑھا تھا وہاں پہنچ کر اس نے روم کا لاک اوپن کیا تھا اور اندر داخل ہوا تھا---

اس سب لڑائی جھگڑے میں اس کا ہاتھ بری طرح زخمی ہوا تھا---اور اس میں سے خون نکل رہا تھا---درد کو برداشت کرتے اس نے روم کو لاک لگایا تھا اور اندر کی طرف بڑھا تھا----

سامنے صوفے پر وہ گھڑی بنی صوفے کے بازو پر سر رکھے سورہی تھی--- دوپٹے سے خود کو لپیٹے----

بے وقوف لڑکی اتنا بڑا بیڈ چھوڑ کر کیسے ڈسٹرب ہوئی سورہی ہے----

اس نے تاسف سے کہا تھا----

پھر سامنے ٹیبل پر نظر پڑی تو کھانا ویسے ہی پڑا تھا--- اس نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تھا ان ٹچ----

نہیں کھایا نا کھائے مجھ سے یہ غلامیاں نہیں ہوتیں کس کس بے وقوفی پر سراہوں اس لڑکی کو----

اس کو غصہ آیا تھا تبھی خود کو نارمل کر نے کے لیے گلاس میں پانی انڈیلا تھا اور غٹا غٹ پیا تھا۔۔۔۔

بھوک اسے بھی بہت لگ رہی تھی جب سے آیا تھا ایک لقمہ نہیں نگلا تھا۔۔۔ جب ہی کھانے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔اس سے پہلے کے کھانا لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھاتا المیرا کا خیال آتے ہی ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔۔ پھر اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

المیرا۔۔۔۔۔ المیرا۔۔۔۔ اس کے سر پر کھڑے ہو کر اس نے اسے آواز دی تھی۔۔۔۔مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی تھی۔۔۔۔

اف حد ہے۔۔۔۔ المیرا اٹھو کھانا کھاؤ۔۔۔۔ اس نے اب کے اسکے کاندھے کو ہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

تھوڑا سا کسمساتی ہوئی وہ پھر سے آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔۔

کوئی اتنا بے خبر کیسے سو سکتا ہے حد ہے۔۔۔۔ اگر تو تم یہ جان بوجھ کر کر رہی ہو تو ابھی تمہاری نیند بھگاتا ہوں۔۔۔۔

غصے سے چڑچڑے لہجے میں کہتے اس نے اسے باہوں میں بھرا تھا اور بیڈ پر پٹخا تھا۔۔۔۔

اس نے مندی مندی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔ دھندلا دھندلا زاویان سامنے نظر آیا تھا۔۔۔

زاویان پلیز مجھے بہت نیند آہ رہی ہے اب اگر تم نے مجھے تنگ کیا تو میں رو دوں گی۔۔۔ نیند میں ڈوبی آنکھیں پوری کھل بھی نہیں رہیں تھیں۔۔۔ خمار زدہ لہجہ اور آواز میں گھلی نمی وہ واقع گہری نیند میں تھی زاویان کو ترس آیا تھا اس پر۔۔۔۔اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا وہ پھر سے گہری نیند میں جا چکی تھی۔۔۔

یہ لڑکی مجھے پاگل کر کے چھوڑے گی کسی دن۔۔۔ اس نے اس کے سر کے نیچے تکیہ ٹھیک کیا تھا۔۔۔ پھر اسکا دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھا تھا۔۔۔ گردن کے پیچھے ہاتھ ڈال کر بالوں میں سے کیچر اتار کر سائیڈ پر رکھا تھا اور لمبے بالوں کو تکیے کی ایک سائیڈ بکھرایا تھا۔۔۔

کمفرٹر اس پر اوڑھا کر واش روم گیا تھا اپنے ہاتھ پر لگی چوٹ کو صاف کیا تھا پانی سے۔۔۔ پھر روم میں آیا تھا جو بینڈیج المیرا کو دے کر گیا تھا ڈاکٹر اس سے ہاتھ پر بینڈیج کی تھی۔۔۔۔روم سروس کو کال کروا کر کھانا واپس بھجوایا تھا۔۔۔۔

پھر تکیا اٹھا کر صوفے پر آیا تھا۔۔۔ مگر آدھا ہی وہ اس صوفے پر پورا آیا تھا کچھ دیر کروٹیں لینے کے بعد بھی جب نیند نا آئی تو اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔۔۔

سامنے دشمن جاں کی مدہم سانسوں کی سرگوشی کمرے میں عجیب فسوں پیدا کر رہی تھی۔۔۔ دل ہمک رہا تھا زاویان کا اس کو پناہوں میں لینے کو مگر پھر اس کی نیند کا خیال کرتے وہیں بیٹھ گیا تھا۔۔۔

موبائل اٹھایا ایک دو ضروری چیزیں چیک کی الارم لگایا اور پھر دل کے ہاتھوں مجبور بن کرا اٹھا تھا۔۔۔

تکیہ بستر پر رکھ کر اس کے نرم نازک ہاتھ کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسا کر اپنے دل کے مقام پر اپنے اور اس کے ہاتھ کو رکھا تھا۔۔۔

انعمتہ ڈونٹ ڈسٹرب۔۔۔ اس نے پھر سے نیند میں کہا تھا۔۔۔۔

وہ نیند میں اسکے لمس سے کسمسائی تھی پھر اگے ہو کر اس کی ٹانگوں پر اپنی ٹانگ رکھی تھی۔۔۔اور اس کے سینے پر سر رکھا کر اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا اور مدہم سانسیں لینے لگی تھی۔۔

اور وہ اسکی اتنی سی قربت سے پل بھر میں بے حال ہوا تھا۔۔۔ اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے مزید قریب کرتے سرد آہ بھرتے اسکی پیشانی پر لب رکھے تھا۔۔۔

میرا بے وقوف میرو بچہ۔۔۔ پتہ نہیں ایک دم سے اسے اس پر اتنا پیار کیسے آہ گیا تھا جو اسے باہوں میں بھر لیا تھا۔۔۔ ہاں وہ اس وقت اسے بچی ہی تو لگ رہی تھی جس کو بس اپنی نیند پیاری تھی۔۔۔

اس کے بالوں پر لب رکھتے اس نے بھی اب آنکھیں بند کر لیں تھی کیونکہ جس دوری کی بے سکونی کی وجہ سے اسے نیند نہیں آہ رہی تھی وہ تو اب اس کی پناہوں میں تھی۔۔۔۔ آنکھیں بند کیے وہ اسے محسوس کرتا سو گیا تھا کیونکہ کچھ گھنٹوں بعد ان کی فلائیٹ تھی۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

تم تیار ہو۔۔۔ وہ ناشتے کی ٹرے لے کر روم میں آیا تھا جہاں وہ اپنے گیلے بال برش کر رہی تھی۔۔۔

جی۔۔۔ اس نے ہیئر برش رکھ کر دوپٹہ اپنے اوپر لپیٹتے کہا تھا۔۔ اور وہ بس اس نازک جانک و آئس کلر کی لمبی گھیر دار فراک میں دیکھے مبہوت ہوا تھا۔۔۔ دودھیا رنگ نازک سراپا اس رنگ میں دھمک رہا تھا۔۔ واقعی وہ خوبصورتی کی متال تھی۔۔۔ اس وقت وہ اسے سکائے فیری ہی لگی تھی۔۔۔ پل بھر میں اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔

اور وہ اس کی گہری نظروں کو خود پر مرکوز دیکھ کر اپنے قدموں کو بے جان ہونے سے بڑی مشکل سے روک پائی تھی۔۔۔

آپ۔۔ نے ناشتہ کیوں بنایا میں بنا لیتی۔۔۔ اس نے اس کے ہاتھ ٹرے لے کر ٹیبل پر رکھتے کہا تھا۔۔۔

ہمم۔۔۔۔ ناشتہ کر لو پھر چلتے ہیں میں ریڈی ہو جاؤ تب تک۔۔۔ اس نے خود کی فیلنگز کو کنٹرول کرتے کہا تھا۔۔۔

آپ نہیں کریں گے اس نے سلائس پر پینٹ بٹر لگاتے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں میں جوس لوں گا اور تم پیٹ بھر کر کھاؤ ریلیکس ہو کر۔۔۔کہتے وہ الماری میں سے اپنا سوٹ لیے واش روم گھسا تھا۔۔۔اور وہ سلائس کی بائٹ لیتی ناشتہ کرنے لگی تھی۔۔۔۔

دیدم کو آپ اپنے گھر لے کر آئیں گے آہان۔۔۔۔ وہ خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا جب وہ ناشتے کے برتن کچن میں رکھ کر اس کے لیے گلاس میں جوس ڈال کر کمرے میں لائی تھی اور جوس کا گلاس اسے پکڑاتے پوچھا تھا۔۔۔۔

انعمتہ میری پوری کوششش-----

آہان آپ نے پرامس کیا تھا--- آپ دیدم کو لائیں گے آپ کو کوشش نہیں کرنی----
اس نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا----

میں کب توڑ رہا ہوں پرامس میں لاؤ گا آپ کی دیدم کو مگر پھر بدلے میں مجھے کیا ملے گا----

اس نے پل بھر میں دوری کم کرتے اس کے بلکل قریب رو برو کھڑے ہوتے پوچھا تھا----

م---میں ک----کیا دے سکتی ہوں آپ کو---- اس نے حیرانگی سے پوچھا تھا اس کی نظروں کی تپش کو سہتے-----

کچھ ایسا جو مجھے سکون دے جائے۔۔۔ اس نے اس کے لبوں پر نظریں جماتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

آہان م۔۔۔۔مج۔۔۔مجھے۔۔۔ دیدم چاہیے۔۔۔ اس نے انگلیوں کو مڑوڑتے کہا تھا۔۔۔ وہ بری طرح کنفیوز ہو رہی تھی اس کی اتنی قریبی قربت سے۔۔۔۔

مجھے بھی سکون چاہیے انعمتہ۔۔۔ اور یہ سکون مجھے یہاں سے ملے گا اور آپ خود دیں گیں منظور ہے آپ کو۔۔۔ اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود کے قریب کیا تھا۔۔ اور پھر اس کے نچلے لب پر انگلی رب کرتے کہا تھا۔۔۔

ا۔۔۔اہان گھر چلنا چاہیے ہمیں اس کی اتنی بے باک ڈیمانڈ سے وہ کانوں تک سرخ ہوتی کانپی تھی۔۔۔ جب ہی اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے خود سے پیچھے کیا تھا۔۔۔ اور جلدی سے باہر کو بڑھی تھی۔۔۔۔

میں اپنا پرامس پورا کروں گا۔۔۔ بدلے میں آپ کو بھی اپنا پرومس یاد رکھنا ہے۔۔۔۔ وہ اس کے پیچھے ہی باہر ایا تھا۔۔۔۔

میں نے آپ سے کوئی پرامس نہیں کیا۔۔۔ اس نے صوفے پر رکھے شاپنگ بیگز اٹھاتے کہا تھا۔۔۔۔

چھوڑ دو ڈرائیور سے کہہ کر منگوا لو ں گا۔۔۔۔ اور پرامس ہو گیا میں نے کہا ناں۔۔۔۔اس نے آنکھ ونک کرتے کہا تھا۔۔۔ اور وہ غصے سے اسے دیکھتی اس سے دو قدم آگے ہوئی تھی اور لفٹ کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔

میری جان بس دس لپ کس اونلی وہ فلیٹ کو لاک کر کے اس کے سر پر پہنچا تھا اور لفٹ میں بلکل اسکے پیچھے کھڑے ہو کر اس کے کان کے پاس سرگوشی کرتے کہا تھا۔۔۔۔

آپ کو زرا شرم نہیں آہ رہی لوگ ہیں یہاں پر ہم اکیلے نہیں ہیں اس نے دبے دبے غصے میں اس کے اتنے نزدیک کھڑے ہونے پر کہا تھا اور ساتھ ساتھ اردگرد کھڑے لوگوں کو بھی دیکھا تھا۔۔۔جو بظاہر اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے مگر اسے لگ رہا تھا جیسے پوری دنیاکی نظریں ان دونوں پر ہی ہوں۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے میں لوگوں کو بتا دیتا ہوں کے مجھے شرم نہیں آتی کیونکہ میرے بہت پاس کھڑی میری بیوی ہے اور میرے پاس مکمل سرٹیفکیٹ ہے۔۔۔۔

اس نے اسکے ساتھ چپکے ہی اس کے پیٹ پر آگے کی طرف ہاتھ رکھتے اسکی پشت کو سینے سے لگاتے کہا تھا۔۔۔۔

ا۔۔۔۔اہ۔۔۔اہان پ۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔ اسکی کانوں میں پڑتی جھلستی سانسوں کی سرگوشی اور پیٹ پر رینگتے ہاتھ سے وہ بری طرح کانپی تھی تب ہی نمی بھری انکھوں سے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔۔ کے خود کو غائب کر لے وہاں سے۔۔۔۔

اوکے ریلیکس۔۔۔۔ ہم بعد میں بات کریں گے اس ٹاپک پر اس کے کان کی اوپری ہڈی کو نرمی سے لبوں سے چھوتے وہ اپنا ہاتھ اس کے پیٹ سے ہٹاتے تھوڑا پیچھے ہوا تھا۔۔۔ اور وہ اردگرد کے لوگوں کو دیکھتی اپنی آنکھوں کی نمی کو اپنے ہاتھوں سے بری طرح رگڑی تھی۔۔۔ وہاں موجود سب ہی لوگ اپنے موبائل اپنی گھڑی اور کوئی اپنی فائل کی

طرف متوجہ تھا کچھ نا کچھ کرتے مصروف تھے ان میں سے کوئی بھی تو ان کی طرف متوجہ نہیں تھا مگر پھر بھی وہ ابھی تک نارمل نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

بائی اس کا نام میر آہان آفندی ہے۔۔۔۔ میر زاویان آفندی کق چاچو ہے وہ اور میر حشمت اللہ آفندی کا چھوٹا بیٹا۔۔۔ وہی زاویان آفندی جس نے المیرا بائی سے اس دن نکاح۔۔۔۔ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے انکھیں جھکائے کھڑا زشید کہتے کہتے چپ ہوا تھا۔۔۔۔

یہ کیا کہہ رہا ہے تو رشید تو نے اچھی طرح معلومات نہیں نکلوائی کیا ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔

وہ اس کی بات سن کر پاگلوں کی طرح بوکھلا گئی تھی۔۔۔۔

ایسا ہی ہے بائی میں نے خود معلومات لیں ہے۔۔۔ اور میری معلومات کے مطابق۔۔۔۔۔ وہ کہتے کہتے رکا تھا۔۔۔

کیا کیا تمہاری معلومات کے مطابق کیا کوئی اور بات بھی ہے رشید۔۔۔۔

گلشن بائی نے کسی ڈر کے تحت پوچھا تھا۔۔۔۔

میر زاویان آفندی انعمتہ بائی سے نکاح۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ایک زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر پڑا تھا۔۔۔۔

تب ہی گلشن بائی نے بھی سامنے تھپڑ مارنے والے کو دیکھا تھا۔۔۔

ع۔۔۔ع۔۔۔عاب۔۔۔۔عابی۔۔۔۔ گلشن بائی نے سامنے کڑے تیوروں کے ساتھ کھڑے عابش کو دیکھتے ہوئے اپنا حلق تر کرتے ٹوٹے پوٹے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔۔

کیا کہہ رہا ہے یہ ماما۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ انعمتہ کا نکاح۔۔۔۔ اس نے غصے سے چلاتے ہوئے کہا تھا اور رشید کو دھکا دے کر دور پھینکا تھا۔۔۔۔

رشید تم جاؤ یہاں سے گلشن بائی نے رشید کو وہاں سے جانے کے لیے کہا تھا۔۔۔ اور وہ گال پر ہاتھ رکھے وہاں سے گیا تھا۔۔۔۔

دیکھو بیٹا جیسا وہ کہہ رہا ہے ویسا کچھ نہیں۔۔۔۔

جیسا وہ کہہ رہا ہے ویسا کچھ ہے یا نہیں مجھے وہ لڑکی آج رات یہاں چاہیے اور ایک اور بات اب مجھے سب کچھ سچ سننا ہے۔۔۔ اس نے غصے سے کڑوے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

عابش وہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ گئی تھی ۔۔۔۔۔ گلشن بائی کو اس کے کڑے تیوروں سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

اور جیسے آپ نے جانے دیا ہو گا۔۔۔ یہاں سے وہ لڑکی آپ کی مرضی کے خلاف ایک قدم بھی باہر نکالی ہو میں مان ہی نہیں سکتا موم۔۔۔۔ مجھے سچ سننا ہے اور ایک بات یاد رکھیئے گا اب کی بار اگر آپ نے کسی بھی جھوٹ کی ملاوٹ کی تو آگے کی زمہ دار آپ خود ہوں گی۔۔۔۔ اس نے انگلی اٹھاکر زہر خندہ لہجے میں اسے ماتھے پربل لائے وارن کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

عابش بیٹھو بیٹامیری بات۔۔۔۔

سچ اورصرف سچ۔۔۔۔ اس بار اس کی بات کاٹتے وہ زور دار آواز میں چلایا تھا۔۔۔۔۔

جس دن تم گئے تھے اسے چھوڑ کر اس دن اسکو آہان نے یہاں دیکھا تھا۔۔۔۔ وہ یہاں سجی بائی کا مجرا دیکھنے آیا تھا اپنے دوستوں کے ساتھ ۔۔۔۔۔ مجھے نہیں پتہ عابش اس نے انعمتہ کو کہاں دیکھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے سوکھے حلق کو تر کرتے سامنے کھڑے اپنے بیٹے کے غصے کودیکھتے ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔۔۔۔

وہ اسے خریدنا چاہتا تھا مگر میں نے انکار کر دیا عابی تمہارے لیے مگر پھر وہ اسنے کہا کچھ دنوں کے لیے اسے وہ۔۔۔۔۔

اور آپ نے اسے بیچ دیا جب کے آپ جانتی تھی کے میں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

اس نے اپنی ماں کی بات کاٹتے ہوئے غصے سے چیختے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

م۔۔۔۔م۔۔میں نے عابی جان بوجھ کر اس کے سامنے دس کروڑ ڈیمانڈ رکھی تھی۔۔۔ کے وہ اس کو لے کر نا جا سکے مگر اس نے مجھے گیارہ کروڑ دیئے اور۔۔۔۔۔

اور آپ پھسل گئیں اپنے بیٹے کی عزت کا سودا کر دیا۔۔۔۔ اور بیچ ڈالا۔۔۔۔ اس نے نفرت سے تلخ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

م۔۔۔۔م۔۔۔۔میں نے یہ سب تمہارے لیے ہی تو کیا ہے عابی تمہیں اس سے اچھی لڑکی مل جائے گی۔۔۔۔۔

اس نے اس کے قریب جاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

مجھے وہی چاہیے ماں ان ٹچ۔۔۔۔ میں اس سے اپنا دل بہلا لوں پھر اسکو جہاں مرضی بیچنا یہ کہا تھا ناں میں نے آپ سے۔۔۔۔

اس نے اس سے دور ہوتے کہا تھا۔۔۔

عابی۔۔۔۔۔

میری بات سنیں موم وہ مجھے آج رات تک اس کوٹھے پر چاہیے اور میرے لیے خاص اس کا مجرا تیار کروائیں گی آپ۔۔۔۔ اور ایک بات کا دھیان رکھئے گا۔۔۔۔ وہ ان ٹچ ہی مجھے ملنے چاہیے یہ آپ کے حق میں بہتر ہے اگر وہ یوز ایبل ہوئی تو یہیں آپ کے

سامنے اپنے آپ کوگولی ماروں گا۔۔۔ اور اب تو مجھے اس سے نکاح کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔۔۔۔

اس نے دو ٹوک لہجے میں سخت انداز میں اپنی بات کہی تھی۔۔۔۔

عابی تم یہ نہیں کر سکتے بیٹا بھول جاؤ اس کو۔۔۔ اس نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یاد رکھیئے گا آج رات۔۔۔۔۔ ٹھوس لہجے میں کہتے اس نے بری طرح اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔۔ اور وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔

نہیں عابی پلیز رکو میری بات سنو میری جان رک جاؤ پلیز عابی۔۔۔ وہ اس کے پیچھے لپکی تھی دہائیاں دیتے ہوئے اسے روکنا چاہا تھا مگر وہ بغیر پلٹے بغیر اپنی ماں کی آہ و بقا سنے وہاں سے چل دیا تھا۔۔۔

کہاں سے ڈھونڈو اسے رات تک کیا کروں۔۔۔ اگر اس نے اسے استعمال۔۔۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ اس نے وہیں بیٹھے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھاما تھا۔۔۔

س۔۔۔ سیٹھ وجاہت وہ۔۔۔۔۔کہتے ہی وہ اندھا دھند اندر کی طرف بڑھی تھی اور پھر سیٹھ وجاہت کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔کچھ دیر اس سے بات کی تھی۔۔۔

پھر مسکراتے ہوئے کال ڈسکنکٹ کی تھی اب وہ خود کو کافی پر سکون محسوس کر رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ موبائل رکھ کر پلٹتی اس کے نمبر پر کال رسیو ہوئی تھی۔۔۔۔

اور فون سنتے ہی اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی آئی تھی۔۔۔۔

ان دونوں بہنوں نے جینا عذاب کر دیا ہے۔۔۔۔ زاویان نے اسفند کو جان سے مارنے۔۔۔۔

نہیں نہیں اگر وہ مر گیا تو۔۔۔۔ یعنی میرے ہاتھ سے بیس کروڑ چلے گئے وہ وہیں دل تھام کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

گلشن بائی کی خوشیوں کو غارت کر دیا تم دونوں بہنوں نے میں تمہیں چھوڑو گی نہیں۔۔۔۔
اس نے نفرت سے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے ادا کیا تھا۔۔۔پھر المیرا کا نمبر ڈائل کیا تھامگر ہر بار کال کرنے پر نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

الارم زوروشور سے بجا تھا جب اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل پکڑ کر الارم بند کیا تھا۔۔۔۔

پھر اپنے ساتھ چپکی المیرا کو دیکھا تھا ہاتھوں کی انگلیوں سے اسکے چہرے کو سہلایا تھابڑے پیار سے وہ جو گہری نیند میں تھی ہلکا سا بھی نہیں کسمسائی تھی۔۔۔

کتنی گہری نیند سوتی ہے۔۔۔۔

اس نے سرگوشی کی تھی۔۔۔۔پھر اپنی سلیپنگ کوئین کے ماتھے پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

المیرا اٹھو فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے ہمیں نکلنا ہے اسے خود سے دور کرتے زور سے ہلاتے کہا تھا اس نے۔۔۔۔

کیا ہوا ہے کیوں شور کر رہے ہو سونے دو زاویان اس نے ایک آنکھ کھول کر اسے غصے سے دیکھا تھا اور کہا تھا پھر انکھیں غصے سے دوبارہ بند کیں تھیں۔۔۔

ٹھیک ہے اب اگر تم نہیں اٹھ رہی تو میں جا رہا ہوں تمہیں یہی چھوڑ کر ہر بار تمہاری حفاظت نہیں کر سکتا میں اس نے اسکو جھنجوڑ کر ہلاتے ہوئے صاف الفاظ میں کہا تھا۔۔۔۔

اور وہ اس کی دھمکی سن کر پل بھر میں اٹھی تھی۔۔۔۔

ک۔۔۔۔کہا۔۔۔کہاں جا رہے ہو۔۔۔۔ اس نے جلدی سے اٹھ کر اپنے بالوں کا جوڑا بنایا تھا اور پھر اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔

پاکستان۔۔۔۔ اس نے واش روم جانے سے پہلے کہا تھا۔۔۔۔۔

تم مجھے یہاں چھوڑ کر چلے جاؤ گے اس کی بات سن کر وہ بیڈ سے اتر کر واش روم کے کھلے دروازے کے پاس جاکر کھڑی ہوئی پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

ہاں اگر تم اگلے پانچ منٹ میں ریڈی نا ہوئی تو ۔۔۔ منہ پر پانی کے چھینٹے وہ مارچکا تھا اب ایک ہاتھ سے اپنا منہ صاف کر رہا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا ہے تمہارے ہاتھ پر وہ منہ صاف کر کے باہر نکلا تھا تبھی اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

میں کہہ رہا ہوں کے ریڈی ہو جاؤ ٹائم نہیں ہے ہمارے پاس اپنا ہاتھ چھڑواتے اس نے کہا تھا اور ڈریسر کے پاس جا کر ہیئر پرش پکڑا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا ہے تمہیں زاویان ہاتھ پر چوٹ کیسے لگی یہاں سے تم اچھے بھلے گئے تھے پھر یہ چوٹ۔۔۔۔ کیا اسفند کے بوس کے آدمیوں نے تم پر دوبارہ حملہ کیا تھا۔۔۔۔ اور وہ چوٹ تم نے وہاں بینڈج کروائی تم جانتے تھے کے وہ تمہارے پیچھے پڑے ہیں تو تم کیوں نکلے یہاں سے باہر۔۔۔۔۔بولتے بولتے وہ اس کی شرٹ کے بٹن کھول چکی تھی۔۔۔۔ آخری بٹن پر جب ہاتھ تھا تو ایک پل میں اس کو احساس ہوا کے وہ کیسے حق سے اس کی اتنے قریب کھڑے کو کر۔۔۔۔ اس کی شرٹ کے بٹن کھولتے بولتے جا رہی ہے۔۔۔۔ تب ہی نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا وہ بڑی گہری نگاہوں سے اس کی ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا اور سکون سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

م۔۔۔میں فریش ہو جاؤ د۔۔۔۔دیر ہو رہی ہے اس کی نظروں سے کنفیوز ہوتی اس نے آخری بٹن کو نہیں کھولا تھا۔۔۔۔ اور جانے کے لیے مڑی تھی۔۔۔۔

کہاں۔۔۔۔ زخم نہیں دیکھو گی۔۔۔۔ اس نے جزبے لٹاتی آنکھوں سے دیکھتے اسکی کلائی پکڑی تھی۔۔۔۔

ز۔۔۔۔زاو۔۔۔۔۔زاویان پلیز۔۔۔۔ اس نے کلائی چھڑواتے ہی بھاگ کر خود کو واش روم میں بند کیا تھا۔۔۔۔ چہرے پر آئی شرم جھجک اور لالی زاویان سے چھپی نہیں تھی اس کی۔۔۔۔

اوہ تو مسز المیرا زاویان آفندی شرماتی بھی ہیں سٹرینج میرو۔۔۔۔۔ تمہاری یہ والی سائیڈ تو مجھے مار ہی دے گی۔۔۔۔ اس نے شوخی سے سیٹھی بجاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔ پھر دو فریش جوسز کا آڈر دیا تھا روم سروس والوں کو۔۔۔۔۔

کچھ دیر میں وہ باہر آہ گئی تھی۔۔۔۔ زاویان نے خود بھی جوس پیا تھا اسے بھی پلایا تھا۔۔۔ کیونکہ بھوکے کل کے ہی تھے دونوں۔۔۔ پھر اسے لیے وہ بڑی احتیاط سے روم سے نکلا تھا اور ائیر پورٹ تک پہنچا تھا۔۔۔ایک بلیک ہڈی اسے اور ایک خود پہن کر۔۔۔۔

وہ بھی ائیر پورٹ پہنچنے تک اس کی ہر ہر بات کو فولو کر رہی تھی۔۔۔۔

جب تک وہ پلین میں نے نہیں بیٹھ گئے تھے اس نے ہر لحاظ سے خودکو چوکنا رکھے رکھا تھا اور اسفند کے کتوں کو دھوکا دے کر چکما دے کر وہ سنگا پور سے فلائے اورکر گئے تھے دونوں۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ہیر ، ایک اوفر لے کر آئی ہوں ، تمہارے سامنے۔۔۔۔۔

گلشن بائی نے زاکر کے سامنے بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

واہ کچھ دیر پہلے تم مجھے چیلنج دے کر گئی تھی بائی۔۔۔اب تم میرے سامنے آفر لیے کھڑی ہو یقیناً آہان آفندی کی طاقت کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔۔۔۔

اسنے رسیوں میں جھکڑے ہی کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

بکواس بند کر اپنی مجھ سے زیادہ طاقت والا نہیں ہو گا تیرا وہ آفندی۔۔۔ میں بس یہ چاہتی ہوں کے تو ہمارے ساتھ ہاتھ ملا لے۔۔۔۔اور اس تک پہنچنے میں ہماری مدد کر۔۔۔۔ اور اسکے بدلے میں جو بھی تجھے چاہیے ہو گا شباب پیسا جو بھی میں تجھے دوں گی۔۔۔۔

گلشن بائی نے چلاتے ہوئے بات شروع کی تھی مگر آخر میں اسکا لہجہ نرم تھا۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔اورتجھے ایسا لگا کے میں تیری بات مان لوں گا۔۔۔ کیوں مانو میں تیری بات ارے میرے یار پر تومیرے جیسی لاکھوں جانیں قربان۔۔۔ اتنے سالوں بعد اسکے چہرے پر آئی خوشی میں تجھ جیسی ناگن کے ساتھ ہاتھ ملاکر کیسے چھین لوں اس سے۔۔۔ جس نے اپنی سگی اولاد کونہیں چھوڑا ا اس سے میں کیاامید رکھوں۔۔۔

زاکر نے نفرت سے ایک ایک لفظ کہا تھا اس کی شکل دیکھے بغیر وہ اسکی غلیظ شکل دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

بہت پچھتائے گا تو زاکر۔۔۔ گلشن بائی نے پاس پڑا گلاس اس کے سر پر مارتے کہا تھا۔۔۔

ہمت ہے تو اسے پکڑ اور اگر اسے نہیں پکڑ سکتی تو مجھے آزاد کر دے کیونکہ میرے جیتے جی بھی تجھے مجھ سے کچھ نہیں ملنے والا اود نا ہی میرے مرنے کے بعد----

زاکر نے ماتھے سے بہتے خون کی پرواہ کیے بغیر تیز لہجے میں بولتے کہا تھا----

اسکو اتنا مارو کے اسکی ایک بھی ہڈی ٹوٹے بغیر رہ نا سکے وہ اسکی کرسی کو ٹھوکر مارتی وہاں سے غصے سے نکلی تھی -----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ لاہور ائیرپورٹ پر تھے----- بخیرو عافیت وہ پہنچ چکے تھے-----سارے راستے وہ زیرلب کوئی دعا اور سورت ایسی نہیں تھی جوناپڑھتی ائی ہو----

چلو۔۔۔ ڈرائیور گاڑی لیے کھڑا تھا زاویان نے اسے دور سے ہی دیکھا تھا۔۔ تبھی المیرا سے کہا تھا۔۔۔

مجھے ماما کے گھر ڈراپ کر دینا۔۔۔ اس نے اسکے ساتھ چلتے کہا تھا۔۔۔۔

میرا گھر ہی اب تمہارا گھر ہے۔۔۔ اس بات کو اپنے دماغ میں اچھی طرح فٹ کر لو۔۔۔ اس نے غصے سے اس کا سامان لیتے ہوئے ڈکی میں رکھا تھا۔۔۔

تمہارے گھر میر زاویان آفندی میں مر کر بھی نہیں جاؤ گی تم نے میری جان بچائی مجھ پر تمہارا احسان ہے جو زندگی نے چاہا تو سود سمیت واپس کرو گی ایک بات میں تمہیں بہت پہلے سے کہتی اہ رہی ہوں کے میں تمہارے ساتھ نا کوئی رشتہ رکھنا چاہتی ہوں اور نا ہی تمہاری زور زبردستی میں کبھی آؤں گی۔۔۔

اس لیے اپنا ٹائم ضائع مت کرو۔۔۔ خود کو اور مجھے آزادی دو جیو اور جینے دوں۔۔۔۔۔
اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑے تھے اسکے آگے۔۔۔۔۔

تو تمہیں آزادی چاہیے۔۔۔۔ تم اس رشتے کو آگے لے کر نہیں چلنا چاہتی۔۔۔۔۔ زاویان کے تن بدن میں آگ لگی تھی اسکی بات سن کر اس کا دل کیا تھا اس کی زبان کھینچ لے اس لڑکی کو زرا احساس نہیں کے کل سے وہ اس کے پیچھے خوار ہو رہا ہے اور اب بھی اس کی ایک ہی رٹ ہے۔۔۔۔

ہاں آزادی چاہتی ہوں اور مجھے دھمکانے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔۔ اس نے صاف لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو گھماتے ہوئے۔۔۔۔

اب اگر تمہاری جان یا عزت سے کسی نے کھیلنے کی کوشش کی تو میر زاویان افندی تمہیں بچانے۔۔۔۔

مجھے تمہارے بچاؤ کی ضرورت نہیں ہے میر زاویان آفندی میں اپنا بچاؤ خود کر سکتی ہوں۔۔۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر یہاں میرا بچاؤ کرنے کے لیے میری ماں ہے اور ہر بار وہ کسی بھی ٹرسٹڈ بندے سے دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔۔۔۔۔ تمہاری قید مجھے مر کر بھی قبول نہیں ہے۔۔۔۔۔

اس نے تیز لہجے میں اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا اور پھر ڈکی میں سے اپنا ہینڈ کیری واپس نکالا تھا۔۔۔اور دوسری سمت چل دی تھی۔۔۔۔

اپنے قدم یہ سوچ کر آگے کی طرف بڑھانا المیرا زاویان آفندی کے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ نا تو میں تمہیں ازاد کروں گا اورنا ہی تمہاری تکلیف سے مجھے کوئی خاص فرق پڑھے گا

اب۔۔۔ ان دوریوں اور ان گستاخیوں کی زمہ دار اب نا تو تمہاری کم عقلی اور ناہی بچپنا ہو گا اس سب کی زمہ دار اب تم خود ہو گی۔۔۔۔۔

اس نے اس کی کے بڑھتے قدموں کی طرف نظریں جمائے کہا تھا۔۔۔تب ہی اس کے قدم رکے تھے گردن پیچھے کو مڑی تھی۔۔۔۔

میں چاہتی ہوں کے میری تکیلف سے تمہیں کوئی فرق نا پڑے۔۔۔ میں چاہتی ہوں۔۔۔۔میں چاہتی ہوں کے میرا ہر بڑھتا قدم مجھے تم سے دور دھکیلے اور میں چاہتی ہو کے میں میر زاویان آفندی کی شکل اب جیتے جی کبھی نادیکھوں۔۔۔۔۔

کہتے وہ رکی نہیں تھی۔۔۔۔اگے بڑھی تھی کینب کو اشارہ کیا تھا اور اس میں بیٹھ کر چلی گئی تھی۔۔۔۔

اور اسکو دور جاتا دیکھ زاویان کے چہرے پر چٹانوں جیسے سختی آئی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

آہان م۔۔۔۔مج۔۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔ ایک عالی شان محل نما گھر کے اندر گاڑی جاتے دیکھ پزل ہوتی آہان کی طرف دیکھتے بولی تھی۔۔۔۔

اور ڈر کیوں لگ رہا ہے آہان کی جان کو۔۔۔۔ اس نے گاڑی روکتے محبت پاش نظروں سے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

اگ۔۔۔۔اگر۔۔۔۔اپ کی فیملی نے میرا بیک گراؤنڈ جان کر مجھے ایکسپٹ نا کیا تو۔۔۔۔۔ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔۔۔۔۔

تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔۔۔ اس نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

ا۔۔۔اہ۔۔۔آہان۔۔۔۔اس کے لفظ اس کے حلق میں ہی پھنسے تھے۔۔۔۔بڑے کرب سے اس نے پل بھر کو نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔اسے شدید دھچکا لگا تھا اس کے لفظوں سے۔۔۔۔ تب ہی ایک آنسو تیزی سے نکل کر گال پر بہا تھا جسے آہان نے بے مول ہونے سے پہلے اپنی پوروں پر چنا تھا۔۔۔۔

مائی لو۔۔۔۔ آہان جب تک زندہ ہے تب تک کسی کے بھی کہنے پر تمہیں نہیں چھوڑے گے۔۔۔۔

یہ دل کا سودا ہے جو تم سے تم تک ہے۔۔۔۔ ان سانسوں کو قید کرنے کا ہنر بس" میری اس چھوٹی سی جان کو ہے۔۔۔۔اور اس طلسم کے زیر اثر میں خود بھی بے بس "ہوں۔۔۔۔۔

اب نو مور رونا۔۔۔ میر آہان آفندی اپنی سانسوں کو پریشان دیکھنے کا قائل نہیں۔۔۔ دکھ سکھ 'موت زندگی 'ہر سسکتے پل میں یہ ہاتھ اس ہاتھ میں رہے گا۔۔۔'

اس نے اس کی آنسو بھری آنکھوں کو دیکھتے اس کے نرم نازک ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہلکا سا دباتے تسلی دی تھی۔۔۔

چلیں اب۔۔۔ اس نے اپنی طرف کا دروازہ کھولا تھا نیچے اتر کر اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولتے وہ اس کا ہاتھ پکڑے اسے لیے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔اور وہ اس کے پیچھے دبکے دبکے چل رہی تھی۔۔۔۔

اسد ابی کہاں ہیں۔۔۔ اس نے رک کر پوچھا تھا۔۔۔

آہان بھائی آپ کہاں تھے۔۔۔۔ دو دن سے ابی بہت غصے میں ہیں۔۔۔۔ اسد جو ڈائننگ سیٹ کر رہا تھا دوپہر کے لیے اس نے آہان کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

کیا آپ نے شادی کر لی۔۔۔ اب وہ اس کے پیچھے دبکی چھوٹی سی نازک سی لڑکی کو دیکھتے بولا تھا جس کا آہان نے ہاتھ تھاما ہوا تھا اور وہ پوری کی پوری اسکی پشت کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔ کیا تم یہ اطلاع ابی کو دے۔۔۔۔

نا بابا ناں معاف رکھیں مجھے اور یہ جو اکیلے نکاح کر کے آئے ہیں ناں میری طرف سے بھی فارغ ہیں آپ۔۔۔۔

غضب خدا کا اسد امتیاز کو بھول گئے آپ۔۔۔۔ غصے سے کہتے وہ اس ٹائم اپنی آنکھیں ماتھے پر رکھے اس کو ہری جھنڈی دکھا کر یہ جا وہ جا۔۔۔۔

کہنے کو تو وہ ان کے گھر کا ملازم تھا مگر وہ ان کے لیے اپنوں سے بڑھ کر تھا ہر دکھ سکھ کا ساتھی۔۔۔۔ پہلے اس کا باپ اس گھر کا خاص نوکر ہوتا تھا۔۔۔ پھر اس کی وفات کے بعد یہ جگہ اسد نے لے لی تھی گاؤں سے آہ کر اور اب وہ اس گھر کے تمام نوکروں کا سپر وائزر تھا اس گھر کا ایک اہم رکن تھا۔۔۔۔

چلو جی پہلی ناراض شخصیت تو گئی اس نے سرد اہ بھری تھی۔۔۔۔ پھر پیچھے مڑا تھا۔۔۔۔

انعمتہ جان یہاں بیٹھو میں ابی سے مل لوں پھر میں تمہیں ان کے پاس۔۔۔۔

ن۔۔۔ن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ آہان۔۔۔۔ پلیز مجھے ساتھ لے کر جائیں۔۔۔ اس نے ایک ہاتھ سے اسکی شرٹ کو آگے سے پکڑ کر مٹھی میں جھکڑا تھا اور دوسرے ہاتھ میں اس کے پکڑے ہوئے ہاتھ کو اور مضبوطی سے پکڑا تھا۔۔۔۔

جاناں کچھ نہیں ہو گا جسٹ فائیو منٹس۔۔۔۔ اس کے بعد میں تمہیں۔۔۔۔

ن۔۔۔۔ن۔۔۔نو مجھے س۔۔۔۔ساتھ لے کر جائیں اب کے اس نے اسکا ہاتھ چھوڑ کر بازو پکڑا تھا اور مضبوطی سے پکڑا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت وہ اسے چھوٹی سی بچی لگی تھی۔۔۔۔جو اس کے پاس سے ہلنے سے بھی ڈر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے اسے خودکو مضبوطی سے پکڑے دیکھا تو عجیب سی سرشاری اس کے اندر جاگی تھی۔۔۔۔

اوکے فائن پھر تم ایسا کرو ہمارے روم میں چلو میں وہیں آتا ہوں۔۔۔۔ اس نے نرمی سے اس کی بازو خود سے چھڑواتے کہا تھا۔۔۔

نہیں مجھے ڈر لگ رہا ہے پلیز آہان مجھے اکیلا مت چھوڑیں۔۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو پھر سے گرنے لگے تھے۔۔۔۔ پتہ نہیں کس ڈر کے تحت وہ اتنی انسیکیورٹی فیل کر رہی تھی۔۔۔۔ آنے والے لمحوں کا ڈر تھا یا کچھ اور یا شاید پھر یہ دھڑکا تھا کے اگر اس کی فیملی نے اسے قبول نہیں کیا تو۔۔۔۔ اور اگر انہوں نے یہ کہا کے اس نے ان کا بیٹا چھین لیا ہے۔۔۔۔

سو سوال اس کے ذہن میں آہ رہے تھے اور ان سو سوالوں کے جواب وہ خود سے ہی اخذ کرتے بری طرح ڈر رہی تھی۔۔۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے کہیں نہیں جا رہا میں۔۔۔۔ رونا بند کرو ایک آنسو نا نکلے اب۔۔۔۔ سخت لہجے میں اس نے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں سے نکلتے نمکین پانی کو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔۔

چلو روم میں اس نے اپنا قدم آگے کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔۔

مگر آپ کو تو اپنے ابی سے بات۔۔۔۔

اس نے سوں سوں کرتے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

یار کیا ہو تم ۔۔۔۔ مجھ سے دور نہیں جانا پھر مجھے بات کرنے کے لیے بھی بھیجنا ہے۔۔۔۔ کیوں ڈر رہی ہو جب کہہ تو دیا ہے میں ساتھ ہوں۔۔۔ کہیں نہیں جاؤں گا کسی کے بھی کہنے پر۔۔۔۔۔ اس نے جھٹکے سے مڑ کر اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔ شروع میں لہجہ تھوڑا سخت تھا پھر اس کے آنسوؤں کو آنکھوں میں بھرتا دیکھ وہ آخر میں نرم ہوا تھا۔۔۔۔۔

ا۔۔۔۔ا۔۔۔اپ چلے جائیں میں ویٹ کر لیتی ہوں۔۔۔۔ اس نے اس کا ہاتھ چھوڑتے کہا تھا۔۔۔۔

آر یو فائن۔۔۔۔۔ اس نے اس کو ڈرائنگ روم میں بنے صوفے پر بیٹھتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

یہ ڈانٹنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا آپ کو اس نے نظریں جھکاتے ہوئے اپنے پاؤں اور زمین کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

میں نے کب ڈانٹا وہ تو شاکڈ میں ہی آہ گیا تھا تبھی گھٹنوں کے بل صوفے کے پاس بیٹھتے حیرانی سے پوچھا تھا۔۔۔۔

جائیں اب۔۔۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے میں آپنے فئیر پر کنٹرول نہیں کر سکوں گی انعمتہ میر آہان آفندی سٹرونگ ہے۔۔۔ اسے آپ کی ضرورت نہیں اس نے پھولی ہوئی ناک اور غصے سے اپنے آنسوؤں کا گلہ گھونٹتے کہا تھا۔۔۔۔

اسکے منہ سے اپنا نام سن کر وہ پل بھر میں اس کے لفظوں اس کی بھرائی ہوئی آواز اس کے آنسوؤں سے بھیگے لہجے کو دیکھتے مسمرائز ہوا تھا۔۔۔تب ہی اس کی جھولی میں پڑے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑا تھا۔۔۔۔

اممممم اہممممم چلیے بلاوا آیا ہے۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اسد نے ان دونوں کے پاس آتے گلہ کھنکھارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اور انعمتہ نے اس کی موجودگی محسوس کرتے اس کے ہاتھوں سے پل بھر میں اپنے ہاتھ چھڑوائے تھے۔۔۔۔

ویسے تو شادی نہیں کرنی تھی اور اب حالت دیکھ کر مجھے لگتا ہے زن مرہدی کے سارے ریکارڈ ٹوٹے گیں۔۔۔۔

اس نے اس کو انعمتہ کے قدموں میں بیٹھے اس کے آنسو صاف کرتے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

رک تجھے میں بتاتا ہوں ابی کے چمچے بتا آئے تم سی ائی ڈی کی لنگڑی ٹانگ۔۔۔ آہان نے اس کے پاس سے اٹھتے اسد کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔ اور اس تک پہنچا تھا۔۔۔۔

کیونکہ ابی کا حکم ہے کہ اس گھر کی ساری غیر مشروط حرکات پر نظر رکھو۔۔۔۔اہان کو اپنی طرف اتا دیکھ وہ ایک ہی جست میں باہر کی طرف لپکا تھا کہتے ہوئے۔۔۔۔

تجھے میں فرصت میں ملوں گا بیٹا اونچی آواز میں کہتے وہ ایک بار پھر انعمتہ کی طرف مڑا تھا۔۔۔۔

خیال رکھنا آتا ہوں ابھی این ڈونٹ بی کرائے میرے پانچ فٹ دو انچ کے روندو بچے۔۔۔۔ اس کی پیشانی پر لب رکھتے اس کو تسلی دیتے وہ ابی کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔ دروازہ ناک کیا تھا۔۔۔۔

آہ جاؤ۔۔۔ ابی کی آواز ائی تھی۔۔۔۔

تو وقت مل گیا میر آہان آفندی کو گھر آنے کا۔۔۔

ابی ریلیکسنگ چیئر پر بیٹھے اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے۔۔۔ آنکھ اٹھا کر دیکھا نہیں تھا مگر زاویان اور آہان کو وہ ان کی خوشبو سے ہی پہچانتے تھے۔۔۔

اسلام و علیکم آبی کیسے ہیں آپ۔۔۔ اس نے ان کی بات کا جواب دیئے بغیر ان کے پاس پہنچ کر ان کو پیچھے سے ہگ کرتے ان کی پیشانی پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔ یہ اس کا اور زاویان کا طریقہ تھا ان کے غصے کو ریلیکس کرنے کا۔۔ ان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔مگر غصے کے تاثرات کو انہوں نے چہرے پر سے زائل نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔

کہاں تھے دو دن سے کچھ خبر ہے گھر کی فون سوئچ آف تھا زاویان کے نکاح میں تم نہیں تھے اور وہ وہ بھی کل سے غائب ہے ان بوڑھی ہڈیوں کو کتنا تھکانا ہے تم دونوں نے یہ بھی بتا دو۔۔۔۔ انہوں نے اخبار کو بند کرتے کہا تھا۔۔۔۔

آبی میں نے نکاح کر لیا ہے۔۔۔۔ اس بار بھی اس نے ان کی کسی بھی بات کا جواب دیئے بغیر اپنی ہی کہی تھی۔۔۔۔

ماشاءاللہ تو ابی کی جان اب بھی بتانے کی کیا ضرورت تھی اب بھی مجھے مرا ہوا ہی۔۔۔۔

سٹاپ اٹ ابی یو ڈونٹ ہیو ٹو سے دس۔۔۔۔ آئی نو میں نے غلط کیا ہے بٹ آپ کے بغیر اس زندگی کا تصور کبھی بھی نہیں کیا یہ مت کہا کریں پلیز اس نے اپنی کرسی کو ان کے پاس کرتے ان کی مرنے والی بات پر تڑپ کر ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

تو کیا کہوں۔۔۔۔ اتنے سالوں سے میری بات نہیں مان رہے تھے اب نکاح کر آئے ہو کیا سمجھوں میں اسے۔۔۔۔

انہوں نے غصے سے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

ابی میں نہیں جانتا اپ کیا سمجھیں کیا نہیں کیونکہ اپنی سچویشن میں خود بھی نہیں سمجھا تھا۔۔۔

پہلی بار جب اسے دیکھا اس کے چہرے پر زخم اس کی گردن پر مار کے نشان اس کا مجھ سے ٹکرانا۔۔۔۔

پھر ابی روتے ہوئے مجھ سے اپنا درد چھپانا یہ کہنا کے دور رہو مجھ سے مجھے پل بھر میں اس کی اڈکشن ہوئی تھی اور یہ اڈکشن اتنی جان لیوا تھی کے میں اس سے دور جا ہی نہیں پایا تھا۔۔۔۔

اس نے کسی ٹرانس میں کھوئے ہوئے کہا تھا یہ سب۔۔۔۔ ابی کو اس کے ایک ایک لفظ میں سچائی دکھی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک جہان آباد تھا۔۔۔۔

تو میر آہان آفندی اس ڈھکوسلے سے نکل آیا باہر سالوں بعد جسے وہ نام نہاد محبت کا نام دیتا تھا۔۔۔ مجھے یقین تھا آہان ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب تم اس فریب سے نکلو گے وہ محبت نہیں تھی وہ جال تھا جس میں تم بری طرح پھنسے تھے۔۔۔۔

اور محبت یہ ہے جسے تم نے اپنا نام دیا ہے۔۔۔۔ انہوں نے اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے کہا تھا۔۔۔۔

بتاؤ گے نہیں وہ کون ہے جس نے اتنے سخت دل انسان کو ایک ہی وار میں زیر کیا ہے۔۔۔۔

انہوں نے اس کی طرف محبت سے دیکھتے بڑے نرم لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

انعمتہ۔۔۔ انعمتہ میر زاویان آفندی اس نے فخر سے مسکراتے ہوئے اس کا نام بتایا تھا۔۔۔

اور اس کے لبوں پر مچلتی مسکراہٹ دیکھ کر آبی نے اس کی ہمیشہ خوشیوں کو دائمی رہنے کی دعا کی تھی کتنے عرصے بعد وہ اس کو اتنا خوش اور سر شار دیکھ رہے تھے۔۔۔

کس خاندان کی ہے۔۔۔ اس کی فیملی کیسی ہے مجھے نہیں ملواؤں گے لائے نہیں کیا ساتھ آبی نے بے صبری سے پوچھا تھا۔۔۔

آبی وہ۔۔۔ وہ ۔۔۔۔ اس کی فیملی۔۔۔ وہ کہتے کہتے رک گیا تھا یہ سب سے مشکل مرحلہ تھا اس کے لیے۔۔۔ اب اسے سچ بتانا تھا انہیں اور ان کا ری ایکشن دیکھنا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کے اس کے ابی نے کبھی زندگی میں کسی کو حقیر نہیں سمجھا تھا۔۔۔

مگر پھر بھی ایک ڈر تھا جو اس کے دل میں تھا۔۔۔۔ ایک اہم معرکہ تھا جو اس نے کسی طریقے سے سر انجام دینا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا اس کے پیرنٹس نہیں ہیں کیا۔۔۔ انہوں نے اسے مشکل میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔

نہیں ابی اس کی ماما ہیں بٹ۔۔۔۔ اس نے کہتے کہتے جملہ ادھورا چھوڑا تھا۔۔۔۔

بٹ۔۔۔ ؟؟؟؟؟ انہوں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

بٹ ابی اسکی ماما ایک ایک۔۔۔ط۔۔۔۔طوائف ہیں۔۔۔ اس نے آخر میں جلدی سے کہتے ایک گہرا سانس لیا تھا۔۔۔

آہان کیا وہ ایک۔۔۔ طوائف زادی ہے۔۔۔ تم یہ کن چکروں میں پڑھ گئے ہو۔۔۔ انہوں نے ضبط سے کہا تھا۔۔۔

ابی وہ اس سب کو نہیں مانتی جب میں نے پہلی بار اسے دیکھا تھا تو۔۔۔ اس نے اس سے پہلی ملاقات سے لے کر نکاح تک اور پھر گلشن بائی کے چیک باونڈ کروانے تک ہر بات بتائی تھی۔۔۔

آہان کیا نام لیا تم نے اس کی ماں کا۔۔۔۔ انہوں نے اس کی ساری بات سنتے کسی خدشے کے تحت اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔

گلشن بائی ابی۔۔۔۔ اس نے دوبارہ نام دہرایا تھا۔۔۔

کیا تم نے اس کا نام المیرا۔۔۔۔

نہیں آبی اس کا نام انعمتہ ہے۔۔۔۔ اس نے ابی کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

کہیں گلشن بائی نے المیرا کا نام بدل کر اس کو انعمتہ بنا کر تو آہان کے اگے نہیں بیچ دیا۔۔۔۔ مگر وہ پہلے سے زاویان کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوبارہ اہان سے نکاح پھر وہ

لڑکا اسفند۔۔۔۔۔۔ اگر یہ انعمتہ المیرا کی چھوٹی بہن ہے تو وہ تو آہان سے بہت چھوٹی ہے۔۔۔۔ ان کے دماغ میں وسوسوں کے جھکڑ چلنے لگے تھے۔۔۔۔۔

کیا ہوا ابی۔۔۔۔ ابی آئی نو وہ اس بدنام جگہ پر تھی لیکن ابی وہ وہاں کی نہیں ہے اس کے بابا کی ڈیتھ کے بعد وہ دونوں بہنیں۔۔۔۔

کیا تم مجھے اس سے ملوا سکتے ہو آہان۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا انہوں نے اس کی بات کاٹی تھی۔۔۔۔

ابی میرے ساتھ ہی آئی ہے وہ پر آپ پلیز اس کو بہت نرمی سے ڈیل کریں گے وہ بہت چھوٹی نازک اور حساس ہے پلیز ابی فور می اسے قبول کر لیں پلیز۔۔۔ اس نے التجا می تھی۔۔۔۔

اسد۔۔۔۔ اسد۔۔۔۔ انہوں نے آہان کی بات سن کر اسے بلوایا تھا۔۔۔ اور اسد اسی پل حاضر ہوا تھا۔۔۔۔

آہان کے ساتھ جو آئی ہیں۔۔۔۔

بھابھی کو لے کر آؤں ابی۔۔۔ اس نے ابی کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اور ابی کے ہاں کے اشارے پر وہ وہیں سے الٹے قدموں باہر آیا تھا۔۔۔ پھر انعمتہ کے پاس پہنچا تھا۔۔۔۔

آپ ابھی تک رو رہی ہیں بھابھی یقین کریں یہاں کوئی جلاد یا بھوت نہیں رہتے سوائے آہان بھائی کے۔۔۔۔ صوفے پر سکڑی سمٹی اور ہولے ہولے لرزتی روتی انعمتہ کو دیکھتے اس نے اسکے پاس کھڑے ہوتے مسکراتے کہا تھا۔۔۔

و۔۔۔وہ۔۔۔وہ آپ آہان کو بلوا دیں اس نے خود میں سمٹتے خوف سے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے کہا تھا۔۔۔

بھابھی آہان بھائی اندر ہیں آپ بھی چلیں جائیں سامنے روم میں آبی بلا رہے ہیں۔۔۔

اس نے نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔ اور آبی کا نام سن کر اس کی ٹانگیں کانپیں تھیں۔۔۔

م۔۔۔م۔۔۔مجھے نہیں جانا آپ پلیز انہیں بلا دیں۔۔۔ اس نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بھابھی کچھ نہیں کہیں گے ابی آپ نہیں جائیں گی تو آہان بھائی ناراض ہوں گے ۔۔۔ پھر غصہ ہوں گے۔۔۔

آہ جائیں شاباش وہ سامنے کمرہ ہے وہ انتظار کر رہے ہیں۔۔۔

اس کو کہتے وہ چلے گیا تھا۔۔۔۔

وہ لرزتی ٹانگوں سے اٹھی تھی۔۔۔۔ بار بار اپنا دوپٹہ سر پر سیٹ کرتی مردہ قدموں سے بھاری بھاری قدم اٹھاتی دروازے تک پہنچی تھی۔۔۔

ابی پلیز آرام سے ٹریٹ۔۔۔۔

اس کے کانوں میں اندر سے آتی آہان کی آواز گونجی تھی۔۔۔۔ اسکا حلق خشک ہوا تھا۔۔۔ وہ بت بنی دروازے کے پاس کھڑی تھی۔۔۔۔ جب اسد نے آہ کر دروازہ کھولا تھا۔۔۔

بھابھی اندر جائیں۔۔۔ اس نے دروازے کے پاس کھڑی انعمتہ سے کہا تھا۔۔۔ اور اس نے نظریں جھکائے اپنا دایاں پاؤں اندر رکھا تھا اور پھر بایاں۔۔۔۔

وہ آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا کے آج وہ اس کٹہرے میں کھڑی ہو گئی ہے جس سے نکلنا اس کے لیے مشکل ہے۔۔۔

اب اس سے اس کی ذات اس کے خاندان اس کی ماں سب کے حوالے سے سوال ہوں گے۔۔۔۔

وہ کیا کہے گی۔۔۔ وہ کیا کیا نہیں سنے گی۔۔۔ کون کون سے طنز کے تیر اور نشتر سہے گی ۔۔۔۔

کیا کہے گی کے اپنی عزت بچانے کے لیے اس نے آہان سے شادی کی اس کے ساتھ رہنا اسکی مجبوری تھی۔۔۔ ہاں اس نے ان کے بیٹے کا استعمال۔۔۔۔

نہیں یا وہ یہ کہے گی کے ایک طوائف زادی کی بیٹی بننا یا نا بننا اس کے اختیار میں نہیں تھا---

ہاں وہ یہ کہے گی کے اسکی ماں ظالم ہے اور وہ ممتا کے عہدے سے بھی گر چکی ہے اور اپنی ہی ماں کے ہاتھوں وہ بک کر----

وہ جانے سر جھکائے کیا سے کیا سوچ رہی تھی-----

انعمتہ---- آبی نے اس کی شکل دیکھ کر نمی بھری آواز میں کہا تھا---

جانی پہچانی مانوس سی آواز پر اس نے لرزتی نم پلکیں اٹھا کر سامنے کھڑے بوڑھے وجود کو دیکھا تھا-----

حشمی انکل۔۔۔ اسکے تھرتھراتے لبوں نے جملہ ادا کیا تھا۔۔۔ کتنے آنسو اس کی گالوں پر ٹوٹ کر بکھرے تھے۔۔۔۔اسی لمحے اسکے چہرے کے آگے کتنے وہ پل لہرائے تھے جب وہ دا جی اور حشمی انکل کو چائے سروکرنے آتی تھی۔۔۔ ان کے گھر میں اجازت نہیں تھی کسی بھی مرد کے سامنے آنے کی مگر حشمی انکل کے سامنے وہ دا جی کے کہنے پر جاتی تھی۔۔۔ ان دونوں کی کتنی دوستی تھی وہ اسکی گواہ تھی۔۔۔۔

المیرا نے تو کبھی دا جی کو امپورٹنس نہیں دی تھی تو وہ ان کے کسی دوست کو کیا امپورٹنس دیتی مگر وہ اس کی آنکھیں گواہ تھیں ان کی دوستی کی۔۔۔

اس نے دھندلائی آنکھوں سے ان کے چہرے میں اپنے دا جی کا چہرہ ڈھونڈنا چاہا تھا۔۔۔جتنے وہ رحمدل تھے اتنے ہی رحمدل اور شفیق ان کے دوست تھے۔۔۔

ابی نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ پھر اس کے ماتھے پر بوسا دیتے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا ۔۔۔ وہ ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔۔

آہان اس سارے عرصے میں چپ رہا تھا ۔۔۔۔ وہ بس سن کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

حشمی انکل ماما بہت بری ہیں انہوں نے مجھے بیچا دا جی ٹھیک کہتے تھے وہ سب کے حق میں بری ہیں مجھے وہاں نہیں جانا وہ گندی جگہ ہے وہاں گندے لوگ آتے ہیں وہاں پر گھنگروؤں کی آوازیں سگریٹ کی سمیل اور اس گندے ڈرنک کی سمیل مجھے اس ماحول سے وحشت ہوتی ہے۔۔۔۔۔

وہ ان کے گلے لگے ہچکیوں سے روتے کہہ رہی تھی۔۔۔ نرم اور مہربان شفیق لمس نے اسے بہت کمزور کر دیا تھا ان کے لمس میں اسے اپنے دا جی کے لمس کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔۔

ماما مجھے اہ۔۔۔اہان سے چھین کر لے جائیں گی دس دن بعد وہ پھر مجھے آگے بیچ دیں۔۔۔۔

انعمتہ سٹاپ اٹ۔۔۔۔ آہان نے سخت لہجے میں اسے اگلے لفظ کہنے سے روکا تھا اور وہ اس کی آواز سن کر وہیں چپ ہوئی تھی۔۔۔۔۔

کوئی نہیں لے کر جائے گا ہم سے ہماری گڑیا کو کسی کی اتنی ہمت ہے وہ حشمت اللہ آفندی کی بہو کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے۔۔۔۔ انہوں نے اسے تسلی دیتے خود سے الگ کرتے صوفے پر بٹھایا تھا اور خود بھی اس کے ساتھ آہ کر بیٹھے تھے۔۔۔۔

بس اب میرا بچہ روئے گا نہیں بلکل بھی نہیں۔۔۔۔ تم یہاں محفوظ ہو کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ انہوں نے پیار سے اس کے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔۔

انعمتہ بچے تم ملک نثار کی پوتی ہی نہیں بلکہ حشمت اللہ آفندی کی بیٹی ہو بہو ہو۔۔۔۔ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

آبی ملک نثار کیا مطلب۔۔۔۔ آہان نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔۔

آہان یہ المیرا کی چھوٹی بہن ہے جس سے زاویان کا نکاح ہوا ہے۔۔۔۔ اور ملک نثار کی پوتی ہے وہی جس کے لیے میں زاویان کو۔۔۔۔ انہوں نےکہتے کہتے بات ادھوری چھوڑی تھی۔۔۔۔۔

آبی کیا یہ وہ۔۔۔۔ میرا مطلب۔۔۔۔ اس نے ساری بات سمجھتے کہا تھا۔۔۔۔

ہمممم آہان اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔۔۔۔ رشتوں میں تم بری طرح الجھ چکے ہو مگر شاید ایسا ہی رشتہ بننا ہم سب کے مقدر میں تھا۔۔۔۔ مگر اب میں امید کروں گا تم میری بیٹی کی حفاظت اپنی جان سے بھی بڑھ کر کرو گے۔۔۔میرے لیے یہ پہلے ہے اور تم بعد میں۔۔۔۔ میں اب اس کی آنکھوں میں آنسو نا دیکھوں۔۔۔۔۔

انہوں نے آہان سے ٹھوس لہجے میں کہا تھا۔۔۔

جی ابی۔۔۔۔ اس نے سر ہلایا تھا۔۔۔۔

کیا دیدم کا نکاح کس سے ہوا۔۔۔۔ انکل کیا دیدم یہاں ہیں اس نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔۔

نہیں مگر تمہاری دیدم کانکاح۔۔۔۔۔ ابی نے زاویان اور المیرا کے نکاح کی ساری بات پھر اس کی ماں کا آنا اسفند کا نکاح کے پیپر دکھانا سب بتایا تھا۔۔۔

م۔۔۔۔م۔۔۔۔مطلب وہ دیدم کو لے کر سنگا پور چلے گئے وہ جھوٹ بول رہے ہیں انکل دیدم کا کوئی نکاح نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

اپنی دیدم کی فکر میں ہلکان ہوتے اس نے کہا تھا۔۔۔۔

جانتا ہوں بیٹا مگر وہ یہاں خود اس نکاح کو جھوٹ کہہ کر گئی ہے اپنی ماں کے ساتھ میری تو دعا ہے کے وہ بس محفوظ ہو۔۔۔۔

انہوں نے بھرائی آواز میں کہا تھا۔۔۔

ابی زاویان نے کیسے جانے دیا اسے ---- روکا کیوں نہیں وہ اس کی عزت تھی پھر وہ----

آہان نے کہا تھا----

پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے اسے اتنا سمجھایا مگر کہتا ہے اس کا ضمیر مر گیا ہے وہ اس پاک رشتے کو گناہ کہہ کر خود گئی ہے----

انہوں نے ٹوٹے بکھرے لہجے میں کہا تھا--- وہیں انعمتہ کو بھی اپنی بہن کی اس حرکت پر افسوس ہوا تھا-- -

اب کہاں ہے وہ ہمیں پولیس کو انوالو کر کے لانا چاہیے اسے یہاں۔۔۔۔ آہان نے کہا تھا۔۔۔

نہیں جانتا کل سے غائب ہے آئے تو کچھ کرتے ہیں فی الحال تم انعمتہ کو سنبھالو کیسے رو رو کر اپنا برا حال کیا ہوا ہے بچی نے۔۔۔۔۔

انہوں نے انعمتہ کی حالت دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

انکل اگر زاویان آپ کے پوتے ہیں اور آہان آپ کے بیٹے تو میرا ان کے ساتھ نکاح آئی مین۔۔۔۔ وہ کسی خدشے کے تحت بولتے بولتے چپ ہوئی تھی۔۔۔۔۔

میری جان میرے بیٹے یہ نکاح ٹھیک ہے آہان تمہارے لیے نا محرم ہے اور نا محرم سے نکاح ہو سکتا ہے وہ زاویان کا چاچو ہے تمہارا نہیں اس لیے ہر خدشے کو دل سے نکال

دو۔۔۔اس رب کا شکر ادا کرو کے اس نے تمہیں اس ذلت بھری زندگی اور کسی درندے کے ہتھے چڑھنے سے بچا لیا۔۔۔۔

انہوں نے اسے تسلی دیتے نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

ج۔۔۔جی انکل۔۔۔ اس نے سر جھکائے کہا تھا۔۔۔۔

انکل نہیں ابی کہو۔۔۔۔ اور ہر خدشے سے خود کو باہر نکالو۔۔۔۔ تمہاری دیدم کو بھی جلد بلا لوں گا تمہارے پاس۔۔۔۔ مگر ایک شرط ہے۔۔۔۔ انہوں نے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

وہ کیا ابی۔۔۔۔ انعمتہ نے پوچھا تھا۔۔۔۔

میری بیٹی کی آنکھوں میں اب انسو نہیں آئیں گے جتنا رونا تھا رو لیا اب نہیں ہمممم ---- انہوں نے اسے تنبیہہ کرتے کہا تھا----

اور وہ ان کے سینے کے ساتھ لگی سر اثبات میں ہلاتی اپنے آنسو صاف کر رہی تھی----

واہ یہ صحیح ہے میں دیکھ رہا ہوں ابی آپ مجھے فل اگنور کر رہے ہیں--- ماحول کا تاثر ختم کرنے کے لیے آہان نے کہا تھا----

تم کون ہو میں تمہیں نہیں جانتا ابی نے ہنستے ہوئے کہا تھا---

ناٹ فئیر ابی---- وہ کہتے اسی صوفے پر جا کر بیٹھا تھا-----

اب سچویشن یہ تھی کے درمیان میں ابی ایک سائیڈ پر انعمتہ اور دوسری سائیڈ پر وہ بیٹھا تھا۔۔۔۔

وہ بھی ابی کے سینے کے ساتھ لگا تھا۔۔۔ ابی نے آسے اور انعمتہ دونوں کو اپنے بازوؤں کے حالے میں لیا تھا۔۔۔تب ہی اس نے ابی کے پیچھے سے بازو نکال کر انعمتہ کی کمر پر رکھا تھا اور اس کی نازک کمر پر شرارت سے انگلیاں چلائیں تھی۔۔۔۔ اپنی کمر پر رینگتا آہان کا ہاتھ محسوس کرتے اس نے پل بھر میں آہان کو گھورا تھا۔۔۔

اور وہ آنکھ ونک کرتے شرارت سے ہنسا تھا۔۔۔۔

آہان کیوں تنگ کر رہے ہو اسے۔۔۔ ابی نے اس کی شرارت سمجھتے ہوئے اسے ٹوکا تھا۔۔۔۔

میں نے کیا کیا۔۔۔۔ آہان نے ہاتھ پیچھے کرتے کہا تھا۔۔۔

سدھر جاؤ بہت پٹو گے۔۔۔۔ انہوں نے آہان سے کہا تھا۔۔۔ اور پھر دونوں کو نرمی سے الگ کیا تھا خود سے۔۔۔۔۔

اب تو سرٹیفکیٹ ہے میرے پاس ابی اس نے منہ بسورتے کہا تھا۔۔۔ اور ذو معنی نظروں سے انعمتہ کو دیکھا تھا وہ کانوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔

میری گن کا بھی میرے پاس لائسنس ہے انہوں نے اسے مصنوعی غصے سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

بس وہ آج تک چلتی نہیں دیکھی میں نے اس نے قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔۔۔

اس کی پہلی گولی تم پر ہی چلے گی میرے ہاتھوں اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نا ائے تو۔۔۔کہتے وہ اٹھے تھے۔۔۔۔

اور اپنی الماری کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔

ہاں چل ہی نا جائے ویسے جا کہاں رہے ہیں ان کو اٹھتے دیکھ پوچھا تھا۔۔۔

ایک منٹ رکو آہ رہا ہوں۔۔۔ وہ الماری میں سر دیئے کھڑے تھے۔۔۔

کمفرٹیبل ہو ناں۔۔۔ اس نے انعمتہ کا ہاتھ پکڑتے کہا تھا۔۔۔

مجھے آپ سے بات نہیں کرنی اس نے ہاتھ چھڑوایا تھا۔۔۔

میں نے کیا کیا۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ اس نے حیرانگی کے سارے ریکارڈ توڑتے پوچھا تھا۔۔۔

آپ نے مجھے ڈانٹا تھا باہر۔۔۔ لیو مائی ہینڈ آپ کی وجہ سے میں اتنا روئی تھی اور مجھے ڈر بھی لگا تھا۔۔۔۔

اس نے اس سے تھوڑا دور ہوتے کہا تھا۔۔۔

چچچچ کیسے ابی کی سپورٹ ملتے تم ایک دم شیرنی بن گئی ہو ناں تم روم میں چلو تمہیں تو میں وہاں دیکھو گا اور اپنے انداز میں دیکھوں گا پھر ۔۔۔

پھر چھڑوا لینا شیرنی کی طرح خود سے مجھے۔۔۔

گہری نظروں سے اس کے نازک سراپے کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

یہ آہان کی ماما اپنی بہو کے لیے چھوڑ کر گئی تھیں۔۔۔ یہ اب تمہاری امانت میں نے تمہیں پہنچا دی۔۔۔ آہان پہنا دے گا تمہیں۔۔۔۔۔

انہوں نے اس کے سامنے ایک خوبصورت ڈائمنڈ کا سیٹ رکھتے کہا تھا جو ریڈ بوکس میں پڑا جھلملاتا اپنی خوبصورتی کا ثبوت دے رہا تھا۔۔۔۔۔

شکریہ ابی اس نے وہ بوکس لیتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

تب ہی اہان کے فون پر بیل ہوئی تھی اور وہ ایکسکیوز کرتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

المیرا میری بچی تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔۔المیرا کو اندر آتے دیکھ گلشن بائی نے اسے گلے لگاتے پوچھا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہوں سلامت پہنچ گئی ہوں آپ کے اسفند نے کوئی کسر تو نہیں چھوڑی تھی مجھے مارنے کی یا پھر میری عزت کی دھجیاں اڑانے کی۔۔۔۔

مجھے معاف کر دے میری بچی میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہے کے میں نے اسفند پر اعتبار کر کے تمہیں وہاں بھیجا میری جان تمہاری ماں نے بہت بڑا دھوکہ اٹھایا ہے۔۔۔۔

میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی میں تل تل تڑپی ہوں جب سے مجھے پتہ چلا ہے۔۔۔۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں اپنی ماں کو معاف کر دو اس گناہ کے لیے جو اس سے جانے انجانے میں ہوا۔۔۔

گلشن بائی نے اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

نہیں ماما میں جانتی ہوں اس نے دھوکہ دیا ہے آپ کو آپ کا بھی کوئی قصور نہیں اس میں بس اس بات کو بھول جائیں اب۔۔۔۔

اس نے ان کے ہاتھوں کو سیدھا کرتے کہا تھا۔۔۔۔

تم نے مجھے معاف۔۔۔۔

ماما کیوں گناہ گار کرتی ہیں مجھے میں بھولنے کی کوشش کر رہی ہوں آپ بھی بھول جائیں اس نے تنبیہ کرتے کہا تھا۔۔۔

تمہیں زاویان نے بچایا تھا ناں المیرا۔۔۔ وہ کیسے وہاں پہنچا۔۔۔ گلشن بائی نے اس سے بات اگلوانے کے لیے پوچھا تھا۔۔۔

جی ماما اس وقت زاویان کسی فرشتے سے کم نہیں تھا میرے لیے اس نے بہت ساتھ دیا میرا یہاں تک لایا مگر وہ چاہتا تھامیں اب اس رشتے کے ناطے اس کے گھر جاؤں اسکی زندگی میں جگہ بناؤں۔۔۔

مگر نہیں ماما مجھے جب دا جی ہی اپنی زندگی میں قبول نہیں تھے تو میں ان کے کیے گئے فیصلے کو کیسے خود پر پوری زندگی مسلط کر سکتی ہوں اگر مجھے زاویان پسند بھی ہے تو میں دا جی کی نفرت میں کبھی بھی اس رشتے کو قبول نہیں کروں گی۔۔۔ اس کے لیے چاہے مجھے اپنی محبت ہی کیوں نا چھوڑنی پڑے اس نے نفرت سے کہا تھا۔۔۔

تو تمہیں زاویان سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔ گلشن بائی نے کسی خدشے کے تحت پوچھا تھا۔۔۔

ہو بھی گئی ہے تو اب اس سب کا کوئی فائدہ نہیں میں ہر رشتہ توڑ آئی ہوں اس سے مجھے اس زبردستی کے مسلط کیے رشتے سے چھٹکارا چاہیے محبت پسند نا پسند وہ میری ذات کی شاید گمنامیاں ہیں۔۔۔۔

اس نے درد بھرے لہجے میں کہا تھا اور پل بھر میں اس کے کانوں میں اپنے ہی کہے جملے گونجے تھے۔۔۔۔ "میں چاہتی ہوں کے میرا ہر بڑھتا قدم مجھے تم سے دور دھکیلے۔۔۔۔"

اس نے کرب سے آنکھیں بند کیں تھیں۔۔۔ زاویان کا چٹانوں کی سختی لیے چہرہ اسکی آنکھوں کے آگے لہرایا تھا اس کی آنکھوں میں نمی بھری تھی۔۔۔ وہ اس کو دکھ پہنچا آئی تھی جس نے اس کی عزت کو بچانے کے لیے اپنی عزت کی پروانہیں کی تھی۔۔۔

اس وقت وہ نفرت انا اور محبت ان تین سروں میں جھکڑی ہوئی تھی۔۔۔ اور اس کا دل دہائیاں دے رہا تھا اسے اس کے کیے گئے عمل کو سدھارنے کے لیے اسکے پاس جانے کے لیے۔۔۔

یہ تو بہت اچھا کیا تم نے مجھے تمہیں کچھ اور بھی بتانا ہے المیرا۔۔۔ گلشن بائی کو خوف آیا تھا اس کے منہ سے یہ سن کر کے وہ زاویان سے محبت میں مبتلا ہوئی ہے مگر اگلے ہی لمحے کسی نقطعے پر غور کرتے اس نے جلدی سے اپنا منہ کھولا تھا۔۔۔

کیا بات ماما۔۔۔ اس نے اپنی آنکھوں میں موجود نمی کو صاف کرتے پوچھا تھا۔۔۔

انعمتہ کا پتہ چل گیا ہے المیرا مگر۔۔۔ گلشن نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑا تھا۔۔۔

مگر کیا۔۔۔ اس نے بے تابی سے پوچھا تھا۔۔۔

المیرا انعمتہ یہاں سے بھاگی تھی ۔۔۔ اور پھر مجھے نہیں پتہ اس نے کیسے اس حشمت اللہ افندی کے بیٹے سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے پورے پندرہ سال بڑا ہے۔۔۔ میں نہیں جانتی ان لوگوں نے کیسے میری معصوم سی بیٹی کو قابو کر لیا ہے۔۔۔۔

وہ زاویان کا چاچو ہے جس سے اس نے نکاح کیا ہے۔۔۔ یعنی اس حساب سے تمہاری ہی بہن تمہاری چاچی ساس توبہ یہ کیسا رشتہ بن گیا ہے تم دونوں بہنوں میں۔۔۔

مجھے تو سوچ کر ہی عجیب لگ رہا ہے۔۔۔۔ میری تو وہ سنے گی نہیں کیونکہ وہ مجھے اچھا نہیں سمجھتی مگر المیرا تم تم میری بیٹی مجھے واپس لا دو وہ اسے ٹریپ کر رہے ہیں اس کی پوری زندگی پڑی ہے اس کی پڑھائی اسکے خواب اپنی باپ کی عمر کے مرد سے وہ کیسے نکاح۔۔۔۔ گلشن بائی نے بھرپور اداکاری کرتے سارے اسکرز ایوارڈ اپنے نام کروائے تھے روتے ہوئے۔۔۔۔۔

واٹ یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ ان لوگوں نے میری معصوم بہن کے ساتھ۔۔۔۔ میں چھوڑوں گی نہیں ان افندیوں کو۔۔۔۔ گلشن بائی کی بات سنتے ہی اس کا سر چکرا گیا تھا اور غصہ آؤٹ آف کنٹرول ہوا تھا۔۔۔۔

آپ چلیں میرے ساتھ مجھے ابھی اسے واپس لانا ہے اس نے ٹھوس لہجے میں کہا تھا

۔۔۔۔۔

وہ نہیں آنے دیں گے الٹا انہوں نے اسے میرے خلاف پٹیاں پڑھائی ہوں گی دیکھنا وہ بہت کچھ میرے خلاف بولے گی اور آنے سے بھی انکار کر دے گی۔۔۔۔

گلشن بائی نے مصنوعی آنسو پونچھتے ہوئے کہا تھا۔۔

نہیں آئے گی تو گھسیٹ کر لاؤں گی اور اپنی ماں کے خلاف برا کہنے والے کی میں زبان کھینچ لو گی گدی سے۔۔۔

میں گاڑی میں ویٹ کر رہی یوں آپ آہ جائیں غصے کو کنٹرول کرتے کہا تھا اس نے اور باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

اب دیکھنا انعمتہ تمہیں اپنے بیٹے کی باہوں تک پہنچا کر ہی دم لوں گی۔۔۔۔ اور میں یہ بھی جانتی ہوں کے اب تک تم نے اپنے آپ کو کسی کو ہاتھ بھی لگانے نہیں دیا ہو گا۔۔۔۔

اب چلے گی گلشن بائی ایک تیر سے دو نشانے-----

کھلکھلاتی وہ جشن مناتی المیرا کے پیچھے چلی گئی تھی---

♡♡♡♡♡♡♡

کیا کہہ رہے ہو تم فراز ایسا کیسے ہو سکتا ہے----
اس نے بے یقینی سے کہا تھا----
ایسا ہی ہے یار وہ کل رات سے غائب ہے اور اس سب کے پیچھے اس گلشن بائی کا ہاتھ ہے---- اس کے ہائر کیے ہوئے کتے اس کو اتنی سیکیورٹی کے باوجود بھی لے گئے ہیں---
اس نے افسوس سے کہا تھا----

مگر فراز کوئی پولیس کو کیسے چکما دے سکتا ہے وہ بھی سول یونیفارم والی۔۔۔ اس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اسکا مطلب صاف ظاہر ہے کے ان میں سے ہی کسی نے اس کا ساتھ دیا ہے۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا۔۔۔

مطلب اس کو اغواہ کروانے میں مدد وہاں کے ہی کسی افیسر نے کروائی ہے اور وہ گلشن بائی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔۔۔

آہان نے بات سمجھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بلکل ایسا ہی ہے اب جلدی پہنچو اس سے پہلے کے کچھ غلط ہو جائے زاکر کے ساتھ۔۔۔

فراز نے کہا تھا۔۔۔

اوکے میں آہ رہا ہوں۔۔۔ اس نے کہتے کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔

ابی میں کچھ ضروری کام سے جا رہا ہوں۔۔۔ رات تک آہ جاؤں گا کال ڈسکنکٹ کر کے وہ دوبارہ ابی تک پہنچا تھا۔۔۔ اور انہیں بتایا تھا۔۔۔

جانا ضروری ہے ابی نے پوچھا تھا۔۔۔۔

جی ابی جانا ضروری ہے۔۔۔۔ اس نے انعمتہ کی طرف دیکھتے کہا تھا جو اس کے جانے کا سن کر پریشان ہوئی تھی۔۔۔۔

جاؤ انعمتہ چھوڑ آؤ آہان کو اور فریش ہو کر ڈائننگ پر آہ جاؤ بیٹا۔۔۔۔

ابی نے نرم لہجے میں کہا تھا اور وہ سر ہلاتی آہان کے پیچھے کمرے سے باہر آئی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔۔ وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔۔اس نے اس کے ساتھ روم میں آتے کہا تھا۔۔۔۔

میں نے ڈرائیور کو بھیج دیا ہے وہ تمہارے بیگز لے ائے گا تھوڑی دیر تک۔۔۔۔ یہ ہمارا روم ہے تم کبرڈ میں اپنے ڈریسز سیٹ کر لینا۔۔۔۔

اس نے کبرڈ میں سے کوئی فائل نکالتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اپ کب آئیں گے آہان۔۔۔۔ اس نے نظریں جھکائے پوچھا تھا۔۔۔۔

او ہو تو میری بیوی کو مجھ سے دوری کھٹک رہی ہے۔۔۔۔ اس نے اس کی توڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

ن----نہ---- نہیں ایسا کچھ نہیں ہے---- بس میرا دل پریشان ہو رہا ہے پتہ نہیں کیوں---- اس نے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا تھا اور دو قدم چلتی ہوئی ڈریسنگ کے پاس آئی تھی-----

مطلب تمہیں فرق نہیں پڑتا میں جب مرضی جاؤں یا آؤں----- اس نے اس کے پاس پہنچتے ہوئے کہا تھا----

اہ----اہان آپ پلیزباہر مت جائیں ماما کا کچھ بھروسہ نہیں ہے وہ کبھی بھی کچھ بھی کر سکتی ہیں اگر انہوں نے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو----

اس نے الجھے لہجے میں پریشانی میں اس کا ہاتھ پکڑتے بھیگی آنکھوں سے کہا تھا----

تو پھر تو تمہیں خوش ہونا چاہیے تمہاری خاطر تمہارا شوہر اپنی جان دے دے----

آہان پلیز---- اس نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی تڑپ کر اس کی طرف دیکھا تھا----

اور آنسوؤں نے پل بھر میں گالوں کو بھگویا تھا-----

ارے یار مذاق----

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔ جب اس نے اپنا آپ چھڑوایا تھا اس سے۔۔۔۔

یہ نا کہا کرو کے چھوڑیں مجھے دور جانے کی بات بھی نا کیا کرو۔۔۔ ورنہ بہت برا ہو گا۔۔۔۔ اس نے اس کی پشت کو سینے سے لگاتے کہا تھا اور اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے اس کے پیٹ پر باندھا تھا۔۔۔۔۔

آپ کر لیں میں کروں تو برا ہو گا۔۔۔۔ اس نے اس کی توڑی اپنے کاندھے کو ہلاتے ہوئے وہاں سے ہٹانی چاہی تھی۔۔۔

میری جان میں چاہ کر بھی دوور نہیں جا سکتا تم سے اس لیے پریشان ہونا چھوڑ دو۔۔۔۔ اور جلدی سے ایک میٹھی سی کسی دو اینرجائز کرو مجھے تاکہ میں جاؤ پھر۔۔۔۔

اس نے شرارتی لہجے میں کہا تھا۔۔۔اور وہیں اس کے لفظ سن کر اس کے حصار میں کھڑی انعمتہ کی ٹانگیں کانپیں تھیں جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔۔۔

بس ہو گیا ڈرامہ سٹارٹ کر دو کانپنا شروع مگر تم یہ نہیں جانتی مائی لو تمہاری یہ حرکتیں مجھے مزید تمہاری قربت کے لیے مدہوش کرتی ہیں اس نے اس کے کاندھے پر اپنے

سلگتے لب رکھتے لمس چھوڑے تھے پھر اس کے کان کے پیچھے گہرا سانس لیتے اس کے جسم کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا۔۔۔

اہ۔۔۔۔اہان۔۔۔۔

وہ ہنوز کانپ رہی تھی اس کے تنگ گھیرے میں۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔ اس نے اس کی کان کی لو کو دانتوں تلے دباتے کہا تھا ۔۔۔۔

م۔۔۔۔م۔۔۔مجھے بھوک۔۔۔ لگی ہے۔۔۔۔ مشکل سے چند الفاظ بول پائی تھی وہ۔۔۔۔

مجھے کھا لو۔۔۔۔ اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر اسے نئی شرارت سوجھی تھی۔۔۔۔

ا۔۔۔اپ۔۔۔۔ک۔۔۔۔کو دی۔۔۔۔دیر۔۔۔۔

وہ اس کا رخ اپنی طرف کر کے اس کے ہونٹوں پر نظریں رکھے کھڑا تھا جب وہ بامشکل اتنا ہی بول پائی تھی۔۔۔۔ اور وہ اس کے باقی لفظوں کو اس کے منہ میں ہی قید کر چکا تھا۔۔۔

اپنی وارفتگی تشنگی سلگتی سانسوں کی خوشبو اس میں انڈیل کر اس کے بے جان ہوتے وجود کو دیکھتے پیچھے ہوا تھا۔۔۔ پھر اس کے بگڑے تنفس سرخ گیلے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے صاف کیا تھا۔۔۔

انعمتہ میں چاہتا ہوں میں ہمیشہ تمہارے لیے اہم رہوں ہر رشتے سے مقدم۔۔۔ میری اہمیت تمہاری زندگی میں اتنی ہو کے تمہیں اپنی سانسوں سے بھی میری خوشبو آئے۔۔۔ ان شدتوں کو خود میں سمانے کے لیے مضبوط کرو اپنی چھوٹی سی جان کو۔۔۔

اس نے اس کی کمر کو سہلاتے ہوئے اس کے کانپتے وجود اور اسکے نازک سراپے کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

جا رہا ہو میں۔۔۔ ابی کے پاس خود کو ریلیکس کر کے جانا رات میں ملتے ہیں۔۔۔۔۔

اس نے اس کی آنکھوں پر باری باری لب رکھتے کہا تھا اور پھر اس کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کر کے چلے گیا۔ تھا۔۔۔

اور وہ بمشکل خود کو بیڈ کے پاس گھسیٹ کر لے کر گئی تھی۔۔۔

بہت برے ہیں آپ آہان۔۔۔۔ اپنی سانسوں میں اس کی سانسوں کی خوشبو محسوس کرتے اپنے تنفس کو قابو کرتے کہا تھا اس نے۔۔۔۔

عجیب کشمکش میں مبتلا تھی وہ اس کے لیے پریشان بھی تھی اس سے دور بھی نہیں جانا تھا اور اس کے پاس بھی رہنا تھا۔۔۔۔مگر اتنے پاس کے وہ پل بھر میں اس کی سانسیں چھین لے یہ نہیں چاہتی تھی وہ ابھی اور وہ ہر وقت اس پر اپنے جزبے لٹاتا رہتا تھا۔۔۔۔

یہ اس کی محبت کا انداز تھا۔۔۔

اس نے شدت سے انکھیں بند کیں تھیں۔۔۔۔

یو ہیٹ می بٹ آئی لوو یوو۔۔۔ اس کے کانوں میں آہان کے لفظ گونجے تھے۔۔۔

اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں مگر وہ کہیں نہیں تھا۔۔۔۔ مگر اس کی خوشبو وہ تو اس کے اردگرد ہی تھی۔۔۔۔

اس کے لبوں پر مسکراہٹ مچلی تھی۔۔۔۔

بٹ آئی سٹل ہیٹ یو اس نے شرمائے شرمائے لہجے میں اپنے لبوں کو انگلی سے چھوتے کہا تھا اور پھر اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپا کر شرمائی تھی۔۔۔۔

پھر دوپٹہ سر پر سیٹ کر کے بند آنکھوں سے آہان کے چہرے کو آنکھوں میں سموتے ایت الکرسی پڑھ کر اس پر خدا کی حفاظت کا حصار کھینچا تھا۔۔۔

یااللہ میرے شوہر کی حفاظت کرنا۔۔۔ اس نے دل سے دعا کی تھی۔۔۔۔ اور پھر فریش ہو کر ڈائننگ ہال کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

المیرا میرے بچے اسے پیار سے سمجھانا وہ غصے اور ڈانٹ ڈپٹ کی عادی نہیں ہے۔۔۔۔

گلشن بائی نے گاڑی میں بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔

ماما وہ بچی نہیں ہے اس کے پڑھنے کے دن ہیں اور وہ نکاح کر کے بیٹھ گئی ہے کس چیز کی انسیکیورٹی تھی اس کو۔۔۔

اس نے نفرت سے کہا تھا۔۔۔۔

پتہ نہیں بیٹا۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے کے اس کی اچھی خاصی برین واشنگ کی ہے۔۔۔۔

اس نے معصومانہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

مگر ماما۔۔۔۔

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر گلشن بائی کے موبائل پر آتی کال پر وہ رک گئی تھی۔۔۔

جی اشتیاق صاحب ۔۔۔۔ گلشن بائی نے کال رسیو کرتے ہی کہا تھا۔۔۔۔

ماما۔ میں نے اس لیے کال کی ہے کے اب آپ کے پاس صرف چھے گھنٹے بچے ہیں۔۔۔۔

عابش نے کہا تھا۔۔۔

ج۔۔۔۔ج۔۔۔جی اشتیاق صاحب میں سمجھ گئی مگر میں آپ کو ایسا کچھ نہیں کرنے دوں گی۔۔۔۔۔

گلشن بائی نے عابش کی بات سنتے گڑبڑاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یہ میں نہیں جانتا کے آپ کیا کرنے دیں گی کیا نہیں میں صاف لفظوں میں بتا چکا ہوں۔۔۔ وہ نہیں تو کوئی اور نہیں۔۔۔۔ پھر رات کو یا تو آپ مجھے میری خوشی سے ملوائیں گیں یا مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دیں گی۔۔۔ اس نے اچھا خاصا دھمکایا تھا۔۔۔۔

جی جی ٹھیک ہے۔۔۔کہتے ہوئے اس نے کال کاٹی تھی۔۔۔۔

المیرا نے بڑے عجیب سے تاثرات دیکھے تھے اپنی ماں کے۔۔۔۔

سب ٹھیک ہے ناں ماما۔۔۔ اس نے ان کے چہرے کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

ہاں ہاں بیٹا سب ٹھیک ہے۔۔۔۔ تم گاڑی تیز چلاؤ۔۔۔۔ اپنی فیلنگز کو وہ اس سے چھپانے میں کافی حد تک کامیاب ہو گئیں تھیں۔۔۔ مگر وہ انٹرنلی اس کی باتوں سے بے حد پریشان ہو گئیں تھیں۔۔۔۔ اگر وہ بار بار ایک ہی بات کر رہا تھا تو وہ جو کہہ رہا تھا اس نے وہ کر گزرنا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

تم نے پولیس کو اطلاع کی آہان نے فراز کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

تجھے لگتا ہے کے پولیس کو انوالو کرنے کا کوئی فائدہ ہے جو بھی کرنا ہے ہمیں خود ہی کرنا ہے۔۔۔۔ فراز نے کاندھے ڈھیلے چھوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

مطلب اب جو بھی سوچنا ہے جو بھی پلین کرنا ہے خود سے کرنا ہے۔۔۔۔۔

آہان نے کسی نقطے پر سوچتے کہا تھا۔۔۔۔

پھر تو ہمیں گلشن ہائی کی کسی کمزور کو اپنی مٹھی میں کرنا ہے۔۔۔۔

اہان نے فراز کی طرف دیکھتے پر سوچ انداز میں کہا تھا۔۔۔۔

ایسا انسان جو ہمیں زاکر تک لے جائے۔۔۔۔

فراز نے کہا تھا۔۔۔۔

رشید یس رشید وہ۔۔۔۔وہ واحد آدمی ہے جو اس عورت کا سارا کچھ جانتا ہے۔۔۔ ہمیں اس پر نظر رکھنی ہے اور وہ ہی ہمیں اس تک پہنچائے گا۔۔۔۔

آہان نے پرجوش ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

ہو سکتا ہے اس نے اسے اپنے کوٹھے پر نہیں بلکہ کہیں اور چھپایا ہو۔۔۔۔فراز نے کہا تھا۔۔۔۔

ہاں وہ پولیس کے ڈر سے کبھی بھی اسے اپنے کوٹھے پر نہیں رکھے گی۔۔۔۔۔ وہ اسے کسی اور جگہ رکھے گی۔۔۔۔۔

اہان نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اس نقطعے کو۔۔۔۔

آہان اگر وہ جس جگہ اس نے فراز کو رکھا ہے وہیں رہتا ہو۔۔۔ مطلب اگر وہ ہمیں اس کوٹھے کے اردگرد نا ملا تو۔۔۔۔

فراز کسی خدشے کے تحت بولا تھا۔۔۔

نہیں وہ وہیں ہو گا۔۔۔ دن میں دو چکر وہ وہاں اس کوٹھے کے بھی لگاتا ہو گا کیونکہ وہ گلشن بائی کا روح رواں ہے اور یہی وہ اس کے آنے جانے کا وقت ہے جب ہمیں اس کی گردن مروڑنی ہے۔۔۔۔ چلو اب۔۔۔

کہتے ہی آہان اٹھا تھا۔۔

کہاں۔۔۔ فراز نے بھی اس کے ساتھ اٹھتے پوچھا تھا۔۔۔

ہم اس کے کوٹھے کے قریب جا کر اس کے کوٹھے کے اردگرد نظر رکھیں گے اور پھر جب وہ نکلے گا باہر تو اس کا پیچھا کریں گے۔۔

اہان نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا تھا اور پھر اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا فراز بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

تم کیب سے گھر چلے جاؤ۔۔۔

ڈرائیور سے گاڑی کی چابی لیتے وہ اپنے غصے اور اشتعال پر ہر ممکن قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔ اور پھر وہ لے مقصد تیتی سڑکوں پر گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔

کیسے کر سکتی ہو تم اتنا دوغلا پن کتنی سیلفش ہو---

تمہارے لیے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کی کے تم پر میری عزت پر کوئی حرف نا آئے اور تم نے تم نے کیا کیا---- ایک پل میں مجھے وہاں پہنچا دیا جہاں تمہارے نزدیک میں تمہاری جوتی کی نوک پر بھی نہیں ہوں----

اس نے اپنے غصے سے گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے چیختے ہوئے کہا تھا ----

نہیں المیرا تم ابی کی خواہش تھی اب تم میر زاویان آفندی کا جنون بن گئی ہو اور اپنے جنون کے آگے تمہارے گھمنڈ کو اور تمہاری اس نام نہاد پارسائی کو کیسے توڑنا ہے یہ میں اچھے سے جانتا ہوں----

جو زخم آج تم نے مجھ سے کنارہ کشی اختیار کر کے مجھے دیا ہے اس زخم پر مرہم میری جان تم ہی رکھو گی---

اس نے سلگتے لہجے میں کہا تھا اور پھر خود پر کنٹرول کرتے گاڑی کا رخ گھر کی طرف موڑا تھا-----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

واہ کیا بات ہے کیا پیار ہے امپریسیو۔۔۔اس نے ڈائننگ ہال میں جاتے ہی سامنے کا نظارہ دیکھتے ہوئے تالیاں بجاتے داد دی تھی۔۔۔۔

دندناتی ہوئی وہ گلشن بائی کے ساتھ ہی اس گھر میں داخل ہوئی تھی تمام نوکر تو جانتے تھے اسے اس لیے کسی نے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔۔

وہ ابی کے ساتھ بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔۔۔۔ جب اس نے سامنے کھڑی تالیاں بجاتی دیدم کو دیکھا تھا۔۔۔۔دیدم۔۔۔۔وہ دوڑتی ہوئی کھانا چھوڑ اس کی طرف گئی تھی تاکہ اس کے گلے لگے۔۔۔ اس کو محسوس کرے اس کو خود پر گزری داستان سنا سکے۔۔۔۔

وہیں رک جاؤ میرے قریب مت آنا۔۔۔۔ اس کو پاس آتا دیکھ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں روک دیا تھا۔۔۔ اور نفرت اور تلخی کے ملے جلے لہجے میں اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

دیدم مجھے آپ کو ہگ۔۔۔۔ اس نے آنسو بہاتے ہوئے المیرا سے دو قدم دور کھڑی گلشن بائی کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

مجھے یہ بتاؤ کیا تم نے میر حشمت اللہ آفندی کے بیٹے میر آہان آفندی سے نکاح کیا ہے---- اس نے چلاتے ہوئے پوچھا تھا----

المیرا بیٹا ہم بات بیٹھ کر بھی کر سکتے ہیں---- ابی بھی کھانا چھوڑ کر اٹھ بیٹھے تھے----اور بڑی نرمی سے اس تک پہنچتے انہوں نے کہا تھا----

میں آپ سے بات نہیں کر رہی میر حشمت اللہ آفندی تو چپ رہیں --- مجھے اپنی بہن سے بات کرنی ہے------

اس نے کھنکتے ہوئے لہجے میں نفرت سے منہ بسورتے ہوئے کہا تھا--- جیسے ابی اس کے لیے کوئی بہت حقارت زدہ چیز ہوں----

انعمتہ ریحام ملک کیا تم نے میر آہان آفندی سے نکاح کیا ہے----

اس نے دوسری بار اس سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑے ہوتے پوچھا تھا----

انعمتہ نے پہلے المیرا کی آنکھوں میں غصہ خوف اور وحشت دیکھی تھی---- پھر اس کے دس قدم کے فاصلے پر کھڑی گلشن بائی کی آنکھوں میں خوشی دیکھی تھی---- اور وہیں ابی

کا جھکا سر دیکھا تھا مگر وہیں دروازے سے اندر کی طرف بڑھتے ایک نوجوان کو دیکھا تھا۔۔۔
جو المیرا کی بات سن کر وہیں رکا تھا۔۔۔
انعمتہ میں آخری بار پوچھ رہیں ہوں کیا تم نے میر آہان افندی سے نکاح کیا ہے۔۔۔
اس بار وہ حلق کے بل دھاڑتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔۔
ج۔۔۔ج۔۔۔جی۔۔۔۔ اس نے خوف سے لرزتے ہوئے چہرہ نیچے جھکائے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں اپنی قمیض کے دامن کو پکڑتے ہوئے سر ہلا کر با مشکل کہا تھا۔۔۔
چٹاخ۔۔۔ کس نے حق دیا تھا تمہیں ایسا کرنے کا میں مر گئی تھی ماما مر گئیں تھیں جو تم نے اپنے لیے اتنا گھٹیا فیصلہ کیا۔۔۔
اس نے تھپڑ مارتے اس کا کاندھا پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔
د۔۔۔۔د۔۔۔دیدم۔۔۔۔ا۔۔۔ا۔۔۔اہا۔۔۔۔اہان نے۔۔۔۔
تھپڑ اتنا شدید تھا کے وہ بری طرح ہلی تھی۔۔۔۔
خبردار جو تم نے اب اس کا نام بھی لیا تو۔۔۔

آہان کا نام اس کے منہ سے سنتے ہی اس نے ایک بار پھر سے ہاتھ اٹھایا تھا اسے تھپڑ مارنے کے لیے مگر اس کا ہاتھ کسی نے پیچھے سے آہ کر اپنی گرفت میں مضبوطی سے لیا تھا۔۔۔

اب اگر تم نے ان پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش بھی کی تو یہ ہاتھ توڑ کر تمہارے دوسرے ہاتھ میں دے دوں گا۔۔۔

سوچ سمجھ کر ہمارے گھر کی عزت پر ہاتھ اٹھانا۔۔۔

اٹس آہ لاسٹ وارننگ۔۔۔۔

زاویان نے بری طرح اس کا بازو اس کی کمر پر لے جاکر مڑوڑا تھا کے اگر زرا سا بھی وہ اور دباؤ بڑھاتا تو اس کا بازو چٹک کر گر جاتا۔۔۔۔۔ ٹوٹ جاتا۔۔۔۔

یو بلڈی راسکل لیو مائی ہینڈ۔۔۔ اس نے آنسو بھری آنکھوں سے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

شٹ یور ماوتھ۔۔۔ اور آواز نیچے۔۔۔ اس وقت تم میر زاویان آفندی کے گھر کی چھت کے نیچے کھڑی ہو اپنی ماں کے کوٹھے ہر نہیں۔۔۔ اس نے ایک بار مزید دباؤ بڑھاتے اس کا ہاتھ چھوڑا تھا۔۔۔

شوق سے نہیں آئی تمہارے گھر بخدا بہت دعا کی تھی تم سے سامنا کبھی بھی نا ہو۔۔۔ مگر قسمت مجھے ہر بار تمہاری دہلیز پر لا کر کھڑا کر رہی ہے۔۔۔

اس نے نفرت سے اس کے پاس کھڑے ہوتے کہا تھا۔۔۔

جو مڑکیاں محرم دہلیز کو چھوڑ کر کسی سر راہ دہلیز کا چناؤ کرتی ہیں وہ ایسے ہی در بدر ہوتی ہیں اور پھر ان لڑکیوں کو کتے نوچتے ہیں پاگل بوکھلائے ہوئے بے ضمیر ہوس پرست کتے۔۔۔۔

اس نے اس کی آنکھوں میں انکھیں ڈالتے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے نفرت سے کہا تھا۔۔۔

میں تمہارے منہ لگنے نہیں آئی یہاں۔۔۔۔ اس نے اس کو اگنور کرتے انعمتہ کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔۔۔

تمہارے منہ لگ بھی کون رہا ہے۔۔۔۔ اگر تمہارے منہ لگنا بھی ہوا تو تم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ مجھے تم جانتی ہو میں یہ کام تم سے پوچھے بغیر بڑے بہتر طریقے سے کر سکتا ہوں۔۔۔۔

اور پھر تمہیں تو اپنی سانسوں پر بھی اختیار نہیں ہے۔۔۔۔

اس نے تلخی سے مسکراتے ہوئے سب کے سامنے طنز کا تیر مارا تھا اس کے منہ پر۔۔۔ تبھی المیرا کو اس کا اسفند کے گھر پر اسکی سانسیں بند کرنا یاد آیا تھا اور اس کے کان شرم سے لال ہوئے تھے۔۔۔۔ ایک غصے بھری نظر ڈالی تھی اس نے زاویان پر

چلو انعمتہ۔۔۔۔۔ اس بار اس نے زاویان کو جواب دینے کی بجائے انعمتہ کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔

کیا تمہیں لگتا ہے میر آہان آفندی کی بیوی کو تم اس گھر سے اس کی مرضی کے بغیر لے جا سکتی ہو۔۔۔۔

اس نے ڈائننگ ٹیبل کی طرف جاتے ہوئے پلیٹ میں تھوڑے سے چاول نکالتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ پھر سائیڈ پر کھیرے کے چند ٹکڑے رکھے تھے ایک سائیڈ پر چکن گریوی ڈال کر وہ واپس آیا تھا اور بڑے آرام سے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔ ۔۔

میں تمہیں اس گھر میں ایک منٹ بھی نہیں رہنے دوں گی جو ہوا سو ہوا ہم ڈائیورس لے لیں گے تمہیں ابھی لائف میں بہت آگے جانا ہے۔۔۔۔

اور تمہاری دیدم ہے ناں وہ سب سیٹ کر لے گی۔۔۔۔

اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

جب کے وہ اپنے قدم مضبوطی سے جمائے کھڑی تھی۔۔۔۔

اس کو اپنے ساتھ چلتا نا دیکھ اس نے مڑ کر بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

آئی سیڈ نا ائی ایم ود یو۔۔۔۔ واٹس رونگ ود یو۔۔ ۔

بتاو مجھے کون سی مجبوری کے تحت تم اس گھر میں پڑی ہو کس قسم کی ڈیمانڈ رکھی ہے تم سے اس گھر کے لوگوں نے مت ڈرو انعمتہ ہمارے پاس ہماری ماں ہے ہمیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم یتیم ہیں مسکین نہیں ہے۔۔۔ کچھ تو بولو۔۔۔۔

اس نے اس کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر تھکے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔ جب کے وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔

واؤ آئی رئیلی انجوائڈ اٹ ابی آئی نو یو شولڈ ال سو انجوائے دس میلو ڈرامہ اینڈ تھرڈ کلاس اوور سپیچ۔۔۔۔

اس نے چاولوں سے بھرا چمچ منہ میں ڈالتے چاول چباتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ویسے ساسو ماں آپ نہیں بولیں گی یا آپ کا دیا گیا سکرپٹ ہی کافی ہے۔۔۔۔ اس نے گلشن بائی کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔ جو چپ چاپ کھڑی سب کچھ مزے سے انجوائے کر رہی تھی۔۔۔۔۔

انعمتہ چلو ہم باقی باتیں گھر پر جا کر۔۔۔۔

کون سا گھر دیدم۔۔۔۔وہ گھر ہے۔۔۔۔ نہیں وہ گھر نہیں ہے۔۔۔۔ وہ سراہ ہے۔۔۔۔ وہ تپتا ریگستان ہے۔۔۔۔

وہ خوشیاں نگلنے والی گفاہ ہے۔۔۔۔۔

اس کی ہمت ختم ہوئی تھی اور وہ چیخ پڑی تھی اس کے دونوں ہاتھ جو اس نے اس کی دونوں بازوؤں پر رکھے تھے اس نے بے دردی سے جھٹکے تھے------

پوچھیں ماما سے یہ کیا چاہتیں ہیں---- کیوں ہوں میں یہاں---- آہان تک کیسے پہنچی---- پوچھیں ماما سے----

پوچھیں پھر یہ آپ کو نئی سٹوری سنائیں گی ---

نہیں بلکہ سنا دی ہو گی----

اور اور آپ سچ سننا ہی کیوں چاہیں گی---- جب کے آپ کی آنکھوں پر دھوکے "خود فریبی "اور بد گمانی "کی پٹی پڑی ہے جو انہوں نے اپنے جھوٹے پیار کی باندھی ہے----

اس نے گلشن بائی کی طرف انگلی کرتے روتے ہوئے کہا تھا----

انعمتہ ڈونٹ بی کروس یور لمٹس تمہیں ماما سے جو بھی شکایتیں ہیں وہ تم گھر چل کر بھی کر سکتی ہو----

اس کو غصہ آیا تھا اس کا اپنی ہی ماں پر الزام لگانا دیکھ کر وہ بھی زاویان اور ابی کے سامنے----

شکایتیں اور مجھے---- دیدم جو ماں اپنی ہی بیٹی کی عزت کا سودا کر دے وہ ماں کہلانے کے لائق ہے-----

اس نے درد بھرے لہجے میں پوچھا تھا---- جب کے رونے کی وجہ سے اس کی ناک اور چہرہ بری طرح سرخ ہو گیا تھا----

زاویان نے اسکے لفظوں کا کرب محسوس کرتے پل بھر میں اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا تھا جس کا بھیگا لہجہ جس کی آواز کا درد اس کے لفظوں کو سچائی میں ڈھال رہا تھا----

ج----ج--- جھوٹ بول رہی ہے یہ---- تم سے---- میں نے تم سے کہا تھانا المیرا یہ ان لوگوں کی پڑھائی ہوئی پٹیاں ہیں جو کچھ انہوں نے سکھایا ہے یہ وہی بولے گی-----

گلشن بائی نے فوراً سے کہا تھا---- تاکہ اس کے لہجے کی سچائی تک المیرا نا پہنچ سکے-----

جانتی ہوں ماما انتہائی دھوکے باز لوگ ہیں یہ ہم سے شادی کر کے ہماری جائیداد ہڑپنا چاہتے ہیں مگر ناں تو میں خود ان کے جال میں پھنسو گی اور نا ہی اپنی بہن کو پھنسنے دوں گی۔۔۔ اس نے ہتک امیز لہجے میں زاویان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

بس کر دیں دیدم خود کو اتنا ماما کی محبت میں ڈبوئیں کے بعد میں آپ کو کنارے پر آنے کے لیے ایسے سہارے کی ضرورت نا پڑے جس کی تذلیل میں آپ نے کوئی کمی نا چھوڑی ہو۔۔۔۔

اس نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف بے حسی سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

تم فکر مت کرو اگر مجھے کنارے تک پہنچنے کے لیے کسی سہارے کی ضرورت پڑی تو میں اس سے پہلے مرنا پسند کروں گی۔۔۔۔

اس نے زاویان کی طرف حقارت سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

اوہ مجھے اب سمجھ آیا سہارا نا لینا عزت لٹنے سے زیادہ اہم ہے۔۔۔۔ انٹرسنگ ویری انٹرسنگ۔۔۔۔ ویسے ڈوب کے مر جانا چاہیے تھا تمہیں تب المیرا ریحام ملک جب وہ اسفند تمہاری عزت کی دھجیاں اڑانے چلا تھا اور تم تب سہارے کے لیے مجھے پکار رہی تھی۔۔۔

اس نے واپس ڈائننگ پر جا کر خالی پلیٹ رکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اپنی حد میں رہو میر زاویان آفندی اس کی بات سن کر اسے اندر تک مرچیں لگیں تھیں خون کھولا تھا اس کا۔۔۔ تب ہی چلائی تھی اس پر۔۔۔۔

سچ ہمیشہ سے ہی کڑوا ہوتا ہے ویسے تمہاری حرکتیں مجھے حد میں رہنے کہاں دیتیں ہیں سویٹ ہارٹ۔۔۔۔اس نے کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر اس کی گال اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اور وہ اس کے لمس سے اچھل کر دس قدم دور ہوئی تھی۔۔۔۔

ارے یار شوہر ہوں تمہارا کرنٹ تھوڑی مار رہا ہوں یا پھر تمہیں میری اتنی سی قربت ہی بے جان کر دیتی ہے۔۔۔۔۔

اس نے اس تک پہنچتے اس کے چہرے پر پھونک مارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

وہ جتنا غصہ کر رہی تھی وہ اتنا اسے زچ کر رہا تھا۔۔۔۔ مگر حقیقتاً وہ جتنا اس کی باتوں سے اندر تک سلگ رہا تھا اگر وہ اکیلی ہوتی تو اس کے ہر سوال کا جواب وہ اسکے لہجے میں

دیتامگر اسے مزا آہ رہا تھا اس کو ایسے ٹیز کر کے وہ اس کے نارمل اور شوخ لہجے سے ڈبل چڑ رہی تھی اور یہی وہ چاہ رہا تھا۔۔۔۔

انعمتہ مجھے اب یہاں ایک منٹ بھی نہیں رکنا اور اب میں تم سے مزید کوئی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔۔ چلو اب۔۔۔۔

زاویان کو انکھیں دکھاتی غصے سے اس پر بھڑکتی وہ ایک بار پھر انعمتہ کا ہاتھ پکڑتی اسے گھسیٹ رہی تھی۔۔۔۔

مجھے کہیں نہیں جانا دیدم اپنا گھر اپنا شوہر چھوڑ کر۔۔۔اور اس بد نام جگہ پر تو بلکل نہیں۔۔۔۔

وہ جگہ اور یہ ماما آپ کو مبارک۔۔۔۔۔

اس نے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے دوٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا ہاہاہا ۔۔۔۔۔ فلک شگاف قہقہ گونجا تھا زاویان آفندی کا پورے ہال میں۔۔۔

اور المیرا کا دل کیا تھا کاش اس کے ہاتھ میں ایک لوڈڈ گن ہوتی اور وہ ساری کی ساری اسکے حلق میں اس گن کی گولیاں اتار دیتی۔۔۔۔

اس وقت اس قہقہے کی آواز سن کر اس کے دل نے شدت سے چاہ کی تھی کے کاش اس کے پاس سننے کی حس نا ہوتی----

اسد چائے بھجوا دو-- اہ اٹس آہ لونگ پلے اینڈ ائی لوڈ اٹ---- اس نے آرام دہ حالت میں صوفے پر گرتے ہوئے کہا تھا--- جب کے لبوں پر ہنسی ہنوز قائم تھی----

تو تم نہیں چلو گی---- زاویان کو اگنور کرتی وہ ایک بار پھر سے انعمتہ کی طرف متوجہ ہوئی تھی---- کیونکہ زاویان کو جواب دے کر وہ پھر سے چھیڑنا نہیں چاہتی تھی----

نہیں دیدم---- میں اس نکاح کو اپنے رشتے کو----

انعمتہ اب اگر تم نے میرے ساتھ چلنے سے انکار کیا تو اس کے بعد تم مجھ سے کبھی بھی نہیں مل پاؤ گی----

اس نے آخری حربہ استعمال کیا تھا----اسے دکھ ہوا تھا جس بہن کے لیے وہ ہلکان ہوتی یہاں آئی ہے وہ کیسے اسے صاف انکار کر رہی ہے ایک دن کے ہوئے زبردستی کے نکاح کے لیے----

اٹس اوکے دیدم--- اگر آپ مجھ سے نہیں ملنا چاہتیں تو میں آپ کو روکوں گی نہیں--- مگر ایک دن آپ ضرور میری طرف لوٹیں گی---- جب آپ کو احساس ہو گا کے آپ غلط کر رہیں تھیں----

اس نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا تھا جب کے سامنے کھڑی بہن کی عقل پر پتھر پڑنے پر اس وقت وہ صرف اور صرف صدمے میں تھی----

لوٹوں گی تب ناں جب زندہ رہوں گی---- تمہاری بے رخی اور جدائی سے بہتر ہے موت---- میں نے آج تک ایک رات بھی تمہارے بغیر نہیں گزاری سالوں تمہیں کسی دھوکے میں جیتے دیکھتے میں پل پل مروں گی---- اس لیے ایک بار ہی مر جانا چاہیے-----

اس بار اسکے لہجے کی تھکن اس کے لہجے کی تھکاوٹ کی کھنکھاہٹ نے میر زاویان آفندی کو بھی مجبور کر دیا تھا اس کی طرف دیکھنے پر----

وہ چونک گیا تھا اسکی بات پر وہ لڑکی جو ماں کی محبت میں اندھی ہو کر بہن کا گھر اجاڑنے آہ گئی تھی۔۔۔۔ وہی لڑکی بہن کے ساتھ محبت میں اندھی ہو کر خود کو مارنے پر آہ گئی تھی۔۔۔۔

کیا تھی سامنے کھڑی لڑکی کیا تھا اس کی آنکھوں میں وہ کرب جو وہ بہن کو کھونے پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔ وہ دلیل جو اس وقت اس کی آنکھوں میں رمق رہی تھی۔۔۔ جو چیخ چیخ کر بتا رہی تھی کے اس کی زندگی میں بچے دونوں رشتے ہی اس کے لیے اہم ہیں مگر وہ ان دونوں رشتوں میں کھرے اور کھوٹے کو پہچاننے کی سعی کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ اس نازک دھاگے کے دہانے پر کھڑی تھی جسکی ڈوریں محبت اور چاہت لیے ہوئے تھیں۔۔۔۔ مگر ناں وہ ماں کو جھٹلا سکتی تھی ناں بہن سے دور جا سکتی تھی۔۔۔۔

ایک بات تو طے تھی سامنے کھڑی لڑکی بے اعتباری نہیں سونپ سکتی تھی۔۔۔۔ رشتہ بنا کر اندھا دھند اعتبار کرنے والی لڑکی تھی۔۔۔۔

اور محبت میں لازوال داستان لکھنے والی۔۔۔۔ شاید جنون کی دہلیزکو چھونے والی۔۔۔۔

اس نے بڑے غور سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔

دیدم اپ۔۔۔۔اپ مجھے دھمکی نہیں دے سکتیں۔۔۔ اس نے خوف زدہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

تم جانتی ہو انعمتہ یہ میں پہلے بھی کر چکی ہوں اور مجھے اپنے کیے فیصلوں پر نا پچھتاوا ہوتا ہے ناں میں پیچھے مڑ کر دیکھنے والوں میں سے ہوں۔۔۔۔

میرے قدم ڈگمگانے والوں میں سے بھی نہیں ---- اور یہ دھمکی نہیں ہے آزما لو ساتھ نا چل کر---- تم پر ہے سب---- خدا حافظ----

اس نے بھیگے نرم اور سرد لہجے میں اپنی بات مکمل کی تھی پھر جانے کے لیے مڑی تھی چور نظروں سے سامنے بیٹھے زاویان کو دیکھا تھا جو لبوں پر دلفریب مسکراہٹ لیے بڑی شان سے دیکھ رہا تھا سب----

اس کا دیکھنا اس سے مخفی تھوڑی رہا تھا-----

وہ تو اس کی سانسوں کو بھی گن رہا تھا--- پھر اس کی نظروں کے رخ کو کیوں نا پہچانتا----

نہیں دیدم یہ نہیں کرنا آپ کو---- وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہچکیوں سے رو دی تھی----

میں آہ رہی ہوں دیدم آپ خود کے ساتھ کچھ برا نہیں کریں گیں۔۔۔۔ وہ تیز قدموں سے اس کے پیچھے لپکی تھی۔۔۔۔

انعمتہ مت جاؤ اہان سے پوچھ لو۔۔۔۔ اس سارے وقت میں اب ابی بولے تھے اس کو جاتا دیکھ کر۔۔۔۔

اور اسی وقت گلشن بائی نے مڑ کر ابی کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھ ونک کی تھی اور ہاتھ سے وکٹری کا نشان یعنی دونوں فنگرز سے وی بنایا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

زاویان پلیز روکو اس کو وہ معصوم ہے یہ غلط ہو رہا ہے۔۔۔۔
ابی نے استفسار کرتے کہا تھا۔۔۔۔

ابی آپ کو کیوں ہر وقت دوسروں کی فکر رہتی ہے وہ جو ساتھ گئیں ہیں کچھ سوچ کر ہی گئیں ہوں گی۔۔۔۔

اور جو لے کر گئی ہے وہ اس کی بہن ہے۔۔۔۔

جو شدید بلائنڈ ٹرسٹ ڈیسیز میں مبتلا ہے۔۔۔۔

اس نے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھاتے کہا تھا۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کے ابی اب اسے مزید کوئی اور خواری کاٹنے کا کہیں۔۔۔۔

وہ بیوقوف ہے ہم نہیں ہیں وہ دونوں بھوویں نہیں ہیں اس گھر کی بیٹیاں ہیں اور انعمتہ آہان کے نکاح میں اپنی حفاظت کے لیے آئی ہے زاویان وہ تمہارے بڈی کی عزت ہے۔۔۔۔

انہوں نے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔وہ ان کی بات سن کر واپس مڑا تھا چلتے ہوئے ان کے پاس آیا تھا پھر سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک سرد آہ بھری تھی۔۔۔۔

ابی جب عزت والیوں کو ہی اپنی عزت کی پرواہ نہیں ہے تو "میں "آپ "چاچو "کیا کر سکتے ہیں۔۔۔۔

ابی یہ وہ لڑکی ہے جو سیلفیش ہے۔۔۔۔ اسے لگا اگر وہ انعمتہ کو یہاں سے نہیں لے کر جا سکے گی تو وہ جیت نہیں پائے گی اس لیے اس نے اسے ایموشنل ٹارچر کیا اس لڑکی کو اپنے اصولوں اپنی نام نہاد اور جھوٹی انا کے اگے کچھ نظر نہیں آتا نا اپنی اور نا اپنی بہن کی عزت کی بربادی۔۔۔۔

وہ بولتے ہوئے کچھ پل کے لیے رکا تھا۔۔۔۔

زاویان بیٹا۔۔۔۔۔

ابی آپ جانتے ہیں میں کل سے کہاں تھا۔۔۔کیا لگتا ہے آپ کو کہاں ہوں گا میں۔۔۔۔ اس لڑکی کے لیے ابی اس لڑکی کے پیچھے کل سے خواری کاٹ رہا ہوں۔۔۔۔ اس کے پیچھا سنگاپور گیا تھا۔۔۔۔ اس کی عزت بچائی اسفند سے۔۔۔۔ اس کے باس سے مرتا۔۔۔۔۔ بچتا یہاں تک پہنچا ہوں۔۔۔۔

اور پتا ہے کیا ہوا جب میں اسے یہاں پر لے کر پہنچا۔۔۔۔لاہور ائیرپورٹ پر جب میں نے اس سے کہا چلو گھر چلیں تو اس نے کہا کے نہیں۔۔۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔۔۔

اس نے کہا میں نے اس کی عزت بچائی اس کے لیے وہ میری احسان مند ہے مگر وہ کہتی ہے وہ اپنے دا جی کے فیصلے پر کبھی بھی میرے اور اپنے رشتے کو اگے نہیں بڑھائے گی----

مطلب اس کی ضد وہیں ہے--- وہ جن حالات میں رہ رہی ہے نو میٹر وہ جس گندگی میں رہ رہی ہے نو میٹر---

اینڈ دا میٹر از دیٹ کے اس کو۔ اس شخص کا فیصلہ نہس قبول کرنا جس شخص نے جاتے جاتے بھی ان کی بھلائی سوچی----

وہ پھر سے سانس لینے کے لیے رکا تھا--- اس کا اشتعال اس کا غصہ اس کے منہ سے نکلتے ہر لفظ کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا تھا----

ابی آپ نے دیکھی اس کی ماں کی آنکھوں میں چمک فتح کی جیت اس عورت کی آنکھیں چیخ چیخ کر مجھ سے کہہ رہیں تھیں کے وہ جب تم سے اپنے نکاح کو نہیں مانتی تو تمہارے یہاں ہونے یا نا ہونے سے اسے کیا فرق پڑے گا----

آپ کو کیا لگتا ہے میں نے وہ اس کا آنکھ ونک کرنا آپ کو وہ وکٹری کا سائن شو کروانا نہیں دیکھا ہو گا۔۔۔۔

نہیں ابی میں نے سب دیکھا مگر اب اب میں چاہتا ہوں وہ ٹھوکر کھائے اسے پتہ چلے اور جب میرے پاس آئے تو میں بھی اسکو کہیں نا ملو۔۔۔۔ آخری الفاظ اس نے بڑے ضبط سے کہے تھے۔۔۔۔

اس کے لہجے کا اثر اس کے لفظوں کی نمائندگی کر رہا تھا۔۔۔۔

زاویان ایک بیوقوف ہو جائے تو سب نہیں ہوتے میرے بچے وہ بیوقوفی کرے گی اس سے نقصان کس کا ہو گا اس کا۔۔۔۔ تو اس نقصان سے تمہیں بھی تو تکلیف ہو گی۔۔۔۔

ابی نے اپنے تئیں سمجھانے کی پھر سے کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

نہیں ابی میر زاویان آفندی کو زرا برابر بھی نقصان نہیں ہو گا۔۔۔۔میں اس کے لیے نا کل اہم تھا نا آج ہوں اور نا آنے والے کل میں ہوں گا۔۔۔

اب پتہ ہے مجھے ایسا لگتا ہے کے اس سے نکاح کر کے میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے--- اسے صرف اور صرف مقدم اپنی انا اور اپنی ذات ہے----

نا اس کو اپنے بڑوں کی عزت کا خیال ہے نا ہماری عزت کا خیال ہے----

تو چھوڑتے ہیں نا وہ جو چاہتی ہے وہ کرے ہم بس انجوائے کریں گے---- جیسے تھوڑی دیر پہلے کیا----

آپ کے پوتے کے لیے لڑکیاں بہت ہیں----

اس نے اپنے اندر کے جلتے ہوئے لاوے کو لفظوں میں سمیٹ کر انڈیلا تھا--- مگر یہ بات جانتا تھا وہ بھی کے اس سب میں کہیں نا کہیں نقصان اس کے دل کا بھی ہو رہا ہے--- اور وہ یہ ماننے سے قاصر تھا----

وقت نے اسے بہت اچھے سے اب اسے اس کی کارگزاری سمجھانی تھی۔۔۔

زاویان۔۔۔۔۔

ابی میں نہت تھک گیا ہوں سر میں شدید درد ہے۔۔۔۔ ریسٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ پھر ملتے ہیں۔۔۔۔

اس نے ابی کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔ پھر سیڑھیاں پھلانگتا ہوا ان کو وہیں چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

دیدم ایک بات ہیر، نے آب کی، مانی، سے اب ایک بات آب میری، مانیر، گیر،۔۔۔۔

اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

جان بھی حاضر ہے تمہاری دیدم کی۔۔۔۔ المیرا نے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔جو جب سے گاڑی میں بیٹھی تھی ۔۔۔ روتے روتے ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔

آپ گاڑی دا جی کے گھر کی طرف موڑ لیں۔۔۔۔ انعمتہ نے ڈرائیور سے کہا تھا۔۔۔۔۔

اور المیرا اور گلشن بائی دونوں نے چونک کر آس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہو انعمتہ بیٹا۔۔۔ گلشن بائی کو تو انعمتہ کی بات سن کر نئی ٹینشن لگ گئی تھی۔۔۔۔ تب ہی پیار سے پچکارہ تھا اسے۔۔۔۔

دیدم میں اس گندی جگہ پر نہیں جاؤں گی۔۔۔ ایک بات یاد رکھیں میں یہاں صرف اور صرف آپ کے پیار کے پیچھے ائی ہوں۔۔۔ اب یہ آپ کو بھی دکھانا ہے کے آپ مجھ سے کتنا پیار کرتی ہیں۔۔۔

میں وہاں نہیں جاؤں گی اینڈ دیٹس فائنل اور ماما ہمارے ساتھ نہیں رہیں گی۔۔۔۔

اس نے اپنے آنسو صاف کرتے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔۔۔ اس کے لہجے کا ٹھوس پن وہ محسوس کر گئی تھی۔۔۔

دا جی کی طرف چلیں۔۔۔ المیرا نے ڈارئیور سے کہا تھا۔۔۔ تبھی انعمتہ تسلی ہوتے چپ چاپ انسو بہانے لگی تھی۔۔۔ آہان نے کہا تھا کہ وہ اس سے بے وفائی نہیں کرے کبھی۔۔۔ مگر وہ کیا کر آئی تھی بے وفائی ہی تو کر آئی تھی۔۔۔ اس کے جزبے اس

کے رشتے کی سچائی اس کے دیئے گیئے تحفظ کا مان سب کچھ تو وہ وہاں چھوڑ کر بہن کی محبت میں نکل پڑی تھی۔۔۔۔

وہ گھر آئے گا سب سے پوچھے گا۔۔۔۔۔ اور جب اسے پتہ چلے گا کے اس نے اس کے اور اپنے رشتے کے آگے پریفر کیا اپنی بہن کو تو وہ کیا سوچے گا۔۔۔۔۔

نہیں میں دیدم کو اہستہ آہستہ منا لوں گی میں گھر جاتے ہی آہان سے بات کروں گی۔۔۔۔ میں انہیں ساری سچویشن بتا دوں گی۔۔۔۔وہ سمجھیں گے مجھے۔۔۔۔

وہ بس روتے ہوئے یہی سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ تم کیا کر رہی ہو المیرا تم وہاں کیوں جا رہی ہو وہ تو بچی ہے تم سمجھ دار بنو دیکھو بیٹا میں دو جگہ ٹانگیں نہیں پھنسا سکتی۔۔۔۔ تم لوگ ادھر رہو گی تو میری جان اٹکی رہے گی۔۔۔۔۔

اور تم لوگوں کے بغیر میں کیسے رہوں گی۔۔۔۔

شیریں زبانی کی اعلی مثال قائم کرتے ہوئے اس نے المیرا سے کہا تھا۔۔۔۔

ماما کچھ دن دیں مجھے میں سب ٹھیک کر دوں گی ویسے بھی اس گھر میں نوکروں کی پوری فوج ہے اکیلے کب ہیں ہم اور جب ضرورت پڑے گی آپ کو بلوا لیں گے۔۔۔۔ اس نے انعمتہ کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ چاہتی تھی کے وہ کسی بھی طرح کر کے اس کو ان لوگوں کے چنگل سے آزاد کروا دے اور ایسا تب ہی ممکن تھا جب وہ اسے فری ماحول دیتی کچھ اس کی سنتی کچھ اپنی کہتی۔۔۔ ایک دم سے وہ اس پر زور زبردستی نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔۔۔

اور اب جو بھی اسے کرنا تھا نہایت سوچ سمجھ کے اور پوری سمجھ داری سے کرنا تھا۔۔۔

ہمممم اوکے جیسے تم لوگوں کو ٹھیک لگے میں تو اپنی بچیوں کو ہمیشہ خوش ہی دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔

اس نے المیرا کو اپنے ساتھ لگاتے اس کی پیشانی پر بوسا دیتے پچکارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اور اپنے ذہن میں بنائے گئے اگلے پلان پر خوش ہوئی تھی۔۔۔

کاش ماما آپ میری ماں نا ہوتیں کاش ایسا ممکن ہوتا کاش میں آپ کو بے نعقاب کر سکتی دیدم کے سامنے مگر اب اب میں یہ سب کچھ کروں گی اور میں دیکھنا چاہتی ہوں آپ کی اور اپنی آخری حد۔۔۔۔۔

انعمتہ نے درد کی گہرائیوں کی چھوتے ہوئے سوچا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

یار دو گھنٹے ہونے کو آئے ہیں یہاں نا رشید ہے اور نا ہی اسکی روح۔۔۔۔

فراز نے جھنجلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

آئے گا ضرور آئے گا بس ، تھوڑا انتظار اور کر لیتے ہیں ، چار ، اتنا انتظار کیا وہ ، اور سہی ،۔۔۔

آہان نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

وہ اس ٹائم گلشن بائی کے کوٹھے کے قریب کچھ فاصلے پر گاڑی کھڑی کیے ہوئے اس میں بیٹھے تھے۔۔۔

وہ اس کے کوٹھے کے اردگرد ہونے والی ہر سرگرمی پر نظر رکھے ہوئے تھے۔۔۔۔

اسی دوران آہان کے موبائل نے رنگ کیا تھا۔۔۔

ہیلو ہیلو ابی۔۔۔۔ ہیلو۔۔۔۔

آہان نے کال رسیو کرتے کہا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا کس کی کال ہے۔۔۔۔کیا ابی کی کال ہے۔۔۔

فراز نے فون بند ہوتے پوچھا تھا۔۔۔

ہاں یار ابی کی کال تھی اور اس موبائل کو بھی ابھی دیڈ ہونا تھا۔۔۔

اس نے موبائل ڈیش بورڈ پر اچھالتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

تو تم میرے موبائل سے کال کر کے پوچھ لو ہو سکتا ہے کوئی ضروری کام ہو۔۔۔

فراز نے موبائل نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

نہیں یار آئی نو انعمتہ کروا رہی ہو گی پتہ نہیں اتنی جلدی پریشان ہو جاتی ہے۔۔۔۔ اب یہاں سے فری ہو کر ہی جاؤں گا۔۔۔۔

آہان نے انعمتہ کا سوچتے ہوئے چہرے پر دلفریب سی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

!!!مجھے اُس شخص سے اتنی محبت ھے۔۔

کہ جیسے۔۔۔ سیپ کو بارش کی بوندوں سے۔۔

کہ جیسے۔۔۔ چاند کو سورج کی کرنوں سے۔۔

کہ جیسے۔۔۔ تتلیوں کو پھول کی رنگت لبھاتی ھے۔۔

کہ جیسے--- جگنوؤں کو رات آنچل میں سجاتی ھے--

کہ جیسے--- موج ساحل کیلئے پل پل ترستی ھے--

کہ جیسے--- پھول کی خوشبو ہوا کے دل میں بستی ھے--

کہ جیسے--- خشک صحرا ابر کو دل سے بلاتا ھے--

کہ جیسے--- بھٹکا راہی منزلوں کی اور جاتا ھے--

کہ جیسے--- رات کی رانی کو راتیں شاد کرتی ہیں--

.کہ جیسے--- شبنمی بوندوں کو کلیاں یاد کرتی ہیں۔

کہ جیسے--- خواب اور آنکھوں کا رشتہ ھے اٹل ایسے--

کہ جیسے--- جھیل کی بانہوں میں کِھلتا ھے کنول ایسے--

کہ--- جتنے لفظ لکھے ہیں محبت کی کتابوں میں--

کہ--- جتنے رنگ ہوتے ہیں بہاروں میں ،گلابوں میں--

کہ--- نیلے آسماں پر جس قدر روشن ستارے ہیں--

کہ--- جتنے اس زمیں پر چاہتوں کے استعارے ہیں--

For more visit (exponovels.com)

کہ جیسے--- موت کے بستر پہ کچھ پل سانس کی چاہت--

کہ جیسے--- لمسِ عیسیٰ سے ملے بیمار کو راحت--

کہ جیسے--- بانسری کی لے پہ سانسیں گیت بنتی ہیں--

کہ جیسے--- وصل رُت میں دھڑکنیں سنگیت بنتی ہیں--

کہ جیسے--- بلبلیں پھولوں کی رُت میں گنگناتی ہیں--

کہ جیسے--- چودھویں کے چاند کو لہریں بلاتی ہیں--

For more visit (exponovels.com)

سبھی کچھ کہہ دیا پھر بھی ہے دل میں ان کہی باقی۔۔

رہی اظہار کے لفظوں کی یوں ہی تشنگی باقی۔

محبت کے سمندر کے کنارے ہو نہیں سکتے۔۔

!!میرے جذبوں کے قابل استعارے ہو نہیں سکتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم دونوں میں سب ٹھیک ہو گیا۔۔۔۔

فراز نے خوش ہوتے پوچھا تھا۔۔

فراز چیزیں سیٹ ہونے میں وقت لیتی ہیں۔۔۔ جو رشتہ میرے اور اسکے درمیان ہے اس میں اس کو عزت اعتبار اور اپنائیت دینا بہت ضروری ہے۔۔۔۔

اور مجھے یقین ہے جلد نہیں تو با دیر سب ٹھیک ہو جائے ہم ایک دوسرے کے مقام کو پاہ لیں گے۔۔۔۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے اس کو اتنی چھوٹی سی کو اپنے ساتھ باندھ کر میں نے بہت بڑی زیادتی کی ہے۔۔۔۔

مگر پھر سوچتا ہوں کے اگر اسے اپنے وجود کا حصہ نا بناتا تو میر آہان افندی اپنے ساتھ زیادتی کر بیٹھتا۔۔۔۔

تمہیں پتہ ہے فراز کچھ معاملوں میں انسان بہت بے بس ہوتا ہے۔۔۔۔

دنیا کہتی ہے کے انسان موت"بیماری اور غم ان معاملوں میں بے نس ہوتا ہے----
میں کہتا ہوں انسان عشق میں بے بس ہوتا ہے --- اپنے دل پسند شخص کی دوری اور قربت دونوں میں بے بس ہوتا ہے----

محبت یا تو امر ہوتی ہے یا پھر مرگ--- محبت ہی ہے جو بوسیدہ پیڑ کی ڈالوں کو بھی اپنے نظریے سے دیکھ کر پل میں جوان کر دیتی ہے----

اور میری محبت نے مجھے مرگ سے امر کیا ہے ---ایک محبت نے مارا اندر تک---- جینے کا جنون چینا---- اور دوسری نے جاودانی بخش کر امر کر دیا----

مجھے غم کے بعد خوشی ملی ہے---- اور یہ خوشی بڑی جان لیوا ہے----

اس نے دل پر ہاتھ رکھتے سرشاری سے کہا تھا آس کی انکھوں کی چمک میں ایک جہان بسا تھا---

فراز وہ جب جب بولتی ہے مجھے لگتا ہے دنیا میں اس سے زیادہ خوبصورت آواز نامیں نے کبھی سنی نا کبھی سنوں گا---- وہ جب غصہ کرتی ہے اپنی چھوٹی سی ناک پھلا کر تو میرا دل کرتا ہے اس چھوٹی سے جان کو کہوں ہر وقت غصے میں رہے---وہ روتی ہے تو دنیا کے سارے دریا بنجر لگتے ہیں اس کے آنسو اس کا درد--- دل کھینچتے ہیں میرا---

اور یہ سب کبھی بھی مجھے ماریا کے ساتھ محبت میں نہیں ہوا تھا---- جو سب اب ہو رہا ہے--- ایک عجیب سا ربط ہے ہم دونوں میں ایک کشش ہے جس کو عشق نہیں کہا جا سکتا یہ اس سے آگے کی چیز ہے----

اور اب جب میں یہ محسوس کرتا ہوں تو مجھے بس ایک ہی بات سمجھ آتی ہے وہ یہ کے ماریہ سے بس مجھے انٹینشنز تھیں۔۔۔۔

وہ جو انعمتہ نے مجھے احساس دیئے ہیں وہ ماریہ کے میرے اردگرد ہونے سے بھی مجھے کبھی نہیں ملے۔۔۔۔

اور شاید یہ اس لیے بھی تھا پچھلے پانچ سالوں سے کے رب نے مجھے انعمتہ کے لیے بچا کر رکھا ہوا تھا اور ہمارا ملنا ایسے ہی لکھا تھا۔۔۔۔

اس نے ایک ٹرانس کی کیفیت میں کہا تھا۔۔۔ اس کی خوشی اس کے لفظوں کی عکاسی کر رہی تھی اور یہی وہ وجہ تھی کے اس کے لفظ اس کے جذبات کا پورا پورا ساتھ دے رہے تھے۔۔۔۔

آہان بہت خوش ہوں میں تمہارے لیے فائلی اللہ نے تمہیں اس سراب سے بچا لیا۔۔۔اور تم نے اپنے حصے کی خوشی کو پا لیا۔۔۔ اب بس جلدی سے مجھے چاچو بنا دو۔۔۔

فراز نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ رئیلی تم کیا ان عورتوں کی طرح ہو جو شادی ہوئی نہیں اور پوچھنا شروع کر دیتی ہے کچھ ہے یا نہیں ہاہاہاہا۔۔۔۔

آہان نے ہنستے ہوئے کہا تھا ۔۔۔۔

بکواس نا کر اور تم نے کس عمر میں باپ بننا ہے۔۔۔۔

اس نے اس کی کمر پر دھموکا جھڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

نہیں فراز وہ تو خود ابھی چھوٹی ہے نازک ہے میں اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالنا چاہتا۔۔۔ اس کے ابھی بہت سارے خواب ہیں اسے پڑھنا ہے۔۔۔۔ اپنے ایمز اچیو کرنے ہوں گے میرے لیے اس کی خوشیاں سب سے زیادہ اہم ہیں۔۔۔

اہان نے ایک ایک چیز پر زور دیتے کہا تھا۔۔۔

تو تمہاری خوشی کہاں ہے کیا تم آئی مین آہان کیا تم اولاد نہیں چاہتے ہو۔۔۔۔

فراز نے اس کی باتیں سن کر کچھ سمجھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

کون نہیں چاہتا کے اسکے جیسا ایک اور چہرہ ہو وہ چہرہ جس کی رگوں میں اسکا خون ہو۔۔۔ مگر میں چاہتا ہوں وہ کسی درد کو نا سہے اپنی ننھی سے جان پر۔۔۔۔ وہ آس پاس رہے بس یہی سکون کافی ہے۔۔۔۔ باقی اولاد۔۔۔ تو اگر قسمت میں ہوئی تو رب عطا کرے گا۔۔۔۔

آہان نے ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے کہا تھا۔ ۔۔۔

رشید۔۔۔۔ آہان وہ نکلا ہے باہر۔۔۔۔ فراز نے اچانک سامنے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یس وہی ہے۔۔۔۔ آہان نے بھی دیکھا تھا۔۔۔۔۔ وہ بائیک پر بیٹھ کر گیا تھا۔۔۔۔ آہان نے بھی منٹوں میں گاڑی سٹارٹ کر کے اس کا تعاقب کیا تھا ۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

میں، پھر کل، ڈرائیور کے ساتھ تم لوگوں، کا سامان، بھجوا دوں، گی۔۔۔۔

گلشن بائی نے کہا تھا۔۔۔ اس وقت وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔۔۔

نہیں ماما اسکی ضرورت نہیں یہاں کی کبرڈز میں بہت سارے کپڑے ہیں۔۔۔۔ ویسے بھی انعمتہ کو کچھ چاہیے ہو گا۔۔تو ہم شاہنگ پر چلے جائیں گے۔۔۔

اس نے سامنے منہ لٹکائے بیٹھی انعمتہ کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔

یہ تو اچھی بات ہے میں تو کہتی ہوں باہر نکلا کرو فرینڈز بناؤ۔۔۔ اور یونی بھی جوائن کرو دوبارہ سے۔۔ اپنا مستقبل بناؤ میں تو چاہتی تھی کے انٹرنیشنل ڈگری لے لو تم دونوں پر خیر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔

گلشن بائی نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا تھا۔۔

کوئی بات نہیں ماما ہم یہاں رہ کر بھی بہت کچھ کر لیں گی انشاء اللہ آپ کو فخر رہے گا ہم پر ہمیشہ ہم کبھی بھی اپنی ماں کا نام خراب نہیں کریں گیں۔۔۔۔

المیرا نے محبت پاش نظروں سے ماں کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

نام باپ کا ہوتا ہے ماں کا نہیں اور ہم اپنے باپ کے نام سے جانی اور پہچانیں جائیں گیں ناں کے ماں کے نام سے ۔۔۔ انعمتہ جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھی ان کی باتیں سن رہی تھی آخر بول پڑی تھی۔۔۔۔

مگر میں چاہتی ہوں کے ہمیں ہماری ماں کے نام سے پہچانا جائے۔۔۔ المیرا نے ساتھ صوفے پر بیٹھی گلشن بائی کا ہاتھ پکڑ کر چومتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

پھر کوئی فکر کی بات نہیں میں آج ہی سب فرینڈز کو بتا دوں گی کے میں ایک طوائف زادی ہوں----

انعمتہ نے نفرت سے گلشن بائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا----

شٹ اپ انعمتہ یہ کیا کہہ رہی ہو اور کس ٹون میں بات کر رہی ہو تم----

المیرا کو غصہ آیا تھا اس کی بات سن کر---

کیا ہوا آپ نے ہی تو کہا دیدم کے آپ چاہتی ہیں کے دنیا ہمیں ہماری ماں کے نام سے پہچانے تو سچ اور حقیقت تو یہ ہے کے ہم طوائف زادیاں ہیں ایک مجرا کرنے اور رنگ برنگے مردوں کا من و رنجن کرنی والی عورت کی بیٹیاں---- اس نے تلخ لہجے میں ایک ایک لفظ چباتے ہوئے ادا کیا تھا----

انعمتہ انعمتہ انعمتہ اپنی حدود مت بھولو یہ بھی مت بھولو کے تم کہہ کس کے بارے میں رہی ہو۔۔۔ کچھ بھی بولنے سے پہلے اس رشتے کا لحاظ مت بھولو جو ایک ماں اور بیٹی کے مابین ہوتا ہے۔۔۔

اب اگر تمہارے منہ سے میں نے ماما کے لیے یہ الفاظ سنے تو۔۔۔

تو کیا دیدم دھمکی دیں گی ایموشنل بلیک میل کریں گیں ۔۔۔ یہی تو آتا ہے آپ کو۔۔۔ اور کر بھی کیا سکتیں ہیں آپ۔۔۔

آنسو بہاتے اس کی طرف شکوہ کناہ نگاہوں سے دیکھتی وہ وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔

تم حد سے زیادہ بدتمیز۔۔۔۔

رہنے دو المیرا وہ ابھی شاید دکھ میں ہے وقت کے ساتھ ساتھ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔

وہ اس کے پیچھے جانے لگی تھی جب گلشن بائی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا تھا۔۔۔

مگر ماما آپ نے اس کی بدتمیزی دیکھی۔۔۔ المیرا نے غصے کو قابو کرتے کہا تھا۔۔۔

چھوڑ دو المیرا اسے وقت دو سب ٹھیک ہو جائے گا تم بیٹھو میں چائے بنا کر لاتی ہوں اپنے ہاتھوں سے پھر دونوں مل کر پیئں گے۔۔۔۔

اس کو پیار سے پچکارتے بٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

مگر ماما نوکر ہیں وہ کر لیں گے آپ رہنے دیں۔۔۔ اس نے ہاتھ پکڑ کر بٹھانا چاہا تھا۔۔۔

نوکر تو ہیں مگر ماں کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے نہیں پیئوں گی۔۔۔۔

گلشن بائی نے اس کا سر سہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اور کچن کی طرف چل دی تھی۔۔۔۔

کیا بنا رہی ہو۔۔۔۔ اس نے کچن میں جاتے ہی ملازمہ سے پوچھا تھا۔۔۔۔

وہ جی کباب بنا رہی ہوں ملازمہ نے کہا تھا۔۔۔

ہٹو پیچھے دور جا کر بیٹھو مجھے چائے بنانے دو گلشن بائی نے ملازمہ کو ڈپٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے المیرا بی بی تمہاری خدمتیں کرنے کا۔۔۔ یہ چائے تو صرف اور صرف اپنے بیٹے کی خاطر بنا کر دے رہی ہوں تاکہ میرے بیٹے کا کام آسان ہو جائے۔۔۔۔

چل گلشن اپنے پلین پر عمل کر۔۔۔ چہرے پر مکاری سجاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

پھر چائے کے کپوں میں چائے انڈیلی تھی۔۔۔ ہاتھ میں پکڑی نیند کی دونوں گولیوں کو پیس کر چائے میں ملایا تھا اور ٹرے اٹھا المیرا کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

ایک کپ چائے کا اس کے ہاتھ میں دیا تھا اور دوسرا لے کر خود بیٹھی تھی۔۔۔ پھر موبائل نکال کر ہاتھ میں پکڑا تھا۔۔۔

آدھے گھنٹے تک آہ جانا اس ایڈریس پر اور اپنی انعمتہ کو جہاں لے کر جانا ہوا لے جانا۔۔۔
عابش کے نمبر پر میسج کر کے گلشن بائی نے موبائل اوف کیا تھا۔۔۔

المیرا میری جان مجھے جانا ہو گا واپس۔۔۔ وہاں کا بھی سارا نظام دیکھنا ہے تو میں ادھے گھنٹے تک نکلوں گی۔۔۔

المیرا نے چائے ختم کر کے کپ رکھا ہی تھا کے گلشن بائی نے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے ماما آپ نے یہاں کی فکر نہیں کرنی یہاں میں ہوں اور انعمتہ کی بھی فکر نہیں کرنی۔۔۔ان لوگوں سے اس کو اور خود کو نجات میں دلوا کر رہوں گی۔۔۔

آپ بے فکر ہوکر جائیں اس کو کیسے اور کس طریقے سے ہینڈل کرنا ہے میں جانتی ہوں۔۔۔

اپنے تئیں اس نے گلشن بائی کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

نہیں اب تو مجھے کسی فکر کی ضرورت نہیں ہے اب میں بے فکر ہوں۔۔۔۔۔ گلشن بائی نے سکون کی سانس لیتے خوش ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا نیند آہ رہی ہے۔۔۔۔ المیرا کو مشکل سے آنکھیں کھولتا دیکھ اور جمائیاں لیتے دیکھ اندر اندر سے خوش ہوتے اس نے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

جی ماما شاید تھک گئی ہوں سفر کی تھکاوٹ پھر یہ سب۔۔۔۔ اس نے پھر سے جمائی لیتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کوئی بات نہیں تم جاؤ سو جاؤ میں بھی نکلتی ہوں۔۔۔۔ گلشن بائی نے کہا تھا۔۔۔

اوکے ماما پھر بائے اس نے اٹھ کر اپنی ماں کے دونوں گال باری باری۔ چومتے ہوئے کہا تھا اور لڑکھڑاتی ہوئی اپنے روم میں چلی گئی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ہاں لیفٹ کو۔۔ فراز نے کہا تھا۔۔۔۔

یہ اتنی تنگ گلی میں کرنے کیا جا رہا ہے۔۔۔۔ آہان نے لیفٹ لیتے ہی ایک تنگ گلی کے تھوڑا دور گاڑی کھڑی کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ہو سکتا ہے زاکر ادھر ہی ہو۔۔۔۔ فراز کہتے ہوئے جلدی سے نیچے اترا تھا۔۔۔۔ اور گلی کی نکڑ پر کھڑا ہوا تھا۔۔

کہاں گیا۔۔۔ آہان بھی اسکے پیچھے ہی آیا تھا اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پوچھا تھا۔۔۔

وہ جو یلو دروازہ دیکھ رہے ہو اس کو کی سے کھول کر وہ اندر گیا ہے اینڈ آئی ایم ڈیم شور زاکر یہی ہے ۔۔۔

فراز نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

چلو پھر اس رشید اور گلشن بائی کابینڈ بجانے کے لیے تیار رہو۔۔۔۔ آہان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کیا تھا۔۔۔

آہان گن لائے ہو نا۔۔۔۔ فراز نے پوچھا تھا۔۔۔

بڑی مشکل سے نکالی تھی انعمتہ کے ہوتے ہوئے الماری سے فائل کا بہانہ کر کے فائل میں ہی چھپا کر لایا تھا۔۔۔۔

اہان نے گن والا ہاتھ پیچھے کرتے کہا تھا۔۔۔۔

ڈونٹ ٹیل می تم اپنی بیوی سے ڈرتے ہو۔۔۔۔ فراز نے لاک کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بیوی سے نہیں اس کی موت واقع ہونے سے ڈرتا ہوں اس کے سامنے گن نکالتا تو اسکی روح پرواز کر جانی تھی۔۔۔۔ اس نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔ اور ساتھ ہی فراز بھی ہنسا تھا۔۔۔۔

یہ نہیں کھلے گا ہمیں کود کر جانا چاہیے آہان نے کہا تھا اور وہ دونوں دیوار پھلانگ کر بڑی رازداری سے اندر گھسے تھے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

آہان پلیز مجھے یہاں سے لے جائیں مجھے اور دیدم دونوں کو ہی۔۔۔۔ آپ جب تک اردگرد تھے ایک تحفظ کا احساس تھا آپ نہیں ہیں تو دل کسی انہونی کے لیے ڈر رہا ہے گھبرا رہا ہے۔۔۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دیئے بری طرح رو رہی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا میرے بچے کو آہان کی یاد ستا رہی ہے۔۔۔۔ گلشن بائی نے انعمتہ کا سر سہلاتے ہوئے اس کے پاس بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔

ج----ج---جائیں آپ یہاں سے---- جسٹ گو---- وہ جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی----

ہاہاہاہاہا---- ہاہاہاہاہا---- یہ تو کچھ بھی نہیں انعمتہ بائی آج جو تمہاری حالت ہو گی وہ تمہیں مرتے دم تک یاد رہے گی تمہیں کیا لگا میرا چیک باونڈ کروا کر اس آفندی کے ساتھ مل کر نکاح کر کے تم مجھ سے چھٹکارا حاصل کر لو گی----

مجھ سے پیچھا چھڑوانا تمہیں اتنا آسان لگا تھا----

فلق شگاف قہقہہ لگاتے ہوئے اس نے پیچھے سے اسکے بالوں کو جھکڑا تھا---

چھوڑیں مجھے ماما دیدم دیدم---- اس نے اپنے بال چھڑواتے روتے ہوئے کہا تھا--

کوئی نہیں آئے گا تجھے چھڑوانے اب جلدی سے بتا کیا تیرے اور اس آہان افندی کے درمیان میاں بیوی والا رشتہ ہوا کیا تو نے اپنا آپ اسے سونپ دیا۔۔۔

اس نے اس کے جبڑوں کو دبوچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

م۔۔۔۔م۔۔۔۔میں آپ کو کیوں بتاؤ آپ ہوتی۔۔۔

ٹھیک ہے مت بتا تیری بہن کو تین گولیاں دی ہیں نشے کی اگر تو نے مجھے سچ نہیں بتایا تو زہر کا ٹیکہ لگانے میں اسے مجھے دیر نہیں لگے گی۔۔۔۔

اس نے اس کے جبڑے پر مزید دباؤ بڑھاتے کہا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی اس کی محبت دیدم کو لے کر جب ہی اسے بلیک میل کر رہی تھی۔۔۔۔

آپ ایسا کچھ-----

بول جلدی--- اس بار اس نے بے دردی سے بالوں کو جھنجوڑتے کہا تھا جبکہ جبڑا ہنوز جھکڑا ہوا تھا--- وہ درد کی شدت سے بلبلا اٹھی تھی---

ن----ن--- نہیں---- ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں ہوا --- ۔ اس نے درد برداشت کرتے کہا تھا اور انکھیں بارش کے پانی کی طرح اس کی برس رہیں تھی---

بہت خوب شاباش میری نظر دھوکہ نہیں کنا سکتی میں تو تجھے دیکھ کر پہچان گئی تھی کے تو ابھی تک ان چھوا مال ہے-----

گلشن بائی نے بے دردی سے اسے ایک ہی جھٹکے میں چھوڑتے ہوئے کہا تھا---

چل اب جیسا جیسا کہہ رہی ہوں ویسا ویسا کر۔۔۔۔

اب وہ اس کی الماری کھولے کھڑی تھی۔۔۔۔

یہ سفید لمبی فراک چوری دار پاجامہ اور دوپٹہ پرفیکٹ یہ پہن اور تیار ہو جا۔۔۔۔

چل آج میں تجھے ایک طوائف کی طرح تیار کرتی ہوں۔۔۔ مجھے تو نے طوائف بولا تھا نا اب اپنا حشر دیکھ۔۔۔۔

اس نے ایک سوٹ والا ہینگر بیڈ پر پھنکتے اس کی بازو کھینچ کر ڈریسنگ کے پاس لاتے غصے سے کہا تھا۔۔۔

کیوں کر رہیں ایسے ماما پلیز رحم کریں۔۔۔۔

اس نے خود کو چھڑواتے ہوئے منت کی تھی۔۔۔۔

ایک بات یاد رکھ انعمتہ تیری دیدم میرے رحم و کرم پر ہے اور تو جانتی ہے میں اسے مارنے میں ایک منٹ نہیں لگاؤ گی۔۔۔ اب توبس خاموشی سے تیار ہو گی اور میرے بیٹے کو اپنا مجرا دکھائے گی۔۔۔۔

اور پھر اسکے ساتھ رات گزارے گی۔۔۔۔

گلشن بائی نے آنکھیں نکالتے ہوئے اس کو کہا تھا۔۔۔

میں نہیں کروں گی یہ سب۔۔۔۔ وہ کمرے سے جانے کے لیے بھاگی تھی۔۔۔۔

اچھا تو تم نہیں کرو گی---- رکو میں بتاتی ہوں----

گلشن بائی نے اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ پر پھینکا تھا----

اور موبائل نکال کر نمبر ڈائل کیا تھا-----

لگا دو انجیکشن--- اس نے انعمتہ کی طرف دیکھتے کہا تھا---

ن---ن--- نہیں آپ آپ جیسا کہیں گی ویسا ہی ہو گا--- پلیز میری دیدم کو کچھ مت کریں وہ روتی ہوئی اس کے پیروں میں بیٹھی منت کرنے لگی تھی----

یہ ہوئی نا بات---- چل اٹھ کپڑے بدل کر آہ میں تجھے بتاتی ہوں آج کے طوائف ہوتی کیا ہے----

اس کو نیچے بیٹھی کو بالوں سے پکڑ کر اس نے اوپر کو اٹھایا تھا اور اس کے ہاتھ میں کپڑے دے کر اسے باتھ روم میں گھسایا تھا۔۔۔۔

چند منٹوں بعد وہ کپڑے بدل کر باہر آئی تھی۔۔۔۔

گلشن بائی نے اسے بلکل ایک طوائف کی طرح تیار کیا تھا گلے میں لمبا ہار بڑے بڑے جھمکے سفید لمبی فراک ماتھے پر ٹیکا۔۔۔۔ ڈارک میک اپ۔۔۔۔

ہاتھوں میں اور بالوں میں گجرے بھی منگوا کر لگا دیئے تھے۔۔۔

لو ہو گئی میرے عابی کی طوائف تیار اس نے اس کا دوپٹہ سر پر رکھتے قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔۔اور وہ بت بنی کھڑی خود کو ایک طوائف کے روپ میں ڈریسنگ مرر میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

آنسو جو گلشن کی ڈانٹ پھٹکار سے بہنا بند ہونے تھے پھر سے بہنے لگے تھے۔۔۔ اب اسے احساس ہوا تھا وہ اپنی حفاظت کے حصار میں سے نکل کر کتنی بڑی غلطی کر آئی ہے۔۔۔۔

کبھی عشق ہو تو پتہ چلے

کہ بساط جاں پہ عذاب اترتے ہیں کس طرح

شب و روز دل پہ عتاب اترتے ہیں کس طرح

کبھی عشق ہو تو پتہ چلے

کہ یہ جو لوگ سے ہیں چھپے ہوئے پس دوستاں

تو یہ کون ہیں؟

یہ جو روگ سے ہیں چھپے ہوئے پس جسم و جاں

تو یہ کس لئے؟

یہ جو کان ہیں میرے آہٹوں پہ لگے ہوئے

For more visit (exponovels.com)

تو یہ کیوں بھلا؟

یہ جو ہونٹ ہیں صف دوستاں میں سلے ہوئے

تو یہ کس لئے ؟

یہ جو اضطراب رچا ہوا ہے وجود میں

تو یہ کیوں بھلا ؟

یہ جو سنگ سا کوئی آ گرا ہے جمود میں

تو یہ کس لیے ؟

For more visit (exponovels.com)

یہ جو دل میں درد چھڑا ہوا ہے لطیف سا

تو یہ کب سے ہے ؟

یہ جو پتلیوں میں عکس ہے کوئی لطیف سا

سو یہ کب سے ہے

یہ جو آنکھ میں کوئی برف سی ہے جمی ہوئی

تو یہ کس لیے

For more visit (exponovels.com)

یہ جو دوستوں میں نئی نئی ہے کمی ہوئی

تو یہ کیوں بھلا

یہ لوگ پیچھے پڑے ہوئے ہیں فضول میں

انہیں کیا پتہ

انہیں کیا خبر

کسی راہ کے کسی موڑ پر

جو ذرا انہیں

کبھی عشق ہو تو پتہ چلے

شوہر کی پناہ گاہ چھوڑ کر آئی تھی سزا تو بنتی تھی۔۔۔۔۔ اس کے دل نے شدت سے دعا کی تھی کے آہان پہلے کی طرح آئے اور اسے لے جائے۔۔۔۔

تو نے میرے عابی کو خوش کر دینا ہے آج۔۔۔۔

گلشن بائی نے زور دیتے کہا تھا۔۔۔

ماما آپ کو اللہ سے ڈر نہیں لگتا کیوں کر رہیں ہیں ایسا میں کسی کی بیوی یوں کسی کے نکاح میں ہوں۔۔۔۔ خدا کے لیے مت کریں چھوڑ دیں مجھے اس نے ہاتھ جوڑتے گڑگڑاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اس سب کا کوئی فائدہ نہیں نکاح تو نے مجھ سے پوچھ کر نہیں کیا تھا اور۔۔۔۔

ماشاللہ ماشاللہ چشم بدور نظر نا لگے میرے چاند کو۔۔۔۔ دروازے کے پاس کھڑے عابش نے غلیظ نظریں اس کے وجود پر گاڑتے کہا تھا۔۔۔۔ اور آگے بڑھ کر اس کی بازو کھینچ کر اس کو سینے سے لگایا تھا اور وہ کسی مردہ چڑیا کی طرح پھڑپھڑائی تھی اس کی پناہ میں سے نکلنے کے کیے۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ بڑی راز داری سے اندر گھسے تھے یہ ڈبل سٹوری مکان تھا۔۔۔ جس کے اندر اتنا سناٹا تھا کے وحشت ہو رہی تھی۔۔۔
وہ دونوں کود تو گئے تھے مگر کودتے ہی ایک سائیڈ پر رکھی پانی کی ٹینکی کے پچھلی سائیڈ ہو کر کھڑے ہو گئے تھے تاکہ کوئی دیکھ نا سکے اور ان پر کسی کی نظر نا پڑے۔۔۔۔

جب وہ کودے تھے تو اچھی خاصی آواز پیدا ہوئی تھی۔۔۔

اوئے لطیف جا دیکھ کون ہے باہر باہر سے آواز آئی ہے کسی چیز کے گرنے کی۔۔۔ کھٹک کی آواز پر رشید نے کہا تھا۔۔۔

پہلے بھی آئی تھی میں گیا تھا تو کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔ لطیف نے بے زاری سے کہا تھا۔۔۔

اچھا تو رک میں دیکھ کر آتا ہوں۔۔۔ رشید کہتے ہی باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ پھر صحن کو اچھی طرح دیکھا تھا ادھر ادھر دیکھ کر تسلی کر کے وہ پھر سے اندر گیا تھا۔۔۔

یاریہ گنجا رشید ضرورت سے زیادہ چالاک ہے۔۔۔ فراز نے اس کے کان میں سرگوشیانہ کہا تھا۔۔۔

چالاک ہے تو گلشن بائی کے ساتھ ہے نا ہوتا تو یہاں کیا کر رہا ہوتا۔۔۔ آہان نے چپکے سے باہر نکلتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

پوائنٹ ہے تیری بات میں۔۔۔ فراز نے بھی اس کی ہمراہی میں نکلتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اب وہ دونوں آگے پیچھے دبے دبے قدموں انتہائی احتیاط سے چل رہے تھے۔۔۔

لطیف بات سن--- رشید نے اسے کمرے کے ایک کونے میں ایک سائیڈ پر بلایا تھا---
اماں اور اسے کھانا دے دیا تھا---- لطیف نے انتہائی مدہم آواز میں پوچھا تھا--- زاکر پورا دھیان رکھنے کے باوجود بھی نہیں سن پایا تھا ----

ہاں وہ سب سے نچلے تہہ خانے میں ہیں دے آیا ہوں اور نیند کی دوائی بھی ڈال دی تھی دونوں کے کھانے میں تم لوگ ان دونوں کو الگ الگ کر دو گلشن بائی سے بات کر کے اکھٹے ہوتی ہیں تو بہت شور مچاتی ہیں دل کرتا گلہ دبا دوں دونوں کا----

لطیف نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں انتہائی مدہم آواز میں کہا تھا----

چل میں آج بائی سے بات کرتا ہوں اس نے کچھ اگلا---- رشید نے زاکر کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا----

بہت ڈھیٹ ہے---- کسی صورت ہاتھ ملانے کو تیار نہیں اس بار لطیف نے زاکر کی طرف دیکھتے انتہائی تیز لہجے میں کہا تھا---

ملاو گا بھی نہیں ہر کوئی تم لوگوں جیسا پیسے کا پجاری نہیں ہوتا--- زاکر نے ہنستے ہوئے کہا تھا----

لگتا ہے تجھے اپنی جان پیاری نہیں رشید نے اس کے قریب آتے ہی اس کی ٹانگ پر پاؤں رکھتے کہا تھا۔۔۔

مگر حالات اور واقعات مجھے بتارہے ہیں جیسے تم دونوں کو اور تمہاری بائی کو اپنی جان پیاری نہیں ہے۔۔۔منٹوں میں تم لوگوں کے سانسیں کھینچ لے گا وہ اسکا نام میر آہان آفندی ہے۔۔۔۔

زاکر نے اپنے گھٹنے سے اس کی ٹانگ ہٹاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں کی چمک صاف بتا رہی تھی جیسے وہ جو کہہ رہا ہے ویسا ہو کر ہی رہے گا۔۔۔۔

آہان تم اوپر کی طرف چیک کرو اور میں۔۔۔یہ یہ آواز تو زاکر کی ہے۔۔۔۔ زاکر کی آواز محسوس ہوتے اس نے آہان کو کہا تھا۔۔۔۔

ہششش۔۔۔۔ آہان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا اور گن ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑے اسی کمرے کی طرف بڑھا تھا رفتہ رفتہ قدم آگے بڑھاتے وہ کمرے کے بیچ و بیچ جا کر کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

جب زاکر نے اسے دیکھا تھا جب کے لطیف اور رشید دونوں کی اس کی طرف پشت تھی۔۔۔۔

اہان نے زاکر کو ہاتھ کے اشارے سے چپ رہنے کا سگنل دیا تھا اور دبے قدم اٹھاتے ان دونوں نے پیچھے سے ہی رشید اور لطیف جواپنی گرفت میں جھکڑا تھا۔۔۔

ک۔۔۔ک۔کون ہو تم لوگ۔۔۔۔ رشید نے گرفت چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

وہی ہے جس کی میں کچھ ٹائم پہلے تعریف کر رہا تھا۔۔۔

زاکر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا وہ بے حد خوش ہوا تھا ان دونوں کو سامنے دیکھ کر اسے اپنی دوستی پر غرور تھا تو وہ اس لیے ہی تھا اس کے دوستوں نے کبھی بھی اس کا مان توڑنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔۔

چھوڑ مجھے سالے۔۔۔ لطیف نے فراز کے پیٹ پر کہنی ماری تھی اس سے پہلے کے فراز کی گرفت ڈھیلی ہوتی اس نے لطیف کی جیب سے پسٹل نکال کر اسے ہاتھ میں پکڑا تھا

اور اسے دھکا دے کر دور پھینکا تھا پھر اس تک پہنچتے ہی اس کی کنپٹی پر پسٹل رکھی تھی۔۔۔۔

چل کھول اسے جلدی کر۔۔۔۔ فراز نے تیز آواز میں کہا تھا۔۔۔اور لطیف نے ساری رسیاں کھولیں تھیں۔۔۔۔

کیا کہہ رہا تھا مجھے مرنا ہے سالے تجھے تو میں خود ماروں گا اپنے ہاتھوں سے زاکر نے ایک کے بعد ایک گھونسوں کے وار کر کے ادھ موا کر دیا تھا لطیف کو۔۔۔

چھوڑ دو اسے یہ دشمنی بہت مہنگی پڑے گی رشید پھڑپھڑایا تھا آہان کی گرفت میں۔۔۔

چل پھر مجھے یہ دشمنی مہنگی یو یا سستی دل و جان سے قبول ہے۔۔۔آہان نے اس کے سر پر پسٹل کی بیک مار کر اسے نیچے گرایا تھا۔۔۔۔

اور اس کے سر سے خون نکلا تھا۔۔۔۔ میری انعمتہ کو تو نے تہہ خانے میں بند کیا تھا بول کتے۔۔۔۔

آہان نے اس کے پیٹ پر ٹانگیں مارتے ہوئے کہا تھا پھر نیچے بیٹھ کر اس کے جبڑوں پر مکے مارے تھے۔۔۔۔

تجھے کیا لگتا تھا ایک نہتی لڑکی پر تو اور وہ تیری دو ٹکے کی بائی ظلم کرو گے اور تم لوگوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا---

وہ غصے میں پاگل ہی ہو گیا تھا تب ہی پرواہ نہیں کر رہا تھا کسی بھی چیز کی----

اہان نکلو اب یہاں سے اس سے پہلے کے کوئی اور آہ جائے--- رشید اور لطیف کو نڈھال دیکھ کر زاکر نے کہا تھا اور اسے رشید کے پاس سے اٹھایا تھا----

وہ اب بھی اپنے غصے پر کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا---

چل یار--- وہ اسے گھسیٹتے ہوئے دروازے کے پاس لائے تھے--- تب ہی وہ مڑا تھا اور اپنی گن سے ایک گولی رشید کی ٹانگ پر فائر کی تھی اور دوسری لطیف کی ٹانگ پر----

پھر ان دونوں کی ہمراہی میں باہر ایا تھا---

گ--- گ---گولی کی آواز--- تہہ خانے میں موجود وجود نے دو بار گولی کی آواز سن کر دل پر ہاتھ رکھا تھا--

اسے اب نیند کی دوائی سے بھی کہاں نیند اتی تھی--- اتنے سالوں سے وہ اب نیند والی دوا کھا کھا کر ڈھیٹ ہو گئی تھی----

اماں۔۔۔اماں۔۔۔ دیکھ گولی کی آواز آئی ہے۔۔۔ وہ سوتی ہوئ امانکو آوازیں دے رہی تھی۔۔۔ مگر اماں کہاں اٹھنے والی تھی۔۔۔ ایک بار پھر اس نے اپنی بیٹیوں کو حصار میں رکھ کر ایت الکرسی کا ورد کیا تھا۔۔۔

جانے کیوں ہر آہٹ اور ہر انہونی سے دل دہلتا تھا اس کا۔۔۔۔

وہ ان دونوں کے ساتھ آہ کر گاڑی میں بیٹھا تھا ۔۔۔۔

تم ٹھیک ہو ناں۔۔۔ آہان نے زاکر کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں یار جس کے تم جیسے دوست ہوں اسے کچھ ہو سکتا ہے اس نے اس کے کاندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

تم اب یہاں نہیں رہو گے ہم سیدھا ائیرپورٹ جا رہے ہیں۔۔۔ آہان نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔

مگر یار میں ایسے چھپ کر تو نہیں۔۔۔

وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔۔ کچھ دن کے لیے چلے جاؤ حالات بہتر ہوں گے تو بلا لیں گے ہم۔۔۔ فراز نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

مگر میرا پاسپورٹ میری چیزیں میرا بیگ۔۔۔ زاکر نے کہا تھا۔۔۔

ائیرپورٹ پہنچو سب وہیں مل جائے گا تمہارے گھر سے ساری چیزیں منگوا لیں ہیں ٹکٹ بھی کنفرم ہے بس پہنچ کر خیریت کی اطلاع دے دینا اور انجوائے کرنا۔۔۔۔

آہان نے گاڑی ائیرپورٹ کی حدود میں داخل کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

مطلب یہ سب پہلے سے پلینڈ تھا۔۔۔ زاکر نے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اب تم نے مزید بحس کی تو میں سامنے کھڑی پولیس کو کہوں گا کے تم دہشت گرد ہو۔۔۔

آہان نے گاڑی پارک کرتے کہا تھا۔۔۔

اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔ زاکر نے اترتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

یہ معصوم ہے بیچارا تب ہی تو آج تجھے یہاں سے بھگا رہا ہے فراز نے کھسیانی ہنسی ہنستے کہا تھا۔۔۔۔

تو تم دونوں چاہتے ہو میں تم لوگوں کا تعارف خودکش بمبار کی صورت میں کرواؤں پولیس سے۔۔۔

آہان نے سامنے کھڑے زاکر کے ڈرائیور کو اشارہ کر کے اپنی طرف بلاتے کہا تھا جو بیگ اور اس کا ضروری سامان لیے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

میں بھی بتا دوث گا تو نے کچھ دیر پہلے دو لوگوں کو مارنے کی کوشش کی ہے اس نے اپنا بیگ اور پاسپورٹ لیتے کہاتھا۔۔۔

کوئی پروف ہے تیرے پاس۔۔۔۔ آہان نے جیب سے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا تھا اور پھر اسے سلگایا تھا۔۔۔

تیری گن۔۔۔ زاکر نے کہا تھا۔۔

وہی گن جسے کچھ دیر پہلے تو نے ڈیش بورڈ پر رکھا تھا جس پر تیری انگلیوں کے نشان ہے۔۔۔ اس نے سگریٹ کا کش لگاتے کہا تھا۔۔۔

ہے تو بڑی پہنچی ہوئی چیز۔۔۔ زاکر کو تپ چڑھی تھی اس کی بات پر اور فراز کھلکھلا کر ہنسا تھا۔۔۔

تیرے دانت کیوں بغیر ٹکٹ کے نکل رہے ہیں اس نے فراز کی طرف دیکھتے کیا تھا۔۔۔۔

ماشاللہ تجھے بھی سکون نہیں یہاں سے نکلتے ہوئے بھی تو نے بیستی پروف ہو کر جانا تھا۔۔۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ابھی میں مجبور ہوں آہ کر دیکھوں گا تم دونوں کو۔۔۔۔ فراز نے آگے چلتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ہم دونوں کو دیکھنے کے لیے ہماری بیویاں ہیں تو اپنے لیے کوئی ڈھونڈ لینا فراز نے ہانک لگائی تھی۔۔۔۔

اوہ بس کر دے سستے عاشق ماہم تجھے کروا ہی نا دے لفٹ۔۔۔۔ فرازنے اسے اچھا خاصا لتاڑا تھا۔۔۔

بی کئیر فل زاکر کچھ بھی ایسا ویسا ہو تو مجھے انفارم ضرور کرنا اپنا بہت خیال رکھنا۔۔۔۔وہ بورڈنگ کے پاس کھڑے تھے جب آہان نے اسے گلے لگاتے کہا تھا۔۔

تم بھی خیال رکھنا خاص کر انعمتہ کا اسے بہن کہا ہی نہیں مانتا بھی ہوں۔۔۔ جب میری ضروت پڑی مجھے بلوا لینا ویسے میرا بلکل دل نہیں کر رہا جانے کو اس نے آہان سے الگ ہوتے کہا تھا۔۔۔

میرے بغیر ایکسٹرا انجوائے کیا تو یاد رکھنا بد ہضمی کا شکار ہو جاؤ گے۔۔۔ فراز نے اس کے گلے لگتے کہا تھا۔۔۔

اشارہ صاف لڑکیوں کے ساتھ انجوائے کرنے کی طرف تھا۔۔

تم پلیز میرا انسٹا اور ایف بی اکاؤنٹ روز چیک کرنا پھر ان تصویروں کو دیکھ کر تمہیں بد ہضمی ہو گی۔۔ایک ادا سے کہتا وہ آگے کی ظرف بڑھا تھا۔۔۔

ایڈا تو جولیٹ بیٹا واپس پاکستان ہی آنا ہے ویسے بھی گوریاں سڑے ہوئے آلو کو منہ نہیں لگاتیں۔۔۔

اس نے اس کے پیچھے سے ہی ہانک لگائی تھی اونچی آواز میں تو اردگرد کے لوگوں نے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

چیک لازمی کرنا۔۔۔۔ زاکر نے مڑے بغیر کہا تھا

وہ سب کو دانت دکھاتا مڑا تھا۔۔۔ جب اس کے کانوں میں اواز آئی تھی زاکر کی وہ ہنستا ہوا آہان کے ساتھ چلتا پارکنگ تک پہنچا تھا۔۔۔۔

تم گھر چلے جاؤ میں کیب سے چلا جاتا ہوں گھر۔۔۔۔

فراز نے کیب کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔اور کیب اس کے پاس آہ کر رکی تھی۔۔۔

کیوں میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ آہان نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتے کہا تھا۔۔ ۔

نہیں ویسے بھی بارہ بج رہے ہیں تمہیں لمبا چکر پڑھ جائے گا اور بھابھی بھی ویٹ کر رہیں ہوں گی میں پہنچتے ہی تمہیں کال کر دوں گا تم جاؤ۔۔۔

فراز نے اسے تسلی دیتے کہا تھا۔۔۔

شور۔۔۔۔ آہان نے پوچھا تھا۔۔۔

یس شور۔۔۔ جاؤ اب۔۔۔کہتے وہ کیب میں بیٹھا تھا اور آہان اپنی گاڑی میں۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ صبح سے سویا ابھی اٹھا تھا۔۔۔۔ ٹاول بالوں میں رگڑتے باہر نکلا تھا۔۔۔۔ تب ہی فون رنگ کیا تھا۔۔۔

ہیلو ہاں بولو توقیر۔۔۔ اس نے کال رسیو کرتے پوچھا تھا۔۔۔

زاویان سر کام ہو گیا ہے سوری میں اتنا لیٹ کال کر رہا ہوں مگر آپ نے کہا تھا کے جیسے ہی کام ہو جائے مجھے اطلاع کر دینا توقیر نے کہا تھا۔۔۔

گڈ یہ ہوئی نا بات اب تم صبح سے ہی اپنے مشن پر لگ جاؤ۔۔۔کہتے ہی زاویان نے کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔

تومس المیرا زاویان آفندی بڑی غلط جگہ پنگا لے بیٹھی ہو تم۔۔۔ اپنی آنکھوں سے گائل کر کے مجھے۔ چاروں خانے چت کیا تم نے۔۔۔ میں تو اپنی اترن کسی کو نہیں دیتا تم تو پھر بیوی ہو میری ابی کے دوست کی اور ابی کی خواہش ہے میرا اور تمہارا رشتہ کچھ ڈرامے تم نے کھیلے کچھ وار میرے سہنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔۔دئیر وائف۔۔۔۔

مزہ آنے والا ہے آئی ایم سوپر ایکسائیٹڈ۔۔۔ کہتے ہی اس نے لیپ ٹاپ کھولا تھا اور توقیر کی بھیجی گئی کچھ فائلز پر جلدی جلدی کام کرنے لگا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ابی آپ سوئے نہیں کیا ابھی تک۔۔۔۔ میڈیسن لی کیا آپ نے طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔اس نے ڈرائنگ روم میں انٹر ہوتے ہی ابی کو پریشان بیٹھا دیکھتے کہا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں مگر آہان انعمتہ کو المیرا۔۔

کیا ہوا انعمتہ کو۔۔۔۔ اس نے پوری بات سننے سے پہلے ہی کاٹ دی تھی۔۔۔۔

میری لوری بات سن لو آمان۔۔۔۔ پھر انہوں نے اسے لوری بات بتائی تھی۔۔۔

واٹ اور آپ نے اسے جانے دیا وہ بیوقوف ہے آپ اور زاویان تو نہیں وہ عورت پورا فتنہ ہے پہلے بھی وہ اس کے ساتھ اتنا کچھ کر گئی ہے۔۔۔۔

آہان نے غصے سے تڑپ کر کہا تھا۔۔۔

ہم کیا کرتے جب وہی بہن کی محبت میں لپک لپک کر جا رہی تھیں۔۔۔ سب کچھ جانتے بوجتے ہوئے بھی زاویان نے آتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

دو تھپڑ لگا کر تم سے اپنی بیوی قابو نہیں ہوتی ان دونوں کی عزت داؤ پر لگی ہے اور تم یہاں آرام سے بیٹھے ہو۔۔۔۔ آہان کو غصہ آیا تھا زاویان پر۔۔۔

بڑی پہلی بات تو یہ کے وہ دودھ پیتی بچیاں نہیں ہیں ہر بار غلطی کریں اور ہم انہیں بچائیں۔۔۔۔ لگ لینے دیں ٹھوکر آہ لینے دیں مزہ ہم بھی دیکھیں۔۔۔ آخر یہ ماں اور بہنوں کا پیار کتنا کا سر چڑھ کر بولتا ہے۔۔۔ اس نے سکون سے بیٹھتے کڑوے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

اس کو چھوڑو آہان مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے وہ گلشن مجھے انکھ ونک کر کے وکٹری کا سگنل دے کر گئی ہے وہ کچھ الٹا ضرور کرے گی۔۔۔ ابی بری طرح پریشان تھے۔۔۔

ویسے ابی آپ کی پرسنیلیٹی کی داد دینی پڑے گی ابھی تک آپ کو عورتیں انکھ مارتیں ہیں اس نے قہقہہ لگاتے سامنے بیٹھے دونوں نفوس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

جب ہی دونوں نے اسے غصے سے دیکھا تھا مطلب وہ اس وقت شدید پریشانی کا شکار تھے اور اسے اپنی سوجھی ہوئی تھی۔۔۔

آہان غصہ کنٹرول کرتے گاڑی کی چابی لے کر اٹھا تھا۔۔

میں چلوں ساتھ۔۔۔ زاویان نے ایل ای ڈی ریموٹ سے اون کرتے پوچھا تھا۔۔۔

ضرورت نہیں ہے۔۔۔ غصے سے کہتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر کی طرف گیا تھا۔۔۔

مرضی۔۔۔ بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں۔۔۔ اس نے کاندھے اچکاتے کہا تھا اور ٹی وی دیکھنے میں مگن ہوا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

چ۔۔۔ ھ۔۔۔۔ چھوڑو مجھے اس نے پوری قوت لگا کر اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔۔۔

چلو ابھی چھوڑ دیتا ہوں مگر پھر تمہاری ایک نہیں سنوں گا۔۔۔ اس نے اس کو گہری نظروں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

موم جادو ہے آپ کے ہاتھوں میں کیا خوبصورت سجایا ہے آپ نے اسے--- ویسے تم خوش قسمت ہو انعمتہ جو تمہیں آج کی رات میرا ساتھ نصیب ہو گا----

اس نے اس کی طرف فلائنگ کس اچھالتے ہوئے کہا تھا----

میں تھوکتی بھی نہیں ہوں تم پر تمہارے ساتھ کی خوش قسمتی ہونا تو بہت دور کی بات ہے--- زلیل نیچ انسان جیسے تم ہو ویسی ہی تمہاری ماں ہے--- اس نے روتے ہوئے شدت سے کڑوے لہجے میں نفرت سے اسکی طرف دیکھتے کہا تھا--- اور باہر کی طرف جانے لگی تھی----

یو بچ تو مجھ پر تھوکے گی اس نے اس کی کلائی پکڑ کر پیچھے کی طرف مڑوڑی تھی----

اہہہہہہہ وہ درد کی شدت سے چیخ ہی تو اٹھی تھی----

اس نے مجھے زلیل بولا اور اس نے مجھے طوائف بولا تھا عابی میں چاہتی آج اس کی تم ایسی عقل ٹھکانے لگاؤ کے یہ میرے تلوے چاٹنے پر مجبور ہو جائے----

گلشن بائی نے اس کو پکڑ کر کھینچ کر عابش کے قدموں میں گرایا تھا-----

تو ماما جانی یہ خود بھی تو طوائف ہے جس کی ڈوریں صرف اور صرف میرے ہاتھ میں ہیں۔۔۔ فکر نا کریں میں اچھے سے آج اس کی عقل ٹھکانے لگاؤں گا اور اگر میں کم پڑ گیا۔ تو میرے دوست بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئیں گے۔۔۔

اس نے اس کے بالوں میں لگے گجرے اور بالوں کو ایک ساتھ کھینچتے ہوئے اسے اٹھایا تھا اوپر اور اس کا دوپٹہ کھینچ کر اپنے پاؤں پر پھینکا تھا۔۔۔

پلیز مت کرو رحم کرو مجھ پر تمہیں تمہاری ماں کا واسطہ ہے۔۔۔ اگر۔۔۔اگر میری جگہ تمہاری بہن۔۔۔

ہوتی تو کیا تم تب بھی اس کے لیے

کچھ نا کرتے۔۔۔

اس نے اپنے بالوں کو چھڑواتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ پھر دوپٹہ پکڑنے کے لیے آگے بڑھی تھی کیونکہ فراک کا گلا کافی گہرا تھا اور اس میں سے اس کی رعنائیاں عیاں ہو رہی تھیں۔۔۔

فراک کے گلے پر اپنا ہاتھ رکھ کر نیچے جھک کر اس نے زمین پر گرا دوپٹہ اٹھانا چاہا تھا جب عابی نے اس کے بڑھتے ہاتھ پر اپنا پاؤں رکھا تھا۔۔۔۔

میری بہن اگر۔ ہوتی تو وہ اس نوبت تک نا پہنچتی۔۔۔۔مگر مسئلہ پتہ ہے کیا ہے تم میری بہن نہیں ہو۔۔۔۔ اس ٹائم تم ایک طوائف ہو اور میں تمہارا گاہک۔۔۔۔ اس نے اس کے ہاتھ پر مزید دباؤ بڑھایا تھا وہ درد سے بلبلا اٹھی تھی۔۔۔۔ اب اس کی ننھی جان پر یہ درد بڑھ رہا تھا۔۔۔۔

آج تم نے سب سے بڑی غلطی کی ہے میری ماں کو طوائف بول کر اور اس سے بھی بڑی غلطی کی ہے اس آفندی سے نکاح کر کے تمہاری دونوں غلطیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آج کی رات تمہاری سزا میں مزید اضافہ ہو گا اتنا کے تم زندہ بچ گئی تو خود سے گھن کھاتی زندہ ہوتے ہوئے بھی خود کو مرا ہوا محسوس کرو گی۔۔۔۔

اس نے فلک شگاف قہقہ لگایا تھا اور اس کے ہاتھ سے اپنا پاؤں اٹھا کر اس کا دوپٹہ ڈسٹ بین میں پھینکا تھا۔۔۔۔

میں گیٹ پر سے کسی طرح چوکیدار کو ہٹاتی ہوں تم اس کو لے کر نکلو یہاں سے ایک بات یاد رکھنا مجھے اب اس کی شکل کبھی بھی نہیں دیکھنی تو اس کو آگے سمگل کروا دینا کسی بھی ملک--- یہ لڑکی میرے لیے سوائے عذاب کے کچھ نہیں---- اب اسے لے کر نکلو پچھلے دروازے کی طرف میں وہاں کے چوکیدار کو ہٹاتی ہوں---

نخوت اور قہر زدہ لہجے میں کہتی وہ وہاں سے نکلی تھی---

آہان کو پتہ چل گیا عابش کے تم نے میرا یہ حال کیا ہے تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا تمہارے چھیتڑے بھی اڑا دے گا----

اس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اس کو دھمکاتے ہوئے آخری کوشش کی تھی----

اس کو بتائے گا کون ہاہاہا اور اس کو تو یہی پتہ ہے کے وہ اپنی پیاری بہن کے ساتھ ہے---- اور جب تک اسے پتہ چلے گا تم مجھے سکون دے کر کب سے یہاں سے چلی جاؤ گی---

اس نے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے اس کا بازو کھینچتے اسے باہر لاتے کہا تھا----

میں نہیں جاؤں گی تمہارے ساتھ چھوڑو مجھے چھوڑو اللہ پاک پلیز آہان کو بھیج دیں دیدم کوئی تو بچاؤ وہ چلا رہی تھی جب ہی عابی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے کے منہ کو پوری طرح دبایا تھا پھر گلشن بائی کا اشارہ ملتے ہی وہ اسے گاڑی میں ڈالتے گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔

چھوڑو مجھے میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔ کھولو اسے لعنتی انسان۔۔۔۔

گندے انسان کھولو شیطان۔۔۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔۔جب کہ وہ کھلنے سے قاصر تھا۔۔۔ کیونکہ وہ پہلے سے ہی لاکڈ تھا۔۔۔۔

اتارو مجھے ورنہ میں تمہارا حشر بگاڑ دوں گی۔۔۔ اس نے کہتے ہی آس کی گردن دبوچی تھی اس کے ہاتھوں پر دانت گاڑھے تھے بری طرح وہ اس کی گردن میں اپنے ناخن دھنسارہی تھی۔۔۔۔ اتنی تکلیف کے باوجود بھی وہ اپنی ساری طاقت لگا کر اسے گھائل کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

جب ہی وہ پل بھر میں گاڑی کی سپیڈ آہستہ کرتے اس کی طرف تھوڑا سا مڑا تھا اور پوری قوت سے اس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا کے اس کا سر بری گاڑی کے شیشے سے لگا تھا۔۔۔

جتنا جنگلی پن تم مجھے دکھاؤ گی اس سے ڈبل سہنے کے لیے تیار رہنا تم تو آدھے گھنٹے سے زیادہ مجھے برداشت بھی نہیں کر سکتی۔۔۔

اس نے اس کے بازو دبوچتے ہوئے ذو معنی انداز میں کہا تھا اور پھر پیچھے سے اسکے بال اپنی گرفت میں لیے تھے ایک ہاتھ سے وہ گاڑی چلا رہا تھا تو دوسرے ہاتھ سے اسکے بالوں کو دبوچے ہوئے تھا۔۔۔

پلیز ہیلپ می پلیز کوئی میری ہیلپ کرو خدا کا واسطہ میں مشکل میں ہوں۔۔۔۔وہ گاڑی کے شیشوں پر بے دردی سے ہاتھ مارتی کہہ رہی تھی۔۔۔۔کے شاید پاس سے گزرتی اتنی گاڑیوں میں سے کوئی اسے دیکھ لے کوئی اس کی مدد کر دے۔۔۔

نا تو تمہاری آواز باہر جارہی ہے اور نا تمہاری شکل کیونکہ اس گاڑی کے شیشوں میں سے باہر کا نظر اہ سکتا ہے مگر باہر سے اندر کی طرف کچھ نظر نہیں آتا ہے۔۔۔۔

اس نے اس کے بالوں کو مزید کھینچتے ہوئے کہا تھا---

آہا-----آہان آہان پاس سے گزرتی آہان کی گاڑی کو دیکھ کر وہ دیوانا وار گاڑی کے شیشوں پر ہاتھ مارتی اسے پکار رہی تھی----

ہاہاہاہاہا مجھے بہت مزا آہ رہا ہے تمہاری حالت دیکھ کر ---- وہ بری طرح محضوض ہو رہا تھا----

مگر وہ آوازیں دیتی ہی رہ گئی تھی شیشے کے اوپر مارتے ہاتھ ایک دم بری طرح بے جان ہو کر گرے تھے اس کی گاڑی پاس سے گزرتی بہت دور جا رہی تھی----اور اس کی آخری امید بھی ختم ہوئی تھی----وہ دور چلا گیا تھا---- وہ آخری بار شاید اسے دیکھ رہی تھی --- اور شاید اس کے بعد وہ اسے کبھی نا دیکھ سکے----

یہ کیسا امتحان ہے میرے مالک اگر یہ۔ سزا ہے تو مجھے معاف فرما کر میرے لیے اسانیاں پیدا فرما دے دور تک نظر دوڑانے پر بھی اسے اس کی گاڑی کہیں نہیں دکھی تھی----اب وہ سوائے دعا کے کچھ نہیں کر سکتی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ اپنی گاڑی میں بھیٹنے لگی تھی جب آہان کی گاڑی گیٹ کے پاس آہ کر رکی تھی---

وہ چوکیدار کو دھکا دیتا اس تک آیا تھا۔۔۔

بول کہاں ہے میری بیوی وہ ہاتھ اٹھاتے اٹھاتے رہ گیا تھا اسکا غصہ دیکھ کر ایک پل میں گلشن بائی بھی اپنی جگہ سے ہلی تھی مگر اگلے ہی پل میں وہ سنبھلی تھی۔۔۔

ریلیکس بے بی اتنا غصہ صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہے تمہاری بیوی وہیں ہے جہاں اسے ہونا چاہیے تھا اس وقت۔۔۔ اس نے اس کی شرٹ کو ٹھیک کرتے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے تھپتھپاتے کہا تھا۔۔۔

اپنے غلیظ ہاتھ مجھ سے دور رکھو سمجھی تم۔۔۔ اس نے نفرت سے اسکے ہاتھ جھٹکے تھے۔۔۔۔ اور اندر کی طرف جانے لگا تھا۔۔۔

وہ اندر نہیں ہے۔۔۔ اس نے اس کی پشت کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔ اس کا قدم وہیں رکا تھا پلٹ کر پیچھے دیکھا تھا۔۔۔

اندر صرف المیرا ہے اور وہ بھی بے چاری نیند کی گولیوں کے زیر اثر سو رہی ہے تمہاری بیوی تو کب سے اپنے اصل مقام پر جا چکی ہے۔۔۔۔

ایک گیم تم نے کھیلا ایک میں کھیل رہی ہوں------ تمہارے پاس وقت بہت کم ہے تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے تمہاری بیوی کو رخصت کیا ہے میں نے---

اب تم پر ہے بچا لو اسے تو وہ تمہاری اینڈ یور ٹائم سٹارٹ ناؤ---- ٹک ٹک ٹک---- گلشن بائی نے قہقہہ لگاتے ہاتھ کی انگلیوں کی ویوز بناتے کہا تھا----

یو بلڈی---

آہا مجھ پر غصہ نہیں یہ وقت مجھ پر چلانے کا نہیں ہے بیوی ڈھونڈوں اپنی--- آہان کا پنچ والا ہاتھ وہ اپنے ہاتھ میں لیتے جھٹکتے ہوئے بولی تھی--

پھر گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے چلی گئی تھی--- وہ بھی آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھا تھا---- اور اپنی گاڑی سٹارٹ کی تھی---

وہ نہیں جانتا تھا کے وہ کہاں ہے مگر وہ اسے ہر حال میں ڈھونڈنا چاہتا تھا---- اس کی جان پر بن آئی تھی گلشن بائی کی باتیں سن کر ---- وہ جانتا تھا وہ اپنی حفاظت نہیں کر سکے گی وہ اتنی سٹرونگ نہیں ہے--- وہ تکلیف میں ہو گی وہ پہلے بھی تکلیف میں تھی--- اور اس کی تکلیف کو یاد کر کے آہان کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں----

وہ گاڑی سڑک پر دوڑاتا ہر طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ اسے لے کر ایک فلیٹ میں آیا تھا وہ بغیر دوپٹے کے اسکے ساتھ کھنچی چلی آئی تھی۔۔۔۔ رونے کا چلانے کا اس پر کسی چیز کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔وہ ظالم تھا۔۔۔

صفی عمر کدھر ہو تم لوگ۔۔۔۔ اس نے لائٹ آن کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

مگر اس کے دونوں دوستوں کی آواز نہیں آئی تھی ۔۔۔

پھر اس نے موبائل پر نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔۔

کدھر ہو صفی تم لوگ۔۔۔ اس نے پوچھا تھا۔۔

کب تک آو گے۔۔۔ ٹھیک ہے دو گھنٹے تک پہنچو میرے پاس تم لوگوں کے لیے سرپرائز ہے۔۔۔ اوکے بائے کہتے اس نے فون رکھا تھا۔۔۔۔

بے بی یو لک ڈیم ہوٹ ان دس ڈریس اس نے اس کے سینے پر نظریں گاڑتے کہا تھا تھا اور اسے کھینچ کر سینے سے لگایا تھا پھر اس کی گرن پر لب رکھے تھے کے انعمتہ نے پوری جان لگا کر اسے پیچھے دھکیلا تھا۔۔۔۔

واٹس یور پرابلم۔۔۔ یہاں تک آہ گئی ہو تو ایک بات یاد رکھو ان ڈراموں سے میں اپنے عزم سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔۔۔ اپنے لیے اور تمہارے لیے ڈرنک بنانے لگا ہوں مجھے کسی بھی سخت عمل پر مجبور مت کرو تیز لہجے میں کہتے اس نے شراب کی بوتل ٹیبل پر رکھی تھی اور کچن میں گلاس لینے گیا تھا۔۔۔

اس نے روتے ہوئے اس گندے محلول کو دیکھا تھا۔۔۔

ت۔۔۔۔ت۔۔۔۔ تم اپنے عزم میں کسی صورت بھی کامیاب نہیں ہو گے۔۔۔۔ کہتے ہی اس نے اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو صاف کیا تھا۔۔۔ پھر اس بوتل کو ہاتھ میں پکڑا تھا۔۔۔۔

میں کمزور نہیں ہوں ائی ول پروف دیٹ آئی ایم سٹرونگ آئی ول سیو می۔۔۔ مجھے اپنے شوہر کی عزت کو ہر حال میں بچانا ہے کہتے ہی اس نے بوتل پر گرفت مزید مضبوط کی تھی۔۔۔

وہ جیسے ہی اندر آیا تھا اس نے پیچھے سے نکل کر اپنی پوری قوت سے وہ بوتل اس کے سر پر ماری تھی۔۔۔

وہ سمجھ ہی نا سکا تھا ہوا کیا ہے ۔۔۔۔ اس کا سر چکرایا تھا ایک دم سے اور خون کا فوارہ نکل کر اس کے چہرے کو گیلا کر گیا تھا وہ لہرا کر نیچے گرا تھا۔۔۔

تم کیا سمجھتی ہو تم ایسے بچ جاؤ گی۔۔۔۔

انعمتہ کو کانپتے ہوئے باہر نکلتا دیکھ اس نے اس کا پاؤں پکڑ کر کھینچا تھا۔۔۔۔

جب ہی وہ پھر پیچھے مڑی تھی ہاتھ میں ٹوٹی بوتل کا ٹکڑا ابھی بھی موجود تھا اس کے۔۔۔۔ نیچے بیٹھ کر اس نے وہ ٹکڑا اس کے پیٹ میں دھنسایا تھا وہ کراہ کر رہ گیا تھا

یہ حملہ اتنا جان لیوا تھا کے وہ منٹوں میں بے ہوش ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی کانپتی ہوئی لہولہان ہاتھوں سے لہو لوہان فراک سے باہر کی طرف بھاگی تھی وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔۔۔

بھاگتی بھاگتی وہ سڑک تک پہنچی تھی۔۔۔۔ رات کے ایک بجے وہ سڑک پر بھاگ رہی تھی روتی ہوئی پاؤں اس کے بری طرح کانچ کے نیچے آہ آہ کر لہو لوہان ہو رہے تھے۔۔۔۔

تھک کر وہ فٹ پاتھ پر بیٹھی اب لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔۔۔۔

سڑک کنارے بیٹھا تھا .

کوئی جوگی تھا یا روگی تھا

کیا جوگ سجائے بیٹھا تھا ؟

کیا روگ لگائے بیٹھا تھا ؟

تھی چہرے پر زردی چھائی

اور نیناں اشک بہاتے تھے

تھے گیسو بکھرے بکھرے سے

جو دوشِ ھوا لہراتے تھے

تھا اپنے آپ سے کچھ کہتا

اور خود سن کے ھنس دیتا تھا

کوئی غم کا مارا لگتا تھا

کوئی دکھیارا سا لگتا تھا

اس جوگی کو جب دیکھتے تھے

ھر بار یہی ھم سوچتے تھے

کیا روگ لگا ھے روگی کو
کس شے کا سوگ ھے جوگی کو ؟
اک دن اس نے کوچ کیا
اور سارے دھندے چھوڑ گیا
وہ جوگی ، روگی ، سیلانی
سارے ھی پھندے توڑ گیا
پھر اپنا قصہ شروع ھوا
اک مورت دل میں آ بیٹھی
نین نشیلے ، ھونٹ رسیلے
چال عجب متوالی سی
روپ سنہرا ، چاند سا چہرا
زلفیں کالی کالی سی
ھنسے تو پائل بجتی تھی

روئے تو جل تھل ہو جائے
بینا کی لے تھی لہجے میں
کہ سننے والا سو جائے
وہ چلے تو دنیا ساتھ چلے
جو رکے تو عالم تھم جائے
ہو ساتھ تو دھڑکن تیز چلے
دوری سے سانس یہ جم جائے
کچھ قسمیں ، وعدے ، قول ہوئے
انمول تھے وہ ، بِن مول ہوئے
تھے سونے جیسے دن سارے
راتیں سب چاندی کی تھیں
امبر کا رنگ سنہرا تھا
جہاں قوس و قزاح کا پہرا تھا

For more visit (exponovels.com)

اک دن یونہی بیٹھے بیٹھے
کچھ بحث ہوئی ، تکرار ہوئی
وہ چلدی روٹھ کے بس یونہی
میں سوچ میں تھا بیکار ہوئی
کچھ دن گذرے پھر ہفتہ بھی
نا دیکھا ، نا ملاقات ہی کی
ناراض تھی وہ ، ناراض رہی
نا فون پہ اس نے بات ہی کی
جب ملی تو صاف ہی کہہ ڈالا
وہ بچپن تھا نادانی تھی
کیا دل سے لگائے بیٹھے ہو ؟
وہ سب کچھ ایک کہانی تھی
تھی دل پہ بیتی کیا اس پل ؟

تم لوگ سمجھ نہ پاؤ گے

جب تم پر یہ سب بیتے گا

یہ روگ سمجھ ہی جاؤ گے

سب یاد دلائے عہدِ وفا

وہ قسمیں، قول، قرار سبھی

سکھ، دکھ میں ساتھ نبھانے کے

وہ وعدے اور اقرار سبھی

وہ ہنس کے بولی ، پاگل ہو ؟

کبھی وعدے پورے ھوتے ہیں ؟

کیا اتنا بھی معلوم نہیں ؟

یہ عہد ادھورے ھوتے ہیں

تمہیں علم نہیں "پاگل "نادان ھو تم

کب قسم نباہی جاتی ھے ؟

کس دیس کے رہنے والے ہو ؟
یہ قسم تو کھائی جاتی ہے
وہ ہنس کے چلدی راہ اپنی
اور صبر کا دامن چھوٹ گیا
آنکھوں سے جھیلیں بہہ نکلیں
اور ضبط بھی ہم سے روٹھ گیا
میں آج وہاں پر بیٹھا ہوں
جس جگہ پہ کل وہ جوگی تھا
یہ آج سمجھ میں آیا ہے صاحب
کس چیز کا آخر روگی تھا۔۔

وہ ہر سڑک ہر گلی شہر کے کونے کونے میں اس کو ڈھونڈنا چاہتا تھا اس کی جان پر بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

دل دہل رہا تھا۔۔۔کسی انہونی کے ڈر سے اس نے شدت سے اس کی خیریت اس کی عزت کی دعا مانگی تھی۔۔۔۔

یا اللہ اسے محفوظ رکھنا اس کی عزت محفوظ رکھنا میں یہ صدمہ برداشت نہیں کر پاؤں گا۔۔۔۔

محبت ---------- قیس کا دامن

محبت ---------- اشک لیلٰی کے

محبت ---------- ھیر کی آہیں

محبت ---------- جوگ رانجھے کا

محبت ---------- بحر وحشت کا

محبت ---------- گرمئ صحرا

محبت ---------- موجِ دریا ھے

محبت ---------- ھی طلاطم ھے

محبت ---------- خوں رلاتی ھے

محبت ---------- "میں "مٹاتی ھے

کسی کو -------- نوجوانی میں

یہی ---------- مجنوں بناتی ھے

محبت ---------- شاعری سی ھے

جگر کے -------- پار جاتی ھے

محبت ---------- ھجرِ یوسف میں

. بینائی ---------- چھین لیتی ھے

اس نے اپنی آنسوؤں کو صاف کیا تھا۔۔۔

جب ہی اس کی نظر فٹ پاتھ پر بیٹھی لڑکی کی طرف گئی تھی ۔۔

انعمتہ۔۔۔۔ اس نے گاڑی جھٹکے سے روکی تھی اور باہر نکلا تھا۔۔۔

انعمتہ اس کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا تھا وہ جو لمبے لمبے سانس لے رہی تھی خود کو نارمل کر رہی تھی اسکے سینے کے ساتھ پوری شدت سے لگی تھی----

آ----ہہہ-----آہان وہ وہ میں نے اسے مار دیا وہ وہ مر گیا کہتے ہی وہ اسکی باہوں میں بے ہوش ہوئی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡

ڈھونڈو ڈھونڈو میر آہان آفندی اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پاگل ہو جانا نا تو تمہیں انعمتہ ملے گی پور نا ہی اس کی بھٹکتی روح "ہاہاہاہا کیونکہ وہ تو بہت دور چلی گئی ہے تم سے-----

پچ پچ پچ-----

اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے مجھے اتنا تو کرنا ہی تھا----

وہ ہونٹوں پر مکاری بھری مسکراہٹ لیے سوچ رہی تھی ---

چلو ایک طرف سے اچھا ہی ہوا یہ والا قصہ تو ختم ہوا اب وہ مجھ پر ہاتھ ڈالے----

مگر کیسے--- اس کے پاس تو کوئی پروف نہیں سوائے اس بات کے---کہ اس کی بہن اسے اپنی محبت میں لائی تھی--- اور تمہیں تو پھر آنا ہی تھا انعمتہ کیونکہ میں اپنے بیٹے کو تڑپتا نہیں دیکھ سکتی تھی----

خیر اب مجھے آگے پلان کرنا ہے کچھ بڑا---- کیونکہ میرے دشمن بھی توبڑے ہیں--- کچھ ایسا جس سے مجھے ان دونوں بہنوں کی اچھی خاصی رقم بھی مل جائے اور ان کی پراپرٹی بھی"....

بائی گھر آہ گیا ہے---

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی---- اور خود سے ہی کوئی اگلا دھماکہ تیار کر رہی تھی کے ڈرائیور نے پکارا تھا---

ہوں ہاں اوکے وہ خیالوں کے تسلسل سے چونکی تھی----پھرگاڑی سے اتر کر اندر کی طرف بڑھی تھی----

رشید رشید رشید---- اس نے اندر جاتے ہی دہائی دی تھی---

مگر بائی رشید تو آیا ہی نہیں واپس---- ملازمہ نے بتایا تھا----

کیا مطلب نہیں آیا یہاں نہیں آیا تو کہاں گیا اسے کھانا پہنچا کر اور ان تینوں کو دیکھ کر لوٹنا تھا واپس دو گھنٹے میں پھر کہاں گیا وہ----

وہ پریشانی میں بولی تھی---

نہیں جانتی بائی مگر وہ چھ بجے سے نکلا ہوا ہے--- ملازمہ نے اطلاع دی تھی----

تم جاؤ اور ڈرائیور کو بھیجو--- اس نے حکم دیا تھا----

جی بائی---- تھوڑی دیر بعد ڈرائیور اس کے سامنے موجود تھا---

سکینہ اماں والے پرانے مکان جاؤ اور جا کر دیکھو یہ رشید کہاں مر گیا ہے فون نہیں اٹھا رہا نا ہی لطیف کا کچھ اتا پتا ہے---- جاؤ اور مجھے فورآ اطلاع کرو---

اس نے حکم دیا تھا اور چلی گئی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ اس کے سینے کے ساتھ جھول رہی تھی---

انعمتہ انعمتہ--- وہ اس کا منہ پکڑ کر اسے کے گال تھپتھپاتا ہوا اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا----

مگر لے سود تھا----

آج کی حالت اسکی پچھلی حالت سے زیادہ ابتر تھی وہی چہرے پر نشان وہی گردن پر نشان سفید نازک ہاتھوں پر خون کے داغ۔۔۔ سفید فراک پر خون کے دھبے۔۔۔ نازک مخملی پاؤں سے بھی خون نکل رہا تھا۔۔

چہرہ پسینے سے آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔۔ اور اس پر اس چاندنی جیسے چمکتے چہرے پر چپکی بالوں کی لٹیں۔۔۔۔

اور خوف کے مارے پیلا پڑتا رنگ۔۔۔ بے ہوشی میں بھی اسکا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔۔ انعمتہ۔۔۔ اس نے اس کے چہرے پر لکھی درد کی تحریر پڑھ کر اسے سینے میں شدت سے بھینچا تھا۔۔۔ اس کے نازک ہاتھ کی انگلیوں پر مسلے جانے کے نشان تھے۔۔

آئی سوئیر گلشن بائی آئی ول کیل یو دس ٹائم از ان اف۔۔۔۔ تم نے اس بار میری سانسوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے مگر اب نہیں اب تم خود سانسیں لینے کے قابل نہیں رہو گی۔۔۔۔

وہ نفرت جنون اور اشتعال میں کہہ رہا تھا۔۔۔۔

پھر اسے باہوں میں اٹھائے گاڑی میں بٹھایا تھا۔۔۔ راستے میں اپنے فیملی ڈاکٹر کو کال کی تھی۔۔۔

رات کے ڈھائی بجے وہ اسے اپنی باہوں میں بھرے اس کے پرائیویٹ کلینک کے اندر جا رہا تھا۔۔۔

کیسی ہے وہ۔۔ آہان نے پوچھا تھا ڈاکٹر کے تفصیلی۔ چیک اپ کے بعد۔۔۔

شدید خوف میں مبتلا ہے وہ اور پینک اٹیک ہوا ہے اسے یہ زخم کیسے آئے آئی مین کیا یہ لڑکی۔۔۔۔

بیوی ہے میری ہم ریسٹورنٹ گئے تھے مجھے ضروری کال اگئی سننے گیا تو کچھ غنڈے اسے اغواہ کر کے لے گئے تھے ان سے ہی بچا کر لایا ہوں تب ہی یہ حالت ہوئی ہے۔۔۔۔

اس نے ڈاکٹر کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔ ۔

اوہ سوری اسی لیے وہ شدید ڈپریشن اور خوف کا شکار ہے۔۔۔ خیر آہان میں نے پراپر چیک کر لیا ہے اور نیند کی میڈیسن بھی دے دی ہے۔۔۔

اب یہ پانچ چھ گھنٹے تو سوئیں گی--- پھر ان کی ڈائٹ کا پراپر دھیان رکھنا--- انشاللہ جب یہ سو کر اٹھیں گی تو بیٹر فیل کریں گی---

ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں بتایا تھا---

تھینکیو--- میں اب لے کر جا سکتا ہوں---

آہان نے پوچھا تھا---

یس لے جائیں آپ--- ڈاکٹر نے میڈیسن دیتے ہوئے کہا تھا--- اس نے پھر سے اس کے نازک وجود کو باہوں میں بھرا تھا--- اور گاڑی میں ڈالتے گاڑی گھر کے راستے کی طرف موڑی تھی---

وہ اسے لیے اندر داخل ہوا تھا--- ابی اس کے انتظار میں چہل قدمی کر رہے تھے--- جبکہ زاویان کوئی ہورر ایکشن مووی دیکھنے میں مگن تھا---

وہ ان دونوں کی طرف دیکھے بغیر سیڑھیاں چڑھتا اسے اپنے روم میں لے گیا تھا اور اسے بیڈ پر لٹایا تھا---

ابی اور زاویان دونوں پیچھے گئے تھے---

وہ ٹھیک ہے آہان۔۔۔۔ آبی نے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا تھا جہاں وہ اس کے گلے تک اس کو کمفرٹر اوڑھا رہا تھا۔۔۔ تاکہ اسے بغیر دوپٹے کے زاویان اور آبی بھی نا دیکھیں اس کے سر کے نیچے تکیہ ٹھیک کرتے وہ ابی کی طرف مڑا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے وہ میں تو پہنچ نہیں سکا مگر اس نے خود بچا لیا خود کو۔۔۔۔ اس کی اواز میں نمی گھلی تھی۔۔۔ وہ رونا نہیں چاہتا تھا مگر وہ خود پر کنٹرول بھی نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔

خیال رکھو اس کا۔۔ ابی اس کا کاندھا تھپتھپاتے باہر نکلے تھے۔۔۔۔

آپ کو پتہ ہے بڑی ایک نازک جان لڑکی خود کو شیرنی کب بناتی ہے۔۔۔ اس نے آہان سے چار قدم دور کھڑے سینے ہر ہاتھ باندھے ہوچھا تھا۔۔۔۔

آہان نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

تب جب اس نے خود کی عزت کو کسی اور کی امانت سمجھا ہو۔۔۔۔ تب جب وہ یہ جانتی ہو کے اس کی روح اسکے جسم پر جس کا حق ہے وہ اس کو اس کی جان سے بھی عزیز تر ہے اور اگر اس نے اپنی عزت کو کھو دیا تو وہ اپنی جان کو بھی کھو دے گی۔۔۔

مبارک ہو بڈی ایک نازک شیرنی نے آپ کو اپنے دل اپنی سانسوں اور اپنی روح کی حکمرانی بخش دی ہے---

سلطنت انعمتہ کی محبت چاہت اور عشق کے آپ اکیلے سلطان ہیں---

اس نے خوش کن لہجے میں اسے ایک ایک لفظ کہا تھا----

اور اس نے اس کے لفظوں کو کانوں میں اتارتے انعمتہ کو غور سے دیکھا تھا جو بیڈ پر زخموں سے چور وجود کے ساتھ پڑی کوئی زخمی پری لگ رہی تھی----

وہ کوئی عام سی لڑکی نہیں تھی وہ بہت خاص تھی بہت خاص،بہت الگ، جیسے، جیسے بہت قیمتی، اور یہ قیمتی خاص لڑکی اسکے حصے میں آئی تھی اسے سونپی گئی تھی-----

!!!...پر ترازو کے درد

کِس کے غم کہاں تک ہیں ؟؟؟

شِدتیں کہاں تک ہیں ؟؟؟

،،، کچھ عزیز لوگوں سے

!!!...ہے پڑتا تو پوچھنا

،،، آج کل محبّت کی

قیمتیں کہاں تک ہیں ؟؟؟

!!! آؤ چلے شام ایک

!!!...لیں کہہ دل لِحا کے ھلکُ

،،، کون جانے سانسوں کی

مہلتیں کہاں تک ہیں ؟؟؟

خیال رکھئے گا اب ان کا بہت زیادہ کیونکہ انہوں نے آپ کے لیے خود کو بچایا۔۔۔ اب یہ آپ کا حق ہے کے آپ انہیں ہر بے وقوفی کرنے سے بچائیں کیونکہ نا تو ان کی بہن رکنے والی ہے اور نا ہی ان کی ماں۔۔۔۔

اس نے آخر والے لفظ نفرت زدہ لہجے میں ادا کیے تھے۔۔۔ پھر باہر کی طرف قدم بڑھا دیئے تھے۔۔۔۔

بس جتنا سہنا تھا سہہ لیا اب اور نہیں۔۔۔۔

کہتے ہی وہ الماری کی طرف بڑھا تھا اس کا سلیپنگ ٹراوزر اور ٹی شرٹ نکالی تھی۔۔۔۔

روم کی لائٹ آف کر کے لیمپ کی روشنی کو بھی مدہم کیا تھا۔۔۔ اس کے وجود سے کمفرٹر اتار کر سر کے نیچے ہاتھ ڈال کر نرم نازک وجود کو سینے سے لگایا تھا۔۔۔

پیچھے ہاتھ لے جا کر اسکے بال اکھٹے کر کے دوسرے کاندھے پر ڈالے تھے۔۔۔۔ پھر ڈوریاں کھولیں تھی فراک کی پھر زپ کھول کر فراک کو نیچے کھسکھایا تھا۔۔۔۔

شرٹ پہنا کر اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔۔

وہ نازک وجود اس کی باہوں میں جھول رہا تھا۔۔۔

اور اب آہان نے اپنے انسو نہیں روکے تھے۔۔۔۔

اس کی تکلیف پر اس کا دل کٹ رہا تھا اور وہ خود بھی بے جان ہو رہا تھا۔۔۔

اس کے سر کو دوبارہ تکیے پر رکھا تھا۔۔۔ چینج کروانے کے بعد اس کے ڈریس کو اس نے ڈسٹ بین میں پھینکا تھا۔۔۔

واش روم جا کر ٹاول کو گیلا کر کے لایا تھا۔۔۔

اس گیلے ٹاول سے اس کا منہ اس کی گردن کو اچھی طرح صاف کیا تھا پھر اسکے دونوں ہاتھوں پر جمے خون کو صاف کیا تھا۔۔۔ ایک بار پھر سے چہرے پر ٹاول پھیرا تھا گیلا۔۔۔

چھوٹی سی ناک صاف ہونے کے بعد چمکنے لگی تھی۔۔

بے اختیار ہو کر اس نے اسکی ناک پر لب رکھے تھے۔۔۔ اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں کھینچ کر ہیل کیا تھا۔۔۔۔

پھر اٹھ کر اس ٹاول کو بھی ڈسٹ بین میں پھینکا تھا۔۔۔۔

الماری سے اپنی ڈریس لے کر فریش ہوا تھا وہ خود بھی اور پھر باہر آیا تھا۔۔۔۔۔

صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا تھا۔۔۔ اور وہیں بیٹھے بیٹھے اسکے سراپے کو دیکھتے اسکی مدہم سانسوں کو اس کمرے کی خوشبو میں محسوس کرتے اس نے کتنے ہی سگریٹ پھونک ڈالے تھے۔۔۔

آپ یہ پینا نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔۔۔

اس کے کانوں میں انعمتہ کے کہے گئے الفاظ گونجے تھے۔۔۔

چھوڑ دوں گا جب تم مجھے خود کو پینے دو گی "اس کو اپنے ہی کہے گئے جملے یاد آئے تھے اور وہ جملہ سن کر اسکا بیڈ سے تیزی سے اترنا اس سے دور ہونا۔۔۔۔

اس کے لبوں پر مسکان آئی تھی وہ سب یاد کر کے ورنہ تو وہ کب سے ہی گلشن بائی اور المیرا کو سبق سکھانے کا سوچ سوچ کر جنونی ہو رہا تھا۔۔۔۔

خیال رکھئے گا اب ان کا بہت زیادہ کیونکہ انہوں نے آپ کے لیے خود کو بچایا۔۔۔ اب یہ آپ کا حق ہے کے آپ انہیں ہر بے وقوفی کرنے سے بچائیں کیونکہ نا تو ان کی بہن رکنے والی ہے اور نا ہی ان کی ماں۔۔۔

اس کے کانوں میں تھوڑی دیر پہلے بولے جانے والے زاویان کے جملے گونجے تھے۔۔۔۔

آئی پرامس یو مائی لو میں اس گلشن کو نہیں چھوڑوں گا جتنی تکلیف اس نے تمہیں دی ہے اس سے ڈبل وہ سہے گی۔۔۔۔

اس نے سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلا تھا۔۔۔

مگر بے بی مجھ سے دور جانے کی مجھ پر میری محبت پر اپنی بہن کی جھوٹی محبت کو فوقیت دینے کی سزا تو تمہیں ملے گی۔۔۔ کیونکہ اگر تم اس المیرا کا ہاتھ پکڑ کر اس کے پیچھے پیچھے اس گھر سے نا جاتی تو اب یہ سب کچھ نا تم برداشت کر رہی ہوتی نا میں۔۔۔

وہ اہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا تھا بیڈ پر۔۔۔

کمفرٹر کو خود پر لے کر نیچے سے اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کے وجود کو اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔ پھر اس کو سینے میں بھینچے اس کے کاندھے پر ناک رکھ کر اس کے جسم کی خوشبو کو محسوس کیا تھا۔۔۔

بے قرار ہو کر اس کی گردن پر زخموں پر نرم سلگتے لب رکھے تھے۔۔۔

وہ بے چین ہوتی کسمسائی تھی جب ہی اسے مزید خود میں گھساتے اس کے ہلکے ہلکے پھولے گالوں کو اس کے لبوں نے نرمی سے چھوا تھا۔۔۔ لیمپ کی مدہم روشنی میں نظر نرم گلابی ہونٹوں کی پنکھڑیوں پر گئی تو ایک لمبا سانس کھینچ کر اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔۔۔

جنون اور تڑپ کہہ رہی تھی کے انڈیل دے اپنی تشنگی کو اسکی سانسوں میں مگر اس کی حالت کے پیش نظر نرمی سے اس کی سانسوں کو دسترس میں لیتے چند سیکنڈز ہی اس کے نرم ہونٹوں کے لمس کو محسوس کرتے پیچھے ہوا تھا۔۔۔

اس نے نیند میں تکلیف محسوس کرتے دونوں ہاتھوں سے اس کی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھوں کی کارگزاری دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکان ابھری تھی انگوٹھے سے اس کے گیلے لبوں کو صاف کیا تھا۔۔۔۔

ا۔۔۔۔ا۔۔۔اہا۔۔۔۔ آہان۔۔۔۔۔ وہ نیند میں اسکا لمس محسوس کرتی بڑبڑائی تھی۔۔۔

میں یہیں ہوں آہان کی جان۔۔۔ اس نے اس کے کان کی لو کو چومتے اسے ٹاٹلی ہگ کیا تھا۔۔۔۔

وہیں انعمتہ کے چہرے پر سکون دیکھ کر اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔۔۔پھر انکھیں بند کیں تھیں۔۔۔ اس کے چہرے پر سکون دیکھ کر وہ اب خود بھی سکون سے سو گیا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

بائی لطیف اور رشید دونوں زخمی حالت میں بے ہوش پڑے ہیں۔۔۔ڈرائیور نے کال کر کے اطلاع دی تھی۔۔۔

کیوں کیا ہوا انہیں اور وہ جو لڑکا وہاں بندھا تھا وہ وہیں ہے کیا۔۔۔ گلشن بائی تو سن کر ششدر ہی رہ گئی تھی۔۔۔ تب ہی زاکر کا کسی خدشے کے تحت پوچھ بیٹھی تھی۔۔۔۔

کون لڑکا بائی یہاں پر کوئی لڑکا نہیں ہے اور ان دونوں کی ٹانگ پر بھی گولیاں لگیں۔۔۔۔

ڈرائیور۔ نے مزید صورتحال سے آگاہ کیا تھا۔۔۔۔

مطلب وہ بھاگ کب کیسے کس کے ساتھ یہ تو اب لطیف اور رشید ہی بتائیں گے۔۔۔۔

تم تم دیکھو جا کر نیچے تہہ خانے میں اماں اور وہ گلشن ادھر ہی ہے۔۔۔۔

اس کو یہ بھی ڈر لاحق ہو گیا تھا کے کہیں وہ دونوں بھی تو ان کے ساتھ بھاگ نس نکلیں ہوں۔۔۔۔۔

ڈرائیور تہہ خانے کی طرف آیا تھا دروازہ کھول کر دیکھا تھا وہ دونوں وہیں تھی۔۔۔۔

اس نے گلشن بائی کو بتایا تھا۔۔۔

ان دونوں کو ہوسپٹل شفٹ کرواؤ اور جب تک وہ دونوں ہوش میں نہیں آہ جاتے تم ادھر ہی رہنا گلشن بائی نے ڈرائیور کو حکم دیا تھا۔۔۔۔

بائی آپ نہیں۔ آئیں گی ہوسپٹل۔۔۔۔ ڈرائیور نے پوچھا تھا۔۔۔

کیوں میں کیوں آؤں ٹکے ٹکے کے ملازموں کے لیے میں ہسپتالوں میں خوار ہوتی پھروں۔۔۔ جن کو کوئی بھی کام ڈھنگ سے کرنا نہیں آتا تم جاؤ ان کو لے کر دفع ہو زندگی عذاب کی ہوئی ہے تم سب نے۔۔۔۔ اس نے کوفت سے کہتے اسے اچھا خاصا ڈانٹا تھا۔۔۔۔۔

اگر تو یہ آہان افندی تیرا ہاتھ ہے اس میں تو تیری عزت تومیں نے بکوا ہی دی ہے تیری جان بھی اب تیرے پاس چند گھنٹوں کی مہمان ہے تو نے بڑی غلط جگہ دشمنی نکالی ہے۔۔۔۔

اسکا مطلب وہ زاکر ٹھیک کہتا تھا اسی لیے تو اس نے مجھ سے ہاتھ نہیں ملایا۔۔۔۔ تو اخر تو اسے لے ہی گیا مگر کب تک۔۔۔۔

میں وہ ناگن ہوں جو اپنا زہر بھی نہیں چھوڑتی۔۔۔۔

اس نے موبائل بیڈ پر نفرت سے پھینکا تھا۔۔۔۔

ابھی وہ اپنے غصے کو کنٹرول کر ہی رہی تھی کے موبائل دوبارہ سے بجنے لگا تھا۔۔۔

کیا مصیبت ہے وہ بری طرح جھنجھلائی تھی۔۔۔پھر موبائل ہاتھ میں پکڑ کر نمبر دیکھا تھا۔۔۔

صفی کی کال ۔۔۔ اس نے زیر لب کہا تھا۔۔۔

صفی اس ٹائم کال کی خیریت کیا تم لوگ انجوائے نہیں کر رہے کیسا لگا سرپرا۔۔۔۔

انٹی عابی بری طرح زخمی حالت میں فلیٹ میں پڑا ہے ہم ہم ابھی آئے ہیں اس کے سر سے خون بہہ رہا ہے اور اس کے پیٹ سے بھی وہ سانس نہیں لے رہا۔۔۔

صفی نے پریشانی میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھس۔۔۔۔

کیا کیا ہوا عابی کو تم تم لوگ اسے ہوسپٹل لے کر جاؤ میں میں ابھی آہ رہی ہوں پلیز بیٹا اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے جاؤ۔۔

اس کی تو جان پر ہی بن آئی تھی وہ سب سن کر اس نے کلیجے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اور انکھوں سے آنسو بہے تھے۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے اس نے موبائل بیگ میں رکھا اور جلدی جلدی باہر نکلی تھی۔۔۔
ڈرائیور کو کہو گاڑی نکالے جلدی اس نے روتے ہوئے حکم دیا تھا ملازمہ کو۔۔۔۔
مگر بائی ڈرائیو کو تو آپ نے ہی بھیجا تھا۔۔۔۔
ٹھیک ہے ٹھیک ہے ہٹو راستے سے ملازمہ کو دھکا دیتے ہوئے کانپتی ٹانگوں سے باہر نکلی تھی۔۔۔
دور دور تک نا ہی کوئی کیب نظر آہ رہی تھی اور نا ہی کوئی رکشہ بیٹے کی حالت کا سن کر اسے لگ رہا تھا کے اس کا وجود بے جان ہو رہا ہے۔۔۔۔ بھاگتے ہوئے وہ مین سٹاپ پر پہنچی تھی۔۔۔رکشے میں بیٹھ کر اس نے ایک بار پھر سے صفی کو کال کر کے ہوسپٹل کا نام پوچھا تھا۔۔۔۔۔اور رکشے والے کو تیز رکشہ چلانے کا کہا تھا۔۔۔۔
ہوسپٹل کے گیٹ کے پاس اتر کر وہ بھاگتی ہوئی ہوسپٹل کی رسیپشنسٹ پر گئی تھی۔۔۔
ابھی ایک لڑکا لایا گیا ہے زخمی حالت میں عابش شہاب نام ہے اسکا۔۔۔۔ اس نے لڑکھڑاتے لفظوں میں رسیپشنسٹ سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

جی میم آپ سیکنڈ فلور کے ائی سی یو کی طرف چلی جائیں رسیپشنسٹ کے منہ سے پورے الفاظ نہیں نکلے تھے کے وہ دوڑتی ہوئی لفٹ کی طرف گئی تھی۔۔۔

سیکنڈ فلور پر پہنچتے ہی اسے صفی اور عمر سامنے کھڑے نظر ائے تھے۔۔۔

کیا ہوا میرے بچے کو وہ ٹھیک تو ہے ناں کیا ہوا ہے اسے۔۔۔۔ اس نے روتے ہوئے صفی سے پوچھا تھا۔۔۔

انٹی وہ آئی سی یو میں ہے ڈاکٹر کہتے ہیں حالت سیریس ہے آپ بس دعاکریں۔۔۔۔ صفی نے تسلی دیتے ہوئے کہا تھا۔۔

یا اللہ میرے بچے کو کچھ مت کرنا اسے زندگی دے دے میرے مالک میں نہیں رہ سکتی اسکے بغیر وہ میری واحد خوشی ہے اسے زندگی دے میرے مالک دونوں ہاتھوں کو دعا کی طرح اٹھاتی بلک بلک کے روتی وہ اپنے بیٹے کی زندگی کی دعا مانگ رہی تھی۔۔۔۔

صفی وہ لڑکی وہ وہ کہاں ہے۔۔۔ انعمتہ کا خیال آتے ہی اس نے پوچھا تھا۔۔۔

کونسی لڑکی انٹی وہاں کوئی لڑکی نہیں تھی۔۔۔ مگر مجھے لگتا ہے یہ سب اسی لڑکی نے کیا ہے جب عابی کی کال آئی تھی تو وہ ہم سے کسی سرپرائز کا کہہ رہا تھا۔۔۔۔

یا تو یہ اسی لڑکی کا کام ہے یا پر جو اس لڑکی کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس تک پہنچا ہو گا یہ اس کا کام ہے۔۔۔۔ اس کے پیٹ اور سر پر شراب کی بوتل سے ہی ہٹ کیا گیا ہے۔۔۔ صفی نے بتایا تھا۔۔

نہیں یہ انعمتہ نہیں کر سکتی وہ مڑیل سی لڑکی ایک چیونٹی نہیں مار سکتی کجا کے عابی کو نہیں یہ وہ نہیں ہے۔۔۔۔ تو آہان تم نے آخر ڈھونڈ لیا اسے۔۔۔۔ اور میرے بیٹے کو روزینہ شہاب کے بیٹے کو مارنے کی کوشش کی تم نے۔۔۔۔اب دیکھنا میر آہان آفندی میں

ایسی بازی پلٹوں گی کے تو اور تیرا خاندان ششدر رہ جائے گا۔۔۔۔

اس نے غضے سے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو زندہ تم سب بھی نہیں رہوں گے وہ حلق کے بل چلائی تھی۔۔۔ اردگرد سے گزرنے والے لوگ اسے شاید پاگل سمجھ رہے تھے۔۔۔۔

انٹی پلیز حوصلہ کریں امید رکھیں ڈاکٹر کوشش کر رہے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا صفی نے تسلی دیتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

مگر اسکی تسلی سے کیا ہونا تھا اس کی تو جان پر بنی ہوئی تھی۔۔۔ اندر شیر جوان بیٹا زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا اور وہ باہر بیٹھی اس لمحے کو کوس رہی تھی جب اس نے آہان کو بھیجا تھا اس کے پیچھے اسے ڈھونڈنے کے لیے۔۔۔۔۔

وہ خود اپنے ہاتھوں سے سب کچھ غلط کر بیٹھی تھی۔۔۔۔اور اب سولی پر لٹکی تھی وہ بھی اور اس کے بیٹے کی جان بھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

ماما رات کو کب گئیں تھیں۔۔۔ وہ نیند سے جاگی تھی اور پھر لیونگ روم میں آتے ہی ملازموں سے پوچھا تھا۔۔۔۔

المیرا باجی ہمیں تو انہوں نے کواٹر بھیج دیا تھا۔۔۔۔ چوکیدار کو پتہ ہو گا میں پوچھ کر بتا دوں۔۔۔۔

ملازمہ نے کہا تھا۔۔۔

نہیں رہنے دو۔۔۔۔ ایسا کرو انعمتہ کو اٹھاؤ جا کر۔۔۔ اور مجھے چائے لا دو۔۔۔ اس نے سامنے پڑی ٹیبل پر پاوں رکھتے صوفے کے ساتھے ٹیک لگاتے ٹانگیں لمبی کرتے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔ اور ملازمہ حکم کی تعمیل کرتی انعمتہ کے کمرے میں گئی تھی۔۔۔۔

باجی انعمتہ باجی کمرے میں نہیں ہیں۔۔۔۔ ملازمہ نے بتایا تھا۔۔۔

واٹ روم میں نہیں ہے تو کہاں ہے ٹھیک سے چیک کرو سب جگہ لان میں دیکھو۔۔۔۔وہ اس کی بات سنتے ہی جھٹکے سے اٹھی تھی اور اس کے پیچھے پیچھے ہی سب جگہ اسے ڈھونڈنے لگی تھی۔۔۔

مگر وہ ان دونوں کو کہیں نہیں ملی تھی۔۔۔۔

جاؤ گیٹ کیپر کو بلا کر لاؤ اس نے تیز لہجے میں کہا تھا ملازمہ سے ۔۔۔۔۔

ماما کے ساتھ کیا انعمتہ بھی گئی ہے اس نے گیٹ کیپر کے آتے ہی اس سے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں المیرا بیٹا۔۔۔۔ انعمتہ بیٹا تو گئی ہی نہیں باہر چھوٹی بیگم صاحبہ تو رات بارہ بجے کے بعد چلی گئیں تھیں۔۔۔ ہاں مگر۔۔۔۔

مگر کیا۔۔۔ اس نے فوراً پوچھا تھا۔۔

وہ بڑے صاحب کے دوست ہیں ناں حشمت اللہ آفندی انکا چھوٹا بیٹا آیا تھا اور پھر وہ بیگم صاحبہ پر غصہ ہو رہا تھا اور بیگم صاحبہ نے اسے باہر سے ہی بھگا دیا تھا۔۔۔اور پھر بیگم صاحبہ بھی چلی گئیں تھیں۔۔۔۔

گیٹ کیپر نے ساری روداد سنائی تھی۔۔۔

آچھا آپ کو کیسے پتہ کے وہ آہان آفندی ہی تھا۔۔۔ اس نے کھوجتی نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔

بیٹا مجھے یہاں کام کرتے سالوں گزر گئے ہیں وہ اکثر حشمت صاحب کو باہر اتار کر جایا کرتا تھا انہیں ڈراپ کرنے آتا تھا۔۔۔یہ انکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔۔۔۔

گیٹ کیپر نے وثوق سے کہا تھا۔۔۔۔

کیا آپ کو یقین ہے کے آپ نے انعمتہ کو باہر جاتے نہیں دیکھا۔۔۔ اس نے ایک بار پھر سے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں بیٹا مجھے پورا

ٹھیک ہے آپ جا سکتے ہیں پچھلے گیٹ کے گیٹ کیپر کو بھیجو۔۔۔ اس نے گیٹ کیپر کو بھیجتے اگلا فرمان جاری کیا تھا ملازمہ کو۔۔۔

اس گیٹ کیپر سے بھی پوچھ گچھ کے بعد اسے یہی جاننے کو ملا کے وہ کسی بھی گیٹ سے باہر نہیں نکلی۔۔۔۔ غصے سے اس کا دماغ کھول اٹھا تھا۔۔۔

زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اگر اس کو کسی نے جاتے نہیں دیکھا تو پھر وہ یہاں سے کیسے نکلی۔۔۔۔ ضرور ان کا دھیان بھٹکا ہو گا اور وہ نکلی ہو گی ہو نا ہو وہ اس وقت اس کے پاس ہی ہو گی۔۔۔ڈرائیور کو کہو گاڑی نکالے۔۔۔۔

ملازمہ کو کہتی وہ اسی سلیپنگ سوٹ میں باہر گئی تھی اور گاڑی میں بیٹھی آہان کے گھر کی طرف ڈرائیور کو جانے کا بولا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

نہیں مجھے ناشتہ نہیں کرنا چائے ڈال دو۔۔۔۔

زاویان جو نک سک سے تیار بیٹھا تھا۔۔۔۔ ابی تو دیکھ کر پہلے حیران ہوئے تھے۔۔۔۔ بلو پینٹ کوٹ ٹائی لگائے۔۔۔ اپنے لیپ ٹاپ والا بیگ سائیڈ پر رکھ کر وہ ڈائننگ پر بیٹھا حائے کا کپ پکڑ رہا تھا اسد سے۔۔۔۔

خیریت کہیں جا رہے ہو۔۔۔ ابی نے پوچھا تھا۔۔۔

جی آفس جا رہا ہوں۔۔۔ اس نے چائے کا سپ لیتے کہا تھا۔۔۔

طبیعت ٹھیک ہے کل تک تم مجھے ایک دو سال انجوائے کرنے کا کہہ رہے تھے اب کیسے اچانک سے کایا پلٹ گئی۔۔۔ ابی نے حیران ہوتے پوچھا تھا۔۔۔

کل نہیں تو پرسوں جانا ہی ہے اس لیے سوچا ابھی چلا جاؤ۔۔۔ بڑی بھی انعمتہ کو لے کر پریشان ہیں تو ان کی جگہ کسی کو تو ہونا چاہیے۔۔۔ اس نے جواز دیا تھا۔۔

یہ تو اچھی بات ہے ویسے وہ تمہاری چاچی ہے رشتے میں بڑی ہے تم سے نام نالیا کرو اس کا۔۔۔

انہوں نے سیب کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

واٹ اس بیس سال کی لڑکی کو جو مجھ سے بھی چھوٹی ہے اسے میں چاچی کہوں اور ویسے بھی وہ میری سالی ہے اب سالی کو چاچی کہتا اچھا لگوں گا انعمتہ ہی ٹھیک ہے۔۔۔

اس نے برا سا،منہ بناتے کہا تھا۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے یہی کہہ دینا یا پھر اسے بھی بڈی بنا لو میں چاہتا ہوں تم اس کو بہنوں کی طرح ٹریٹ کرو نو سالی نو چاچی---

آہان بھی تیار ہو کر نیچے اترا تھا اور ڈائننگ پر بیٹھتے کہا تھا----

زاویان آج تم بھی المیرا کو---

ابی پلیز صبح صبح میرا موڈ خراب مت کریں مجھے فریش رہنے دیں---- اس نے ان کی بات کو ٹوکا تھا----

ویسے یہ اتنی تیاری خیریت--- آہان نے پوچھا تھا----

جی خیریت ہے آج سے آفس جوائن کر رہا ہوں--- آپ چاہیں تو گھر پر رک سکتے ہیں--- زاویان نے کہا تھا---

یہ تو بہت اچھی بات ہے بیسٹ آف لک--- نہیں میں گھر نہیں رک سکتا آج دو فارن ڈلیگیشن آنے ہیں تو ضروری ہے جانا پھر تمہیں بھی کام سمجھا دوں گا اور----

میر آہان آفندی کہاں ہے میری بہن--- وہ دندناتی ہوئی آئی تھی اور گلہ پھاڑتی ہوئی بولی تھی---

چلو ہو گیا سارا دن منحوس--- سارا دن خراب کر دیا ----اسد اسد میں نے کتنی بار کہا ہے فضول لوگوں کو گھر میں مت گھسایا کرو تم لوگوں کو سمجھ نہیں آتی----

نکالو باہر اس کو----

زاویان کھڑا ہوا تھا اور اس کی شکل دیکھ کر چڑ کھاتا ہوا ڈبل آواز میں چلایا تھا----

تم میر زاویان آفندی تمہارے اس فضول گھر میں انے کا مجھے شوق بھی نہیں ہے--- وہ اسکی بات سن کر اندر تک سلگتی ہوئی بولی تھی----

شوق کے بغیر ہی دندناتی ہوئی آہ جاتی ہو--- ماں کا گھر--- سوری تمہاری ماں کا تو کوئی گھر ہے ہی نہیں وہ تو کوٹے میں رہتی ہے----

اس نے طنز کا تیر اچھالا تھا اس کی طرف---

میری ماں کا کوٹا تمہاری اس قید سے بہت بہتر ہے--- وہ کہاں ادھار رکھنے والی تھی----

وہ طنز نہیں لگا تھا اسے یوں لگا تھا جیسے زاویان آفندی نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا ہو--

ہاں وہ تو بہتر ہو گا ہی کیونکہ وہاں حلال حرام کا کوئی فرق جو نہیں وہاں تم اور تمہارے جیسی کتنی ہی لڑکیاں کتنے ہی نکاح کر کے بیٹھی ہوں گی گناہ پر گناہ غلاظت۔۔۔ گھن آتی ہے مجھے تمہارا وجود دیکھ کر تمہیں خود سے گھن نہیں آتی۔۔۔

اس نے نخوت سے اس کے سراپے کو دیکھتے کراہیت سے کہا تھا۔۔۔ وہیں اسکے لفظ سن کر اس کی آنکھوں میں نمی ابھری تھی سامنے کھڑے شخص سے وہ اپنے لیے غلاظت کا لفظ سننے کی امید نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

وہ جس سے شاید اسے دل کے کسی کونے میں دبی بے قرار چنگاڑی کی طرح محبت تھی۔۔۔۔

میں اپنے کیے گئے ہر عمل کی جواب دہ اپنے خدا کو ہوں تمہیں نہیں۔۔۔ اس نے حتی الامکان کوشش کی تھی اپنے بھیگے لہجے پر قابو پانے کی۔۔۔۔

سٹرینج تم جیسیوں کو خدا بھی یاد ہے میں تو۔۔۔۔

زاویان سٹاپ اٹ تم جاؤ یہاں سے۔۔۔ ابی نے روکا تو اسے۔۔۔۔

جا رہا لیکن اسکو کہیے گا دوبارہ اپنی منحوس شکل لے کر نا تو میرے سامنے ائے اور نا ہی کبھی ہمارے گھر میں مجھے یہ نظر آئے خشک لہجے اور اپنے لہجے میں نفرت گھولتے وہ اپنا آفس بیگ اٹھائے باہر کی طرف گیا تھا----

میری بہن کو بلوا دیں مجھے بھی شوق نہیں ہے آپ لوگوں کو اپنی شکل دکھانے کا وہ چاہ کر بھی اس کی بے رخی اور کڑوے لہجے کے اثر کو خود پر محسوس ہونے سے نہیں روک پا رہی تھی اس کی بے رخی اسے بری لگی تھی----

کیا مطلب وہ تمہارے پاس نہیں ہے تو کہاں ہے رات تمہاری ماں نے کہا کے وہ اندر ہے اور وہ اسے میرے ساتھ نہیں بھیجیں گی---- میں تو کورٹ جا رہا تھا کیس کرنے کے لیے---- تم لوگوں پر----

کیا تمہاری ماں نے میری بیوی کو پھر سے بیچ دیا----

آہان نے خود پر غصہ طاری کرتے کڑک لہجے میں کہا تھا---

اسکے لہجے کی کڑک سن کر وہ ایک دفعہ تو خود بھی ڈر گئی تھی----

مجھے ہستہ ہے وہ یہی ہے۔۔۔۔ تمہارے پاس نہیں آئی تو کہاں گئی وہ۔۔۔ اس نے پریشان ہوتے پوچھا تھا۔۔۔

مجھ سے پوچھنے سے بہتر ہے اپنی ماں سے پوچھو اور اگر رات تک مجھے میری بیوی نا ملی تو یاد رکھنا تم اور تمہاری ماں زندہ نہیں بچو گے انگلی اٹھا کر اسے دھمکاتے ہوئے۔۔۔ وہ اچھا خاصا اسے وارن کر گیا تھا اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر۔۔۔۔

ابی میں کورٹ ارڈرز لینے جا رہا ہوں پھر آفس کے لیے نکلوں گا۔۔۔ آبی کو وارن کرتے وہ باہر چلے گیا تھا۔۔۔۔

اور وہ بھی آنسو بہاتی ابی کو دیکھتی مڑی تھی۔۔۔۔

المیرا بیٹا۔۔۔ ابی نے پکارا تھا۔۔۔

نہیں ہوں میں آپ کی بیٹی ناں آپ اچھے ہیں نا آپ کا بیٹا اور نا آپ کا ہوتا اور ناہی آپ کادوست آپ کا بیٹاکیا جائے گاکورٹ میں ابھی اور اسی وقت اس پر پرچہ کٹواوں گی اپنی بہن کے اغواہ کا۔۔۔۔

اپنے دل کا سارا غبار ابی پر اتار کر وہ یہ جا وہ جا والی بات کر گئی تھی۔۔۔۔

ابی تاسف سے گردن ہلاتے اپنے روم میں گئے تھے--- فون پر ہوتی بیل پر کال رسیو کی تھی----

ابی انعمتہ دوائیوں کے زیر اثر ہے جتنا سوئے گی اتنا بہتر ہے اسے اٹھائیے گا مت خود سوکر اٹھے گی وہ بہتر ہے پھر اسے ناشتہ اور میڈیسن دے دیجیے گا میں شاید لیٹ ہو جاؤں----

آہان نے کہا تھا--- اور اپنی بات مکمل کرتے ہی ان کی سنے بغیر کال کاٹ گیا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ک---ک---کیسی طبیعت ہے میرے بیٹے کی ڈاکٹر صاحب---- گلشن بائی نے ڈاکٹر کے آتے ہی اس سے پوچھا تھا---

حالت تو ان کی بہت کرٹیکل تھی خون بھی کافی بہہ گیا تھا--- مگر وہ کہتے ہیں ناں جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے--- اب وہ خطرے سے باہر ہیں---

ڈاکٹر نے گویا خوشی کی نوید سنائی تھی گلشن بائی کو---

میں مل سکتی یوں اپنے بچے کو دیکھ سکتی ہوں--- اس نے خوش ہوتے پوچھا تھا--

جی مگر آپ اس کو دور سے دیکھیں گی ابھی ہم کچھ گھنٹے انڈر ابزرویشن رکھیں گے انہیں۔۔۔ ڈاکٹر نے تلقین کی تھی اور چلے گیا تھا۔۔۔

وہ دور سے ہی اسے دیکھ کر رو رہی تھی۔۔۔ وہ اس وقت پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا ۔۔۔

انٹی آپ گھر چلی جائیں ریسٹ کر لیں ہم ہیں یہاں عمر نے کہا تھا۔۔۔

مگر بیٹا۔۔۔۔

انٹی ہم ہیں یہاں ہم سنبھال لیں گے آپ پھر رات یہاں رک جانا پھر ہم گھر چلے جائیں گے۔۔۔ عمر نے پھر سے کہا تھا۔۔۔

اوکے بیٹامیرے بیٹے کا دھیان رکھنا کچھ بھی ہو تو مجھے اطلاع لازمی کرنامیں جا کر تم لوگوں کا کھانا بھجواتی ہوں۔۔۔ اس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تھا اس وقت وہ بس ایک ہاری ہوئی ماں لگ رہی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ آفس میں سے نکل رہا تھا جب اسے۔ توقیر کی کال آئی تھی۔۔۔۔

ماں، توقیر بولو۔۔۔اس، نے کال، رسیو کرتے پوچھا تھا۔۔۔

سر کام ہو گیا ہے--- پیپرز بھجوا دیئے ہیں----

اس نے اطلاع دی تھی---

ٹھیک ہے توقیر مگر یہ کام کی ابتدا ہے مجھے پل پل کی رپورٹ چاہیے---- اس نے گاڑی میں بیٹھے کہا تھا----

شور سر---کہتے توقیر نے کال ڈسکنکٹ کی تھی---

بڑا اندھا اعتبار ہے نا تمہیں اپنی ماں پر اب تمہیں تمہاری ماں خود میرے پاس بھیجے گی--- اب جو جال میں پھنسا رہا ہوں اسکی لپیٹ میں آہ کر تم دونوں ماں بیٹی ایک گندی دلدل کا حصہ بنو گی---

گاڑی سٹارٹ کرتے کہتے وہ مبہم سا مسکرایا تھا۔۔۔ اور اس کی مسکراہٹ میں اسکی فتح کا عنصر واضح تھا۔۔۔ اورکیوں نا ہوتامیر زاویان آفندی نے ہارنا کب سیکھا تھا۔۔۔ وہ خاموش تھا تو اس کے پیچھے بھی وجہ تھی اور اب وہ ایک طوفان بن رہا تھا تو وہ کب کسی کو چھوڑنے والا تھا۔۔۔ سب کو اسی طوفان میں بہا کر لے جانا تھا اس نے ایک ہی وار میں۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

رات سے وہ سوئی ہوئی تھی۔۔۔ ابی دو بار آہ کر چیک کرچکے تھے۔۔۔ مگر وہ سورہی تھی۔۔۔ اور اسے سوتا دیکھ کر انہوں نے بھی اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ تقریباً تین بجے وہ اٹھی تھی۔۔۔

آنکھیں کھولی اردگرد انجانی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اہ۔۔۔اہا۔۔۔ اہان۔۔۔ اردگرد دیکھتے پکارا تھا۔۔۔پھر اپنی پکار کا جواب نا پا کر اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔ سر تھوڑا سا بھاری ہو رہا تھا۔۔۔

کمرے کو غور سے دیکھتے تسلی ہوئی تھی وہ اس کے روم میں تھی جب ہی۔ اس کے پرفیوم کی خوشبو اس کے کمرے میں رچی بسی تھی۔۔۔۔

عا۔۔۔۔عا۔۔۔عابششش۔۔۔ ک۔۔۔کیا وہ مر گیا۔۔ رات کا منظر آنکھوں میں آتے ہی وہ بری طرح سسکی تھی۔۔۔

انعمتہ اٹھ گئی بیٹا۔۔ ابی دروازہ ناک کرتے اندر آئے تھے۔۔۔

اب۔۔۔ابی۔۔۔ میں نے اس کو مار دیا۔۔۔ وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

نہیں وہ مرا نہیں ہے زندہ ہے تم پریشان مت ہو--- برائی اتنی جلدی نہیں مرتی---
اب اٹھو فریش ہو جاؤ پھر کچھ کھاتے ہیں میں نے بھی نہیں کھایا کچھ---- سٹریس بلکل
نہیں لینا--- انہوں نے اسکے سر پر پیار دیتے سمجھایا تھا----انہیں یہ تو پتہ نہیں تھا
کے وہ کس کے مرنے کی بات کر رہی ہے مگر وہ یہ جانتے تھے کے وہ بری طرح ڈری
ہوئی ہے اپنے گلٹ کو لے کر اس لیے ان کو جو صحیح لگا کہہ دیا اس سے----

ابی دیدم اور ماما مجھے پھر لے جائیں گی یہاں سے---

اسے نئی فکر لاحق ہوئی تھی----

کوئی نہیں آئے گا۔۔۔انہیں نہیں پتہ کے تم یہاں ہو باقی المیرا کی فکر نا کرو تم زاویان سنبھال لے گا اس مسئلے کو۔۔۔۔اب فریش ہو کر آہ جاؤ بہت بھوک لگ رہی ہے انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

آپ چلیں میں آتی ہوں کہتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔اور وہ چلے گئے تھے۔۔۔۔ ان کے جانے کے بعد کمفرٹر ہٹایا خود سے تو خود کو ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں پایا۔۔۔

میرے کپڑے اہان نے تو نہیں۔۔۔کہتے اسکے چہرے پر شرمیلی مسکراہٹ نے رقص کیا تھا۔۔۔الماری سے کپڑے لے کر اپنے واش روم گئی تھی وہ۔۔۔۔

کھانا کھا کر وہ دوبارہ روم میں آہ گئی تھی۔۔۔ ابی بھی اپنے روم میں چلے گئے تھے عصر کی نماز کے لیے۔۔۔

ابی سے اس نے آہان کا پوچھا تھا تو انہوں نے بتایا کچھ اہم میٹنگز ہیں رات تک ائے گا--- اس کا انتظار کرتے اسکا کہیں بھی دل نہیں لگ رہا تھا------

بور ہونے سے بہتر اسے لگا کے ایک بار کبرڈ کی صفائی کر لے---- آہان کے اور اپنے کپڑوں کو ایک بار پھر سے نکال کر دوبارہ سیٹ کرنے لگی تھی--- ساتھ ساتھ سوچوں کی طنابیں کل کے قیامت خیز دن کو سوچ سوچ کر شکر کر رہیں تھیں رب کا کے اسکی عزت محفوظ رہی تھی---

سات بجے وہ اسد کے کہنے پر نیچے گئی تھی ابی کے ساتھ چائے پی کر ان کے ساتھ باتیں کر رہی تھی--- کے تقریبا ساڑھے آٹھ بجے وہ آیا تھا---

آسلام علیکم اس نے آتے ہی کہا تھا----

وعلیکم اسلام--- زاویان نہیں آیا آہان----- آبی نے پوچھا تھا---

شاید اس کا دوستوں کے ساتھ پلین تھا--- آپ کھانا لگوائیں میں چینج کر لوں---

اس کی طرف دیکھے بغیر ابی سے کہتا وہ روم میں گیا تھا---اور یہ بات انعمتہ نے بھی محسوس کی تھی اس کی ایک نگاہ غلط بھی اس پر نہیں پڑی تھی اور اس کا یہ انداز اسے پریشان کر گیا تھا---

انعمتہ بیٹا اسد سے کہہ کر کھانا لگواوں ابی نے کہا تھا---

ج---جی--- کہتی وہ کچن کی طرف بڑھی تھی----

کھانا کھانے کے دوران بھی اس نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔ تینوں نے چپ چاپ کھانا کھایا تھا۔۔۔اسد میری چائے سٹڈی میں بھجوا دینا اور میرا لیپ ٹاپ بھی اور مجھے کوئی ڈسٹرب ناکرے۔۔۔ کھانے کے بعد وہ اسد سے کہتا سٹڈی کی طرف چلے گیا تھا۔۔۔۔

ابی اور اسد تو واقف تھے اسکی پہلے والی روٹین سے پہلے بھی وہ یہی کرتا تھا۔۔۔ رات بارہ ایک بجے تک افس کا کام۔۔۔ مگر انعمتہ کو اس کا یہ رویہ پریشان کر رہا تھا۔۔۔ وہیں آہان جانتا تھا اس کی نازک جان اس کے ہر رد عمل سے پریشان ہو رہی ہو گی مگر وہ اگر اس کو اسکے کیے عمل کا احساس نا دلاتا تو پھر شاید آگے اس سے۔۔۔۔۔ اس قسم کی کسی اور بے وقوفی کی وجہ سے اسے کھو دیتا۔۔۔۔

وہ کمرے میں جاکر بری طرح رو رہی تھی۔۔۔۔گیارہ بج چکے تھے اور وہ نا سٹڈی سے باہر آیا تھا اور نا ہی اس کے پاس۔۔۔۔الٹا وہ خود کو ڈسٹرب نا کرنے کا بھی بول گیا تھا۔۔۔

روتے روتے اسکی انکھ لگ گئی تھی۔۔۔ واش روم کا دروازہ بند ہونے کی اواز سے اسکی آنکھ کھلی تھی سامنے وال کلاک دیکھی جو بارہ بجا رہی تھی۔۔وہ اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔۔

وہ فریش ہو کر ایا تھا اور اسکی دائیں سائیڈ آہ کر لیٹ گیا تھا۔۔۔ وہ جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی ایک بار پھر سے اس کے نظر انداز کرنے پر انکھیں بھر آئی تھیں۔۔۔۔ پھر ہمت کر کے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔

ا۔۔۔۔ا۔۔۔اہان۔۔۔۔ اس نے اس کے قریب ہوتے کاندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔

ہوں۔۔۔ اس کا ہاتھ کاندھے سے ہٹاتے بنامڑے پوچھا تھا۔۔۔

آ۔۔۔۔ا۔۔۔اپ ناراض ہیں۔۔۔۔ بھیگے لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔ دوبارہ کاندھے پر ہاتھ رکھ کر۔۔۔

نہیں۔۔۔ یک لفظی جواب آیا تھا بنا مڑے۔۔۔ جب کے دل بے چین ہوا تھا اس کے بھیگے لہجے پر۔۔۔

آہا۔۔۔۔اہان آئی ایم سوری۔۔۔ اس بار وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔

انعمتہ ڈونٹ ڈسٹرب۔۔۔ صبح آفس جانا ہے مجھے سو جاؤ۔۔۔ بڑے ضبط سے کہا تھا۔۔۔

آہان آئی ایم سوری وہ پھر سے وہی دہرا رہی تھی اس بار آنسوؤں میں شدت سے اضافہ ہوا تھا۔۔۔

واٹ سوری ہاں میں کون ہوتا ہوں تمہارا جو تم مجھے سوری کہہ رہی ہو۔۔۔ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا تھا وہ۔۔۔۔

م---م---میں---نے آپ کو ہرٹ---

ہرٹ--- تمہیں لگتا ہے یہ صرف ہرٹ تھا یا تمہارے سوری کہنے سے سب ٹھیک ہو جائے گا وہ تیز آواز میں غرایا تھا---

وہ اس کے لہجے سے ڈر کر پوری طرح کانپی تھی اور پھر اس کے گلے لگی تھی---اس کے سینے کے ساتھ لگے کمر سے اس کی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑے وہ اس میں گھس رہی تھی----اس کے لب مسکرائے تھے---

ہٹو پیچھے--- اس ٹائم میں کوئی ڈرامہ نہیں چاہتا----

اس کو پیچھے کرنے کی کوشش کی تھی وہ مزید اسکی کمر پر اپنے بازوؤں سے دباؤ بڑھا گئی تھی---

اس کے نازک سے دباؤ پر وہ پھر سے سرشار ہواتھا ----

ن----ن-- نہیں نہیں ہٹو گی--- آپ مجھ پر شاوٹ کر رہے ہیں مجھے ڈانٹ رہے ہیں آئی ہیٹ یو اس کے سینے پر مکے برساتے وہ نچوں کی طرح ری ایکٹ کر رہی تھی--

اس کو دکھ ہو رہا تھا اس کے یہ کہنے سے کے دور ہٹو پیچھے ہٹو---

آپ نے کہا تھا آپ مجھے ہمیشہ پیار کریں گے--- آپ نے کہا تھا آپ میری غلطی کو معاف کریں گے مکے برساتے وہ تھک گئی تھی--- جب ہی اب ریلیکس ہو کر پھر سے اس کی کمر پر بازو باندھے تھے----

میں نے تم سے کہا تھا ناں کے مجھے ہر حال میں ہر رشتے سے پہلے رکھنا۔۔ اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا اب۔۔۔ غصہ کر ہی کب سکتا تھا اس پر۔۔۔۔ اس کے آنسو تو اسے ہمیشہ سے ہی بے اختیار کر دیتے۔۔۔۔

مجھے دیدم نے کہا تھا کے وہ اپنی جان دے دیں گی۔۔ اہان وہ پہلے بھی سو سائیڈ کر چکی ہیں مجھے لگا کے کہیں وہ سچ میں ناں۔۔۔

اگر تمہیں کچھ ہو جاتا انعمتہ تو میں کہاں جاتا تمہیں پتہ بھی ہے کتنا تڑپا ہوں میں ان دو گھنٹوں میں ایک ایک سیکنڈ کتنا بھاری تھا مجھ پر۔۔۔

پھر تمہیں اس طرح تکلیف میں گھر لانا تم کیا ہمیشہ ایسے بے وقوفیاں کرتی رہو گی مثال کے طور پر تم اپنا ڈیفنس ناکر پاتی تو۔۔۔تو سوچا بھی ہے کے۔۔۔

نہ۔۔۔۔ نہیں نہیں مجھے نہیں سوچنا اس سے آگے۔۔۔۔ مجھے حفاظت کرنی تھی اپنے شوہر کی عزت کی ہر حال میں یہ آپ کی امانت تھی۔۔۔ اور اگر میں اس کو نا مار پاتی تو میں خود کو مار دیتی۔۔۔۔مگر آپ کی عزت کسی کو بھی نا سونپتی وہ اب بھی روتے ہوئے اس کے سینے کے ساتھ لگی کہہ رہی تھی۔۔۔۔

ششششش میر آہان افندی اپنی سانسوں کو اتنی جلدی مرنے کبھی نہیں دے گا۔۔۔ دوبارہ یہ مرنے کا لفظ نا سنوں تمہارے منہ سے ناؤ سٹاپ کرائنگ۔۔۔۔

اینڈ پرامس می آئندہ کسی کے بھی کہنے پر یہاں سے نہیں جاؤ گی۔۔۔ کسی کے بھی کہنے پر۔۔۔ اس گھر سے میرے ساتھ نکلو گی تم جہاں بھی جانا ہو گا۔۔۔

میک پرامس۔۔۔ اسے خود سے الگ کرتے کہا تھا اس نے ہاتھ آگے کرتے کہا تھا۔۔۔

آئی پرامس کہیں نہیں جاؤں گی کسی کے ساتھ بھی نہیں جاؤں گی--- اس نے اس کے ہاتھ کو ہاتھ میں لیتے کہا تھا----اہان نے اسکے آنسو صاف کیے تھے اپنے ہاتھوں سے--

یا ہو------ میں نے منا لیا آپ کو فائنلی--- وہ بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی----

اب آپ مجھ سے نراض نہیں ہوں گے آہان مجھے ڈر لگ رہا تھا بہت آج آپ کی ناراضگی سے مجھے بیڈ فیل ہو رہا تھا---- اور میں ائندہ کبھی ایسا بیڈ فیل نہیں کرنا چاہتی اب تو آپ مان گئے ہیں ناں---اس نے دوبارہ سے اس کے سینے پر سر رکھتے کہا تھا---

کس نے کہا میں مان گیا ہوں--- اس نے اپنی ہنسی دباتے کہا تھا --

تو کیا آپ نہیں مانے میں نے سوری بھی تو بولا ہے پرامس بھی کیا ہے---

وہ حیران ہوئی تھی تب ہی اسکے سینے سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا----

سوری نہیں چاہیے آئی وانٹ کس آن مائی لپس---- اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا سگریٹ اٹھایا تھا اور لائٹر سے سلگایا تھا--- اس کی بات سن کر ایک دم انعمتہ کا رنگ اڑا تھا----

کیا ہوا مجھے مناؤ گی نہیں اس نے ایک ہاتھ سے سگریٹ لبوں تلے دبایا تھا تو دوسرے ہاتھ کے انگھوٹھے سے بڑی نرمی سے اسکے نچلے لب کو رب کیا تھا---

ا----ا---اپ سے پہلے بھی کہا تھا--- یہ مت پیا کریں اس نے بات پلٹنے کی کوشش کی تھی اور سگریٹ کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا--- وہ امپریس ہوا تھا اس کی چالاکی پر---

میں نے بھی کہا تھا کچھ جواب میں تمہیں۔۔۔ اس کے نازک لبوں پر نظریں جمائے گھمبیر لہجے میں دھوئیں کے مرغولے اڑاتے کہا تھا۔۔۔۔

اہ۔۔۔۔اہان۔۔۔م۔۔۔مج۔۔۔مجھے نیند آہ رہی ہے اور آپ کو آفس بھی جانا ہے۔۔۔ اس کی اچھی خاصی سیٹھی گم ہوئی تھی۔۔۔۔

نہیں مجھے آفس نہیں جانا اور تمہیں بھی نہیں سونا اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے قریب کیا تھا اور اس کی ناک کے ساتھ ناک جوڑ کر رب کی تھی۔۔۔۔

اس کی سانسوں کے لمس کو محسوس کرتے انعمتہ کے ہاتھ کانپے تھے۔۔ تب ہی اسکے سینے پر ہاتھ رکھے پیچھے ہونا چاہا تھا۔۔۔۔ اور وہ اس کی کوشش کو ناکام بنا کر مزید قریب

کر گیا تھا اسے۔۔۔ ایک بار پھر سے اس کی جھلستی سانسوں کی تپش برداشت کرتے اس کی خود کی سانسیں تیز ہوئیں تھیں۔۔۔

اہ۔۔۔اہ۔۔۔اہا۔۔۔اہان۔۔۔۔ لہجہ اس کی قربت میں لڑکھڑایا تھی۔۔۔

کس می۔۔۔ اس کے لبوں کے قریب لب لاتے پھر سے فرمائش کی تھی۔۔۔

آہان ۔۔۔ س ۔۔۔ سگ۔۔۔ریٹ سگریٹ کو پیچھے کریں۔۔۔ وہ اس کی دسترس سے نکلنے کے بہانے ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ وہ بامشکل بول پائی تھی جب کے بولنے سے اس کے لب اسکے لبوں سے لگ رہے تھے۔۔۔

آئی سوئیر انعمتہ آئی کانٹ کنٹرول مائی فیلنگز۔۔۔ گھمبیر لہجے میں کہتے سگریٹ کو ایش ٹرے میں پھینکتے اس کے کانپتے اپنی قربت میں ہلکان ہوتے وجود کو بیڈ پر لٹایا

تھا۔۔۔اور پھر اسکے ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں پھنسا کر اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔قطرہ قطرہ اس کے درد کو اور اپنی تشنگی کو پینے لگا تھا وہ جو اس کی سانسوں سے آتی سگریٹ اور کلون کی ملی جلی خوشبو کو خود میں اتارتی ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔ آج وہ اپنے جنون اور اسکی شدت سے اس کو بری طرح خود میں گم کر رہا تھا یہ محسوس کیے بغیر کے اسکی جان اس جنون کے قابل تھوڑی ہے۔۔۔

جب ہی وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اور وہ پہلے سے زیادہ دباؤ بڑھا گیا تھا اپنی گرفت پر۔۔۔ اس کے نازک اور نرم لبوں کی نرماہٹوں سے سیر ہوتے اس کا جنون ہر پل کے ساتھ بڑھ رہا تھا۔۔۔۔ بری طرح وہ اس کا نچلا ہونٹ زخمی کر چکا تھا۔۔ اس کی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں اور گھٹی گھٹی ہچکیوں سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا۔۔۔۔ نرمی سے اس کے لبوں کو چھوڑا تھا گہری نظروں سے اس کے ہونٹ پر موجود خون کے قطروں کو دیکھا تھا۔۔۔ پھر دوبارہ اسکے ہونٹوں پر جھکا تھا جا بجا سلگتے نرم لمس اس کے ہونٹوں پر چھوڑتے ان قطروں کو لبوں سے چنا تھا۔۔۔۔

آہان پلیز--- اس کو گردن پر جھکتے دیکھ روتے ہوئے منت کی تھی----

شٹ اپ انعمتہ--- پتہ بھی ہے کل سے کس قدر تکلیف میں سلگ رہا ہوں--- اس کے کان کی لو کو دانتوں تلے دباتے کہا تھا--- اور پوری شدت سے دبایا تھا کے وہ تڑپ اٹھی تھی----

چہرے پر گردن پر جا بجا سلگتے لمس چھوڑتے وہ اپنی تشنگی کو مٹانے کی بجائے اور بڑھاوا دے رہا تھا----

جان تو تب فنا ہوئی تھی اس کی جب اس کی شرٹ کی زپ کھلی تھی--- اور ہونٹوں نے گردن کے نیچے کی سرحد پار کی تھی----

نو آہان--- پلیز--- اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے روکا تھا---

آج تم مجھے روک نہیں سکتی--- اس نے اسکے نازک ہاتھ کو لبوں سے ہٹایا تھا----

آہان پلیز----- اسکے لہجے میں التجا تھی----

کیا چاہتی ہو--- وہ پیچھے نہیں ہوا تھا-----اور وہ اس کو جواب دیئے بغیر اس کے لبوں پر پھر سے ہاتھ رکھ گئی تھی---- مطلب صاف تھا کے اسے ابھی وقت چاہیے تھا اور وہ خود بھی تو یہی چاہتا تھا کے ابھی اس پر کوئی زمہ داری نا ڈالے-----پھر وہ کیسے جذبات میں بہہ گیا----

نرمی سے اس کی گالوں پر لڑھکتے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنتا وہ اسکے ساتھ ہی لیٹا تھا اس کو سینے میں بھینچ کر اس کی زپ بند کی تھی۔۔۔ پھر اس کو ہگ کیے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیریں تھیں۔۔۔

پین ہو رہا ہے لپ پر۔۔ اس سے مدہم لہجے میں پوچھا تھا اس پر کمفرٹر ٹھیک کرتے۔۔۔

ن۔۔۔ نہیں۔۔ اس کو ہگ کرتے کہا تھا انعمتہ نے۔۔۔

نہیں تو پھر سے ٹرائے کریں۔۔۔ آہان نے ہنستے ہوئے اسے تنگ کرتے کہا تھا۔۔۔

آہان ہیٹ یو اسکے سینے پر مکہ مارتے کہا تھا۔۔۔

بٹ اہان لوز یو الوٹ۔۔۔ اس کے بالوں پر لب رکھتے کہا تھا اور دونوں ایک دوسرے میں خود کا سکون ڈھونڈتے سوگئے تھے۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ایک تو یہ بہنیں میرا دل نہیں کر رہا ان کی شکل دیکھنے کو غصے سے کہتے اس نے بار بار المیرا کی آنے والی کال کو کاٹا تھا۔۔۔

گلشن بائی یہ فائل کچھ لوگ دے کر گئے ہیں ملازمہ نے فائل پکڑاتے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے چائے لے کر آؤ۔۔۔۔ اس نے فائل کھولتے کہا تھا۔۔۔

اور فائل میں موجود کاغذوں پر لکھی تحریر پڑھ کر اس کے چہرے کا رنگ ایک دم بدلا تھا۔۔ اس کو شاک لگا تھا۔۔۔۔ ایک بار نہیں کئی بار اس نے وہ لفظ پڑھے تھے۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اس نے باقی کاغذات کو بھی دیکھا تھا۔۔۔ ایک خاکی لفافہ اسی فائل میں سے نکل کر اس کی جھولی میں گرا تھا۔۔۔

اس نے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہمت کرتے وہ لفافہ کھولا تھا۔۔۔

ایک نہیں دو نہیں تقریبا دس کے قریب تصویریں تھیں اس میں۔۔۔ اور ہر تصویر دیکھ کر اس کا دل کسی سوکھے پتے کی طرح لرزا تھا۔۔۔

ہر تصویر میں اپنی شکل دیکھ کر اس نے اپنی آنکھوں کو بند کیا تھا۔۔۔ اور پھر کھولا تھا

۔۔

جس حقیقت کو وہ جھٹلا کر جس خواب میں جی رہی تھی۔۔۔ اس کی بھیانک تعبیر اس کے سامنے تھی۔۔۔

کسی کے قدموں کی آہٹ سے وہ جلدی جلدی وہ تصویریں اس لفافے میں گھسا رہی تھی۔۔۔ وہ اس حقیقت کو کسی کے بھی سامنے نہیں آنے دینا چاہتی تھی۔۔۔

بائی چائے۔۔۔ ملازمہ نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے کہا تھا۔۔۔

یہ فائل ک۔۔۔ک۔۔۔کون دے کر گیا ہے۔۔۔ اس نے حلق کو تر کرتے پوچھا تھا۔۔۔

کیا ہوا بائی آپ کا رنگ کیوں اڑا ہوا ہے اور آپ کو پسینہ کیوں آہ رہا ہے طبیعت ٹھیک ہے نا آپ کی۔۔۔

ملازمہ نے اس کے پیلے پڑتے رنگ کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

ہاں ۔۔۔ ٹ۔۔۔ ٹھیک ہوں یہ فائل کون دے کر گیا ہے۔۔۔ اس نے اپنے لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پاتے خود کو حتی الامکان کمپوز کرتے پوچھا تھا۔۔۔۔

پتہ نہیں دو آدمی تھے کہتے گلشن بائی سے کہنا اس فائل میں موجود تحریر کو اچھی طرح پڑھ لے اور اس میں موجود لفافے کو بھی دیکھ لے۔۔۔ اور فون کا انتظار کرے۔۔۔

ملازمہ نے ان آدمیوں کے کہے جملے دہرائے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ۔۔۔ یہ چائے بھی لے جاو۔۔۔ میں اپنے کمرے میں ہوں مجھے کوئی ڈسٹرب نا کرے۔۔۔

گلشن بائی ملازمہ کو حکم دیتے وہ فائل لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

یہ آٹھ کروڑ ہے چھ کروڑ اس فیکٹری کا اور ایک کروڑ ان شئیرز کا اور باقی کا ایک کروڑ ان تصویروں اور ان کاغذات کا۔۔۔۔ یہ رہی آپ کے کینیڈا کے گھر کی چابی ادھر کے گھر کے کاغذات اور یہ ٹکٹس۔۔۔۔۔

زاویان نے ساری چیزیں ٹیبل پر رکھتے کہا تھا۔۔۔

ہاں مگر ایک بار آپ کو واپس آنا ہو گا۔۔۔۔ اس کھیل کو ختم کرنے کے لیے۔۔۔۔ اس نے لہجے میں پختگی سموتے کہا تھا۔۔۔۔

میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کے میں اس لالچ کی دنیا سے بہت آگے نکل چکا ہوں مجھے یہ سب نہیں چاہیے تم یہ سب ویسے ہی۔۔۔

نہیں میں چاہتا ہوں آپ ایک بہتر زندگی گزارو اپنے حصے کی سزا آپ کاٹ چکے ہو۔۔۔۔ اب تو سچ سامنے لانے کا وقت ہے اور جو لوگ سچ کا ساتھ دیتے ہیں وہ کبھی برے انجام تک نہیں پہنچتے اس نے وہیل چیئر پر موجود شخص کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ویسے میں چاہتا تھا کے آپ خود اس سے بات۔۔۔ مگر اب آپ نا اس کی اواز سننا چاہتے ہو اور نا اس سے بات کرنا چاہتے ہو تو خیر میں سنبھال لوں گا۔۔۔۔

توقیر لے جاؤ انہیں اور ان کے جانے کا انتظام کروا دو اور وہاں ایک میل سرونٹ کا ارینج بھی کروا دینا۔۔۔۔

اس نے توقیر کو اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔

میری جب بھی مدد کی ضرورت ہو میں حاضر ہوں اللہ تمہیں جزا دے۔۔۔۔۔اور تمہاری مشکلیں حل کریں آمین۔۔۔ وہ دعائیں دیتا توقیر کے ساتھ چلا گیا تھا۔۔۔۔

میری صرف ایک ہی مشکل ہے اور عنقریب وہ اپنے انجام تک پہنچے گی۔۔۔۔ تو کھیل شروع ہوا گلشن بائی کہتے ہی اس نے ڈرار میں رکھا موبائل نکالا تھا۔۔۔ جس میں الگ سم تھی اور اس میں صرف ایک ہی نمبر تھا روزینہ بائی۔۔۔۔۔ اس نے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے اسکے نمبر پر کال کی تھی۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

اس نے کمرے میں آہ کر پھر سے وہ فائل کھولی تھی۔۔۔۔

نکاح نامہ روزینہ اقسم اور شہاب وسیم۔۔۔۔

اس سے آگے وہ پڑھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اپنی طرف سے وہ آج سے بیس سال پہلے سب ختم کر چکی تھی پھر یہ کون تھا جو گھڑے مردے اکھاڑ لایا تھا۔۔۔

ان ویلپ میں سے دوبارہ اس نے تصویریں نکالی تھی اس کی اور شہاب کی تصویریں اس کی ماں اس کی بہن سب ہی تھے وہ بھی تو تھا ان تصویروں میں۔۔۔۔

اس کی آنکھ سے آنسو لڑھک کر گرا تھا۔۔۔۔

نہیں نہیں مجھے مجھے یہ سب کسی کے بھی سامنے نہیں انے دینا۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔

ٹیبل پر پڑی فروٹ باسکٹ اس نے اٹھا کر نیچے پھینکی تھی ۔۔۔۔ شیشے کے والز کو سامنے دیوار پر مارا تھا۔۔۔۔

تب ہی بیڈ پر پڑا فون بری طرح چنگھاڑا تھا۔۔۔۔

آگے بڑھ کر اس نے موبائل پر جگمگاتے نمبر کر بڑی عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

میرے فون کا انتظار کرے۔۔۔۔ اس کے کانوں میں ملازمہ کے کہے گئے جملے سنائی دیئے تھے۔۔۔۔

می۔۔۔۔میں۔۔۔۔میں فون نہیں اٹھاؤ گی۔۔۔ خود سے فیصلہ کرتے کہا تھا۔۔۔ اور اسی تگ و دو میں موبائل بجنا بند ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے شکر کیا تھا۔۔۔ مگر موبائل پھر سے چنگھاڑنے لگا تھا اسی نمبر سے کال آہ رہی تھی۔۔۔

نہیں مجھے نہیں ڈرنا ایک رتی بھر بلیک میلر سے میں نہیں ڈر سکتی جب میں نے اتنا کچھ اکیلے برداشت کر لیا ہے تو یہ تو کچھ بھی نہیں۔۔۔۔

میں میں اس کو اسی کے طریقے سے ٹریپ کروں گی۔۔

پختہ عزم کرتے اس نے کال رسیو کی تھی۔۔۔۔

ہیلو روزینہ شہاب اوہ روزینہ نہیں روزی۔۔۔۔ روزی بائی اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ موبائل میں اس نے وائس چینجر لگوایا ہوا تھا اور وائس چینجر کی اواز میں سے بلکل اس کے کسی خاص جاننے والے کی طرح کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔ اس لیے وہ زاویان کی آواز نہیں پہچان پائی تھی۔۔۔

بڑی دیر کر دی فون اٹھانے میں۔۔۔ ویسے اب تک تم اپنی حقیقت اور اپنی اصل اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہو گی۔۔۔ زاویان نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔

ش۔۔۔ش۔۔۔شہ۔۔۔شہاب۔۔۔ اس کے حلق سے لفظ نکلے تھے۔۔۔ اسکی آواز بلکل اس کے سابقہ مرحوم شوہر جیسی تھی ۔۔۔۔۔

ارے ارے ارے شہاب کیسے وہ تو مر گیا تھا ناں اپنے ہاتھوں سے تم نے مارا تھا۔۔۔ پھر شہاب کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ روزینہ شہاب۔۔۔ فلق شگاف قہقہہ لگاتے اس نے کرسی کی پشت پر سر ٹکڑایا تھا۔۔۔ اس کے لفظوں کی لڑکھڑاہٹ پر وہ اندر تک محضوض ہو رہا تھا۔۔۔

اور اس وقت اس کا شدت سے دل چاہا تھا کے وہ گلشن بائی کی حالت اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھے۔۔۔

ت۔۔۔ت۔۔ت۔۔ تم شہاب ہو میں لاکھوں میں بھی تمہاری آواز پہچان سکتی ہوں کیوں کر رہے ہو تم ایسا۔۔۔ اگر تم بچ گئے تھے تو مجھ سے۔۔۔۔

تم سے ملتا تاکہ تم ایک بار پھر مجھے مار دیتی اپنے مقصد کے لیے۔۔۔ ایک کھیل تم کھیل چکی ہو اور اب تم عروج کی عین پیک پر ہو اور اس عروج سے تمہیں زوال تک کیسے لانا ہے یہ اب میں تمہیں بتاؤں گا۔۔۔۔بہت شوق ہے نا تمہیں لوگوں کی زندگیوں سے کھیلنے کا تو تمہیں اب میں بتاؤں گا کھیلنا کہتے کسے ہیں۔۔۔۔

زاویان نے کڑوے لہجے میں کسی شیر کی طرح غراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ر۔۔۔۔۔ر۔۔۔۔رکو د۔۔۔۔دیکھو م۔۔۔میں میں بہت شرمندہ ہوں م۔۔۔مج۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔ ہمارا بیٹا ہوسپٹل میں ہے زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا ہے تم تم مجھ سے مل لو ہم مل کر کوئی راستہ نکال لیتے ہیں صلح کا اس نے اس کو اپنی بات میں لانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

کون سا بیٹا میرے نکاح میں رہنے کے باوجود تم سیٹھ وجاہت اور جانے کتنوں کے بستر گرم کرتی تھی۔۔۔۔ میرا بیٹا ہاہاہا۔۔۔۔

روزینہ بائی آج سے بیس سال پہلے والے شہاب اور اب والے شہاب میں بہت فرق ہے میری طرف سے جو ہوسپٹل میں ہے وہ مرے یا جیئے مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔

اپنی الٹی گنتی شروع کر دو۔۔۔۔ اس نے ویٹ پیپر کو انگلیوں میں گھماتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ جہاں وہ اس کی حالت سے محضوض ہو رہا تھا وہاں ہی اس کی ڈھٹائی اسے غصہ دلا رہی تھی۔۔۔۔۔

کیاچاہتے ہو تم کیوں کر رہے ہو سب پیسہ چاہیے میں دوں گی پیسہ۔۔۔۔ جتنا کہو گے دوں گی۔۔۔۔ مگر میرے راستے سے ہٹ جاؤ اس بار اس نے بغیر ڈرے اور بغیر کسی خوف کے کہا تھا۔۔۔۔

جو تم تک ڈاکومنٹس اور تصویریں پہنچیں ہیں وہ کاپیز ہیں اصل میرے پاس ہیں اور وہ سارے ثبوت بھی میرے پاس ہیں جو تم پر میرا قتل ثابت کر سکتے ہیں۔۔۔۔

مگر مگر مگر اتنی آسانی سے تو بلکل نہیں۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں وہ سب پولیس کو دے کر یہ غلطی کروں گا تم کو ایک بار پھر سے فرار کا موقعہ دے دوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں پولیس بھی تمہارے اشاروں پر چلتی ہے۔۔۔

نہیں روزینہ بائی بلکل نہیں تم جانور ہو اور جانور کے ساتھ جانور جیسا ہی سلوک کیا جاتا ہے ۔۔۔۔

تم وہ گند ہو جس کی صفائی اتنی جلدی ممکن نہیں۔۔۔ اس نے نفرت زدہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔

دیکھو شہاب میں مانتی ہوں میں بہت غلط کر چکی ہوں تمہارے ساتھ مگر تم تو نیک اور اچھے انسان تھے ناں تو تم۔۔۔

شٹ اپ ڈیم شٹ اپ۔۔۔ میں اچھا انسان صرف تم سے محبت کی حق تک تھا اپنا منہ بند رکھو اور مجھے بتاؤ گلشن اور سکینہ اماں کہاں ہیں۔۔۔ زاویان کو اس کی بات سن کر تپ چڑھی تھی اس کی مکاری پر اس کو بے حد غصہ آیا تھا۔۔۔

مار دیا تھا ان کو۔۔۔ اس کی بات سن کر اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔۔

ہاہاہاہاہا--- میں مان ہی نہیں سکتا---- تم اپنی ماں اور بہن کو مار دو-----زاویان نے قہقہہ لگاتے کہا تھا---

میں ایسا کر چکی ہوں جو جو میرے راستے میں رکاوٹ بنا میں نے ہر اس دیوار کو گرا دیا اپنے ہاتھوں سے---- اس کے لہجے کی پختگی ٹھوس تھی---

مگر مجھے تو تم چاہ کر بھی نا مار سکی---- زاویان کو دکھ ہوا تھا یہ سن کر کے اس نے اپنی سگی ماں اور بہن کو بھی مار دیا----

تم بیکار باتوں میں وقت ضائع کیوں کر رہے ہو سودا کرو مجھ سے اور بات ختم کرو وہ تنگ آہ گئی تھی اس بات سے وہ تو ہمیشہ سے سوداگر تھی سودے کرتی آئی تھی جسموں کے احساسات کے تو اب وہ کیسے اپنی خصلت سے باز آہ سکتی تھی----

تو ٹھیک ہے میر ایک بندہ تمہارے پاس ائے گا تم اس کا اور اپنا نکاح پوری دنیا کے سامنے انٹرڈیوز کرواؤ گی--- اس سے نکاح کر کے----- اس سے اگے کے سودے پھر بتاؤں گا سب سے پہلی شرط یہی ہے میری----

اس نے بغیر رکے سیدھی اور صاف بات کہی تھی۔۔۔تم پاگل ہو اس عمر میں۔۔۔
میری بچیاں مجھ پر بہت بھروسہ کرتیں ہیں۔۔۔ میں یہ نہیں کر سکتی اس کو اس کی بات سن کر غصہ آیا تھا۔۔۔

کون سی بچیاں وہ تمہاری بچیاں نہیں ہیں دوسری بات تم تو میرے نکاح میں ہو ہی نہیں ۔۔۔ یاد ہے تم نے نکاح خود ختم کیا تھا۔۔۔۔یہ نکاح تو بس دنیا کے لیے ہو گا۔۔۔۔۔تھوڑی سی ذلت اٹھانے سے بہتر تمہیں زیادہ ذلت اٹھانا لگتا ہے تو ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں انہیں بچیوں کے سامنے میں تمہاری پچھلی زندگی کی اصلیت کھولوں گا اور تمہارا راز بھی۔۔۔۔۔

زاویان نے اپنے لفظوں پر استفسار کرتے کہا تھا۔۔۔ اور کھٹاک سے فون بند کیا تھا۔۔۔۔۔

میری بات تو۔۔۔۔ ٹوں ٹوں ٹوں۔۔۔۔ اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کیا تھا۔۔
آپ کا مطلوبہ نمبر فی الحال بند ہے۔۔۔ اس نے غصے سے موبائل کو دیکھا تھا۔۔۔۔

اس نے اپنے اشتعال پر قابو پاتے ٹیبل پر پڑا گلاس کا پانی غٹاغٹ پیا تھا۔۔۔۔یہ اس کی پہلی فتح تھی۔۔۔۔

جس دن ابی نے اسے بتایا تھا کے المیرا اور انعمتہ کے بارے میں اور پھر ان کے دوست کی خواہش کے بارے میں اسے غصہ بہت آیا تھا۔۔۔

مگر پھر المیرا کا نکاح سے انکار کرنا اور یہ ظاہر کرنا کے وہ اپنے دا جی کے فیصلے کو اون نہیں کرتی یہ بات اسے زیادہ ہٹ کی تھی۔۔۔۔

اسے کھٹکا تھا کے کیسے ایک بیٹی اپنے باپ اپنے دادا کے فیصلے سے انحراف کر کے صرف اور صرف اپنی ماں کے گھن گا سکتی ہے۔۔۔ وہ بھی ایسی ماں جسے ساری دنیا غلط کہہ رہی ہے۔۔۔۔

اور وہ اکیلی اسے سچا کہہ رہی ہے۔۔۔۔۔ اتنے لوگ جھوٹے کیسے ہو سکتے ہیں۔۔۔۔ وہ عجیب تذبذب کا شکار تھا۔۔۔۔

اس دن وہ اسے اس کے کوٹھے پر لینے گیا تھا ایک مقصد تو اس کا المیرا کو لانے کا تھا اور دوسرا مقصد گلشن بائی سے ملاقات اور اسکو جاننے کا تھا۔۔۔

مگر جب وہ وہاں گیا اور گلشن بائی کا رویہ دیکھا تو وہ بھی دنیا کے انہی لوگوں میں شمار ہو گیا جنہیں اس عورت کی مکاری اور چالبازی اس کی آنکھوں میں نظر آئی۔۔۔۔

المیرا کو گھر لا کر اس نے دراب کو کال کی تھی۔۔۔ دراب اسکا بیسٹ فرینڈ اور آئی جی تھا پورے پنجاب کا۔۔۔۔ دراب سے اس نے کہا تھا کے اپنے پرانے ڈیٹا میں چیک کرے کہیں نا کہیں تو اس گلشن بائی کے کوٹے کے متعلق کوئی نا کوئی کیس ہو گا۔۔۔۔ اور دراب نے اس سے ایک دن کی مہلت مانگتے کہا تھا کے وہ کل بتا دے گا۔۔۔۔

زاویان کو بھی اب لگنے لگا تھا کے دا جی اور انکے بیٹے کی موت حادثاتی نہیں تھی۔۔۔۔اس لیے اب وہ اس مسئلے کو خود سے دیکھنا چاہتا تھا۔

اگلے دن نکاح کے بعد اسفند کا آنا اور گلشن بائی کا واویلا کرنا پھر نکاح کے لیے جھوٹ بلوانا۔۔۔۔ اس پر مزید ثابت کر گیا تھا کے کیسے وہ اپنے وار ان دونوں کو استعمال کر کے کھیل رہی ہے ایک طرف المیرا سے وہ پیسہ کمانا چاہتی تھی تو دوسری طرف انعمتہ سے۔۔۔۔

مگر سب سے زیادہ دکھ اسے المیرا کے اوپر ہوا جس نے نکاح کو جھوٹا کہا اور اپنی ماں پر اندھا دھند اعتبار کرتی چلی گئی۔۔۔۔ یہی زاویان کی سمجھ میں آیا کے وہ بس اس اعتبار کی وجہ سے ہی اس سے سب کچھ کروارہی ہے۔۔۔۔

مگر انعمتہ کا غائب ہونا اور گلشن بائی کا سکون پھر یہ کہنا کے وہ اسکے پاس ہے زاویان کو سمجھنے میں وقت نہیں لگا تھا کہ اگر وہ اتنی پرسکون ہے تو اس نے یقیناً اسے کسی کے ہاتھوں بیچا ہو گا۔۔۔۔ابھی وہ اسی کشمکشمیں میں تھا کہ اسے دراب کی کال آئی تھی۔۔۔۔ اور اس نے بتایا تھا۔۔۔۔ کہ آج سے بیس سال پہلے ایک قتل کیس فائل ہوا تھا شہاب نامی بندے کا گلشن بائی کے اوپر۔۔۔۔۔

دراب کو زاویان نے شہاب کے بیک گراؤنڈ کے بارے میں پتا کروانے کا کہہ دیا تھا اور خود ریلیکس ہو گیا تھا۔۔۔

مگر وہ ریلیکسیشن صرف وہ خود کو تسلی دینے کے لیے ہی کر رہا تھا حالانکہ اندر سے وہ جانتا تھا کے المیرا واپس جا کر بے وقوفی کر گئی ہے۔۔۔۔

بیوی تھی اسکی اس کی عزت اور پھر شاید وہ اسے پہلی نظر میں ہی بھا گئی تھی۔۔۔ ابی کی باتیں سن کر اور اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اسے بچانے نکل چکا تھا اور وہی ہوا جو اس کے دل میں ڈر تھا۔۔ اس کا اسفند کے ساتھ جانا اور اسفند کا اس پر اور اسکی عزت پر حملہ کرنا۔۔۔ وہ تو خدا کا شکر تھا وہ وقت پر پہنچ گیا تھا۔۔۔

مگر المیرا یہ سب ماننے کو تیار ہی کب تھی۔۔۔ اور وہ بھی اسے اسی کے حال پر چھوڑ آیا تھا۔۔۔۔

گھر اہ کر اسے انعمتہ اور آہان کے نکاح کی خبر کا ملنا ایک طرف سے سکون ہوا تھا کے چلو چھوٹی بہن تو ماں کے پیار میں پاگل نہیں ہے۔۔۔۔

المیرا کا لڑ جھگڑ کر بہن کو لے کر جانا دیکھ کر اس کو انعمتہ کی عقل پر ماتم کرنے کا دل کیا تھا مگر پھر اس کی جگہ خود کو رکھا تھا تو شاید وہ بھی اس کی جگہ ہوتا اور بات اسکے بڑی کی جان کی ہوتی تو بھی یہی کرتا۔۔۔

کمرے میں آہ کر اس نے دراب کو کال ملائی تھی اور جو خبر اس نے اسے سنائی تھی وہ خوش کن تھی۔۔۔۔

اسے علم ہوا کے جس بندے کا کیس فائل کیا گیا تھا وہ مرا نہیں بچ گیا تھا اور اب معذوروں والی زندگی گزار رہا ہے۔۔۔ اہان نے دراب سے کہا کے وہ اس سے ملنا چاہتا ہے تو دراب نے اسے اگلے دن صبح دس بجے کا وقت دے دیا تھا۔۔۔

اگلے دن وہ اور دراب شہاب کے سامنے تھے۔۔۔اور جو کچھ اسے شہاب سے پتہ چلا تھا وہ یقیناً ناقابل قبول تھا۔۔۔ پوری تفصیل جاننے کے بعد وہ۔ صرف اور صرف شاکڈ کے عالم میں تھے یہ اس کی پہلی فتح تھی ۔۔۔۔۔

اسے کسی بھی طرح کر کے المیرا اور انعمتہ کو اس کے چنگل سے بچانا تھا ایسے وہ صرف اپنے لیے نہیں اپنے بڑی کے لیے بھی کرنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ جو بیس سالوں سے کوئی نہیں کر پایا تھا اسے وہ سچ ہرحال میں سامنے لانا تھا مگر اپنے طریقے سے شہاب نے اسے بتایا تھا کے وہ بھی کچھ گناہ جانے انجانے میں اسکے ساتھ مل کر کر گیا ہے اور وہ ان گناہوں کی معافی مانگنا چاہتا ہے ۔۔۔۔۔

زاویان نے اسے سمجھایا تھا کے وہ اپنی سزا کاٹ چکا ہے۔۔۔اس نے اس کو پیشکش کی تھی کے وہ اس کے ساتھ مل کر روزینہ بائی عرف گلشن بائی کا پردہ چاک کرے مگر

شہاب نے یہ کہہ کر منع کر دیا کے وہ اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا لیکن جو کچھ بھی اسے علم تھا وہ اس نے زاویان کو سب سچ بتا دیا تھا۔۔۔

مگر ابھی بھی کافی راز تھے جن سے پردہ اٹھنا تھا۔۔۔ شہاب یہاں سے دور جانا چاہتا تھا اب سب کچھ بیچ کر اسے ڈر تھا کے گلشن کو پتہ چل گیا کے وہ زندہ ہے تو وہ اسے پھر سے مارنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

تو زاویان نے اس کی فیکٹری خرید لی تھی اور ساتھ ہی اس کے باہر جانے کا بندوبست کروا دیا تھا۔۔۔ مگر پھر اس نے اس سے وعدہ لیا تھا کے وہ ایک بار اس کو بلوائے گا اور اسے آنا ہوگا اور وہ وعدہ کر کے چلا گیا تھا۔۔۔توقیر سے کہہ کر اس نے کچھ پیپرز بنوا لیے تھے۔۔۔۔۔

اور جتنے راز زاویان کو پتہ چل گئے تھے وہ کافی تھے۔۔۔۔ان رازوں تک پہنچنے کے لیے جن کو اسے علم نہیں تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

بے بی اٹھو میرے کپڑے نکالو مجھے آفس جانا ہے۔۔۔۔ اہان نے ساتھ لیٹی انعمتہ کے ماتھے پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

آہان۔۔۔۔۔

جی آہان کی جان۔۔۔۔ اس نے اسکی آنکھوں پر باری باری لب رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

مجھے ایک ریکوسٹ کرنی تھی آپ سے۔۔۔۔ اس نے پوری انکھیں کھولتے آہان کی شرٹ کے بٹن کو انگوٹھے سے کھرچتے کہا تھا۔۔۔جانتی تھی کے جو بات وہ کہنے والی ہے اسے سن کر اسکا موڈ خراب ہو گا۔۔۔

کیا بات کرنی ہے میرے بے بی نے۔۔۔۔ اس نے اس کا پزل ہونا دیکھا تھا پھر اس کا اس کی شرٹ کے بٹن پر ستم۔۔۔۔

نہیں کرو نا بات بتاو اور میری طرف دیکھو۔۔۔۔ اس نے شرٹ کے بٹن سے اس کے ہاتھ ہٹاتے پوچھا تھا۔۔۔۔

آپ غصہ نہیں ہوں گے۔۔۔ اس نے اس کی گال پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

اگر تو صبح صبح کوئی فضول اور بکواس بات کہنے کا موڈ ہے تو آئی سوئیر رات جو بخش دیا تھا اب نہیں بخشوں گا چاہے آفس سے لیٹ ہی کیوں نا ہو جاؤں۔۔۔۔

اس نے پیچھے ہٹتے کہا تھا۔۔۔ وہ شاید اس کی اگلی بات سمجھ گیا تھا۔۔۔۔

آپ مجھ پر پھر سے شاوٹ کر رہے ہیں اس کا سخت لہجہ سن کر اس کی آنکھوں میں نمی گھلنے لگی---

شششش ایک دم-چپ واپس بھیجو ان آنسوؤں کو ہر بات پر رونا---- بڑی ہو جاؤ فریش ہونے جا رہا ہو کپڑے نکالو----

اس کو اٹھاکر بیٹھاتے وہ واش روم کی طرف بڑھا تھا---

کیسے بات کروں آہان سے---- اپنے ہاتھ کے ناخنوں کو دانتوں تلے دباتے کیا تھا----

پھر اٹھ کر اس کے کپڑے نکالے تھے---- صوفے پر بیٹھ کر سوچنے لگی تھی کبھی ناخنوں کو دانتوں سے کترتی اور کبھی نچلے لب کو دانتوں تلے کچلتی----

وہ کپڑے لے کر ڈریسنگ روم گیا تھا----

چینج کر کے ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہوا اپنے کف لنکس بند کر رہا تھا جب وہ اس تک پہنچی تھی بالوں میں بریش کرتے وہ اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا کبھی اس کا اپنے نچلے ہونٹ پر ظلم اور کبھی اس کا اپنے ناخنوں کو کترنا-----

واپس کب ائیں گے--- اس کے دوسرے بازو کے کف لنکس کو بند کرتے پوچھا تھا---

کوشش کروں گا جلدی آنے کی اس نے اس کو کف لنکس بند کرنے دیئے تھے---

م---م--مجھے بات کرنی تھی--- اب اس نے اس کو اس کی ٹائی باندھتے ہوئے کہا تھا---وہ چپ چاپ کھڑا اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا---

نکالو اسے باہر یہ میرا حق ہے--- غصے سے ہاتھ کے انگوٹھے سے اس کا نچلا لب اس کے دانتوں سے آزاد کروایا تھا-----

پھر میری بات سن لیں نا--- اور غصہ ہوں گے تو مجھ سے ایسے ہی ایکٹ ہوں گے--- اس نے ڈبڈباتی نظروں سے اسے دیکھتے کہا تھا---اور اسکے ہاتھ میں گھڑی پہنائی تھی---

میری چائے کا سپ لے کر مجھے چائے دیا کرو--- اس نے اس کے چہرے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے کہا تھا---

پلیز آہان دیدم کی خیریت کی اطلاع پتہ کروا دیں--- اس نے انکھیں بند کر کے اس پر پرفیوم چھڑکتے کہا تھا----

تب ہی اس نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے قریب کیا تھا---- اس کے ہاتھ سے پرفیوم کی بوتل پکڑ کر ڈریسنگ پر ٹھک کر کے رکھی تھی ----

کیا چاہتی ہو انعمتہ---- غصہ کنٹرول کرتے اس کی کمر میں انگلیاں دھنساتے ہوئے پوچھا تھا-----

پلیز آہان وہ میری بہن ہیں ماما بس انہیں ٹریپ کر رہیں ہیں اپنے پیار کے جال میں پھنسا کر ان کا کوئی قصور نہیں ہے---- اس نے اس کی دھنستی انگلیوں کو کمر پر محسوس کرتے اس کی سخت گرفت کو برداشت کرتے اپنا ایک کانپتا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر اور دوسرا کانپتا ہاتھ اس کی دونوں آنکھوں پر رکھتے نظریں جھکائے کہا تھا----وہ نا تو اس کے منہ سے اس کا غصہ سننا چاہتی تھی اس وقت اور نا ہی اس کی آنکھوں کا غصہ دیکھنا چاہتی تھی اپنی کہی بات کے رد عمل میں----

پلیز۔۔۔۔اس نے لب ہلائے تھے کے نازک ہاتھوں کی گرفت اس کے ہاتھوں پر تھوڑی مزید بڑھاتے کہا تھا۔۔۔وہ چپ چاپ کھڑا تھا وہ نہیں ہٹانا چاہتا تھا اس کا ہاتھ اپنی آنکھوں اور اپنے ہونٹوں سے۔۔۔۔

تھنکیو آہان میں جانتی تھی آپ میری بات مان لیں گے کچھ دیر اس کے خاموش رہنے پر کہا تھا۔۔۔پھر اپنے دونوں ہاتھ ہٹائے تھے۔۔۔

یہ کیا بچپنا تھا۔۔۔ اس نے تھوڑی دیر پہلے کی اسکی حفاظتی حد بندی پر اس کے ہاتھوں اور اپنے ہونٹوں اور آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے پوچھا تھا۔۔۔۔

آپ غصے میں برا والا شاوٹ کرتے ہیں اور آنکھوں کو بھی بڑی کر لیتے غصے میں مجھے ڈر لگتا ہے بچوں کی طرح کہتے اس نے پھر سے نچلا لب دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔

میں ایسا کچھ فضول نہیں مانوں گا اور فضول حرکتیں کر کے غصہ خود دلاتی ہو تم مجھے۔۔۔ اور اس کا جواب تمہیں رات میں اچھے سے دوں گا نہیں باز آہ رہی ناں تم۔۔۔۔

کہتے ہی اس نے پھر سے اس کے دانتوں تلے سے اس کا لب نکلوایا تھا جس سے اب خون رسنے لگا تھا۔۔۔

آہان پلیز مجھے فکر ہو رہی ہے۔۔۔ اس نے پھر سے منت کی تھی۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے چلی جاؤ اور جو فکر لاحق ہو رہی ہے اس کو ختم کر لو جا کر۔۔۔۔ اس نے غصے سے افس بیگ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے کے دو قدم اور آگے بڑھتا اس کے کانوں میں اس کی ہچکیوں سے رونے کی آواز ائی تھی۔۔۔۔

غصہ کنٹرول کرتے وہ مڑا تھا۔۔۔۔ بیگ صوفے پر رکھ کر اس تک پہچا تھا۔۔۔۔

ہاتھ پکڑ کر اسے دیوار کے ساتھ پن کیا تھا تھا۔۔۔۔

کیا لگتا ہے ان آنسوؤں سے میں تمہاری بات مان لوں گا۔۔۔۔ اس کے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنتے کہا تھا۔۔۔

آپ نے کیوں کہا میں وہاں چلی جاؤ وہ لوگ پھر مجھے بیچ دیں گے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اور اس کی سانسوں کے لمس کو برداشت کرتے آنکھیں زور سے میچیں تھیں۔۔۔۔

اسی لیے کہہ رہا ہوں دور رہو اب ان سے تمہاری بہن کو اتنی اپنی فکر نہیں ہے جتنی تمہیں اس کی۔۔۔ اور میں اس کی اگلی کسی بے وقوفی کے سر تمہیں نہیں چڑھنے دوں گا کلئیر۔۔۔۔ گہری نظروں سے اس کے لب سے رستے خون کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

میں بس اتنی سی ریکویسٹ کر رہی ہوں کے اس گھر کی کسی ملازمہ سے پتہ کروا دیں کے دیدم ٹھیک ہے بس اتنا ہی تو کرنا ہے پلیز۔۔۔۔

انکھیں بند کیے اپنی سانسوں کے قریب اسکی سانسوں کو محسوس کرتے کہا تھا۔۔۔ جب کے دل بری طرح اسکی قربت پر دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

اوکے فائن سٹاپ کرائنگ۔۔۔۔ تمہیں پتہ ہے نا اب میں انکار نہیں کروں گا۔۔۔۔ اس کے چہرے کے قریب جھکے کہا تھا۔۔۔۔

ناؤ مائی ٹرن دونوں ہاتھوں کو اس کے دیوار کے اوپر پن کرتے اسکے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔ اور اپنی سانسیں اس کی سانسوں میں انڈھیلنے لگا تھا۔۔۔۔ رفتہ رفتہ اپنی تشنگی کو اس کی ڈولتی سانسوں کے سپرد کر کے اس کا سانس بند ہوتا محسوس کرتے پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔

یہ سزا تھی جو رو رو کر خود کو ہلکان کرتی ہو اس کی۔۔۔۔اور یہ والی سزا پوری رات میں ملے گی۔۔۔ اس کے ہونٹوں کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔پھر اسکی توڑی پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

کچھ نہیں ہو سکتا تمہارا۔۔۔ اس کو لمبے لمبے سانس لیتا دیکھ کہا تھا۔۔۔۔۔

جا رہا ہوں شام میں جلدی آہ جاؤ گا پھر باہر چلیں گے اور آج تمہاری یونی کا بھی پتہ کرواتا ہوں۔۔۔ اس کو ہگ کرتے کہا تھا۔۔۔

ناشتا تو کر کے جائیں رکیں میں چلتی ہوں ساتھ۔۔۔

اس نے اپنا دوپٹہ اٹھاتے اور لیتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اتنا نرم گرم ناشتہ کیا تو ہے ابھی اور اتنا میٹھا بھی تھا بس بھوک ختم ہو گئی۔۔۔ لیٹ ہو رہا ہوں تم فریش ہو کر ابی کے ساتھ ناشتہ کر لینا۔۔۔

مسکراتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔اور بیگ اٹھاکر کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔۔۔

رکیں۔۔۔ اس نے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

اب کیا ہے۔۔۔ اس نے پیچھے مڑ کر مسکرا کر دیکھتے پوچھا تھا۔۔ ۔

تب وہ دوپٹہ سیٹ کرتی سر پر۔۔۔ اس کی طرف بڑھی تھی ایت الکرسی پڑھ کر اس پر پھونکی تھی۔۔۔

یہ کیا تھا۔۔ اس نے بھنویں اچکاتے کہا تھا۔۔۔

مجھے چاکلیٹس کھانی ہیں رات کو لے کر آیئے گا اور اپنا خیال رکھیے گا۔۔ بائے۔۔۔

اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اپنی فرمائش کی تھی۔۔۔

تھنک یو اس حفاظت کے حصار کے لیے۔۔ اس نے اس کی پیشانی پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔

ہمممممم ا ہمممم۔۔۔ یہ کیا چل رہا ہے پبلک پلیس پر۔۔۔۔ زاویان اپنے کمرے سے نکلا تھا تو انہیں دیکھ کر گلہ کھنکھارا تھا اور مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

تب ہی انعمتہ شرم سے لال ہوتی پیچھے ہونے لگی تھی کے آہان نے اسے گلے سے لگایا تھا۔۔۔

چلو آنکھیں بند کرو اور نیچے جاؤ میاں بیوی کو رومینس کرنے دو۔۔۔ اہان نے زاویان کو گھورتے کہا تھا۔۔۔

تب ہی انعمتہ نے غصے سے اس کو چونٹی کاٹی تھی۔۔۔

کیا ہوا جان چلو ٹھیک ہے باقی کا رات میں بائے۔۔۔ اس کی حالت سے محضوض ہوتے اسے چھوڑتے کہا تھا اور وہ سرپٹ پیر دوڑتی روم میں بند ہوئی تھی اور پیچھے زاویان اور آہان دونوں کا قہقہ بلند ہوا تھا۔۔۔

اس کو بولیں تھوڑی عقل اپنی بہن کو بھی دے دے۔۔۔ زاویان نے معصومیت چہرے پر سجاتے ہوئے کہا تھا۔۔

اس کے لیے میری جان تمہیں اس کی نہیں۔۔۔ دعا کی ضرورت ہے۔۔۔ اللہ ہی کچھ کر سکتا ہے۔۔۔ تو ہی تمہارے حق میں بہتری ہوگی اس کے دماغ کا بھوسا صاف کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔۔۔ اللہ ہی ہے کوئی معجزہ دکھا دے۔۔۔ آہان نے زاویان کی طرف دیکھتے فلق شگاف قہقہ لگاتے کہا تھا۔۔۔

ناٹ فئیر۔۔۔ میں پریشان ہوں آپ کو مذاق سوجھ رہے ہیں۔۔۔

اپنی پریشانی کے لیے کوئی چلہ کاٹ لو ورنہ وہ حل ہوتی دور دور تک نظر نہیں آہ رہی۔۔۔۔
پھر سے مسکرا کر کہتے اس کا کاندھا تھپتھپاتے وہ باہر چلے گیا تھا۔۔۔
کوئی نہیں آپ کا وقت ہے کر لیں باتیں۔۔۔ زاویان نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی اور وہ بھی اس کی بات سن کر مسکراتا آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔۔
یو نو واٹ آئی ہیٹ یو اینگری مین۔۔۔۔ اس نے کمرے میں اتے ہی غصے سے کہا تھا پھر کھڑکی کے پردے ہٹا کر وہاں کھڑے ہو کر اسے گاڑی میں بیٹھتے اور جاتے دیکھا تھا۔۔۔
♡♡♡♡♡♡♡
مجھے ایف آئی آر کٹوانی ہے اپنی بہن کے اغواہ کے متعلق۔۔۔۔
وہ تھانے میں بیٹھی تھی۔۔۔۔
جی لکھوائیے۔۔۔۔ انسپکٹر نے کہا تھا۔۔۔۔
میر آہان آفندی۔۔۔۔ نے میری بہن کو اغواہ کیا ہے اور میں اس کے خلاف پرچہ کٹوانا چاہتی ہوں اس نے انسپکٹر کو ساری معلومات دیتے کہا تھا۔۔۔۔
مجھے اپنی بہن ہر حال میں چاہیے۔۔۔۔ اس نے غصے سے کہا تھا۔۔۔

جی بی بی جیسے ہی اطلاعات ملیں گیں آپ کو انفارم کر دیں گے۔۔۔انسپکٹر نے کہا تھا۔۔۔

اور وہ سر ہلاتی باہر نکلی تھی۔۔۔

کتنے کیس فائل ہوئے آج۔۔۔۔۔ دراب جو تھانے میں داخل ہو رہا تھا۔۔۔ المیرا کو وہاں سے نکلتے دیکھ پوچھا تھا۔۔۔ زاویان نے اس کو پکچر دکھائی ہوئی تھی المیرا کی اس لیے وہ پہچان گیا تھا۔۔۔۔

سر چھ کیس ہوئے ہیں فائل۔۔۔ انسپکٹر نے بتایا تھا۔۔۔۔

یہ جو ابھی لڑکی گئی کس لیے آئی تھی۔۔۔ دراب نے المیرا کی طرف اشارہ کرتے پوچھا تھا جس کی اب پشت نظر آہ رہی تھی۔۔۔۔

سر میر آہان آفندی پر پرچہ کٹوا کر گئی ہے اپنی بہن کی گمشدگی کا۔۔۔۔

انسپکٹر نے کہا تھا۔۔۔

تم نے پرچہ کاٹا تو نہیں دراب نے کسی سوچ میں گم ہوتے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں سر ابھئ تو ریڈی کر رہا ہوں۔۔۔ انسپکٹر نے پیپر کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے کاٹنا بھی مت۔۔۔میں اس کیس کو خود ہینڈل کروں گا کہتے دراب اپنے آفس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

کرسی پر بیٹھتے اس نے زاویان کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

بھابھی ائیں تھی اپنی بہن کا پرچہ کٹوا کر گئی ہے آہان بھائی پر۔۔۔ دراب نے کہا تھا۔۔۔ اہان ان سے عمر میں بڑا تھا لیکن لگتا ان کی عمر کا تھا اپنی شخصیت سے اسلیے اس کے سب دوست اسے بھائی ہی کہتے تھے۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا جانتا تھا میں یہ الٹی کھوپڑی کی لڑکی یہی کچھ کرے گی۔۔۔ اب تم ایسا کرو اسے اریسٹ کروا لو۔۔۔ اور ہاں لیڈیز پولیس بھجوانا سول یونیفارم میں اور ایک اور بات۔۔۔۔۔ پوچھے تو کہنا میر آہان آفندی نے اس پر اپنی بیوی کی گمشدگی کا پرچہ کٹوایا ہے۔۔۔

زاویان نے ہنستے ہوئے اس کو اگلی بات پر زور دیتے کہا تھا۔۔۔

آر یو شور ایسے کرنا ٹھیک رہے گا۔۔۔ دراب نے پوچھا تھا۔۔۔۔

ہاں شور کیونکہ اس کا دماغ ٹھکانے لگانا ضروری ہے۔۔۔۔

کہتے اس نے کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اب دیکھتی ہوں کیسے میری بہن پر حق جماتا ہے یہ آہان آفندی بہت کمزور سمجھ لیا نا ہمیں۔۔۔۔

بڑبڑاتے ہوئے اس نے موبائل اٹھایا تھا۔۔۔ اور گلشن بائی کا نمبر ڈائل کرنے لگی تھی۔۔

ایک تو یہ ماما صبح سے کال رسیو نہیں کر رہیں۔۔۔۔

حد ہے میری جان پر بنی ہوئی ہے اور یہ پتہ نہیں کہاں ہے۔۔۔ اس نے جھنجھلائے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

فریش ہو جاؤں پھر خود جاتی ہوں ادھر کہتے وہ اٹھنے لگی تھی کے فون پر میسج ٹون ہوئی تھی۔۔۔ اس نے موبائل پکڑ کر اون کیا تھا۔۔۔۔ واٹس ایپ میسج تھا۔۔۔اس نے کھولا تھا۔۔۔

مگر ان ناون نمبر سے آیا میسج دیکھ کر وہ ایک دم حواس باختہ ہوئی تھی۔۔۔۔ حیرانگی سے ایک بار نہیں دو بار نہیں کئی بار دیکھا تھا۔۔۔۔ اسے یقین ہی نہیں آہ رہا تھا کے وہ کیا دیکھ رہی ہے۔۔۔۔ خود پر کنٹرول کرتے

اس نے شدت سے موبائل اٹھا کر دیوار پر پٹخا تھا۔۔۔ اور آنسو بارش کی طرح نرسنے لگے تھے آنکھوں سے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

ن۔۔۔ن۔۔۔ نہیں نہیں نا۔۔۔ انعمتہ ک۔۔۔کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔

وہ دھاڑیں مار کر رو رہی تھی۔۔۔ موبائل میں انعمتہ کی تصویر جس حالت میں اس نے دیکھی تھی وہ اس کی جان نکال دینے کے لیے کافی تھی۔۔۔چہرے اور ہاتھوں پر جما خون مردہ حالت بند آنکھیں۔۔۔

انعمتتتتتتتتہ۔۔۔۔۔ اس نے شدت سے اسے پکارا تھا۔۔۔

کیا ہوا المیرا بی بی۔۔۔ ملازم دوڑتے ہوئے آئے تھے اس کی حالت دیکھ کر۔۔۔

وہ ۔۔۔وہ انعمتہ۔۔۔ا۔۔۔اس کو کک۔۔۔کچھ ہو گیا ہے ۔۔۔۔ وہ وہ بیمار۔۔۔

ن۔۔۔ن۔۔۔ نہیں اس ۔۔۔ اس ک۔۔۔ک۔۔۔کو م۔۔۔مار د۔۔۔دیا ک۔۔۔۔ک۔۔۔کسی نے۔۔۔

کیا وہ مر گئی--- مجھے بھی مرنا ہے---- وہ پریشانی میں پتہ نہیں کیا بولتی جا رہی تھی--- پھر اچانک سے اٹھی تھی----

ماما ک--کو کال---- ن----ن--- نہیں---- اس اس نمبر پر کال---- اس نے کانپتے ہاتھوں سے ٹوٹے موبائل کو پکڑا تھا اور اس کے پرزے جوڑنے لگی تھی-----

نہیں--- نہیں یہ ٹھیک نہیں ہو رہا---- موبائل اون ہوتا نا دیکھ اپنے آنسو صاف کیے تھے----

اگ---اگر میری بہن سچ--- میں---- یہ سوچ کر ہی اس کا دل بند ہوا تھا اور لہرا کر زمین بوس ہوئی تھی----

المیرا بی بی---- ملازم آگے بڑھے تھے----

♡♡♡♡♡♡♡♡

کس نے کیا تھا یہ عابی----- گلشن بائی نے اس کے ہوش میں آتے ہی پوچھا تھا----

انعمتہ نے مارا مجھے ماما اس نے میرے سر پر وائن کی بوتل ماری اور پھر میرے پیٹ پر اور وہ بھاگ گئی ماما----

میں اسے چھوڑو گا نہیں اور مجھے دوبارہ زندگی صرف اور صرف اسی لیے ملی ہے کے میں۔
اس کو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتاروں۔۔۔۔
اس نے درد برداشت کرتے درد بھری آواز میں کہا تھا۔۔۔
ن۔۔۔۔ نہیں عابش وہ تومرے گی ہی مرے گی مگر اب تم اس سب میں نہیں پڑو گے تمہیں پتہ بھی ہے کہ کتنا میں تڑپی ہوں تمہاری بیماری کو لے کر۔۔۔۔ بیٹا میری جان تمہارے دور جانے کا سن کر تمہاری ماں پل پل تڑپی ہے۔۔۔
بس ایک موقع دو اپنی ماں کو۔۔۔۔ میں میں وعدہ کرتی ہوں کے وہ خود تمہارے پاؤں میں گر کر تم سے معافی مانگے پھر چاہے تم اس کے ساتھ جو مرضی سلوک کرنا۔۔۔۔
گلشن بائی نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے روتے ہوئے اس سے کہا تھا۔۔۔۔
ماما وہ مجھے ہر حال میں اپنے قدموں پر چاہیے۔۔۔۔ میں رات دن جس آگ میں جل رہا ہوں وہ آپ نہیں سمجھتی ہیں۔۔۔۔اس نے شعلہ بار لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔
ایسا ہی ہو گا بس تم کوئی سٹریس نالو کچھ نا سوچو جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر انشاللہ اپنا بدلہ پوری طاقت اور قوت سے لینا۔۔۔۔

گلشن بائی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔

ماما آپ پریشان مت ہوں اور نا روئیں بس مجھے ٹھیک ہونے دیں پھر میں اس سے آپ کے ایک ایک آنسو کی قیمت وصول کروں گا۔۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی ماں کے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔۔

ہاں میری جان ہم ایک ایک تکلیف کا حساب لیں گے۔۔۔۔ گلشن بائی نے اس کے بینولا لگے ہاتھ پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے مجھے ماما کے گھر جانا ہے اب وہی کچھ کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔

ہوش میں آتے ہی وہ اٹھی تھی اور پاؤں میں چپل اڑستی باہر کی طرف نکلی تھی۔۔۔۔

المیرا بیٹا باہر پولیس آئی ہے۔۔۔ وہ ڈرائنگ روم تک ہی پہنچی تھی کے گیٹ کیپر اندر آیا تھا۔۔۔۔

کیوں آئی ہے۔۔۔ اس نے پوچھا تھا۔۔۔۔

بی بی اغواہ کا پرچہ کٹا ہے تمہارے خلاف۔۔۔ اسلیے آئی ہے۔۔۔ لیڈی پولیس صبا نے آگے بڑھ کر کہا تھا۔۔۔

کس کے اغواہ کا پرچہ میں نے کسی کو اغواہ نہیں کیا اس نے جھنجھلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بی بی میر آہان افندی کی بیوی کو تم ایموشنل بلیک میل کر کے لائی تھی اپنے ساتھ اور وہ اب یہاں بھی نہیں۔۔۔۔

لیڈی پولیس کے ساتھ ائے سٹاف نے تلاشی لینے کے بعد نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

کیا ثبوت ہے آپ کے پاس اس بات کا۔۔۔ اس نے غراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بی بی پوری سی سی ٹی وی فوٹیج ہے تھانے چلو فرصت سے دکھائیں گے۔۔۔ لیڈی پولیس نے ہتھکڑی المیرا کے سامنے لہراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بنا اریسٹ وارنٹ میں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلوں گی۔۔۔ اس نے صوفے پر بیٹھتے ٹھوس لہجے میں کہا تھا۔۔۔

تو تمہیں کیا لگتا ہے بی بی بغیر اریسٹ وارنٹ کے ہم ریٹ ماریں گے کسی کے بھی گھر۔۔۔ یہ رہا اریسٹ وارنٹ اب شرافت سے چلو گی یا پھر ہتھکڑی لگاؤں۔۔۔ لیڈی پولیس نے اریسٹ وارنٹ اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

میری بات سنیں انعمتہ میرے پاس نہیں ہے مگر مجھے کسی ان ناون نمبر سے میسج آیا تھا اس میں اس کی تصویر تھی وہ انتہائی غیر حالت میں تھی---

م----میں نہیں جانتی وہ زندہ ہے یا مردہ مگر مگر میں اپنی بہن کے لیے ہر حد تک جاؤں گی--- مجھے پورا یقین ہے کے میری بہن کو اس آہان آفندی نے ہی اس حال تک پہنچایا ہے اور اگر آپ کو علم نہیں ہے تو میں آپ کو بتانا چاہوں گی کے میں میر آہان افندی کے خلاف پرچہ بھی کٹوا کر آئی ہوں----

اس نے پوری بات بتاتے کہا تھا---

ٹھیک ہے آپ مجھے وہ تصویر دکھائیں سچ بول رہی ہیں تو--- لیڈی پولیس نے اطمینان سے کہاتھا---

وہ میرے موبائل میں تھی اور میں نے موبائل توڑ---

بی بی کیوں پولیس کو گمراہ کر رہی ہو--- چلو ہمارے ساتھ یہ حیلے بہانے کام نہیں آئیں گے---- اور جہاں تک رپورٹ کا تعلق ہے کے تم نے پرچہ کٹوایا یا نہیں اس کا بھی تھانے چل کر پتا چل جائے گا اب چلو----

لیڈی پولیس نے اس کا بازو کھینچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اور باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

خاور بابا ماما کی طرف جائیں اور انہیں ساری صورتحال کا بتائیں پلیز مجھے تھانے میں نہیں رہنا۔۔۔۔

اس نے روتے ہوئے گیٹ کیپر سے کہا تھا اور پولیس موبائل میں جا کر بیٹھی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

گلشن بائی رشید اور لطیف اب خطرے سے باہر ہیں گولی ان دونوں کی ٹانگوں کو بس چھو کر گزری تھی۔۔۔اور ڈاکٹر نے ٹریٹمنٹ کر دیا تھا میں انہیں اسی گھر میں چھوڑ آیا ہوں واپس۔۔۔۔

ڈرائیور نے اسے بتایا تھا۔۔۔۔

وہ جو ابھی ہوسپٹل سے آئی تھی۔۔۔۔ یہ بات سن کر اس نے ناگواری سے ڈرائیور کو دیکھا تھا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ اور ان کو کہنا کے مکمل ٹھیک ہونے کے بعد ہی مجھے اپنی شکل دکھائیں۔۔۔۔جاو اب تم۔۔۔۔

اس نے قہر برساتی نگاہوں سے ڈرائیور کو کہا تھا۔۔۔اور پھر اپنے کمرے میں گئی تھی۔۔۔

اس وقت اسے ایک نہیں تین تین ٹینشنیں تھیں۔۔۔ ایک انعمتہ کی وہ کہاں ہے کس حال میں۔۔۔ اسے یہ ہر صورت معلوم کرنا تھا۔۔۔۔

دوسرا عابش کی کے اس کے ٹھیک ہونے سے پہلے پہلے اسے انعمتہ کو اسکے قدموں میں ڈھیر کرنا تھا۔۔

اور تیسری اور سب سے اہم پریشانی شہاب کی طرف سے تھی۔۔۔ کے کیسے وہ اس سے جان چھڑوائے گی اپنی۔۔۔

بیڈ پر سیدھی لیٹی وہ ایک ایک نقطعے پر غور کر رہی تھی۔۔۔۔

شہاب نے اگر کسی دیانتدار پولیس آفیسر کے سامنے میری پول کھول دی تو۔۔۔

وہ سوچتے ہی ڈری تھی۔۔۔

نہیں مجھے کسی بھی طرح کر کے شہاب کو اپنی محبت کے جال میں پھنسانا ہو گا۔۔۔ اور اگر میں اسے پہلے کی طرح اپنے اوپر یقین دلوا دوں تو میرے خیال سے یہ بہتر رہے

گا۔۔۔ اور اگر وہ میرے اوپر اندھا دھند اعتبار کرنے لگے گا تو ہی میں ایک بار پھر اسے موت کے گھاٹ اتار سکوں گی۔۔۔۔

اور اگر میں نے ایسا کر لیا تو یقینا اس کے ساتھ ہی وہ سب پرانے راز بھی دفن ہو جائیں گے۔۔۔۔

چھت پر نظریں گاڑے وہ اپنی ہی سوچ اور اپنے ہی پلین کو سراہ رہی تھی۔۔

مگر میں یہ اکیلی نہیں کر سکتی مجھے ہر حال میں سیٹھ وجاہت کا ساتھ لینا ہو گا اور پھر وہ تو میرا دوست ہے میرا ہم راز یقیناً میرا ساتھ دے گا۔۔ مجھے اسے کال کرنی ہو گی ۔۔۔۔

سوچتے ہی اس نے اپنا موبائل اٹھایا تھا۔۔۔ اور سیٹھ وجاہت کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔۔

ہیلو جان من بڑے دنوں بعد یاد کیا۔۔۔ سیٹھ وجاہت نے کال رسیو کرتے ہی کہا تھا۔۔۔

وجاہت عابش کو انعمتہ نے۔۔۔۔۔ اس نے ساری بات بتائی تھی سیٹھ وجاہت کو۔۔۔۔

اوہ افسوس ہوا سن کر دیکھو یار وہ ابھی کچا کھلاڑی ہے اسے پہلے اپنے آپ کو مضبوط کرنے دو پھر اپنے کاموں میں ڈلوانا اس کو۔۔۔۔ وہ دونوں بہنیں حد سے زیادہ تیز ہیں

ایک نے تمہارے بیٹے کو تو دوسری نے چوہدری اسفند کو موت کے گھاٹ اتراونے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔۔۔ تمہیں پتہ بھی ہے چوہدری اسفند ہے کون اس کا باپ کیا ہے۔۔۔ تمہارے کہنے پر ہی میں نے اس موٹی آسامی کا رخ تمہاری طرف موڑا تھا۔۔۔۔ اور تم نے کیا کیا۔۔۔ یا تو تم اسے یہی سے ڈرا دھمکا کر بھیج دیتی۔۔۔ یا پھر پہلے اس کو کسی اور کے ہاتھوں ازما لیتی۔۔۔۔

مجھے تو ڈر لگ رہا ہے اسفند کے قہر سے۔۔۔ بچ تو گیا ہے مگر وہ ٹھیک ہو کر کسی کو بھی نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔ وجاہت نے ڈرے سہمے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

تب تک وجاہت ہم۔ کچھ نا کچھ سوچ لیں گے مگر ابھی میں تمہیں جو بات بتانے جا رہی ہوں وہ سب سے زیادہ اہم ہے۔۔۔۔

گلشن بائی نے پر سوچ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

ہاں بتاؤ روزی سن رہا ہوں۔۔۔۔ سیٹھ وجاہت نے کہا تھا۔۔۔۔

پہلی بات تو یہ مجھے روزی مت بلایا کرو کتنی بار منع کروں تمہیں دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں اس نے دبے دبے غصے میں کہا تھا۔۔۔۔

دوسری بات یہ ہے کے--- شہاب زندہ ہے---- اس نے گہرا سانس کھینچتے کہا تھا---

کیا--- کیا کہا تم نے--- سیٹھ وجاہت کے ہاتھ سے موبائل گرتے گرتے بچا تھا----

وہی جو تم نے سنا ہے اس نے اپنا اور میرا نکاح نامہ بھجوایا تھا پھر میرے اور اس کے نکاح کی تصویریں یہی نہیں اس نے مجھے کال بھی کی تھی----میں بہت ڈر گئی ہوں وجاہت----

اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا تھا--

نہیں یار میں مان ہی نہیں سکتا جب وہ مرا تھا میں نے خود چیک کیا تھا اسے سانس نہیں آہ رہا تھا----

وہ مر گیا تھا--- یقیناً کوئی تمہیں ٹریپ کرنے کی کوشش کر رہا ہے----

سیٹھ وجاہت نے حیرانگی میں مبتلا ہوتے کہا تھا-----

نہیں وہی تھا میں اس کی اواز لاکھوں میں پہچان سکتی ہوں--- وہ وہی تھا وہ کہتا ہے کہ اب وہ جیسا کہے گا مجھے ویسا ہی کرنا ہو گا اگر میں اسکی بات نہیں مانوں گی تو وہ میری دنیا تباہ کر دے گا----

اس نے کھلے لفظوں میں دھمکی دی ہے مجھے----

گلشن بائی نے ساری بات من و عن اس سے کہی تھی----

مجھے تو ابھی تک یقین نہیں ہو رہا کے کیسے وہ زندہ بچ سکتا ہے خیر تم فکر مت کرو مجھے نمبر بھجواو میں ڈیٹیلز معلوم کرواتا ہوں اور پریشان مت ہو--- کیا تم نے اسے بتایا تمہارے پاس اس کا بیٹا ہے----

سیٹھ وجاہت نے پوچھا تھا---

بتایا ہے مگر وہ کہتا ہے کے میں مان نہیں سکتا کیونکہ تمہارے جیسی بد کردار کسی ایک مرد کی اولاد کی ماں نہیں بن سکتی---

اس نے جھجکھتے ہوئے بتایا تھا----

ہاہاہاہاہا ویسے کہا اس نے بلکل ٹھیک ہے تم ہو بڑی کتی چیز خیر میں پتہ لگواتا ہوں جو بھی لیے آہ جائے گا سچ سامنے-----نمبر سینڈ کرو میں کچھ دیر تک کال کرتا ہوں تمہیں اور ڈیٹیلز دیتا ہوں--- کہتے ہی سیٹھ وجاہت نے کال رکھی تھی----

شہاب تمہیں کیا لگا تھا تم اتنی آسانی سے مجھے قابو کر لو گے۔۔۔ جو چاہتے ہو نا کرنا وہ تو کسی صورت نہیں ہو گا نا کرنے دوں گی۔۔۔۔

خیر تمہاری اگلی چال کا انتظار رہے گا مجھے۔۔۔۔کہتے ہی اس نے نمبر سینڈ کیا تھا سیٹھ وجاہت کو۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

نکالو مجھے باہر یہاں سے زیادتی کر رہے ہو تم لوگ میں کہہ رہی ہوں کے میری بہن مصیبت میں ہے اسے بچاؤ بجائے اس کو بچانے کے مجھے یہاں قید کر دیا ہے۔۔اس نے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یار کتنا شور کرتی ہو۔۔۔ چپ ہو جاؤ۔۔۔۔ لیڈی پولیس صبا نے کانوں پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

تم تم پتہ کرواؤ یہاں میں اسی تھانے میں رپورٹ لکھوا کر گئی ہوں۔۔۔ وہ سامنے جو انسپکٹر ہیں انہوں نے کاٹا تھا پرچہ اس نے حوالات کی سلاخوں کو پکڑے ہوئے ایڑیاں اٹھاکر دور سے آتے ہوئے انسپکٹر کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔۔

انسپکٹر احمد بہار ، آئیر ، ۔۔۔۔۔ لیڈی ، پولیس ، نے انہیں ، اپنے پاس ، بلوایا تھا۔۔۔

جی مس صبا۔۔۔ انسپکٹر احمد نے کہا تھا۔۔۔

یہ سامنے جو حوالات میں لڑکی ہے کیا یہ آپ کے پاس اپنی بہن کی گمشدگی کا پرچہ کٹوا کر گئی ہے۔۔۔۔

لیڈی پولیس نے المیرا کی طرف اشارہ کرتے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

نہیں مس صبامیں تو جانتا بھی نہیں ہوں ان کو میں تو دیکھ ہی پہلی بار رہا ہوں ان کو۔۔۔۔

انسپکٹر احمد نے صاف انکار کیا تھا۔۔۔۔

یو بلڈی فول تم قانون کی وردی پہن کر جھوٹ بول رہا ہو خاک حفاظت کرو گے تم عوام کی جھوٹے پولسیے۔۔۔۔

المیرا کادل کیا تھا اسکا منہ توڑ دے باہر نکل کر۔۔۔

مجھے توپہلے ہی لگتا تھا یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔ اوہ بی بی خود ہی سچ سچ بتا دو ورنہ جب میں نے اپنے طریقے سے پوچھا تو تمہاری نازک سی جان ایویں ختم ہی نا ہو

جائے۔۔۔لیڈی پولیس نے ہاتھ پر چھڑی بجاتے اپنی کیپ ٹھیک کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

جھوٹ نہیں بول رہی میں سنا تم نے ایک بات یاد رکھنا سچ سامنے آنے کے بعد تم لوگ اپنی وردی کے زعم سے بھی جاؤ گے یاد رکھنا دھمکی دیتے وہ حلق کے بل چلائی تھی

۔۔۔۔

اوہ بی بی ان گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنے والی نہیں ہوں میں یہاں ہزاروں تم جیسے کیس آتے ہیں اور ہزاروں دھمکیاں دے کر جاتے ہیں اب کیا تم جیسی لنگڑی چوہیوں سے ہم ڈرتے رہیں۔۔ لیڈی ہولیس نے قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔۔

لنگڑی چوہی۔۔۔۔ المیرا نے زیر لب کہتے غصے سے کھولتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

مس صبا دراب صاحب بلا رہے ہیں آپ کو حوالدار نے آہ کر بتایا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے تم رکو یہاں اور اس لڑکی پر خاص نظر رکھو بہت پھڑپھڑا رہی ہے۔۔۔۔

لیڈی پولیس نے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔ اور المیرا نے دل سے دعا کی تھی کاش اس کے اور اس کے درمیان یہ جیل کی سلاخیں نا ہوتیں تو بتاتی اسے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

گلشن بائی المیرا بائی کا گیٹ کیپر آیا ہے۔۔۔ ملازمہ نے آہ کر اطلاع دی تھی۔۔۔۔

وہ جو رات میں ہونے والی محفل کے بارے میں سجو کو سمجھا رہی تھی سن کر حلق کڑوا ہوا تھا اس کا۔۔۔۔

جاؤ جا کر بولو گلشن بائی ملک سے باہر گئی ہے کسی اہم کام کے سلسلے میں۔۔۔۔ ایک تو یہ لڑکیاں جان کا عذاب بنی ہوئیں ہیں۔۔۔ فارغ کرواو اسے جلدی سے۔۔۔۔۔ گلشن بائی نے نخوت سے کہا تھا۔۔۔۔

جی بہتر۔۔۔ ملازمہ کہتی چلی گئی تھی۔۔۔۔

بائی ملک سے باہر ہیں۔۔۔ آئیں گی تو اطلاع دے دوں گی اس نے گیٹ کیپر سے کہا تھا۔۔۔۔

مگر بہت ضروری تھا ان سے ملنا کیا ان کا نمبر مل سکتا ہے خاور بابا نے کہا تھا۔۔۔

نہیں ان کا کوئی فون نہیں آیا آئے گا تو میں ان کو میسج دے دوں گی۔۔۔ ملازمہ نے جلدی جلدی میں کہا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ چلتا ہوں آپ پیغام دے دینا۔۔۔۔ گیٹ کیپر کہتے ہی چلے گیا تھا ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

جی مس صبا کیا پراگرس ہے۔۔۔ دراب نے پوچھا تھا۔۔۔۔

سر وہ لڑکی بہت شور کر رہی ہے آف پورا ڈرامہ ہے پلیز کسی اور کو ہائر کر لیں میرا تو سر دکھ گیا۔۔

صبا نے کوفت سے کہا تھا ۔۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا آپ کے علاوہ انہیں کوئی ہینڈل نہیں کر سکتا۔۔۔۔ خیر کیا کہتیں ہیں وہ۔۔۔۔

دراب نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔۔

سر کہہ رہی ہے کے اس نے پرچہ کٹوایا تھا میر آہان آفندی کے خلاف اور یہ بھی کہہ رہی ہیں کے اس کی بہن مشکل میں ہے انہیں کوئی شاید تصویر موصول ہوئی تھی۔۔۔۔ اب پتہ نہیں اس میں کتنا سچ ہے۔۔۔۔

صبا نے ساری بات بتاتے کہا تھا۔۔۔۔

کیسی تصویر--- دراب نے سوالیہ نظروں سے پوچھا تھا----

کہہ رہی تھیں کے ان کی بہن کی مردہ حالت میں تصویر تھی شاید ان کو چوٹیں لگیں ہوئی تھیں اور یہ بی تصویر دیکھتے ہی پینک ہو کر گھبرا کر انہوں نے موبائل توڑ دیا تھا جس کی وجہ سے وہ پروف نہیں دکھا سکتیں---اور یہ ہے موبائل----

صبانے ٹوٹا ہوا موبائل دراب کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تھا--

ٹھیک ہے مس صبا یو مے گو ناؤ---- خیال رکھیے گاان کا بہت خاص ہیں وہ--- دراب نے صبا کو تاکید کرتے کہا تھا----

یس سر--کہتے وہ جا چکی تھی ----

دراب نے موبائل اوپن کیا تھا مگر وہ اون نہیں ہو رہا تھا----پھر اس نے اپنا موبائل نکال کر زاویان کو کال کی تھی----

ہاں دراب جنگلی بلی کی عقل ٹھکانے آئی---- اس نے کال ریسیو کر کے پوچھا تھا----

انعمتہ بھابھی کی تصویر کسی نے واٹس ایپ کی ہے المیرا بھابھی کو پوچھو زرا آہان بھائی نے تو نہیں کیا یہ اور یہاں پہنچو کچھ دیر تک۔۔۔۔

دراب نے کہا تھا۔۔۔۔۔

اوکے میں آتا ہوں آدھے گھنٹے تک ۔۔۔۔۔۔ زاویان نے کہا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

کہاں جا رہے ہو وہ اپنے آفس کیبن سے نکلا تھا جلدی میں تب ہی آہان نے پوچھا تھا۔۔۔ وہ جو سامنے کھڑا کسی فائل پر جھکا کچھ پوائنٹس سمجھا رہا تھا اپنے ورکر کو اس کو دیکھ کر پوچھا تھا۔۔۔۔

بڑی مجھے کچھ بات کرنی ہے اس نے اس تک پہنچتے کہا تھا۔۔۔

اوکے تم باقی کے پوائنٹس دیکھ لینا کچھ پرابلم ہو تو پوچھ لینا۔۔۔ اس نے زاویان کی طرف دیکھ کر سر ہلاتے ورکر سے کہا تھا۔۔۔۔

چلو زاویان ورکر سے فارغ ہوتے اس نے زاویان کے ساتھ چلتے کہا تھا اور پھر اسے کیبن میں لے آیا تھا۔۔۔

کیا ہو گئے۔۔۔ آہان نے پوچھا تھا۔۔۔۔

نہیں بڈی۔۔۔۔ مجھے کچھ نہیں لینا۔۔۔۔ کیا المیرا کو انعمتہ کی تصویریں آپ نے بھیجی ہیں۔۔۔۔

زاویان نے اس کے سامنے بیٹھتے پوچھا تھا۔۔۔۔

ہاں بٹ ایک ہی بھیجی ہے۔۔۔ فی الحال مگر زاویان وہ برابر کی قصور وار ہے اس لیے اسے میں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔۔ صاف لہجے میں تنبیہہ کی تھی۔۔۔۔

اوہ خیر میری بیوی پر زرا ہاتھ ہولا رکھیں بے چاری پریشان ہو گئی بہت زیادہ وہ تصویر دیکھ کر۔۔۔

اور ویسے بھی بڈی وہ تو اس وقت ماں کے اشاروں پر ناچ رہی ہے جو دکھایا جا رہا ہے وہی کر رہی ہے۔۔۔۔

زاویان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اتنا بھی کیا بلائنڈ ٹرسٹ۔۔۔۔ کے انسان کے پاس سے اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی نا رہے اتنا بھی کیا پیار میں ہیپنوٹائز ہونا کے اردگرد کچھ نظر ہی نا آئے۔۔۔۔

آہان نے تاسف سے گردن ہلاتے کہا تھا۔۔۔

یہی تو بڑی یہ جو اس کا بلائنڈ ٹرسٹ ہے نا اسے ہی سامنے لانا ہے۔۔۔۔ خیر ابھی وہ ہمیں اپنا دشمن ہی سمجھے گی اسے عقل آئے گی وقت کے ساتھ ساتھ ہی۔۔۔

اور جب اس کا یہ ٹرسٹ ٹوٹے گا تو وہ خود بھی بری طرح ٹوٹ جائے گی۔۔۔۔

زاویان نے کسی سوچ میں گم ہوتے کہا تھا۔۔۔۔۔

ہمممم لیکن اب میں انعمتہ کو لے کر اس کی کوئی بے وقوفی برداشت نہیں کروں گا ابھی تو اس سے پچھلی بے وقوفیوں کے بھی حساب لینے ہیں۔۔۔۔

آہان نے کرخت لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

وہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں بڑے اچھے سے اسکی عقل ٹھکانے لگانے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا انٹر کام پر ہوتی بیل نے دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔۔۔۔

یس۔۔۔۔ آہان نے کال رسیو کی تھی۔۔۔۔

سر ملک نثار کے گیٹ کیپر ملنا چاہتے ہیں آپ سے۔۔۔۔۔

رسیپشنسٹ نے کہا تھا۔۔۔

وہ کیوں ملنا چاہتا ہے خیر بھیجو اسے۔۔۔ آہان نے سوچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ زاویان نے پوچھا تھا۔۔۔

انعمتہ کے گھر سے گیٹ کیپر آیا ہے انکا۔۔۔ اس نے کہا تھا۔۔۔

یس کم ان۔۔۔ دروازے پر ہوتی نوک پر آہان نے کہا تھا۔۔۔

سلام صاحب۔۔۔ معافی چاہتا ہوں آپ کوپریشان کرنے کی مگر میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا۔۔

میں ملک نثار کا چوکیدار ہوں۔۔۔

گیٹ کیپر نے آتے ہی ہاتھ ماتھے کے ساتھ لگا کر سلام کیا تھا اور کہا تھا۔۔۔

جی جی خاور بابا میں جانتاہوں آپ کو بابا کو چھوڑنے آتا تھاتو دیکھتا تھا آپ کو بتائیں سب خیریت تو ہے۔۔۔

آہان نے خوش اسلوبی سے پوچھا تھا۔۔۔

صاب جی المیرا بی بی کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے--- میں جی ان کی والدہ کے گھر بھی گیا تھا مگر وہ ملک سے باہر ہیں----

آپ تو جانتے ہیں ملک نثار صاب کتنے شریف انسان تھے--- پھر اس طرح المیرا بی بی کو پولیس کا لے کر جانا----

بہت پریشان ہوں میں انہوں نے کہا تھا کے میں ان کی والدہ کو اطلاع کر دوں---- تو وہ ان کو چھڑوا لیں گی مگر وہ تو یہاں ہے ہی نہیں صاب جی وہ آگے ہی انعمتہ بیٹی کے لیے پریشان ہیں وہ صبح سے غائب ہیں---

آپ تو ملک نثار کے پرانے دوستوں اور عزیزوں میں سے ہیں اگر آپ کچھ مدد کر دیں تو----

چوکیدار نے التجائیہ انداز میں کہا تھا----

آہان نے چوکیدار کی بات سن کر زاویان کے فیس ایکسپریشن دیکھے تھے جو بلکل فلیٹ تھے--- مطلب صاف ظاہر تھا اگر اسے غصہ نہیں آہ رہا تو---اس سب کے پیچھے وہ ضرور تھا --- ورنہ تو وہ آگ بگولہ ہو کر چلا جاتا----

خاور بابا آپ فکر مت کریں۔۔۔اپ گھر جائیں وہ پہنچ جائے گی کچھ دیر تک۔۔۔ اس نے زاویان کی طرف دیکھتے کہا تھا جو کسی بھی بات کا نوٹس لیے بغیر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔۔۔

بہت شکریہ صاب جی اللہ آپ کا بھلاکرے۔۔۔ خاور بابا نے خوش ہوتے دعا دی تھی۔۔۔

آہان بیٹا کہیں گے مجھے تو زیادہ خوشی ہو گی۔۔۔ میں ڈرائیور سے کہتا ہوں وہ آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہے۔۔۔

آہان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

سلامت رہو بیٹا۔۔۔کہتے وہ چلے گئے تھے۔۔۔

ہاں ڈرائیور سے کہو یہ جو ابھی مجھ سے ملنے ائے تھے ان کو ملک نثار کے گھر ڈراپ کر دیں اس نے انٹر کام اٹھاکر رسیپشنسٹ کو حکم دیا تھا اور رسیور واپس رکھا تھا۔۔۔

چلو بتاؤ مجھے اس سب کے پیچھے تم ہی ہو نا۔۔۔ اہان نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

بڈی وہ میں آپ کو----

زاویان سچ اور صرف سچ-----اس نے اس کی بات کاٹتے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا----

بڈی دراب کی کال آئی تھی کہتا پرچہ کٹوا کر گئی ہے وہ آہان بھائی کے خلاف--- اپنی بہن کی گمشدگی کا تو مجھے بھی غصہ آیا میں نے بولا تم بھی اسے اریسٹ کر لو تھوڑی اسکی بھی عقل ٹھکانے لگنی چاہیے----

زاویان نے کان کھجاتے ہوئے کہا تھا--

یہ کیا طریقہ ہے عقل ٹھکانے لگانے کا بہت ہی فضول حرکت ہے جاؤ اور جا کر اسے اس کے گھر چھوڑ کر آؤ----

آہان نے ٹھوس لہجے میں کہا تھا----

بڈی مجھے اسکی شکل نہیں دیکھنی میں دراب کو کہہ دیتا ہوں اسے چھوڑ دے---

زاویان نے منہ بسورتے کہاتھا---

اٹھو اور اسے اس کے گھر چھوڑ کر آؤ اور خاور بابا سے کہہ کر آنا کے اس گھر میں ہونے والی ہر حرکت پر نظر رکھیں---

اس نے اسے حکمیہ لہجے میں کہا تھا----

یار چاچو---- میں چلے جاتا ہوں اور دراب سے کہو گا وہ اسے----

تم مطلب تم اٹھو اور جاؤ پھر سے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا---- اور وہ منہ کے زاویے بگاڑتا اٹھا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

بی بی کوئی گھر پر ہے کسی کو اطلاع کرنی ہے یا نہیں--- صبا نے اس کے پاس جاتے کہا تھا----

وہ جو گھٹنوں میں سر دیئے رو رہی تھی---- اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا ---

ہاں میری ماما ہیں وہ آہ جائیں گی---- اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا پچھلے تین گھنٹوں سے وہ وہاں بند تھیں----اب تو رو رو کر بھی تھک گئی تھی اور لڑ لڑ کر بھی اس کے

پاس کوئی اور اوپشن نہیں تھا کس سے مدد لیتی بس بے یارو مددگار اپنی ماں کے آنے کے انتظار میں بیٹھی تھی ------

ہیں واقع تمہاری ماں آئے گی پچھلے تین گھنٹوں سے تو آئی نہیں میرے مطابق تو ماں کو تیرے یہاں انے کے فورآ بعد آہ جانا چاہیئے تھا------جوان بیٹی تھانے میں ہے اور ماں کو----

ماما کو جیسے پتہ چلے گا آہ جائیں گی اور مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی جاؤ-----

اس نے حلق کے بل چلاتے ہوئے کہا تھا----

میر زاویان آفندی تمہارا کیا لگتا ہے---- اسی لمحے دراب وہاں آیا تھا اور پوچھا تھا----

بد قسمتی سے شوہر---- اس نے جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کے اس کے کانوں میں زاویان کی آواز پڑی تھی وہ آنکھوں سے گلاسز ہٹاتے ان کی طرف بڑھا تھا --- نک سنک سے تیار لائٹ یلو کلر کی شرٹ بلیک پینٹ نلیک کووٹ بال نفاست سے جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر سن گلاسز----

میں کیس واپس لیتا ہوں میر آہان آفندی کے بی ہاف پر اس کو آزاد کر دیں اس نے ایک ادا سے کہا تھا۔۔۔

ہیرو۔۔ اس کے کانوں میں صبا کی آواز گونجی تھی جو یک ٹک بس دیکھے جا رہی تھی زاویان کو۔۔۔ ایسے اس کی آنکھیں زاویان کا ایکسرا کر رہی تھیں کے اسے دیکھ کر المیرا کا دل کیا تھا اس کی آنکھیں نکال دے۔۔۔

کیا نام ہے آپ کا۔۔۔ اس نے صبا کے پاس آتے کہا تھا۔۔۔

ہوٹ۔۔۔ آئی مین صب۔۔۔ صبا۔۔۔ انسپکٹر صبا۔۔۔ اس نے حواس باختہ ہوتے اور پھر ایک دم سے ہوش میں اتے اپنے لبوں پر زبان پھیرتے شرمندہ ہوتے دراب کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

واؤ بیوٹیفل نیم جسٹ لائک یور بیوٹی۔۔۔ اس نے اس کو سراہتے کہا تھا۔۔۔اور دراب نے گہرا سانسس بھرا تھا۔۔۔ جانتا تھا کے وہ المیرا کو چڑا رہا ہے۔۔۔

ٹھرکی لفنگا لچا کمینا۔۔۔ بیوی سامنے کھڑی ہے اور کیسے ٹھرک پن جھاڑ رہا ہے۔۔۔ المیرا نے زیر لب صلواتیں سنائی تھیں اس کو۔۔۔اس کو غصہ آہ رہا تھا صبا کے اور اپنے شوہر کے ٹھرکی پن پر۔۔۔

آہ تھینکیو یو نو واٹ یو ڈیم ڈیشنگ اینڈ ہوٹ اس نے بھی شرماتے ہوئے تعریف کی تھی

۔۔۔

کاش میں باہر ہوتی تو تمہاری گردن اپنے ہاتھوں سے دبوچتی ٹھرکن۔۔۔ اس نے دانت کچکاتے کہا تھا جیسے صبا کی گردن اس کے دانتوں تلے ہو۔۔۔

اوہ رئیلی یہ تو آپ کا حسن بصیرت ایکچولی آپ خود بہت ڈیشنگ ہیں۔۔۔ ویل اس کا لاک کھول دیں۔۔۔

اس نے بتیسی نکالتے کہا تھا اور چور نظروں سے المیرا کے بھی ایکسپریشن دیکھے تھے۔۔۔ جس کے چہرے پر جیلسی صاف عیاں تھی۔۔۔

مجھے کسی کا احسان نہیں لینا۔۔۔ اور نا ہی مجھے اس کے ساتھ جانا ہے۔۔۔ میری ماما کچھ دیر تک آہ جائیں گیں۔۔۔ اس نے صباکو لاک اپ کھولتے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

تمہاری ماں نے آنا ہوتا تو تمہارا چوکیدار ہمارے پاس آہ کر تمہارے چھڑوانے کے لیے مدد طلب ناکرتا۔۔۔۔ مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہارے پیچھے خوار ہونے اور تھانوں میں ذلیل ہونے کا۔۔۔۔

زاویان کو اس کے ڈھیٹ پن اور پھر سے ماں کا راگ الا پنے پر غصہ آیا تھا۔۔۔۔۔

ہاں تو مت آؤ خاور بابا سے غلطی ہو گئی جو تم سے معافی مانگ لی کیونکہ وہ جانتے نہیں ہوں گے کہ یہاں بھی تو میں تمہارے چاچو کے کٹوائے پرچے کے انجام میں کھڑی ہوں۔۔۔ اسلیے مجھے تمہارا احسان قطعاً نہیں چاہیے ۔۔۔۔۔

وہ ہچکیوں سے روتے بے نس ہوتے کہہ رہی تھی۔۔۔۔

زاویان کو اسکے آنسوؤں نے پل بھر میں پگھلایا تھا۔۔۔

ان موٹی آنکھوں کے آنسو گرنے سے پہلے چننے کے لیے اس کا دل مچلا تھا۔۔۔۔

وہ ایسی ہی تو تھی پل بھر میں غصہ دلانے والی اور اگلے ہی پل دل کرتا تھا اس پر جان بھی وار دے۔۔۔۔

مس المیراوہ پرچہ واپس لے چکے ہیں تو ہمیں آپ کو یہاں رکھنے کا جواز نہیں بنتا۔۔۔۔۔

آپ جا سکتیں۔۔۔ دراب نے زاویان کواسکی انکھوں میں ڈوبتے دیکھ المیراسے کہا تھا۔۔۔۔

یہ انصاف ہے نا آپ کا میں نے اسی تھانے میں پرچہ کروایا تو آپ کے انسپکٹر نے کہاکے وہ مجھے جانتا ہی نہیں ہے اور اس کے چاچو کے کہنے پر آپ مجھ نہتی لڑکی کو میرے ہی گھر سے اغواہ کر کے لے آئے یہ کیسا انصاف ہے آپ کا۔۔۔۔

اس نے بے دردی سے اپنے آنسو رگڑتے کہا تھا۔۔۔۔

ہم شوق سے آپ کو لے کر نہیں ائے تھے رپورٹ درج تھی تو ہمیں ایکشن لینا پڑا۔۔۔۔

خیر مجھے لگتا ہے کہ یہ آپ کی آپسی کوئی کھچڑی ہے خود ہی سورٹ آؤٹ کر لیں تو بہتر ہو گا۔۔۔۔

کہتے ہی وہ جانے کے لیے مڑا تھا۔۔۔

تم دس نمبر کے چیٹر پولیس والے تمہیں تو میں دیکھ لوں گی اس زیادتی کا بدلہ تم سے نا لیا تو کہنا۔۔۔۔

وہ روتی اسے وارن کرتی باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔

لو یہ کسر رہ گئی تھی اس کے جانے کے بعد دراب نے گھورتے ہوئے دیکھا تھا زاویان کو اور کہا تھا۔۔۔

اور وہ قہقہہ لگاکر ہنسا تھا۔۔۔

یار اس بار المیرا کی نظر کی داد دینی پڑے گی کیا خوب پہچانا ہے اس نے تمہیں۔۔۔ وہ پورے دل سے ہنسا تھا۔۔۔۔

تم اب مجھے میرے آس پاس نظر نہیں آنا۔۔۔۔ دراب نے مصنوعی غصے سے اسے آنکھیں نکالتے کہا تھا۔۔۔۔

تیرے آس پاس رہنا بھی نہیں چاہتا پہلے اس سیاپے کو تو دیکھ لوں بڈی کے سخت ارڈرز ہیں اسے اس کے گھر چھوڑ کر آنا ہے۔۔۔۔

زاویان نے آنکھ مارتے کہا تھا اسے۔۔۔

ہاں جیسے وہ چلی ہی نا جائے تیرے ساتھ۔۔۔۔ بیٹا جتنے غصے میں وہ ہے مجھے تو لگتا میرے ہی کسی حوالدار کی بندوق پکڑ کر تیرے سینہ ہی نا چھلنی کر دے۔۔۔۔

دراب نے اسے حقیقت دکھاتے کہا تھا۔۔۔

منہ اچھا نا ہو تو انسان بات اچھی کر لیتا ہے--- مگر تیرے پاس دونوں نہیں ہے----
بیٹا تو مجھے انڈر ایسٹیمیٹ کر رہا ہے---- یہ سینہ اسے خود میں چھپانے کے لیے بنا ہے
اس نے جاتے جاتے کہا تھا----
اللہ سب کچھ دے پر خوش فہمی نا دے--- دراب نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی اور
زاویان دل سے ہنسا تھا----
وہ تھانے کے باہر برگد کے پیڑ کے نیچے بیٹھی بس روئے جا رہی تھی----
ماما آپ کیوں نہیں آئیں کیوں مجھے دشمنوں کا احسان لینے دیا---- انعمتہ پتہ نہیں کہاں
ہے یہاں کوئی قانون نہیں ہے وہ درد کی گہرائیوں میں ڈوبے بس روئے جا رہی تھی----
چلو تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دوں --- اس نے اس کے پاس کھڑے ہوتے کہا
تھا---وہ اسے کوئی بھی جواب دیئے بغیر اٹھی تھی۔ اور سڑک کے کنارے چلنے لگی
تھی---
تمہیں سمجھ نہیں آہ رہی کچھ کہہ رہا ہوں ناں---- اس نے اس کی بازو پکڑ کر اسے اپنی
طرف کھینچتے ہوئے کہا تھا-----

نہیں آہ رہی سمجھ کیوں احسان کر رہے ہو شاید تم بھول رہے ہو میں وہی ہوں منحوس شکل جس کی شکل دیکھنا بھی تمہیں گوارا نہیں تھی۔۔۔۔

جاؤ میر زاویان آفندی اس نے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

کیا چاہتی ہو بیچ سڑک پر تماشہ کرنے کا مطلب۔۔۔۔ اس نے اس کی آنکھوں میں انکھیں گاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

تماشہ میں نے نہیں تم چچا بھتیجے نے ہم بہنوں کی زندگیوں کا بنایا ہے۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا اگر میری بہن کو کچھ ہوا تو اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر میں تم دونوں کو موت کے گھاٹ اتارو گی۔۔۔ اس نے بھی بے خوف ہو کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے شدت سے روتے کہا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے گاڑ دینا اب چلو۔۔۔۔ اس کی ہر بات کو نظر انداز کرتے اس کا ہاتھ پکڑے وہ گاڑی تک لایا تھا۔۔۔۔

زاویان لیو می۔۔۔ اس نے پھر سے ہاتھ چھڑوایا تھا۔۔۔۔

اور اب کی بار وہ اسکی کوئی بھی بات سنے بغیر اس کو گاڑی میں دھکیلتے خود گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔اور گاڑی ڈرائیو کرنے لگا تھا۔۔۔ اسکے سخت ہاتھوں کی گرفت سے اسکے بازو دکھنے لگے تھے۔۔۔۔

تب ہی بازوؤں کو سہلاتی چپ چاپ شکوہ کناہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔

اور وہ بھی چپ چاپ گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔۔۔

پورے راستے وہ روتی رہی تھی اور وہ اسکی سسکیاں سنتا ہلکان ہوتا رہا تھا۔۔۔۔۔

گاڑی گیٹ کے اندر جاتے ہی اسنے بے بی لاک کھولا تھا اور وہ دروازہ کھول کر بھاگتی ہوئی اندر گئی تھی وہ بھی اس کی تقلید میں بھاگتا اندر گیا تھا۔۔۔ اپنے روم میں جا کر اس نے لاک لگانا چاہا تھا۔۔۔ تو وہ دروازے کے اندر پاوں پھنساتے آسے اندر دھکیلتا دروازہ بند کرتا اس تک پہنچا تھا۔۔۔

زاویان لیو می الون جاؤ۔۔۔۔ وہ حلق کے بل چیخی تھی۔۔۔۔

کس بات کا رونا آہ رہا ہے تمہیں ہاں بتاؤ مجھے۔۔۔۔ اس غصے آیا تھا اب۔۔۔۔ جان بوجھ کر خود کو ہلکان کر رہی تھی وہ۔۔۔۔

تمہیں بتانا ضرور نہیں سمجھتی میں تم نہیں جا رہے یہاں سے تو میں چلی جاتی ہوں۔۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنا چاہا تھا جب اس نے اسے اپنی طرف دھکیل کر باہوں میں بھرا تھا۔۔۔۔

کانپتا وجود رونے سے سوجھی آنکھیں اور آنسوؤں سے دھلا چہرہ اس کے سینے کے ساتھ لگتے ہی بری طرح زاویان کا دل دھڑکا تھا۔۔۔۔

ز۔۔۔۔زاویان چھ۔۔۔چھوڑو۔۔۔ اس کے سینے کے ساتھ لگے اس کا اپنی کمر پر لمس محسوس کرتے اس کے کلون کی خوشبو نتھنوں سے ٹکراتے وہ مچلی تھی۔۔۔۔ جب ہی لفظ لڑکھڑائے تھے اس کے مضبوط حصار میں۔۔۔۔

رونا بند کروں میرو۔۔۔۔ وہ پل بھر میں موم ہوا تھا۔۔۔۔ اور اسکی گال سے اپنی گال مس کی تھی۔۔۔۔۔

ایک دوسرے کا لمس پاتے ہی دونوں کے دل بری طرح دھڑکے تھے۔۔۔اس کی پلکیں پل بھر میں بوجھل ہوئی تھیں۔۔۔ اور نا چاہتے ہوئے بھی اس نے سانس روکا تھا اپنا سانس لیتی تو اسکی خوشبو سے نڈھال ہوتی ۔۔۔

یہ کیاحرکت ہے۔۔۔ اسے غصہ آیا تھا اس کا سانس نا لینا دیکھ کر۔۔۔۔وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی اس کی اواز سن کر بلکہ سٹیچو بن گئی تھی۔۔

مٹی کا بت۔۔۔۔

اوکے فائن۔۔۔۔ اس کی آنکھیں شعلہ برسارہیں تھیں۔۔۔

اہہہہ وہ بری طرح کراہی تھی اور لمبی سانس کھینچی تھی ۔۔۔۔۔درد کی شدت سے آنسو بہے تھے۔۔۔۔

شکوہ کناہ نگاہوں سے پلک اٹھا کر زاویان کو دیکھا تھا۔۔۔جس نے اس کی گال پر جھک کر اس کے گال کو دانتوں تلے پوری طرح دبایا تھا۔۔۔ کے پوری گال پر اس کے دانتوں کا نشان بنا تھا۔۔۔اس کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ آئی تھی ایک گال پر ڈمپل نمودار

ہوا تھا اور آنکھوں میں جذبوں کا طوفان ابھرا تھا۔۔۔اس کو اپنی قربت کا درد دے کر۔۔۔

اس نے درد برداشت کرتے اس کے جان لیوا ڈمپل کو دیکھا تھا۔۔۔

نہیں المیرا تمہیں کمزور نہیں پڑنا اس نے خود سے کہتے اسکی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی اپنا آپ چھڑوایا تھا۔۔۔

اور قدم آگے بڑھایا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کو وہ مزید آگے بڑھتی اس نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کو گود میں اٹھایا تھا۔۔۔

زاویان اتارو مجھے نیچے آئی سوئیر میں بہت برا پیش آؤ گی تمہارے ساتھ۔۔۔ اس نے خود سے اترنے کی کوشش کرتے کہا تھا۔۔۔

کیا تم میری طرح میرے طریقے سے میرے ساتھ برا پیش آؤ گی۔۔۔ اس نے اس کی گال کی طرف آنکھوں سے اشارہ کرتے کہا تھا جہاں اسکے دانتوں کے نشان ابھی بھی تھے اور اردگرد کی جگہ سرخ تھی۔۔۔

اس نے جواب دیئے بغیر اس کی گردن میں ناخن چھبوئے تھے یہ آخری کوشش تھی اس کی گود سے اترنے کی۔۔۔۔

کیری اون آئی لائک اٹ کہتے وہ صوفے پر بیٹھا تھا اور اس کا رخ اپنی طرف کر کے اسکی ایک ٹانگ کو اپنی دائیں سائیڈ اور دوسری کو بائیں سائیڈ کیا تھا۔۔۔۔

اسے اپنی تائس پر بٹھاتے رخ اپنی طرف کرتے پیچھے سے اس کی کمر پر دونوں بازو باندھتے جھٹکے سے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔۔۔

ز۔۔۔۔ز۔۔۔۔زاوی۔۔۔۔۔ اس کی جان لیوا قربت پر سیٹھی گم ہوئی تھی اس کی اس کے چہرے کے قریب اس کا چہرہ تھا ایک انچ کا بھی تو فاصلہ نہیں تھا اوپر سے اس کی سانسوں کی خوشبو۔۔کمر پر اس کی انگلیوں کا رقص اس کی گود کا قرب۔۔۔ سب کچھ ہی تو جان لیوا تھا۔۔۔۔۔

ششششششششش چپ ایک دم چپ۔۔۔۔ اس نے اس کے چہرے پر آئے سارے بال پیچھے کرتے اس کے کان کی لو کو منہ میں ڈال کر دباتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔ پھر اس کی گردن پر دہکتے لب رکھتے خود کو سیراب کرنے لگا تھا۔۔۔ اس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ

کر پیچھے کرنے کی کوشش کی تھی جب ہی اسکے دونوں بازو پیچھے کو لے جا کر اپنے ہاتھ میں پکڑے تھے۔۔۔۔۔

ز۔۔۔ز۔۔۔۔ز۔۔۔۔۔ اویا۔۔۔۔ وہ پھر سے بولنے لگی تھی اس کے گیلے لبوں کے لمس کو برداشت کرتی۔۔۔۔مگر وہ کہاں رکا تھا۔۔۔۔ وہ بری طرح کانپی تھی جب اس نے اس بار پھر سے اس کے دل کے مقام پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

ریلیکس سویٹ ہارٹ تمہیں تو نفرت ہے نا مجھ سے پھر یہ سانسوں کی روانگی میں اتنی تڑپ اور بے قراری کیوں اس دل پر میری محبت کی دھڑکن کی حکمرانی کیوں۔۔۔ اس جسم میں میری قربت کی حرارت کیوں۔۔۔۔ اس نے اس کے کان کے پاس ناک رگڑتے گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

جب ہی وہ بری طرح ہلکان ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس وقت محبت اور نفرت دونوں کیفیات سے گزر رہی تھی۔۔۔

دماغ کہہ رہا تھا نفرت کرے شدید اور دل بے حال ہو رہا تھا اسکی قربت سے کسی بے آب مچلی کی طرح مچل رہاتھا۔۔۔ خود کی ہی حالت پر وہ پھر سے سسک اٹھی تھی ہچکیاں لیتے ہوئے۔۔۔

میرو رونا بند کرو جتنا روؤں گی میری جسارتیں بڑھتیں جائیں گی۔۔۔ اس نے اس کے آنسو لبوں سے چنتے کہا تھا۔۔۔۔

اسکے جھلستے لبوں کے لمس اس کی داڑھی اور مونچھوں کی چھبن وہ بے قرار ہوئی تھی۔۔۔

کیا چاہیے مجھے بتاؤ۔۔۔ اس نے نم پلکوں پر لب رکھتے کہا تھا۔۔ اس ٹائم اس کا دل چاہ رہا تھا اس کے سارے درد چن لے ہر غصے کو بالائے تاک رکھ کر۔۔۔

ز۔۔۔زا۔۔۔زاویان۔۔۔ م۔۔۔مجھے چ۔۔۔چھوڑ دو۔۔۔ میں مر جاؤ گی۔۔۔ایسے۔۔۔ اپنی غیر ہوتی حالت پر اس نے منت کی تھی۔۔۔

سے اٹ اگین اس نے غصے سے کہا تھا اور کمر پر انگلیاں مزید مضبوطی سے دھنسائی تھیں۔۔۔

می۔۔۔م۔۔۔میں مر۔۔۔۔۔اس نے بامشکل کہاں تھا کمر پر اس کی انگلیوں کا دباؤ محسوس کرتے۔۔۔۔

ڈیم سے اٹ اگین۔۔۔۔۔ اس نے دوسرا ہاتھ بری طرح اس کے بالوں میں پھنسا کر شعلہ برساتی نگاہوں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

م۔۔۔۔میں مر۔۔۔۔۔

چلو پھر میں خود مارتاہوں تمہیں یہاں سے۔۔۔۔ اس۔ کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا اور اسکے تھرتھراتے لبوں پر لب رکھے تھے۔۔۔۔۔ جنون بھرے۔۔۔۔

اور سلگتے لمس اس کے ہونٹوں کی نرماہٹوں پر جنونی بنا نچھاور کرنے لگا تھا۔۔۔۔ ہر گزرتے پل کے ساتھ اسکی تشنگی بڑھتی جا رہی تھی اور وہ کسی برسوں کے پیاسے کی طرح ان نرماہٹوں کو پی رہا تھا۔۔۔۔

وہ بے حال ہوتی خود کو چھڑوا رہی تھی اور اسکا یہ فعل اسے سرشار کر رہا تھا۔۔۔۔ وہ تو اپنا نشہ قطرہ قطرہ انڈیل رہا تھا خود میں۔۔۔۔

اسکی ہمت ختم ہوئی تھی سانسیں بے جان ہوئیں آنسوؤں میں روانی اور سسکیوں میں بھی تیزی آئی تھی۔۔۔۔جب کے وجود میں کپکپاہٹ پہلے سے زیادہ طاری ہوئی تھی۔۔۔۔وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا۔۔۔۔گیلے لبوں کو نرمی سے چھوڑا تھا اور ہاتھوں کو بھی وہ بری طرح نڈھال ہوئی اس کے سینے کے ساتھ لگے لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی۔۔۔۔۔ اور وہ اس کی اب تر حالت پر اسے مزید سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔۔

تیار ہو جاؤ اتنی سی قربت میں فنا ہونے والی لڑکی پوری طرح میری محبت کی بارش میں بھیگنے کے لیے۔۔۔۔ اس کے کان میں گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

اس کی تو زبان تالو کے ساتھ چپک گئی تھی اس کی جسارتوں پر کیا کہتی۔۔۔۔ بس روئے جا رہی تھی۔۔۔۔

آئی سوئیر میرو اب اگر تم ایک منٹ کے لیے بھی چپ نا ہوئی تو آئی ول کیل یو اینڈ آل سومی۔۔۔۔

اور میرے مارنے کا طریقہ۔۔۔۔

ز۔۔۔ز۔۔۔زاویان۔۔۔۔مج۔۔۔مجھے انعمتہ۔۔۔۔ چاہیے۔۔۔۔ اس کی شرٹ کو مٹھی میں جھکڑے کہا تھا۔۔۔۔اس سے پہلے کے وہ کوئی اور بے باکی کرتا۔۔۔۔

وہ مسکرایا تھا اس کی فرمائش پر۔۔۔۔

نیند آہ رہی ہے ناں تمہیں اس کی سرخ آنکھوں پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔

ن۔۔۔۔ن۔۔ نہیں۔۔۔۔ مجھے انعمتہ۔۔۔۔

شششششش۔۔۔ کلوز یور آئیز۔۔۔۔ خود میں گھساتے ہوئے کہا تھا اسے اسکے کان میں۔۔۔۔اور بڑی نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا تھا۔۔۔۔ اس کے کاندھے پر توڑی رکھے اس کے کان پر جا بجا لمس چھوڑتے اس کس ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ اسکے سینے میں دبکی آنکھیں بند کر گئی تھی اس کی قربت اسے سکون دلا رہی تھی۔۔۔۔ اور وہ اس سکون کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

کیوں لڑتی ہو۔۔۔۔ میرو جب پتہ ہے کہ۔۔۔۔کہتے کہتے وہ رکا تھا وہ گہرے سانس لیتی سو گئی تھی۔۔۔۔

اس کے چہرے کے سارے نقوش پر محبت کی برسات کرتے وہ بیڈ پر آیا تھا۔۔۔ اسے لٹا کر کمفرٹر اوڑھایا تھا۔۔۔

جھک کر اسکے دل کے مقام پر پھر سے لب رکھے تھے۔۔۔ کمفرٹر ٹھیک کرتے پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔ اور پھر جیب سے موبائل نکال کر باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

گاڑی کے پاس پہنچ کر اس نے نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔ اس کے کانوں میں نسوانی آواز گونجی تھی۔۔۔

دو گھنٹے تک مجھے تمہارا نکاح نامہ اور تمہارے نکاح کی تصویریں چاہیے اس نے کرخت لہجے میں کہا تھا۔۔۔

م۔۔۔میں۔۔۔ تم سے ملنا چاہتی یوں۔۔۔ گلشن بائی نے کہا تھا۔۔۔

میں نے کہا کے مجھے دو گھنٹے تک چاہیے تو چاہیے اور نکاح ہو گا تمہارا۔۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔

زاویان نے نام لے کر قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔ وہیں گلشن بائی کا رنگ فق ہوا تھا۔۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے میں ایسا کبھی نہیں کروں گی۔۔۔۔میں اس سے نکاح نہیں کروں گی۔۔۔ اس نے خود کو کمپوز کرتے کہا تھا۔۔۔۔

کرنا تو ہو گا روزینہ بائی ورنہ اگلا انجام اچھے سے سوچ لو اچھی طرح۔۔۔۔۔۔

اس نے صاف لہجے میں کہتے فون رکھا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

یہ تم کیا کہہ رہے میں ایسا نہیں کروں گی۔۔۔اس نے آخری کوشش کرتے ہوئے صاف انکار کیا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے ٹھیک دو گھنٹے بعد تم اپنے ہی بیٹے کی موت پر ٹسوے بہا رہی ہو گی۔۔۔

زاویان نے کہتے ہی فون کٹ کیا تھا۔۔۔

ہیلو سنو تم ایسا نہیں کر سکتے پلیز مت کرو ایسا۔۔۔ اس کا دل دہلا تھا سن کر۔۔۔ جب ہی میسج ٹون بجی تھی اس کے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر۔۔۔

ڈاکٹر ہوسپٹل سیکنڈ فلور ایمرجنسی وارڈ۔۔۔ پیشنٹ نیم عابش شہاب۔۔۔۔

اب تم رشید سے نکاح کرتی ہو یا نہیں اٹس ٹوٹلی اپز ٹو یو۔۔۔

گلشن بائی کو اس کا میسج پڑھ کر شدید دھچکا لگا تھا۔۔۔

وہ اس کے ہر پل سے واقف ہو رہا تھا۔۔۔ اور وہ اب اس سے اس کے ہی گیم زون میں کھیل رہا تھا۔۔۔

وہ میر زاویان آفندی تھا۔۔۔ بساط اور مہرے کیسے اپنے قابو میں کرنے ہیں وہ بہتر جانتا تھا۔۔۔۔

وقت اور حالات کے تابع وہ نہیں ہوتا تھا۔۔۔ بلکہ وقت اور حالات کو وہ خود کے تابع کرتا تھا ۔۔۔۔

وہ چپ چاپ اس جڑ تک پہنچتا تھا جس تک پہنچنے کا صرف سوچا جا سکتا تھا۔۔۔

اور وہ سوچنے کے ساتھ ساتھ عمل بھی کرتا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

آہان مجھے باہر نہیں جانا پلیز مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔۔ اس نے منع کرتے کہا تھا۔۔۔

یہ والی ڈریس پہنو گی تم ریڈ بلڈ مائن فیورٹ۔۔۔۔ اس نے الماری میں سے ڈریس نکال کر اس کے ہاتھ میں تھمائی تھی۔۔۔۔۔

آہان۔۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے۔۔

بے بی میں ساتھ ہوں نا پھر کس بات کا ڈر ہے میری جان کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ بس تھوڑی سی شاپنگ کریں گے اچھا سا ڈنر آئس کریم دین گھر پر اور کل سے تم یونیورسٹی بھی جا رہی ہو۔۔۔۔۔

نا مجھے باہر جانا ہے اور نا ہی مجھے یونیورسٹی جانا ہے اینڈ دیٹس فائنل۔۔۔ اس نے ڈریس واپس الماری میں رکھی تھی۔۔۔

نہیں جانا تمہیں میرے ساتھ۔۔ اس نے غصے سے اس کا رخ اپنی طرف موڑتے کہا تھا۔۔۔

نہیں جانا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں دیکھے بغیر کہا تھا اور جلدی سے باہر چلی گئی تھی۔۔۔ مگر اس کی آنکھوں میں موجود خوف آہان نے واضح دیکھا تھا۔۔۔

غصہ تو اسے اس بات پر آیا تھا کے وہ اس کے ساتھ بھی باہر جاتے ہوئے انسیکیورٹی فیل کر رہی ہے۔۔۔۔

میں دعا کرتا ہوں گلشن بائی کے تیرا بیٹا مر گیا ہو۔۔۔

اگر زندہ ہوا تو اس کو اپنی بیوی کے ہاتھوں دردناک موت مرواؤں گا۔۔۔

اس نے کڑک دار لہجے میں کہا تھا۔۔۔

وہ جلدی آہ گیا تھا آج چھ بجے ہی آفس سے اس کے لیے اور اس نے جانے سے صاف انکار دیا تھا۔۔۔ اس کے جانے کے بعد وہ گاڑی کی کیز لیے نیچے آیا تھا۔۔۔ وہ چاہتا

تھا کے فراز کے ساتھ مل کر گلشن بائی اور اس کے نام نہاد بیٹے کے خلاف کچھ معلومات اگلوا لے۔۔۔۔۔

آہان کہاں جا رہے ہو۔۔۔ ابی جو شام کی چاہے پی رہے تھے اسے تیزی سے گزرتے دیکھا تو پوچھا تھا۔۔۔۔۔

کچھ کام ہے ابی رات لیٹ ہو جاؤں گا کھانے پر میرا انتظار نا کیجیے گا۔۔۔

انعمتہ کی طرف دیکھتے کہا تھا جو آبی کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھی۔۔۔۔۔

اگر زیادہ ضروری کام نہیں ہے تو بیٹا کل کر لینا ابھی انعمتہ کو لے کر جاؤ باہر۔۔۔۔

انجوائے کرو کچھ ٹائم ایک دوسرے کو دو وہ سارا دن بور ہوتی رہتی ہے گھر پر اور تمہارے کام ہی ختم نہیں ہوتے۔۔۔۔۔

ابی نے نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔

وہ ابی یہ تو افر کر رہے تھے میں نے خود ہی منع کر دیا ویسے بھی مجھے گھر میں رہنا زیادہ۔۔۔۔

اوکے ابی چلتا ہوں --- اللہ حافظ--- اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی آہان نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا تھا---- یہ ایک طرح سے اس کے غصے کا اظہار تھا-----
اور انعمتہ کی جان پر بنی تھی ایک بار پھر سے سہی مگر وہ جانے انجانے میں اسے ناراض کر بیٹھی تھی-----

انعمتہ بیٹا میں سمجھتا ہوں جن حالات میں سے تم گزری ہو ان حالات میں تمہیں ڈر ہے کے تم باہر نکلو گی تو کوئی تمہیں پھر سے نا دیکھ لے---- یا پھر سے تم کسی مصیبت میں نا آہ جاو---- بیٹا ایک بات یاد رکھنا جو ہوتا ہے آللہ کی مرضی سے ہوتا---
نا تو ہم اپنے رب کا لکھا موڑ سکتے ہیں اور نا ٹال سکتے ہیں--- کیونکہ بعض دفعہ جو ہمارے حق میں برا ہوتا ہے وہی بہترین بن جاتا ہے---

ٹھیک ہے تمہاری حفاظت بجا ہے مگر بیٹا ایسے بے اعتباری اور وہ بھی اس رشتے پر جو بنا ہی پہلی اعتبار کی اینٹ سے ہو---

ٹرسٹ می آہان کے ساتھ جاؤ گی تو اس کی مرضی کے خلاف پاس سے گزرتی ہوا بھی تمہیں چھو نہیں سکتی کجا کے کوئی تم پر پھر سے حملہ آور ہو----

مجھے لگتا ہے تم نے انکار کر کے غلط کیا ہے۔۔۔۔ اپنے سائبان پر اعتبار کرنا سیکھو۔۔۔
انہوں نے آہان کے نکلتے ہی کہا تھا۔۔۔۔

نہیں ابی مجھے اعتبار ہے ان پر خود سے بھی زیادہ مگر دنیا بڑی گندی ہے ابی چال باز ہے۔۔۔ پل بھر میں رشتے چھیننے والی میں آپ کو نہیں کھونا چاہتی ابی میں آہان کو نہیں کھونا چاہتی میں زاویان بھائی کو نہیں کھونا چاہتی مجھے لگتا ہے میرا اس گھر کے باہر کی طرف اٹھتا ہر قدم مجھے اسی دلدل میں کھینچ لے گا اسی دلدل میں بھیج دے گا وہ کھوٹا وہ ماما عابش وہ سب بہت گندہ ہے ابی میری ایک چھوٹی سی لاپرواہی مجھے کہیں کا کہیں لا کر کھڑا کر دے گی مجھے کہیں نہیں جانا کہیں بھی نہیں۔۔۔۔۔

آنسو اس کی آنکھوں سے برسنے لگے تھے۔۔۔۔۔۔

انعمتہ بیٹا بھروسہ رکھو جب جب تم آہان کے ساتھ ہو گی وہ تمہاری خود سے بڑھ کر حفاظت کرے گا اور۔۔۔۔۔

آہان خیریت واپس آہ گئے ۔ ۔۔ ابی نے آہان کو کھڑے دیکھا تو اپنی بات روک کر پوچھا تھا۔۔۔ وہیں انعمتہ نے بھی آنسو صاف کرتے اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔اور اسے روتا دیکھ کر آہان کو مزید غصہ آیا تھا یعنی رونے کے بغیر اس سے کوئی بات ہی نہیں ہوتی۔۔۔۔

جی ابی وہ موبائل بھول گیا تھا۔۔۔ اس نے بتایا تھا۔۔۔۔

جاؤ بیٹا لا دو موبائل آہان کا۔۔۔۔ ابی نے انعمتہ سے کہا تھا۔۔۔۔

ج۔۔۔۔جی۔۔۔۔ وہ اٹھی تھی۔۔۔

میں لے آؤں گا ابی۔۔۔۔ اس نے کہا تھا۔۔۔۔

تم رکو مجھے بات کرنی ہے کچھ۔۔۔انہوں نے اسے پاس بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

آہان وہ ڈر گئی ہے دیکھو وہ چھوٹا سا دل رکھنے والی معصوم سی گڑیا ہے اسے پیار سے ہینڈل کرو اس کے دل میں تمہارے لیے بے اعتباری نہیں بلکہ اس دن کو لے کر ڈر اور خوف ہے اور اس ڈر اور خوف کو تمہیں اپنی محبت سے مٹانا ہے۔۔۔۔ آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔ انہوں نے آہان کے بیٹھتے ہی اسے نرمی سے کہا تھا۔۔۔۔

جی ابی۔۔۔ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

جاؤ اب جا کر دیکھو اسے اورجو بھی کام ہے کل کر لینا اس ٹائم اسے وقت دینا تمہارے لیے زیادہ ضروری ہے۔۔۔۔

ابی نے تنبیہہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔اور وہ سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

وہ کمرے سے باہر آہ رہی تھی موبائل لے کر جب وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے کمرے میں لایا تھا۔۔۔۔۔اور روم لاک کیا تھا۔۔۔۔

آہ۔۔۔۔اہا۔۔۔۔اہان۔۔۔۔ اس نے نا سمجھی سے کہا تھا۔۔۔

ہر بات میں رونا ضروری ہوتا ہے نا تمہارا۔۔۔ نہیں یہ تو تمہارے لیے فرض ہے نا جسے تم نہیں کرو گی تو گناہ ہو گا۔۔۔۔

اس نے اسے اپنے سامنے کھڑے کرتے اس کے انسو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

م۔۔۔م۔۔مجھے آہ گیا تھا رونا آپ ایک دم سے اتنے روڈ ہو جاتے ہیں مجھے بیڈ فیل ہوتا ہے۔۔۔۔

اس نے انسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے نیچے کرو ہاتھ۔۔۔ اس کے ہاتھ نیچے کیے تھے اس کو آنسو صاف کرنے سے منع کیا تھا غصے سے۔۔۔

یو سی یو اگین شاوٹڈ آن می۔۔۔ اس کے لہجے کی ٹون سے دوبارہ سے انسو بہے تھے وہ صاف کرنا چاہتی تھی مگر دونوں ہاتھ اس کے ہاتھوں میں تھے۔۔۔۔

اچھا نائس شاوٹ بھی میں کرتا ہوں روڈ بھی میں ہوتا ہوں ناراض بھی میں ہوتا ہوں۔۔۔ اور یہ سب کچھ میں جان بوجھ کر کرتا ہوں۔۔۔ کیونکہ میری جان تو بہت معصوم ہے وہ تو کچھ کہتی ہی نہیں اس نے کبھی غصہ دلایا ہی نہیں ہے مجھے بس میں ہی پاگل اور فضول انسان ہوں۔۔۔ جو بلاوجہ ظلم کرتا ہوں اپنی بیوی پر۔۔۔

ایسا ہی ہے ناں ہوں ناں میں پاگل ظالم اور فضول انسان۔۔۔ آہان نے اس کی کلائیوں پر دباؤ بڑھاتے پوچھا تھا۔۔۔

ن۔۔۔ نہیں ہیں آپ۔۔۔ پلیز چھوڑیں ہرٹ ہو رہا ہے۔۔۔ اس نے کلائیاں چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اچھا پھر تمہاری بے اعتباری کے قابل ہوں اس نے کلائیوں کو اس کی کمر کے پیچھے موڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

آہان مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔ چھوڑیں پلیز اور کیوں فضول بول رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔اس نے ہمت کر کے کہا تھا۔۔۔

آنسو بہہ کر اب گردن کو سیراب کر رہے تھے۔۔۔

پھر انکار کا مطلب۔۔۔ ایک ہاتھ سے توڑی اٹھا کر چہرہ اوپر کرتے پوچھا تھا۔۔۔

مجھے ڈر لگتا ہے گھر سے باہر نکلنے سے کسی نے میرے ساتھ آپ کو بھی دیکھ لیا تو خوامخواہ میری وجہ سے آپ کی زندگی بھی مشکل میں آ جائے گی۔۔۔

اس نے آنکھیں بند کیے ہی کہا تھا۔۔۔ اس کا غصہ برداشت کرنے کی ہمت ہی کہا تھی۔۔۔

رئیلی چلو آج دیکھ لیتا ہوں کتنی میری زندگی خطرے میں آتی ہے۔۔۔ کلائیاں چھوڑ کر کمر میں ہاتھ ڈالے ہر فاصلہ مٹاتے خود کے قریب کیا تھا اسے۔۔۔

ہم باہر چل رہے ہیں اسکے کان میں سرگوشی کی تھی اور وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جھکڑے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔

ہم باہر چل رہے ہیں دوبرہ کہا تھا اس بار لہجہ پہلے سے زیادہ سخت تھا۔۔۔ جب ہی وہ ڈر کے مارے ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔

کون سی ڈریس پہن رہی ہو تم۔۔۔ لب بھیگے آنسوؤں سے تر چہرے پر رکھتے آنسو چنتے پوچھا تھا۔۔۔

ر۔۔۔۔۔ر۔۔۔۔ری۔۔۔۔ریڈ۔۔۔۔ رینگتے لبوں کی چہرے پر گستاخیوں سے ہلکان ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

اور لپ اسٹک کون سی۔۔۔۔ گھمبیر لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔ جبکہ لبوں نے اب بھیگی گردن پر رقص شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

ر۔۔ ر۔۔۔۔ریڈ۔۔۔۔ اسکے لمس سے بے لگام ہوتیں سانسوں پر قابو پاتے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

اہمممممہ۔۔۔۔ اس کے دانتوں کی جسارت گردن پر محسوس ہوئی تو بری طرح مچلی تھی وہ۔۔۔۔

اہا۔۔۔اہا۔۔۔اہان

اہ۔۔۔۔ہا۔۔۔ن۔۔۔۔ چ۔۔۔۔۔چھ۔۔۔۔چھوڑیں۔۔۔۔ مچلتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

ہمممم۔۔۔۔ وہ مدہوش ہوا بس سیراب ہو رہا تھا۔۔۔۔

آہ۔۔۔۔اہا۔۔۔۔اہان۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔ چہرہ ہٹا کر اس کے سینے میں چھپایا تھا۔۔۔۔۔تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا۔۔۔۔

تیار ہو جاؤ۔۔۔۔ اسے گہری نظروں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

کہاں دل بھرتا تھا اس کی قربت سے ہر بار ہی تو بے بس ہوتا تھا اس کے جسم کی جان لیوا خوشبو سے۔۔۔۔۔

اوپر سے اس کا بچپنا اس کی سانسوں کا بے حال ہونا اسے لگتا تھا وہ سگریٹ کے دھوئیں کا ایڈکٹ ہے۔۔۔

مگر یہ اسے آب سمجھ آہ رہا تھا کے وہ اس کی سانسوں کا ایڈکٹ بنتا جا رہا ہے۔۔۔۔

وہ الماری تک پہنچی تھی۔۔۔ جب لائٹر کی آواز کانوں میں پڑی تھی وہ پھر سے سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔۔۔

آہا۔۔۔ن۔۔۔ آپ ۔۔۔ یہ۔۔۔ اس کے سگریٹ کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔
انعمتہ جاؤ یہاں سے آئی سوئیر بے بس ہو رہا ہوں میں گھمبیر لہجے میں اس کے سراپے کو دیکھتے کہا تھا۔۔

تجھ سے جو دھیان کا تعلق ہے
پکّے ایمان کا ____ تعلق ہے
میری چپ کا تیری خاموشی کا
روح اور جان کا تعلق ہے
تو سمجھتا ہے میرے لہجے کو
اور یہ مان کا تعلق ہے
تجھ سے میرا خیال کا رشتہ
یعنی وجدان کا تعلق ہے
کوئی رہتا ہے دل میں یوں، جیسے

گھر سے سامان کا تعلق ہے

بن کہے 'بن سنے ہی اپنے بیچ

..عہد و پیمان کا ____ تعلق ہے

اس کی نظروں میں چھپی تڑپ اس کی جذبے لٹاتی آواز وہ کہاں نا واقف تھی اس کے حال سے---- جب ہی دوبارہ دیکھنے کی ہمت بھی نہیں کی تھی---- اور ڈریس لے کر واش روم گھسی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡

کیا کروں اب اس رشید سے نکاح کسی صورت نہیں کرنا مجھے----

گلشن بائی نے چیختے ہوئے کہا تھا اور بیڈ کی چادر اتار کر نیچے پھینکی تھی---

پچھلے ایک گھنٹے سے سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی مگر کوئی راستہ نظر نہیں آہ رہا تھا----

سیٹھ وجاہت کو بھی اتنی بار کال کر چکی تھی اور وہ کال رسیو نہیں کر رہا تھا----

کسی صورت بھی رشید سے شادی نہیں کر سکتی میں وہ بوکر ہے میرا میں کیسے اس کے ساتھ اس کی تو شکل دیکھ کر گھن آتی ہے مجھے۔۔۔۔ اخخخخخخ

ٹھیک ہے وہ میرا ہم راز ہے مگر جسے میں اپنے پاؤں کی جوتی سمجھتی ہوں اس کے ساتھ شادی کسی صورت نہیں کروں گی میں کبھی بھی نہیں۔۔۔۔

حلق کے بل چلاتے کہا تھا۔۔۔۔

تب ہی فون رنگ ہوا تھا۔۔۔۔

سیٹھ وجاہت کالنگ۔۔۔ نام پڑھتے ہی بے تابی سے کال رسیو کی تھی۔۔۔۔۔

تم میں صبر نام کی چیز نہیں جب کال رسیو نہیں کر رہا تو بزی ہوں گا ناں تمہارے کام میں ہی مصروف تھا۔۔۔۔

سیٹھ وجاہت نے بے زار لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

کچھ پتہ چلا۔۔۔ وہ اس ٹائم اسے کوئی سخت جواب نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔۔ کیونکہ اسکی ناراضگی مول لینے کی پوزیشن میں فی الحال وہ نہیں تھی۔۔۔۔۔

نہیں کچھ پتہ نہیں چلا وہ نمبر پتہ نہیں کہاں کا ہے اور تو اور بس یہی معلوم ہوا کے وہ نمبر پندرہ سال پرانا ہے اور اس کی معلومات ان کے پاس نہیں ہیں۔۔۔۔

بہت پتہ کرنے پر یہی معلوم ہوا کے آزاد کشمیر کے کسی گاؤں میں موجود کسی عورت کے نام پر رجسٹر ہے۔۔۔۔ اس سے زیادہ نہیں۔۔۔۔

سیٹھ وجاہت نے ساری بات تفصیل میں بتاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اس کا گھنٹہ پہلے پھر فون آیا ہے اور کہتا ہے کے میں رشید سے نکاح کر لوں۔۔۔ ورنہ وہ میرے بیٹے کو مار دے گا۔۔۔ اس نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

کیا اپنا رشید وہ ملازم ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ وہ ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔۔۔۔

اس کے قہقہے کی آوازیں گلشن بائی کی تذلیل کر رہی تھیں۔۔۔۔

ہنس لو تم بھی کوئی بات نہیں۔۔۔۔ اس نے انسو بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا نہیں میں بس یہ سوچ کر ہنس رہا ہوں کے صحیح لے رہا ہے وہ تمہاری ہاہاہاہا۔۔۔ مطلب ایک نوکر اتنا کالا گنجا اس سے وہ تمہارا نکاح ہاہاہاہا۔۔۔

اسکی ہنسی نہیں بند ہو رہی تھی----

وجاہت تم میرے دوست ہو یا دشمن تمہیں میری تذلیل نظر نہیں آہ رہی میں کس تکلیف میں ہوں اور تم الٹا مجھ پر ہنس رہے ہو----

اس نے باقاعدہ روتے ہوئے کہا تھا----

اچھا اچھا رونا بند کرو ---- اور میری بات سنو-----دیکھو بہت کوشش کے بعد بھی میں اس تک نہیں پہنچ پایا اس تک پہنچنے کے لیے ہمیں اسکی ایک دو باتیں ماننی ہوں گی اور یہی بہتر رہے گا ایسے کرنے سے ہمیں ٹائم بھی مل جائے گا اس تک پہنچنے کا---- یہ ضروری ہے--- وجاہت نے اسے تسلی دیتے کہا تھا----

مگر میں اس رشید سے شادی نہیں کروں گی وہ اخخخخ مجھے کراہیت ہوتی ہے اسکی شکل سے وہ میرے پاؤں کی جوتی اسے میں سر پر کبھی نہیں سجاؤں گی--- اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا----

دیکھو جان من نکاح تو تمہیں کرنا ہی ہو گا--- ورنہ وہ عابش کو نقصان پہنچا دے گا---
اس وقت ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کے اسکی بات نامانیں ہمیں ہر حال میں اسکی بات ماننی ہو گی----
جہاں تک رہی رشید کی بات تو اس کا ایک حل ہے----
سیٹھ وجاہت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا----
کیا حل جلدی بتاؤ وجاہت میں کرنے کے لیے تیار ہوں----
گلشن بائی نے بے تابی سے پوچھا تھا----
حل یہ ہے کے تم رشید سے کمٹ منٹ کر لو اسے بولو کے یہ ایک ایگریمنٹ نکاح ہو گا----

ہو گا تو یہ سچ پر تم دونوں کی نظر میں ایگریمنٹ ہو گا ایک سمجھوتا اور اسے بس اس شہاب کی نظر میں بس تمہارا شوہر بننے کی ایکٹنگ کرنی ہے---- باقی تم اس کے لیے اسے دس پندرہ لاکھ دے دینا انکار بھی نہیں کرے گا خوش ہو جائے گا-----

اور تمہارا کام بھی ہو جائے گا پھر جب وہ شہاب کھل کر سامنے آئے گا تو ختم کر دینا اس نکاح کو سمپل اس نے اپنے تئیں اچھا مشورہ دیا تھا۔۔۔

ہاں یہ ٹھیک رہے گا مجھے ایسا ہی کرنا ہو گا اور پھر وہ تو ملازم ہے میرا میری بات سمجھے گا اور برسوں سے میرے ساتھ بھی ہے تو انکار نہیں کرے گا ساتھ دے گا میرا۔۔۔ گلشن بائی نے پرجوش انداز میں کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے تم کر لو بات ویسے آج رات میں آؤں گا تمہارے پاس کتنے دن ہو گئے ان لبون نے چکھا نہیں تمہیں اس نے بے تاب لہجے میں کہا تھا۔۔۔

آہ جانا اتنے اچھے مشورے کے بعد تمہیں ایک بھرپور خراج تو بنتا ہے۔۔۔ ملتے ہیں پھر۔۔۔ کہتے ہی اس نے کال کٹ کی تھی۔۔۔ اور ملازمہ کو آواز دی تھی۔۔۔

ڈرائیور کو بولو گاڑی نکالے۔۔۔ اور رشید جس بھی حالت میں ہے اسے یہاں لے کر ائے۔۔۔۔ ملازمہ کے آتے ہی اس نے کہا تھا۔۔۔

جی بی بی جی۔۔۔ ملازمہ کہتے ہی غائب ہوئی تھی ۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

ہیلو توقیر۔۔۔ زاویار نے اسے کال کی تھی۔۔

جی سر--- توقیر نے پوچھا تھا----

ادھے گھنٹے بعد ایک مولوی کچھ گواہوں کے ساتھ گلشن بائی کے کوٹھے پر چلے جانا---
آگے کیا کرنا ہے تمہیں اچھے سے یاد ہے------ مجھے ایک ایک موومنٹ کی پکچر اور ویڈیو
چاہیے---- اس نے حکم دیتے کہا تھا---

شور سر ہو جائے گا کام توقیر نے یقیں دہانی کروائی تھی----

گڈ میں انتظار کروں گا زاویان نے کہتے ہی کال ڈسکنکٹ کی تھی----

کیا بات ہے ماماز گرل کے تڑپنے کا وقت ہوا چاہتا ہے اس اندھے اعتبار پر پہلی اور
کاری ضرب لگے گی کچھ دیر میں المیرا زاویان آفندی----

شوہر پر بے اعتباری اور اپنے ہی زعم میں رہنے کی گستاخی کی سزا تو بنتی ہے------
جن لبوں سے نفرت نفرت کا راگ الاپتی ہو------ ان کا جان لیوا لمس تو کچھ اور ہی
کہتا ہے------تمہارے سینے میں قید دھڑکنیں تو بری طرح مچلتی ہیں میر زاویان آفندی
کے لمس سے----

جسٹ ویٹ اینڈ واچ ان نازک لبوں سے محبت کا اظہار کرواکر رہوں گا۔۔۔۔
جنون دیکھا ہی کہا ہے تم نے اس سر پھرے میر زاویان آفندی کا۔۔۔۔۔ایک بات تو تہہ ہے میرے جنون سے ازادی اب تمہیں اس زندگی میں ملنے سے تو رہی۔۔۔۔۔

روح کی پیاس بجھا دی ہے تری قربت نے
تُو کوئی جھیل ہے، جھرنا ہے، گھٹا ہے، کیا ہے ؟

نام ہونٹوں پہ ترا آئے تو راحت سی ملے
تُو تسلی ہے، دلاسہ ہے، دعا ہے، کیا ہے ؟

لیٹس سی میری سلیپنگ گرل میرے پاس آہ جاؤ ایک منٹ بھی سونے نہیں دوں گا جو ڈھیٹوں کی طرح سو جاتی ہو نا میری پناہوں میں آتے۔۔۔۔اس قدر تڑپاؤں گا کے نیند کا نشہ ہی بھول جاؤ گی ۔۔۔۔

اس نے جنونی لہجے میں کہا تھا اس کے چہرے اس کے لمس اس کی دھڑکنوں کے شور کو یاد کرتے۔۔۔ اور گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اب کیسی طبیعت ہے تمہاری رشید اس نے رشید کے پاس بیٹھتے پوچھا تھا۔۔۔۔

بائی آپ کے سامنے ہوں اس آہان آفندی نے چلنے کے قابل بھی نہیں چھوڑا ابھی وقت لگے گا زخم بھرنے میں۔۔۔ خیر آپ بتائیں کیسے یاد کیا۔۔۔۔ اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

رشید اس آہان کا تومیں وہ حال کروگی کے یاد رکھے گا۔۔۔۔ مگر ابھی فی الحال مجھے تمہاری ایک مدد کی ضرورت ہے۔۔۔ گلشن بائی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

جی حکم کریں بائی اس نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

تمہیں مجھ سے نکاح کرنا ہو گا رشید۔۔۔ اس نے بے جھجک کہا تھا۔۔۔۔

کیا۔۔ وہ حیران ہوا تھا۔۔۔۔

نہیں یہ سچ والا نکاح نہیں ہو گا یہ ایک سمجھوتا ہو گا کنٹریکٹ میرج۔۔۔۔ میں اس کا تمہیں معاوضہ دوں گی۔۔۔ اس نے اس کی شکل کی طرف دیکھتے اپنی نا پسندیدگی کو بالائے طاق رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

مگر بائی یہ کیوں میرا مطلب میں ہی کیوں آپ یہ کونٹیکٹ میرج کسی سے بھی کر سکتی ہیں۔۔۔ رشید نے جواز دیتے کہا تھا۔۔۔

کر سکتی ہوں مگر میرے نزدیک سب سے قابل بھروسہ مند انسان تم ہو تمہارے علاوہ میں کسی پر اعتبار نہیں کر سکتی۔۔۔بس تم یہ سمجھو کے اس وقت تمہاری بائی مصیبت میں ہے اور تم اس کے مددگار ہو ۔۔۔۔۔گلشن بائی نے اسے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

جی بائی میں اپنی جان پر بھی کھیل کر آپ کی ہر مدد کروں گا کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔۔ رشید نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اور گلشن اس کے پیلے دانت دیکھتے ہوئے خود بھی کراہیت سے ہنسی تھی۔۔۔

بہت شکریہ تم واقع بھروسہ مند اور بہت اچھے انسان ہو۔۔۔ ابھی کچھ دیر تک نکاح کی تیاریاں مکمل ہو جائیں گی۔۔۔۔

اس نے اس کا شکریہ ادا کرتے کہا تھا۔۔۔۔

گلشن بائی کچھ لوگ آئے ہیں آپ سے ملنے ملازمہ نے آہ کر کہا تھا۔۔۔

کون لوگ ہیں۔۔۔ اس نے ملازمہ سے پوچھا تھا۔۔۔۔

کہہ رہے ہیں شہاب صاحب نے بھیجا ہے اور گلشن بائی سے ملنا ہے۔۔۔۔۔ ملازمہ نے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے تم بٹھاؤ میں آتی ہوں۔۔۔۔ ملازمہ سے کہا تھا اس نے۔۔۔۔

رشید میں پھر نکاح کے لیے تمہیں بلوا لوں گی تم ریسٹ کرو تب تک اسے پھر سے پیار سے پچکارتی وہ وہاں سے واک آؤٹ ہوئی تھی۔۔۔۔

جی کہیے اب کیا ارڈر نازل کیے ہیں آپ کے شہاب صاحب نے۔۔۔۔ گلشن بائی نے توقیر اور اس کے ساتھ ائے مزید چار لوگوں کے سامنے بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔

یہ سامان ہے شہاب صاحب کے ارڈرز ہیں آپ اور رشید بلکل دلہا دلہن کی طرح تیار ہوں گے۔۔۔ توقیر نے شاپنگ بیگز کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ میں ایسا کچھ نہیں کروں گی اسے اسکی بات سن کر غصہ آیا تھا۔۔۔

تو ٹھیک ہے ہم شہاب صاحب سے کہہ دیتے ہیں کیونکہ انکے آرڈرز ہیں کے تیاری کے بغیر یہ نکاح نہیں ہو سکتا کہتے ہی توقیر نے جیب سے موبائل نکالا تھا۔۔۔

رکو ٹھہرو مجھے منظور ہے کچھ دیر دو۔۔۔ اس کو سختی سے منع کرتے وہ ملازمہ کو بیگز اٹھانے کا حکم دے رہی تھی۔۔۔

شور آپ کے پاس ادھا گھنٹہ ہے تب تک ہم نکاح نامہ ریڈی کر لیں۔۔۔ توقیر نے فتح سے بھرپور لہجے میں کہا تھا اور اس کی بات سن کر وہ چپ چاپ وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔

اور پھر ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہ دلہن بنی سامنے آئی تھی سرخ لہنگے میں زیوارت سے لدھی پندھی۔۔۔ ڈارک میک اپ کیے۔۔۔ اور رشید بھی کریم کلر کی شلوار قمیض پر

گولڈن واسکٹ پہنے گلے میں پھولوں کے ہار پہنے نک سک سا تیار ہوا بیٹھا تھا۔۔۔پیلے دانت نکالے مسکرا رہا تھا۔۔۔

اور پھر کچھ ہی دیر بعد نکاح شروع ہوا تھا۔۔۔

روزینہ اقسم ولد اقسم کریم آپ کو رشید احمد ولد احمد علی اپنے نکاح میں قبول ہیں۔۔۔ مولوی نے پوچھا تھا۔۔۔

قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔ قبول ہے۔۔۔۔ اس نے ہر بار یہی جواب دیا تھا۔۔۔

پھر رشید سے بھی یہی سوال کیا تھا مولوی صاحب نے اور اس نے بھی یہی جواب دیا تھا۔۔۔دعا ہوئی تھی پورے نکاح کی ویڈیو بنی تھی اور کلک کلک کے ساتھ ڈھیروں تصویریں بنیں تھیں۔۔۔

اور پھر زاویان کے ارڈرز کے مطابق بھرپور فوٹو شوٹ ہوا تھا گلشن بائی اور رشید کا باہوں میں باہیں ڈال کر اور پوز بنا بنا کر مسکراتے ہوئے۔۔۔۔

دونوں کے نکاح نامے لیے توقیر نے جانے کے لیے کہا تھا۔۔۔

مگر تم نکاح نامہ کیوں لے کر جا رہے ہو یہ واپس کرو اس نے توقیر سے کہا تھا۔۔۔۔

سر نے کہا تھا اورمیں ان کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔۔۔کہتے ہی توقیر ان دونوں کے نکاح نامے لیے وہاں سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپسی کے لیے چل دیا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

ہاہاہاہاہا زاویان نو۔۔۔ پلیز مجھے چوٹ لگ جائے گی۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی اپنی گھیر دارفراک کو سنبھالتی بھاگ رہی تھی۔۔۔

اور تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں چوٹ لگنے دوں گا۔۔ اس نے پیچھے سے آہ کر اسکے پیٹ پر دونوں ہاتھ باندھتے اسے اوپر کو اٹھاتے ہوا میں گول گول گھمایا تھا۔۔۔

زاویان میں گر جاؤ گی یہ لان تھوڑی ہے بیڈ روم ہے ہمارا اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

تو پھر ٹھیک ہے بیڈ روم جیسا ہی کچھ کر لیتے ہیں ایز یو لائک اس نے اس کو نیچے اتارتے بیڈ پر دھکا دیتے کہا تھا۔۔ اور وہ اچھلتی ہوئی نرم میٹرس پر گری تھی۔۔۔اور وہ اس کے اوپر پورا قابض ہوا تھا۔۔۔

زا۔۔۔و۔۔۔زاویان۔۔۔ اس کی جان پر بنی تھی اسکی انکھیں دیکھ کر۔۔۔۔ جن میں جذبوں کا طوفان تھا۔۔۔

شششششش یہاں دیکھو میری آنکھوں میں۔۔۔۔ اس نے اس کے لبوں پر انگلی رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

نہیں مجھے نہیں دیکھنا دیکھا تو مر جاؤں گی اس نے سختی سے انکھیں میچی تھیں۔۔۔۔

تم نے نہیں دیکھا تو میں مر جاوں گا اس نے جزبات سے چور لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔اور اس کی بات سن کر اس نے ایک پل میں آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔

زاویان۔۔۔۔کہتے ہی اس کی آنکھوں میں نمی بھری تھی۔۔۔۔

ارے یار تنگ کر رہا تھا اپنی میرو کو۔۔۔ اس نے نم ہوتی پلکوں کو غور سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ہٹیں مجھے نہیں بات کرنی آپ سے یہ کوئی بات ہے کرنے والی ہر وقت عجیب باتیں کرتے ہیں اس نے اسے خود سے ہٹاتے کہا تھا۔۔۔

اچھا پھر کیسی باتیں کرو۔۔۔ توڑی پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔

چلو یہ باتیں کرتے ہیں ۔۔۔۔

ائی لو میرو ائیز۔۔۔کہتے اس نے اس کی دونوں آنکھوں پر لمس چھورے تھے۔۔۔

آئی لو میرو چیکس۔۔۔۔ گھمبیر لہجے میں کہتے اس کے گالوں پر شدت بھرا بھوسا دیا تھا۔۔۔۔

آئی لو میرو نوز۔۔۔ اب ناک پر لب رکھے تھے۔۔۔

آئی لو میرو لپس۔۔۔کہتے اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔

نو۔۔۔ زاو۔۔۔

لفظ حلق میں ہی دم توڑ گئے تھے۔۔۔ وہ ان نرم پنکھڑیوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے چکا تھا بے تابی سے ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسائی تھی اور سانس سانس اسے جنونیت کے ساتھ پینے لگا تھا اور وہ ہر گزرتے لمحے میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔
جان لیوا لمس مونچھوں کی چبھن سانسوں کی بے قراری اس کی ہمت ختم ہوئی تھی۔۔۔۔
اور سانس دم توڑنے لگا تھا۔۔۔ تب ہی وہ اس کے لبوں کو اپنی گرفت سے آزاد کرتا ان لبوں پر جا بجا لمس چھوڑنے لگا تھا۔۔۔

کاندھے سے شرٹ ہٹا کر وہاں لب رکھے تھے اور خود کو سیراب کرنے لگا۔۔۔

ز۔۔۔زا۔۔۔ویان۔۔۔ وہ اسے ہوش میں لے رہی تھی اور وہ مدہوشی سے نکلنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ تب ہی کاندھوں سے سفر کرتے بیوٹی بون پر لب رکھے تھے۔۔ اور بیوٹی بون کو دانتوں سے چھوا تھا۔۔۔۔

وہ درد کی شدت سے بلبلا اٹھی تھی۔۔۔

پھر اس نے اس کے دل کے مقام پر ہمیشہ کی طرح ہونٹ رکھے تھے۔۔۔۔اور پھر مدہوش ہوا شرٹ نیچے کھسکانے لگا تھا۔۔۔

زا۔۔۔زاویان سٹاپ اٹ ڈور اوپن ہے کوئی آہ جائے گا زاویان زاویان۔۔۔ وہ سر ادھر ادھر مارتے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔اس نے بیڈ پر دیکھا تھا وہ کہیں نہیں تھا۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں تھی۔۔۔۔ وہ نہیں تھا مگر اسے اس کی خوشبو خود سے محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ اردگرد ہے اسے تو اس وقت اپنی سانسیں بھی بے اختیار لگ رہیں تھیں۔۔۔۔

کہاں ہو تم زاویان یہ کیسا خواب تھا۔۔۔ اس کی دوری اس کو شدت سے محسوس ہوئی تھی گود میں سر گرائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔۔۔

مجھے نہیں کرنی تم سے محبت مجھے نفرت کرنی ہے تم سے مگر مجھے تم سے محبت ہو رہی ہو مجھے تم چاہیے ہو زاوی اپنے پاس۔۔۔۔

اب تیرے ھجر کی باتیں نہیں سُنتا کوئی

اب لبوں پر تیری رُوداد ، کہاں تک رکھتے ؟؟

بڑی مشکل سے نکالا ھے ، تیری یادوں کو

اپنے گھر میں اُنہیں آباد ، کہاں تک رکھتے ؟؟

کارِ دُشوار تھی ، دوبارہ محبت لیکن

خود کو بیکار تیرے بعد ، کہاں تک رکھتے ؟؟

آئی ہیٹ یو زاوی-----

وہ بے اختیار ہو رہی تھی----

تب ہی ملازمہ نے دروازہ بجایا تھا۔۔۔۔۔

یس اس نے آنسوؤں پر قابو پاتے کہا تھا۔۔۔

المیرا بی بی یہ باہر پارسل دے کر گیا ہے کوئی۔۔۔ ملازمہ نے پارسل اس کے ہاتھ میں پکڑاتے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاو۔۔۔اس نے خود کو کمپوز کرتے کہا تھا۔۔۔پھر ملازمہ کے جانے کے بعد پارسل کھولا تھا۔۔۔

ماما رشید انکل۔۔۔۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں ایک ایک تصویر دیکھ کر ہر اینگل میں ہر طرح سے ہنستے مسکراتے شادی شدہ جوڑے کے پوز تھے۔۔۔۔ ہر تصویر میں وہ دونوں مسکرا رہے تھے۔۔۔

وہ ہر تصویر کو حیرانگی سے دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

سر پارسل بھجوا دیا ہے۔۔۔ میڈم کے گھر۔۔۔۔
توقیر نے فون پر اطلاع دی تھی۔۔۔
ویری گڈ کیا تم نے یو ایس بی ڈیوائس بھی بھجوائی ہے زاویان نے پوچھا تھا۔۔۔
جی سر وہ بھی بھجوا دی ہے مگر مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی سر۔۔۔۔ توقیر نے کہتے کہتے بات ادھوری چھوڑی تھی۔۔۔
کس بات کی۔۔۔ زاویان نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔

سر روزی میڈم کا نکاح رشید سے ہی کیوں مطلب کوئی اور بھی تو ہو سکتا تھا اس کی جگہ---- اس سے تو وہ کونٹریکٹ کر سکتی ہے --- یا پھر اندر ہی اندر کوئی بھی کھچڑی پکا کر کچھ بھی کر سکتی ہے-----

توقیر نے اپنی مشکل بتائی تھی----

ہاہاہاہاہا تو قیر جہاں سے میں نے رشید کے مائنڈ سیٹ کو پڑھا تھا شاید تم نے اس پہلو پر غور نہیں کیا زاویان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا----

میں سمجھا نہیں سر توقیر نے تذبذب سے کہا تھا----

دیکھو توقیر شہرت اور ایک دم سے اپنی زندگی میں آئی تبدیلی کس کو اچھی نہیں لگتی---- وہ عورت جس کے پاؤں کی ہمیشہ وہ جوتی بن کر رہا ایک دم سے اس کے ہر حق سے نوازا گیا تو تھوڑی گردن میں اکھڑ تو آئے گی نا---

دوسری بات اگر وہ اس کے حکم پر سب کچھ کر سکتا ہے تو اس سے اپنا مقام لینے کے لیے کیا کچھ نہیں کرے گا----

تیسری اور اہم بات ہو سکتا ہے اس نے اس کے ساتھ کونٹریکٹ کیاہو مگر سچ بات تو یہ ہے کہ ایک بار سونا ہاتھ لگ جائے تو وہ کیسے اس سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔۔۔ ساری زندگی اس کے ساتھ رہا ہے اس زندگی میں کبھی تو ایسے پل ہوں گے جب اسنے خواہش کی ہو گی کے کاش وہ بھی اس کی ہوتی۔۔۔۔

اور پھر اپنے آپ کو دیکھ کر وہ خواہش دل میں دبا دی ہو گی۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ میں نے تو بس اس کی برسوں پرانی خواہش پوری کی ہے وہ جو میں نہیں کر سکتا تھا اس کے قریب رہ کر وہ سب کچھ اب رشید کا لالچ کرے گا۔۔۔۔ ابھی تو وہ اس سب کو ہضم کرنے کی کوشش کر رہا ہو گا۔۔۔۔

ویسے بھی میری ساسو ماما اتنی خوبصورت ہیں کے ایک بار تو رشید کی رال ٹپکے گی ہی ٹپکے گی۔۔۔۔

ویسے ساسو ماں تو خوبصورت لگ ہی رہیں تھیں۔۔۔۔ رشید بھی کم لشکارے نہیں مار رہا تھا۔۔۔۔۔

نظر ہی نا لگ جائے بچارے کو پتہ نہیں کسی نے اسکی نظر اتاری بھی ہو گی یا نہیں۔۔۔۔

زاویان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ سر بس کر دیں میری تو ہنسی ہی نہیں رک رہی۔۔۔ ویسے وہ نہیں اس کی ٹنڈ پر جو لگا تیل تھا وہ لشکارے مار رہا تھا۔۔۔اور نظر تو مجھے لگتا ہے اب رشید گلشن بائی کی اتارے گا۔۔۔

توقیر دل کھول کر ہنسا تھا۔۔۔

اچھا توقیر لطیف سے بات ہو گئی تھی تمہاری۔۔۔ زاویان نے پوچھا تھا۔۔۔

جی سر ہو گئی تھی کام ہو جائے گا۔۔۔اس نے ہنسی کو کنٹرول کرتے کہا تھا۔۔۔۔

ویری گڈ اور المیرا کے گھر کیمراز لگوا دیئے تھے۔۔۔

اس نے یقین دہانی چاہی تھی ۔۔۔۔

جی سر وہ بھی ہو گیا تھا۔۔۔ آپ کنیکٹ کر لیں۔۔۔

توقیر نے کہا تھا۔۔۔۔

ہمم اوکے۔۔۔۔۔میں دیکھتا ہوں کہتے ہی زاویان نے کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

آمان، گجرے۔۔۔ پلیز مجھے وہ چاہیے۔۔۔

وہ گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔۔اور آئسکریم کھا رہی تھی۔۔۔ جب پاس سے ایک بچی گجرے لے کر گزری تھی۔۔۔۔۔۔

بیٹا سنو۔۔۔۔ آہان نے اواز دی تھی اس بچی کو۔۔۔۔۔

جی صاب جی۔۔۔ بارہ تیرہ سال کی بچی تھی جس نے ایک ہاتھ میں گجروں والی اسٹک پکڑی تھی اور دوسرے ہاتھ کی گود میں ایک دو سال کے بچے کو اٹھایا ہوا تھا۔۔۔۔۔

واؤ سوکیوٹ کتنا پیارا بچہ ہے۔۔۔۔ انعمتہ نے گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

وہ بچی گھوم کے اسکی طرف آئی تھی۔۔۔

وہ گجرے بھول کو اس بچے کو دیکھے جا رہی تھی جس کی سبز آنکھیں پھولے پھولے گال سفید رنگت نے اسے پل میں اٹریکٹ کیا تھا۔۔۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے پھولے پھولے گالوں کو سہلایا تھا۔۔۔

آہان یہ بہت کیوٹ ہے مجھے اسے لینا ہے اس نے خوشی سے کھلکھلاتی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔

بے نی آپ کو گجرے چاہیے یا یہ---- آہان نے اس کے چہرے پر خوشی دیکھتے پوچھا تھا----

آہان مجھے یہ- چاہیے ڈیم ہی از شو کیوٹ--- آئی لو ہم---- اس نے یاتھ بڑھایا تھا اسے لینے کے لیے----

انعمتہ وہ روئے گا---- اور اگر تمہیں یہ چاہیے تو آج ہی گھر جا کر پریکٹس کرتے ہیں--- دس بارہ جتنے کہو گی حاضر اپنی جان کے لیے------ اس نے مدہم آواز میں تھوڑا آگے ہو کر اس کے اوپر جھکتے شیشے سے ہاتھ باہر نکال کر اس بچی کی گال سہلائی تھی---- اور اسکے کان میں سرگوشی کی تھی وہ وہیں اس کی بات کامطلب سمجھتے سرخ ہوئی تھی----

کیا ہوا نہیں چاہیے---- اس نے پیچھے ہوتے اس کی سفید رنگت میں گھلی سرخ رنگت اور شرم سے جھکی نظریں دیکھتے ہنسی دباتے پوچھا تھا-----

ہائے یہ ادائیں سرخ لباس، سرخ ہونٹ، اور بے تاب سرخ رنگت----یہ جھکی پلکیں---- ان کے منصوبے ہیں آج گھائل کرنے کے---- اس نے اس کا نازک ہاتھ

اپنے ہاتھ میں لیتے بہت آہستہ آواز میں کہا تھا۔۔۔جو صرف انعمتہ کو ہی سنائی دی تھی۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ ڈونٹ ڈو دس آدر وائز آئی ول نوٹ لیو یو ٹو نائٹ قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اس کا قندھاری چہرہ دیکھ کر۔۔۔۔

کیا ہم اسے تھوڑی دیر گود میں لے سکتے ہیں۔۔۔ آہان نے اس بچی کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

صاب جی گجرے۔۔۔ اس کو گجرے بیچنے کی فکر تھی بس۔۔۔

ہاں یہ دو دے دو اور یہ پیسے رکھ لو بس دومنٹ کے لیے اسے دے دومیری بیوی پیار کر لے اسے پھر لے لینا آپ اسے واپس بس تھوڑی دیر کے لیے۔۔۔ آہان نے ریکویسٹ کرتے کہا تھا۔۔ اور اس سے گجرے لے کر اسے پیسے پکڑائے تھے۔۔۔

کیا میں یہ سارے پیسے رکھ لوں۔۔۔ اس بچی نے خوش ہوتے ہزار ہزار کے اتنے سارے نوٹ دیکھتے کہا تھا۔۔

ہاں سب آپ کے انعمتہ نے بچے کو پکڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

یہ بہت کیوٹ ہے آہان۔۔۔۔ اس نے اس کے پھولے گالوں پر لب رکھتے پیار کرتے کہا تھا۔۔۔۔ اور بچہ اپنی بڑی بڑی سبز آنکھیں نکالے اس کے منہ پر ہاتھ مارتا رونے والا ہو رہا تھا۔۔۔۔

بس انعمتہ دے دو وہ دیکھو اس کی شکل رونے والی ہو رہی ہے اسے تم بلکل پسند نہیں آئی۔۔۔۔ آہان نے بچے کو پکڑتے اس کے ماتھے پر لب رکھتے اسے واپس دیا تھا اس بچی کو۔۔۔۔

مگر مجھے اسے تھوڑی دیر اور پکڑنا تھا۔۔۔ اس نے منہ بسورتے ناراض ہوتے کہا تھا۔۔۔ وہ بچی بچہ لے کر چلی گئی تھی اور وہ اس کی پشت دیکھ رہی تھی۔۔۔ جاتی کی۔۔۔۔۔

ہمارا بے بی ہو گا تو تم اسے ڈھیر سارا پیار کرنا۔۔۔ اس کے بالوں کو اس کے کان کے پیچھے اڑستے گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

ہاں تب بھی آپ کہیں گے یہ تو رونے والا ہو گیا تمہاری شکل اسے پسند نہیں آئی۔۔۔ اس نے تیزی تیزی میں کہا تھا۔۔۔۔ اور بعد میں اپنے ہی کہے جملے پر پچھتائی تھی اس کی بات سن کر۔۔۔۔

مطلب تم نے مجھے اجازت دے دی کے ہمیں بے بی پلین کرنا چاہیے۔۔۔ اس نے اس کے نازک نرم ہاتھوں میں گجرے پہناتے کہا تھا۔۔۔

ہاؤ مین میں نے ایسا کچھ نہیں کہا وہ تو میں نے۔۔۔ وہ بولتے بولتے چپ کر گئی تھی۔۔۔ اس آدمی سے جیتنا اس کے بس میں کہا تھا اور اوپر سے جذبے لٹاتی آنکھیں۔۔۔

کیا میں نے۔۔۔۔۔ اس نے گجرے پر لب رکھتے پوچھا تھا۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔ کچھ۔۔۔ نہیں آئی تنک ہمیں گھر چلنا چاہیئے۔۔۔ نظریں جھکائے بامشکل کہا تھا۔۔۔

ہاں چلتے ہیں یہاں دیر کریں گے تو پریکٹس لیٹ ہو جائے گی۔۔۔ اس نے قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔۔ وہ اسے جان بوجھ کر تنگ کر رہا تھا۔۔۔۔

آہان مجھے بات نہیں کرنی آپ سے اس کے بازو پر مکہ مارتے ناراض نظروں سے دیکھا تھا اس کے مسکراتے چہرے کو اور نظریں باہر گزرتے نظاروں پر جما لیں تھیں۔۔۔

ھر دن ھے محبت کا ، ھر رات محبت کی

ھم اھل محبت ھیں ، ھر بات محبت کی

سینوں میں اُترتے ھیں ، اِلہام محبت کے

آنکھوں سے برستی ھے ، برسات محبت کی

اس نے اسکو باہر دیکھتے دیکھا تو گھمبیر لہجے میں یہ اشعار پڑھے تھے اور وہ اسکے لفظ سن کر اپنے آپ میں ہی سمٹی تھی۔۔۔۔۔حیا سے۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

نہیں یہ ماما کیسے رشید انکل کے ساتھ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ضرور کوئی مجھے میری ہی مار ، کے خلاف کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔۔

اس نے تصویروں کو بے دردی سے پھاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ماما کیسے یہ کر سکتی ہیں میں حوالات میں تھی انعمتہ کل رات سے غائب ہے اور وہ اپنی بیٹیوں کی پرواہ کرنے کی بجائے۔۔۔ اس دو ٹکے کے نوکر کے ساتھ نکاح نو نیور۔۔۔ اس نے پارسل والا پیکٹ اٹھا کر نیچے پھینکا تھا کے اس میں سے ایک یو ایس بی ڈیوائز اچھل کر اس کے گود میں گری تھی۔۔۔

یو ایس بی کیا اس میں بھی کچھ ہے اس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

آئی تنک مجھے چیک کرنا چاہیئے۔۔۔ اس نے اٹھ کر اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا تھا اور دوبارہ بیڈ پر آہ کر بیٹھی تھی۔۔۔

ڈیوائس لیپ ٹاپ سے کنکٹ کی تھی۔۔۔۔

کیا مجھے دیکھنا چاہیے اس میں کیا ہے۔۔۔ یا پھر کوئی مجھے میری ماما کے خلاف کر رہا ہے۔۔۔

سوچتے ہوئے جانے انجانے میں وہ اس ویڈیو کو پلے کر چکی تھی۔۔۔۔

اور جیسے جیسے وہ اس ویڈیو کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

انسو کسی بارش کی طرح اس کے دامن کو بھگو رہے تھے۔۔۔۔تصویروں میں ہی نہیں ویڈیو میں بھی وہ ہر لحاظ سے خوش ہو رہی تھی۔۔۔۔ اس کے چہرے پر اتنی خوشی دیکھ کر اس کو شدید حیرت اور نفرت ہوئی تھی۔۔۔۔ نکاح کے الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔ رشید کا مسکرا کر نکاح نامے پر سائن کرنا۔۔۔۔

ویڈیو ختم ہوئی تھی -----

اور سکرین پر ایک پیغام لہرایا تھا --

،ماما کا نکاح مبارک ماماز گرل المیرا زاویان آفندی

اس نے شعلہ بار نگاہوں سے دیکھا تھا وہ پیغام----

پھر لیپ ٹاپ غصے سے پرے کرتے وہ وہاں سے نکلی تھی----

ڈرائیور کو کہو گاڑی نکالے چیختے ہوئے کہا تھا اور تھوڑی دیر میں جا کر گاڑی میں بیٹھی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡

تو ہو گیا نکاح۔۔۔۔ وجاہت اس کے ساتھ چلتا ہوا اندر آیا تھا۔۔۔۔

ہاں ابھی دس منٹ پہلے ہی نکل کر گئے ہیں وہ منحوس مارے گلشن بائی نے نخوت سے کہا تھا۔۔۔۔۔

رشید تم یہاں کیوں بیٹھے ہو جاؤ انیکسی میں جا کر سو۔جاؤ۔۔۔ اس نے ڈرائنگ روم میں بیٹھے رشید کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

آؤ وجاہت بیٹھو۔۔۔۔وہ اس کی باہوں میں باہیں ڈالے ہنستے ہوئے بیٹھی تھی اس کے ساتھ چپک کر اور رشید نے غصیلی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس کی غیرت ایک دم اس پر غرائی تھی۔۔۔ اس کی بیوی کسی غیر کی پناہوں میں تھی۔۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو جانم ۔۔۔۔ وجاہت نے اس کے کان کے قریب منہ کرتے کہا تھا۔۔۔ وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

تم گئے نہیں رشید۔۔۔ گلشن بائی نے اسے ٹس سے مس ہوتے نا دیکھ کر کہا تھا۔۔۔

وہ بغیر جواب دیئے اٹھا تھا اور دونوں کو غصے سے گھورتا انیکسی میں جانے کی بجائے گلشن بائی کے روم کی طرف گیا تھا۔۔۔۔

اسے کیا ہوا وجاہت نے اسکے تاثراٹ واضح نوٹ کرتے دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔

دفع کرو اسے اصل میں تو چینج اس لیے نہیں کیا کے تم نے آنا تھا۔۔۔ اس نے اس کی طرف دیکھتے نشیلی اواز میں کہا تھا۔۔۔۔

تم پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو یا پھر یہ میرا حسن نظر ہے۔۔۔۔اس کے دلکش دودھیا سراپے کو گہری نظروں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

یہ تو تمہارا خراج بتائے گا۔۔۔ کہ تمہاری محبت مجھ میں اور میرے حسن میں اور کتنا اضافہ کرتی ہے۔۔۔

اس نے اس کے سینے سے لگتے کہا تھا۔۔۔

یار روم میں چلو ڈرنک نہیں بنوائیں کیا آج۔۔۔ اس نے اس کی گالوں پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔

میں بنوا دیتی ہوں چلو تم آہ جاؤ روم میں چلتے ہیں۔۔۔اس کہ دائیں بازو میں بازو ڈالتے کہا تھا۔۔۔

اف یہ قاتل ادائیں وہ مخمور ہوا تھا۔۔۔اس سے پہلے کے وہ اٹھتا رنگ ہوتے فون نے اسکی توجہ اپنی جانب کھینچی تھی۔۔۔ہاتھ کے اشارے سے اس نے گلشن بائی کو رکنے کا کہا تھا۔۔۔

ہیلو۔۔۔ ہاں بولو۔۔۔کیا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔ تم نے تحقیق کی پوری۔۔۔ ہمممم چلو میں پہنچتا ہو۔۔۔ ہاں ہاں پندرہ منٹ میں تمہارے پاس ہوں گا۔۔۔۔

کہتے ہی اس نے کال کاٹی تھی۔۔۔

سوری گلشن مجھے جانا ہو گا بہت بڑی ایمرجنسی ہو گئی ہے وہ پریشانی سے کہتا جانے لگا تھا۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی مت جاؤ مجھے ضرورت ہے تمہاری اس نے ٹوٹے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

میرا جانا ضروری ہے ورنہ کس کم بخت کا دل کرے گا تمہیں چھوڑ کر جانے کو۔۔۔ چلتا ہوں فرصت سے آؤں گا اس کے لبوں پر ہلکے سے اپنے لب رکھ کر پیچھے ہوا تھا اور چلے گیا تھا۔۔۔۔

اس نے بڑی بے تابی سے اس کی پشت دیکھی تھی اور وہیں بیٹھ گئی تھی ۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

کیسا ہے رشید اور یہ میں کیا سن رہا ہوں تیرا ویاہ ہو گیا ہے گلشن بائی سے۔۔۔لطیف نے رشید سے فون پر پوچھا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہو میں اب تو ٹانگ بھی پہلے سے بہتر ہے بس زرا چلنے میں درد محسوس ہوتی ہے۔۔۔۔ رشید نے تھکے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

یار وہ تو تو بھلا چنگا ہو ہی جائے گا اب تو تیرا ویاہ ہو گیا ہے گلشن بائی سے اب تو۔۔۔۔تو ہمارا مالک بن گیا ہے۔۔۔ وڈا صاب جی ہو گیا ہے تو۔۔۔۔

لطیف نے چاپلوسی کرتے کہا تھا۔۔۔

کیا خاک وڈا صاب جی تجھے نہیں پتہ اس نکاح کی حقیقت کیا ہے۔۔۔۔لطیفے یہ کونٹریکٹ نکاح ہے مطلب کچھ مہینوں کا بس۔۔۔۔

رشید نے افسردہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔

مگر نکاح تو نکاح ہوتا ہے۔۔۔۔اور تو کیوں اپنے ہاتھ آئی سلطنت کو کچھ مہینوں بعد چھوڑے گا۔۔۔۔

لطیف نے راز درانا لہجہ اپناتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ میں کچھ سمجھا نہیں کھل کے بول کیا کہنا چاہتا ہے۔۔۔۔ رشید نے لچک دار لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

مطلب صاف ظاہر ہے رشید نکاح اصلی ہے اور اس حساب سے تو اب گلشن بائی کا شوہر ہے اور وہ تیری بیوی۔۔۔۔

اور عورت مرد لباس ہوتے ایک دوسرے کا اس کو کیسے ہینڈل کرنا ہے یہ تو اچھے سے جانتا ہے۔۔۔۔

تیری مردانگی پر چیلنج ہے اب یہ اگر تو اس بائی کو قبضے میں کر لے تو۔۔۔۔ تو اس چلے چلائے کاروبار کا مالک بن سکتا ہے۔۔۔۔ اور اس سلطنت کا راجا بھی۔۔۔

بلکہ وہ تو ابھی تک اتنی خوبصورت ہے تو اس کو بھی کاروبار میں لے اپنا بھی دل بہلا اور اس کو استعمال بھی کر۔۔۔۔

دیکھ رشید میں تو تجھے اتنا کہوں گا۔۔۔۔ کے قسمت بار بار دروازہ نہیں کھٹکاتی۔۔۔۔ آگر قسمت خود چل کر تیرے پاس آئی ہے تو اسے دھتکار نا۔۔۔۔

میں تیری جگہ ہوتا تو پہلی رات ہی اس سے اپنا حق لے لیتا۔۔۔۔

لطیف نے گہرے جذب سے باتیں کہتے اسے اپنی باتوں میں اچھی طرح لپیٹا۔۔۔

کہتا تو تو ٹھیک ہے وہ میری مٹھی میں آہ گئی تو میں سب پر حکمرانی کر سکوں گا۔۔۔ مگر لطیف وہ کیوں مجھے میرا حق دے گا میں کون سا اس وجاہت کی طرح خوبصورت ہوں۔۔۔۔

رشید نے مایوسی سے کہا تھا۔۔۔

کیوں تجھے کیا ہوا اتنا سونا تو ہے تو۔۔۔ جو باتیں نہیں سوچنے والی وہ کیوں سوچ رہا ہے۔۔۔ جن باتوں پر دھیان دینا ہے وہ کر ناں۔۔۔

اس نے ڈپٹتے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

تجھے نہیں پتا رشید وہ آج کتنی سونی لگ رہی ہے بلکل چاند کی طرح چمک رہی ہے جسے میں چھونے کی خواہش ہی کر سکتا ہوں۔۔۔

رشید کے لہجے میں مایوسی گھلی تھی۔۔۔۔

جب تیرے پاس پورے کا پورا چاند ہے تو پھر تو چھونے کی خواہش کیوں کر رہا ہے یہ تو وہ حساب ہو گیا کے سمندر پاس ہے اور تو حسرت سے پانی کو دیکھ رہا ہے۔۔۔۔

میں مانتا ہوں وہ خوبصورت ہے مگر تو بھی تو کم خوبصورت نہیں اس کے ساتھ وہ کر نا وہ جو انگریزی میں کہتے ہیں۔۔۔

ہاں رومینس۔۔۔۔۔ وہ کر ناں پیار سے اسے اپنے جال میں پھنسا اور تو کر سکتا ہے میں تو کہتا ہوں آج ہی اپنے سارے حق لے لے کمرے کو اچھے سے سجا کر تاکہ وہ کسی بھول میں نا رہے اور تجھے آج سے ہی اپنا شوہر ماننے لگے۔۔۔۔۔

لطیف نے اسے سمجھاتے ہوئے رائے دی تھی۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے تو فون رکھ میں ایسا ہی کروں گا اور تیرا شکریہ تو نے میرے لیے اتنا سوچا۔۔۔۔

رشید نے تشکر امیز لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں یار میں تو یار ہوں تیرا تجھے آگے بڑھتے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ بس تو خوش رہ مجھے تیرا شکریہ نہیں چاہیے۔۔۔۔ رکھتا ہوں آل دی ڈیسٹ۔۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ڈیسٹ نہیں بیسٹ ہوتا ہے رشید نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ہاں وہی وہی اس نے تصیح کرتے کہا تھا اور فون بند کیا تھا۔۔۔۔۔

وہ باہر گیا تھا۔۔۔ پھول اور موم بتیاں لے کر آیا تھا پھر سارا کمرہ سجایا تھا ۔۔۔۔۔

آگے بڑھ کر شیشے میں خود کو دیکھا تھا۔۔۔ ہر اینگل سے۔۔۔

کیا ہوا جو میرے سر پر بال نہیں ہیں۔۔۔۔اس نے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا جو میرا رنگ گہرا ہے تھوڑا سا مطلب کالا ہے۔۔۔۔

اور کیا ہوا جو میرے دانتوں پر پان کے اور پیلاہٹ کے نشان ہیں۔۔۔ ہوں تو میں ایک مرد اور عورت کو کیسے قابو کرنا ہے یہ میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔۔

گلشن بائی صرف کاغذوں پر دستخط کرنے سے نہیں۔۔۔۔۔ تجھے اب میرے نام اپنی سانسیں کر کے ہی ایک ہونا ہو گا۔۔۔۔

اس نے ڈریسنگ پر پڑی لیڈیز پرفیوم اپنے اوپر چھڑکتے کم انڈیلتے زیادہ قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کہار ، ہیر ، ماما۔۔۔۔ ماما۔۔۔ ماما۔۔۔۔۔

وہ دندناتی ہوئی اندر آئی تھی۔۔۔۔

کیا ہو گیا ہے المیرا۔۔۔ وہ جو اپنے روم میں جانے لگی تھی اس کے آتے ہی اسکی طرف متوجہ ہوتے پوچھا تھا۔۔۔۔

کیا ہو گیا ہے یہ آپ مجھ سے پوچھ رہیں۔۔۔۔ یہ اتنی تیاری کس لیے۔۔۔ کیوں سجایا ہوا ہے خود کو دلہن کی طرح اور یہ یہ تصویریں کیا ہے یہ سب۔۔۔۔

اس نے اس کے سجے سنورے روپ کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا اور پھر اس کے اگے وہ چند پھٹی تصویریں پھینکیں تھی۔۔۔

المیرا بیٹا میری بات۔۔۔۔۔

کیا بات--- کیا سنانا چاہتی ہیں آپ اس دو ٹکے کے نوکر جس کو دیکھنے کا دل نہیں کرتا اسے میں باپ کہوں گی--- ہاں-----وہ حلق کے بل چلائی تھی----

اور شور سن کر رشید بھی لنگڑاتا ہوا وہاں پہنچا تھا اور اس نے المیرا کی بات سن کر اس کو قہر آلود نظروں سے دیکھا تھا----

بولیے کوئی ہے جواب آپ کے پاس--- نہیں کوئی جواب نہیں ہے آپ کے ساتھ وہ عمر جس عمر میں آپ کی بیٹیاں جوان ہوکر آپ کے سامنے کھڑی ہیں اس عمر میں آپ نے اپنی شادی رچا لی---افسوس ہو رہا ہے مجھے یہ کہتے ہوئے کے شاید میں غلط تھی اور میرے باپ اور دادا ٹھیک تھے----یہ صلہ دیا ہے آپ نے مجھے میری محبت کا---- آپ کی خاطر میں ہر کسی سے جنگ لڑ رہی ہوں اور آپ شادمانیاں منا رہی ہیں----

میری بہن غائب ہے۔۔۔۔ میں صبح سے حوالات میں تھی اتنی کالز کیں میں نے آپ کو ایک بھی آپ نے رسیو نہیں کی۔۔۔۔ نہیں آپ کو فکر ہی نہیں تھی۔۔۔

آپ کی بیٹیاں مر جائیں یا زندہ رہیں۔۔۔۔

وہ تڑپتے ہوئے رو رہی تھی۔۔۔۔ اس کا دل کٹ رہا تھا۔۔۔۔

نس کر دو المیرا خدا کے لیے۔۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے ایک ماں اتنی لاپرواہ ہو سکتی ہے۔۔۔۔ یہ دیکھو میرے جڑے ہوئے ہاتھ کچھ بھی جانے بغیر کوئی سنگین الزام مت لگاو۔۔۔۔

تکلیف میں تو میں تھی تمہارے گھر سے واپسی پر مجھے کڈنیپ کر لیا گیا۔۔۔۔ میں نہیں جانتی وہ کون لوگ تھے المیرا۔۔۔ میں نہیں جانتی یہ کام آہان کا ہے یا زاویان کا مگر میں

نے اپنے کانوں سے سنا تھا ان میں سے ایک لڑکا کہہ رہا تھا کے زاویان سر کے ارڈر ہیں کے اس کو پورا دن یہاں قید کر کے رکھا جائے۔۔۔۔

المیرا بیٹا میرا موبائل بھی ان کے پاس تھا۔۔۔۔۔

اس نے روتے ہوئے کہا تھا اور اس کی بات سن کر المیرا نے بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔۔۔ جو اس کی محبت کا نام لے رہی تھی۔۔۔۔ اس کے شوہر جس سے اسے محبت ہو رہی تھی۔۔۔۔

بیٹا مجھے شک نہیں پورا یقین ہے کے انعمتہ بھی ان کے پاس ہے اور بیٹا یہ رشید سے نکاح اور یہ سب بھی اس نے مجھ سے بدلہ لینے کے لیے کروایا ہے اس نے زبردستی مجھ سے یہ سب کروایا تاکہ میں تمہاری نظر میں بری بن جاؤ۔۔۔اس نے زبردستی مجھ سے وہ فوٹو شوٹ کروایا ہے۔۔۔۔ میں بری طرح پھنس گئی تھی اس نے مجھے دھمکی دی

تھی بیٹا کے اگر میں نے یہ سب نا کیا تو وہ انعمتہ کو جان سے مار دے گا۔۔۔ میں نے اپنی بیٹی کی زندگی کے لیے کیا یہ سب۔۔۔

مجھے معاف کر دو بیٹا معاف کر دو اگر تمہاری نظر میں میرا یہ سب کرنا غلط ہے تو۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی ایک بار پھر وہ اسے اپنی باتوں میں پھنسا چکی تھی۔۔۔ اس کے چہرے کے زاویے دیکھتے اس کے دل کو ٹھنڈک ملی تھی ۔۔۔۔

آئی ایم سوری ماما پلیز مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کو غلط سمجھا ماما۔۔۔۔ پلیز آپ نے ہماری خاطر اتنا سب کچھ کیا۔۔۔۔ وہ بھی رونے لگی تھی۔۔۔۔

نہیں بیٹا نہیں میری جان تم معافی مت مانگو تم نے وہی کیا جو تمہیں دکھایا گیا۔۔۔ میں تمہاری جگہ ہوتی تو میں بھی یہ سب کرتی مت روؤ تمہارے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں۔۔۔۔

گلشن بائی نے اسے پیار سے پچکارتے ہوئے اس کے آنسو صاف کرتے اسے گلے سے لگایا تھا۔۔۔۔

نہیں ماما اب میں یا آپ نہیں روئیں گے اب روئے گا وہ اور ایسا روئے گا کے اس کی عقل ٹھکانے آئے گی۔۔۔۔ میر زاویان آفندی تمہیں کیا لگتا تھا تم میری بہن اور ماں کے آنسوؤں کی وجہ بنو گے تو میں تمہیں چھوڑ دوں گی۔۔۔ ہر گز نہیں یہ مقابلے بازی ہے تو یہی سہی اس نے کہتے ہی اپنی ماں سے الگ ہوتے اس کے ماتھے پر پیار کرتے کہا تھا۔۔۔۔

کبھی مجھے غلط مت سمجھنا المیرا تمہاری ماں نے بڑی تکلیفیں بڑی باتیں سنیں ہیں تم دونوں کو حاصل کرنے کے لیے تم دونوں کی نفرت مار دے گی مجھے----

اس نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر پیار کرتے کہا تھا----

نہیں ماما بلکل نہیں کبھی بھی آپ کی بیٹی آپ سے سے نفرت نہیں کرے گی-----
بس آپ اس رشید سے طلاق لے لیں جلد--- اور پریشان نہیں ہونا میں سنبھال لوں گی سب--- میں چلتی ہوں اب---

اس نے اٹھتے ہوئے کہا تھا---

ادھر ہی رک جاو---- گلشن بائی نے زور دیتے کہا تھا---

نہیں ماما یہاں کے ماحول میں دل گھبراتا ہے دا جی کا گھر ٹھیک ہے ویسے بھی مجھے کچھ سوچنا ہے اور اس کے لیے تنہائی چاہیے---

اس نے نفرت سے آخری لفظ کہے تھے اور سلام لیتے ہی وہاں سے چلی گئی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

میں کمرے میں جا رہی ہوں کچھ بھی ہو جائے مجھے پریشان مت کرنا اور میرے کمرے کے اردگرد کسی کو بھٹکنے بھی نا دینا آرام کرنا چاہتی ہوں میں---- ملازمہ سے کہا تھا پھر----

اپنے جھوٹے آنسوؤں کو مکاری سے صاف کیا تھا اس نے المیرا کے جانے کے بعد----- بڑی مشکل سے اس نے المیرا کو ہینڈل کیا تھا--- سب کچھ الٹا ہو رہا تھا--- سیٹھ وحاہت کے جانے کا غم اسے زیادہ تھا-----

وہ سیٹھ وجاہت کے جانے سے دل برداشتہ ہو کر اپنے روم میں آئی تھی۔۔۔

ابھی وہ آیا ہی تھا کے کسی ضروری کام سے پھر چل دیا تھا اتنے دنوں بعد تو اس کی قربت ملنے لگی تھی کے وہ پھر سے چلے گیا تھا۔۔۔۔۔

تم۔۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔

وہ افسردہ سی روم میں آئی تھی۔۔۔۔ جب بیڈ پر لیٹے رشید کو دیکھا تھا اردگرد پھولوں کی پتیاں بکھری ہوئیں تھیں پورے کمرے میں قالین پر بیڈ کے آس پاس۔۔۔۔۔

بیڈ کے سینٹر میں ہارٹ کی شیپ بنا کر اس کو پھولوں سے بھرا گیا تھا۔۔۔۔ اور اسی ہارٹ کی دائیں سائید پر آر اور بائیں سائیڈ پر جی لکھا ہوا تھا۔۔۔۔

جبکہ کمرے میں جگہ جگہ ہلکی مدہم روشنی والی موم بتیاں جگمگا رہیں تھیں۔۔۔۔

اور بیڈ کے ایک کونے پر رشید کریم کلر کے سوٹ اور گولڈن واسکٹ پہنے اپنے کالے رنگ کے ساتھ آگے والے دو پیلے دانت نمایاں کیے ہوئے ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔۔۔اور اس کے سجے سنورے روپ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جو برائیڈل ڈریس میں نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ اور رشید نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری تھی۔۔۔۔

واٹ نون سینس دانت نکالنے کا کس نے کہا یہ کیا بے ہودگی ہے۔۔۔۔

اٹھو اور نکلو یہاں سے وہ اس کی معنی خیز مسکراہٹ سے گھبراتے ہوئے ائینے کے سامنے جاکر کھڑی ہوئی تھی اور کانوں میں آویزا جھمکے اتارنے لگی تھی۔۔۔۔

وہ اپنی ٹوٹی ٹانگ کے ساتھ لنگڑاتا ہوا دبے قدموں چلتا اس کے پیچھے آیا تھا۔۔۔

اسکی پشت پر کھڑے ہو کر انتہائی تیزی سے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے اس کے پیٹ پر باندھا تھا۔۔۔

پھر کان کے پاس لب لے جاکر ایک گہرا سانس لیا تھا اور لب کھولے تھے۔۔۔۔

میں تے میرا دلبر جانی۔۔۔۔

بلیاں تے پیار کہانی۔۔۔۔

ساواں چ آیا اے طوفان۔۔۔۔۔

موسم ہویا اے بے ایمان۔۔۔۔۔

مدہم اور موٹی آواز میں اس کے کان کے پاس لمبے لمبے سانس بھرتے وہ گنگنایا تھا۔۔۔۔

وہ کہاں اس کے اس اچانک حملے کے لیے تیار تھی اسکے منہ سے پان اور میلے دانتوں کی ملی جلی سمیل اوپر سے اس کی گرفت اس کے اتنے قریب۔۔۔۔ اس کے ماتھے پر ہزاروں بل نمودار ہوئے تھے۔۔۔۔

یہ کیا بے ہودگی ہے رشید چھوڑو مجھے پیچھے کرو اپنا منہ وہ اسے پرے کرتے چلائی تھی جو کسی کالے بادل کی طرح اس پر نازل ہوا تھا۔۔۔۔

آج نہیں گلشن بائی کون کم بخت شوہر اپنی اتنی حسین بیوی کو اتنی حسین رات میں چھوڑ سکتا ہے--

اس نے اس کو کھینچ کر سینے سے لگاتے کہا تھا----

دماغ سیٹ ہے تمہارا رشید ہوش میں تو ہو---- کون بیوی---- اس کے وجود سے گھن کھاتے دوسری بار اس سے اپنا آپ چھڑوایا تھا----

ہوش میں رہنے کہاں دیا ہے بائی آپ کے نو خیز حسن نے میں تو دیکھتے ہی مر گیا تھا-- اب جب کے ڈارے اختیارات اپ کے میرے پاس ہیں تو میری سانسوں کے طوفان کو میرے قریب آہ کر سنیں----اور یہ دیکھیں یہ پھول یہ موم بتیاں یہ ماحول آپ کے لیے ہی تو کیا ہے سب----

یہ پھولوں والا دل۔۔۔ آر سے آپ پر مر مٹنے والا آپ کے حسن میں کھو جانے والا یہ دیوانا رشید۔۔۔ اس نے جذبات سے چور لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اور جی سے گلشن میرے دل کی ملکہ حسن کی رانی اور میری پریم کہانی۔۔۔ آنکھ مارتے ہی۔۔۔۔

اس نے اس کے قریب جاتے اس کے لہنگے کی ڈوری پیچھے سے کھینچی تھی۔۔

حد میں رہو رشید وہ کونٹریکٹ میرج تھی اپنے حواسوں کو قابو میں رکھو۔۔۔ اور اپنا منہ مجھ سے دس میل کی دوری پر۔۔۔

وہ اس اچانک نازل ہونے والی آفت رشید کے بدلے تیوروں سے ہلکان ہوتی خود کو چھڑواتی غصے کوکنٹرول کرتی چلائی تھی۔۔۔۔اس کے ڈائیلاگ اس کے تن بدن میں آگ لگا رہے تھے اور اس کا دماغ کھول رہا تھا اس دیو جناتی آفت کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

ایسے مت کریں بائی آپ میرے جذبات کو ایسے روند نہیں سکتی۔۔۔۔

میرا تو آج وہ حساب ہے۔۔۔ وہ گانا نہیں سنا آپ نے۔۔۔

ہوش نا خبر ہے یہ کیسا اثر ہے۔۔۔۔

تم سے ملنے کے بعد دلبر دلبر دلبر۔۔۔۔ دلبر دلبر۔۔۔۔

اس نے پیچھے سے جا کر اسے پکڑا تھا مضبوطی سے اس کی گردن دبوچے اس کے ہونٹوں کے پاس اپنے ہونٹ لاتے وہ اپنی موٹی آواز میں سر بکھیر رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کے منہ سے آتی بو پان سگریٹ اور پیلے دانتوں کی ملی جلی گندی بو اس کے نتھنوں میں گھستی اس کو دل خراب کر رہی تھی۔۔۔۔ اس کا چمکتا ماتھا اس کا رنگ اسکی چھوٹی چھوٹی نشیلی آنکھوں میں حیوانیت۔۔۔۔

اس کی سخت گرفت میں اسے اپنا آپ چھڑوانا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔

اپنے گندے گھٹیا واحیات گانے اپنے پاس رکھو۔۔۔۔۔

میں کہتی ہوں رشید دفع ہو جاؤ بعض آہ جاو اپنی۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ اور کچھ کہتی وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے پوری طاقت سے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔ اور گلشن بائی کے ہاتھوں کے ناخنوں نے اسکے پورے جسم پر کھروچیں ڈالیں تھیں وہ جی جان سے خود کو چھڑوانے کے لیے ہلکان ہو رہی تھی اور وہ اپنی لنگڑی ٹانگ کے ساتھ ہی اس پر پوری قوت سے قابض ہوا تھا۔۔۔

آج زندگی میں پہلی دفع وہ اتنی کراہیت اور نفرت کے باوجود خود کو کسی کے وجود سے الگ نہیں کر پائی تھی۔۔۔

وہ اچھا خاصا اس کے لبوں پر حیوانیت دکھا کر اسکے لہنگے کی شرٹ کو کھینچتا پیچھے کو ہٹا تھا۔۔۔

اس ٹائم اسکا دل کیا تھا کے رشید کو زندہ زمین میں گاڑ دے اپنے لبوں کو صاف کرتے اس نے کتنی بار قالین پر تھوکا تھا۔۔۔

چل سالی اپنے محرم رشتے سے تجھے نفرت ہو رہی اور جانے کتنے نا محرموں کے ساتھ تو نے یہ سب کیا--- اس وجاہت کے ساتھ جڑ کر بیٹھتے تجھے غیرت نا آئی-----میری عزت بن کر اس کے ساتھ رات گزارنے جا رہی تھی---- اور اب میرے سامنے حاجن بن رہی ہے بڑی تو دودھ کی دھلی ہے ناں--- - آج تجھے میں بتاتا ہوں کسی----- گالی نکال کر اسے اچھا خاصا تھپڑ مارا تھا----- اور دھکا دیا تھا----

کے وہ بیڈ پر جا کر گری تھی----

رشید تمہیں جتنے پیسے چاہیے لے لو---- کیوں کر رہے ہو یہ سب--- جاو یہاں سے---بچاو مجھے کوئی تو---- وہ چیخی تھی اس نے منت کی تھی------

پیسے اور تجھ سے جب تو میری تو یہ پیسا بھی میرا۔۔۔ اور کس کو بلا رہی ہے کوئی نہیں آئے گا کیونکہ یہ نکاح سب کے سامنے ہوا ہے اور سب کو پتہ ہے میں تمہرا شوہر ہوں۔۔۔۔کہتے شرٹ اتار کر وہ اس کے اوپر جھکنے لگا تھا کے وہ اس کو دھکا دیتی باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔

جب ہی اس نے پیچھے سے پکڑ کر تین چار تھپڑ اسے جڑے تھے۔۔۔ اور بیڈ پر دھکا دے کر کسی گھنے کالے سیاہ بادل کی طرح اس پر قابض ہوا تھا۔۔۔

وہ چاہ کر بھی خود کو نہیں چھڑوا پائی تھی اس سے اور زندگی میں پہلی بار تھا جب رشید اپنا مقصد پورا کر کے اس سے دور ہوا تھا اور اسے اپنے وجود سے گھن آئی تھی۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ہاں بولو کیا ہوا کون سی فیکٹری میں آگ لگی ہے تمہیں پتہ ہے کتنا اہم کام چھوڑ کر آیا ہوں۔۔۔۔

سیٹھ وجاہت نے اپنے خوفیے دفتر میں گھستے اپنے خاص دوست کی پشت دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

تب ہی دفتر کی فضا میں ایک فلق شگاف قہقہہ گونجا تھا اور اس پشت کیے کھڑے شخص نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

تم۔۔۔۔ سیٹھ وجاہت نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔ جیسے سامنے کھڑے شخص کے وہاں ہونے پر اس کو یقین نا ہوا ہو۔ ۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

مقابل کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں پل بھر میں خوف ابھرا تھا۔۔۔۔اسکی حالت رحم کن تھی۔۔۔۔

گردن پر پٹی بندھی ہوئی تھی سر پر بینڈیج ہاتھ میں بینڈج۔۔۔۔

چہرے پر تکلیف کے اثار تھے مگر اس کے لبوں پر حیرت انگیز طور پر مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

ا۔۔۔۔اس۔۔۔۔اسفند چوہدر۔۔۔۔۔چوہدری۔۔۔۔ اس نے ہکلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اسفند چوہدری نام کچھ سنا سنا نہیں لگ رہا۔۔۔۔ اسفند نے سیٹھ وجاہت کی طرف دیکھتے حیران کن لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

اسفند ۔۔۔۔۔۔م۔۔۔م۔۔۔میری کوئی غلطی نہیں ہے میں نے بہت سمجھایا تھا۔۔۔۔ گلشن بائی کو اور تم کب آئے میں تمہیں کال۔۔۔۔

نہیں سیٹھ وجاہت تم نے اور تمہاری اس دو ٹکے کی بائی نے کیا سمجھ لیا کے میں مر گیا یوں۔۔۔۔ چچچچچچ افسوس ایسا تو کچھ ہوا ہی نہیں دیکھو جیسی بھی حالت میں ہوں تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔۔۔

مگر اب تم دونوں ایک بات یاد رکھنا اپنے دس کروڑ اور وہ لڑکی جو اب میرا جنون گئی ہے اسے تو میں حاصل کر کے رہوں گا۔۔۔۔

اور یہ تم جانتے ہو کے اپنے کیے کو نا تو میں دھراتا ہوں اور نا ہی پیچھے ہٹتا ہوں اپنے عمل سے۔۔۔ اس نے انگلی اٹھا کر شعلہ بار نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

ج۔۔۔۔ج۔۔۔جی اسفند چوہدری جیسے آپ کہو گے ویسا ہی ہو گا۔۔۔۔ اگر کہتے ہیں تو میں ابھی وہ لڑکی آپ کے حضور پیش کر دیتا ہوں۔۔۔۔

اس نے سوکھا حلق تر کرتے خوفزدہ ہوتے کہا تھا۔۔۔۔ جانتا تھا کے وہ خونخوار وحشی بھیڑیا ہے۔۔۔۔ اور اس کی وحشت کی کتنی مثالیں اس کے آس پاس تھیں۔۔۔۔ پھر وہ کیسے جنگل میں رہتے ہوئے ظالم بھیڑیے سے بیر لے سکتا تھا۔۔۔۔

ناں---ناں---ناں---- تمہیں کیا لگتا ہے اسے اٹھانا ہوتا تو مجھے تمہاری ضرورت پڑتی--- یہ کام میں خود بہت اچھے سے کر سکتا ہوں---- میں جانتا ہوں کے وہ اس وقت اکیلی تنہا اپنے دادا کے گھر ہے----

میرے لیے مشکل نہیں اس چیونٹی کو مسلنا---- مگر اس کو میں اس کی اوقات یاد دلانا چاہتا ہوں اچھے سے-----

اسفند نے نخوت سے کہا تھا----

ک----ک---کیا مطلب میں سمجھا نہیں---- اس کے عزائم دیکھ کر وجاہت کو خوف آیا تھا---- تب ہی پوچھنے کی گستاخی کر بیٹھا تھا-----

تمہیں سمجھانے کی چاہت میں رکھتا بھی نہیں جینا چاہتے ہو زندگی چاہیے تمہیں تو اگلے ایک ہفتے کے اندر اندر مجھے المیرا کا نام زاویان آفندی کے نام سے الگ چاہیے اور اس سے اگلے ہفتے وہ لڑکی مجھے میرے نکاح میں سجی سنوری میرے بیڈ روم میں چاہیے----

از دیٹ کلئیر مسٹر سیٹھ وجاہت------ اس نے اس کے اردگرد چلتے ہوئے اسے ساری بات کہی تھی----

ج۔۔۔۔ج۔۔جی میں سمجھ گیا۔۔۔۔آپ یہ۔۔۔

میری بات ختم نہیں ہوئی ابھی سیٹھ وجاہت۔۔۔۔ اس کی گردن کے پیچھے سے ہاتھ لے جا کر اسکی گردن کو دبوچا تھا ایک ہی ہاتھ سے۔۔۔اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی تھیں۔۔۔۔

مجھے وہ لڑکی تن من دھن سے اپنے نام چاہیے خود کو پلیٹ میں رکھ کر وہ خود مجھے میرے آگے پیش کرے اسکے لبوں پر صرف اور صرف ایک ہی نام ہو۔۔۔

اور وہ اسفند۔۔۔ اس نے سرد اور سپاٹ لہجے میں اپنی بات کہی تھی اس کی گردن پر دباؤ بڑھاتے اور جھٹکے سے اس کے پیٹ پر ٹانگ مارتے اسے چھوڑا تھا۔۔۔۔

کے وہ اپنا توازن قائم نا رکھتے ہوئے نیچے گرا تھا۔۔۔۔

ایک اور بات جتنا جلدی تم یہ کام کرو گے انعام کے حق دار ہو گے۔۔۔ مطلب آگر اس سارے بکھیرے کو تم نے دو ہفتوں کی بجایے ایک ہفتے میں ہی سمیٹ لیا تو تمہیں تمہارا انعام سود سمیت ملے گا۔۔۔۔

میں امید کرتا ہوں کے تم سے اب ملاقات خوشگوار حالات میں ہو گی۔۔۔۔۔

ورنہ۔۔۔۔۔۔۔

جملہ ادھورا چھوڑتے اس کا کاندھا تھپتھپاتے وہ وہاں سے چلے گیا تھا۔۔۔۔

اسے ہکا بکا چھوڑ کر۔۔۔۔

پتہ تھا مجھے یہ ائے گا یہ اتنی جلدی پیچھا چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہے۔۔۔ اور یہ سب اس المیرا کی وجہ سے ہوا کل تک جو دوست تھا آج دشمن بنا ڈسنے کے لیے تیار کھڑا ہے۔۔۔۔

سب میری غلطی ہے مجھے سب کچھ سوچ سمجھ کر پلین کرنا چاہیئے تھا۔۔۔۔ وہ جو اسکے سامنے بھیگا بلا بنا ہوا تھا اس کے جاتے ہی شیر کی طرح دھاڑنے لگا تھا۔۔۔۔

اس کا خوف اس کی رگوں میں چیونٹیاں دوڑا رہا تھا۔۔۔۔۔

مجھے ہر حال میں اسفند کو خوش کرنا ہو گا۔۔۔۔ ورنہ وہ مجھے قابل رحم بھی نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔ کسی کیڑے کی طرح مسل دے گا۔۔۔۔

اور میرا نام ونشان بھی مٹا دے گا۔۔۔ مجھے یہ دوستی دوستی میں ہی بدلنی ہوگی اگر یہ دشمنی میں بدلی تو میرے حق میں بہت برا ہو جائے گا۔۔۔

اس نے کانپتے ہاتھ سے منہ پر آئے پسینے کو صاف کیا تھا۔۔۔ اور کانپتے وجود کے ساتھ کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔

ٹیبل پر پڑے جگ میں سے گلاس میں پانی ڈالا تھا۔۔۔

پھر پر سکون خود کو کرتے ہوئے پانی پیا تھا۔۔۔ اور گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔۔۔

اس کا دماغ تیزی سے اگلا لائحہ عمل سوچنے لگا تھا۔۔۔

ہر پہلو پر غور کر کے وہ پہلے نارمل ہنسی ہنسا تھا۔۔۔ اور پھر فلق شگاف قہقہے گونجے تھے اس کے۔۔۔۔ اور پورے کمرے میں ارتعاش پیدا کر گئے تھے۔۔۔ وہ اپنی سوچ کی طنابیں ہلا کر اپنے سوچے منصوبے تک پہنچ گیا تھا۔۔ اور اب اسے کسی قسم کا کوئی خوف نہیں تھا۔۔۔

المیرا زاویان آفندی اور میر زاویان آفندی بچارے معصوم کسی کو کیا پتہ کے بے موت کسی لڑائی میں پڑ کر بے گناہی کی سزا بری طرح کاٹیں گیں۔۔

کیا ہی کیوں تم نے ایسامیر زاویان آفندی۔۔۔ گئے ہی کیوں تم اسکے پیچھے پھر اسے بچایا اور اسفند کو موت کے گھاٹ اتارنے کی پر زور کوشش بھی کی وہ بھی اسکی خاطر جو تمہیں گھاس نہیں ڈالتی۔۔۔

خیر اب تم دونوں کے لیے مجھے بہت برا لگ رہا ہے۔۔۔

بس آللہ کی مرضی۔۔۔ تم دونوں کے مقدر میں ملن ہے ہی نہیں۔۔۔۔ کس کس کے کام میں روڑے اٹکاو گے تم دونوں۔۔۔ آج تم دونوں کی وجہ سے مجھے اسفند کے کہنے پر یہاں آنا پڑا اپنی خوبصورت رات خراب کر کے۔۔۔

تھوڑے سے حساب میرے بھی نکلتے ہیں جو فرصت سے بے باک کروں گا۔۔۔

پر زور قہقہہ لگاتے وہ خود سے ہی باتیں کرتے خوش ہو رہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کھانا لگاؤں آپ کے لیے المیرا بی بی۔۔۔ وہ اپنے روم کی طرف جا رہی تھی جب ملازمہ نے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں کھانا نہیں۔۔۔ چائے لا دو بس سر دکھ رہا ہے اور کوئی پین کلر بھی لا دینا اس نے اندر جاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

المیرا بی بی ایک ڈبہ وہ آپ کے لیے آیا تھا۔۔۔ میں نے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا ہے دیکھ لیں۔۔۔ ملازمہ نے کمرے میں موجود ٹیبل پر پڑے چھوٹے ڈبے کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔

کون دے کر گیا ہے۔۔۔

اس نے ٹیبل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

پتہ نہیں جی خاور بابا نے آہ کر پکڑایا کے المیرا بی بی کے لیے آیا ہے ان کے کمرے میں رکھ دو تو میں نے رکھ دیا۔۔۔ ملازمہ نے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں دیکھ لیتی ہوں۔۔۔۔۔

اس نے ملازمہ سے کہا تھا۔۔۔ پھر ڈبے کو اٹھانے کی بجائے ڈریسر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔ سارے بالوں کو اٹھا کر کیچر میں جھکڑا تھا۔۔۔ سفید دودھیا بے داغ گردن سے جیسے گھنے بادل چھٹے تھے اور مطلع صاف ہوا تھا۔۔۔۔ابر آلود تو جب ہوتا جب وہ پاس ہوتا اور اس کی گردن پر اپنے بھیگے ہوئے لمسوں کی بارش کرتا۔۔۔

وہ اپنے روم میں بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ پر اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا۔۔۔۔گردن پر پچھلی سائیڈ پر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے گردن کو آنکھیں بند کر کے نرمی سے اس نے پریس کیا تھا نیچے سے اوپر اوپر سے نیچے۔۔۔۔ پھر اپنی نازک انگلیوں کو اپنی کن پٹی پر رکھ کر مسلا تھا۔۔۔۔شاید یہ اس کا اپنی پریشانی دور بھگانے کا طریقہ تھا۔۔۔۔

پھر الماری کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔وہاں سے سلیپنگ ڈریس لے کر واش روم گھسی تھی۔۔۔ وہ کافی کے گرم گھونٹ اندر اتارتا بڑے انہماک سے دیکھ رہا تھا اسے۔۔۔۔

واش روم سے باہر نکل کر اس نے گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑا تھا۔۔۔۔

آہ جاؤ۔۔۔۔ بال رگڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ دروازے پر ہونے والی دستک پر۔۔۔۔

ملازمہ چائے لے کر اندر آئی تھی ۔۔۔۔

چائے رکھ دو یہاں اور دا جی کی الماری اور سٹڈی میں جتنی بھی فائلز ہیں وہ دے کر جاؤ۔۔۔۔

اس نے ملازمہ سے کہا تھا اور گیلا تولیہ واش روم کے اندر جا کر ہینگ کیا تھا۔۔۔۔

کھلے سے آسمانی سلیو لیس کرتے اور ٹراوزر میں گیلے گیلے وجود نے اسے دور بیٹھے بھی پل بھر میں بہکایا تھا۔۔۔ گیلے بالوں کی بوندیں ہلکی ہلکی ٹپک کر چہرے اور گردن اور شرٹ میں جذب ہو رہی تھیں۔۔۔۔

ہیر برش کیے بغیر گیلے بال کمر پر بکھرائے دوپٹے سے بے نیاز چلتی ہوئی وہ صوفے پر آہ کر بیٹھی تھی۔۔۔ جھکنے سے شرٹ کا گہرا گلا عیاں ہوا تھا۔۔۔ اور پانی کی بوندیں گردن کا سفر کرتی سینے میں جذب ہوئیں تھیں۔۔۔ جھک کر کپ پکڑا تھا اور لبوں سے لگایا تھا۔۔

جب کے دور بیٹھے زاویان کی طلب بڑھ گئی تھی اس منظر کو دیکھ کر اس کا جھکنا پھر لبوں کے ساتھ چائے کے کپ کو لگانا۔۔۔ نرم ہونٹوں کا لمس اس نے شدت سے محسوس کیا تھا۔۔۔ وہ گھونٹ گھونٹ چائے پیتی کسی گہری سوچ میں تھی۔۔۔نظریں زمین پر گاڑے کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔۔

آہ مینٹل اب پتہ نہیں کون سا نیا محاز سر کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہے۔۔۔۔
زاویان نے خود کلامی کی تھی اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے اب تک وہ اس کی رگ رگ سے واقف ہو چکا تھا۔۔۔۔

بی بی جی یہ ساری فائلز۔۔۔ ملازمہ اور اسکے ساتھ ایک دوسری ملازمہ ہاتھ میں فائلز پکڑے کھڑی تھیں۔۔۔۔

ٹھیک ہے رکھ دو وہ فائلز تقریباً پندرہ سے اوپر تھیں ۔۔۔۔

دا جی کا لیپ ٹاپ بھی لا دینا۔۔۔۔ اس نے ملازمہ کے مڑتے ہی اگلا حکم جاری کیا تھا۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔ ملازمہ نے کہا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ لیپ ٹاپ لیے آئی تھی۔۔۔ اسے بھی اس نے بیڈ پر رکھنے کا کہا تھا۔۔۔۔

یہ کپ لے جاؤ اور صبح مجھے سات بجے سے پہلے اٹھا دینا اور اگر میں نا اٹھوں یا ڈور نا کھولو تو ڈوپلیکیٹ کی باہر کی ہول میں لگی ہے اس سے اندر آنا اور میرے اوپر پورا پانی کا جگ

انڈیل دینا--- اپنے نیند میں گم سونے کی عادت سے وہ واقف تھی تب ہی اپنے تئیں اسے تنبیہہ کی تھی----

جی میں وہ پانی--- ملازمہ تذبذب کا شکار ہوئی تھی---

جی---- جو کہا وہی کرنا اب جاو---- ملازمہ کو کہا تھا پھر ڈور لاک کر کے وہ ڈریسر کے پاس آئی تھی بالوں میں بریش کیا تھا-----

پھر قدم قدم چلتی فائلز کے پاس آئی تھی بیڈ پر بیٹھ کر اس نے ساری فائلز کھول کر پڑھنا شروع کی تھیں----

یہ کون سی جنگ عظیم کی تیاری ہو رہی ہے وہ زیر لب مسکرایا تھا---- فائلز پڑھتے آدھے گھنٹے بعد ہی اسے نیند انے لگی تھی--- بار بار وہ اپنے ہاتھ کو منہ پر رکھ کر اپنی جمائی روک رہی تھی---

وہ اس کی نیند سے مخمور آنکھوں بوجھل پلکوں اور تھکے وجود کو دیکھ کر گہرا مسکرا رہا تھا اسکی ایک ایک حرکت نوٹ کرتا----

نو نیند نیور۔۔۔۔ پلیز یار ابھی مت آؤ مجھے نا اس زاوی سے بدلہ لینا ہے میں اسے بزنس میں ایسا نقصان پہنچانا چاہتی ہوں کے اسے ہمیشہ یاد رہے کے اس نے المیرا ریحام ملک سے پنگا لیا تھا۔۔۔ اس نے تھکے لہجے میں جمائیوں کو روکتے جوش سے کہا تھا اور اپنی نیند کے آگے منت کہ تھی۔۔۔۔

تو المیرا زاویان افندی کو زاوی سے بدلہ لینا ہے اس کا اس نازک سی لڑکی کی باتوں پر قہقہہ بلند ہوا تھا اچھاتب ہی یہ اصلحے اور گولا منگوایا ہے ائی مین لیپ ٹاپ اور یہ فائلز وہ پورے دل سے ہنسا تھا۔۔۔۔

اب وہ ایک پیپر پر کچھ نوٹ کر رہی تھی تب ہی نیند سے انکھیں بند ہوئی تھی اور ایک جھٹکے میں سر ڈھلکا تھا۔۔۔ کے وہ ہوش میں آئی تھی ۔۔۔ نو ابھی نہیں یار کیوں تنگ کر رہی ہو۔۔۔۔

شششششش دور بھاگو مجھے ابھی لیپ ٹاپ کا ڈیٹا بھی دیکھنا ہے۔۔۔۔رات کے ڈھائی بجے وہ چھوٹے اور معصوم بچوں کی طرح ری ایکٹ کر رہی تھی۔۔۔

معصومیت کا اینڈ لیول۔۔۔۔زاویان نے اس کی حرکت پر دل میں سراہا تھا۔۔۔۔

وہ اٹھی تھی اچھے خاصے چھینٹے مار کر آئی تھی منہ پر۔۔۔ پھر بالوں کو اکھٹا کر کے دوسرے کاندھے پر ڈالا تھا اور لیپ ٹاپ کھولا تھا۔۔۔

پاس ورڈ کیا ہو سکتا ہے پاس ورڈ پوری کوشش کے باوجود بھی کئی بار کتنے ہی نام ٹائپ کرنے کے باوجود وہ نہیں کھلا تھا۔۔۔

کیا ہو سکتا ہے پاسورڈ اس نے پھر سے کن پٹی سہلائی تھی۔۔۔ اب اس کے چہرے پر پریشانی واضح تھی۔۔۔

اور آنکھوں میں نمی بھری تھی جسے دیکھ کر زاویان بھی پریشان ہوا تھا۔۔۔۔

کیا ہو گا پاس ورڈ کیا میرا اور انعمتہ دونوں کا نام۔۔۔ اس نے سوچتے ہوئے ٹائپ کیا تھا۔۔۔۔ المنتا۔۔۔۔ یعنی ادھا اپنا نام اور آگے کا آدھا انعمتہ کا۔۔۔۔ جیسے

اے۔۔۔ ایل۔۔۔۔ایم۔۔۔این۔۔۔ٹی۔۔۔ اے۔۔۔۔

اور حیرت انگیز طور پر پاس ورڈ کھل گیا تھا۔۔۔ وہ خوشی سے اچھلی تھی۔۔۔۔

وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔اس کی خوشی پر۔۔۔۔

گود میں لیپ ٹاپ رکھے ایک ایک کر کے وہ ساری فائلز دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

پھر لیپ ٹاپ کو سائیڈ پر رکھا تھا دونوں تکیے بازوں کے نیچے رکھ کر کہنی کے بل لیٹ کر لیپ ٹاپ میں موجود فائلز پڑھنے لگی تھی۔۔۔۔ پانچ منٹ اس کنڈیشن میں لیٹے لیپ ٹاپ کی پیڈ پر ہاتھ رکھ وہ ڈھلکے سر کے ساتھ مدہم سرگوشی میں سانس لیتے سو گئی تھی۔۔۔۔

اس نے جنگ لڑنی ہے۔۔۔ حد ہے اوہ مائی گوڈ۔۔۔۔ وہ اسے سوتا دیکھ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا اور ہنستا چلا گیا تھا۔۔۔اتنا ہنس رہا تھا وہ کے اسکی آنکھوں میں ہنسنے کی وجہ سے نمی آئی تھی۔۔۔۔

اور المیرا کے فلک کو بھی پتہ نہیں ہو گا کے دور بیٹھا زاویان آفندی اسے اس کنڈیشن میں دیکھ کر اتنا محضوض ہو رہا ہے۔۔۔۔

اب یہ کیسے ایسے ہی سوتی رہے گی۔۔۔ اسے اس کے نازک ہاتھ پر رحم آیا تھا جسکے اوپر وہ اپنا سارا وزن گرائے سو رہی تھی آڑی ترچھی۔۔۔۔۔بے ترتیب۔۔۔۔بے سکون۔۔۔۔

اس کو زوم کر کے فوکس کر کے دیکھتے دوپٹے کے بغیر آگے سے شرٹ ساری ایک طرف ڈھلکی ہوئی اور سلیو لیس سفید بازو کتنے جذباتوں نے اس کے پل بھر میں انگڑائی لی تھی۔۔۔۔

وہ اس وقت وہ چاند بنی ہوئی اس پر غضب ڈھا رہی تھی جو دور سے مسمرائز کر رہا تھا۔۔۔۔

کیسے دیکھ سکتا تھا وہ اسے بے سکونی کی حالت میں سویا ہوا دل نے شدت سے خواہش کی تھی۔۔۔۔ اس کو جاکر صحیح سے لٹائے اس پر کمفرٹر اوڑھائے۔۔۔۔

اور رات تین بجے وہ اپنی گاڑی کی کیز اٹھائے گھر سے نکلا تھا۔۔۔۔دل بے تاب ہو رہا تھا۔۔۔ اس تک پہنچنے کے لیے جب ہی ریش ڈرائیونگ کرتا اس کے گھر کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

خاور بابا کو وہ سب کچھ پہلے ہی بتا کر جا چکا تھا اپنے اور المیرا اور آہان اور انعمتہ کے نکاح کے بارے میں بھی وہ یہ سب سن کر بہت خوش ہوئے تھے۔۔۔ اور انہوں نے زاویان کو یقین بھی دلایا تھا کے وہ ہر صورت میں ان کے ساتھ ہیں۔۔۔۔ زاویان کی گاڑی کے

لیے انہوں نے گیٹ کھولا تھا۔۔۔ وہ گاڑی پارک کر کے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ پورا ملک ہاؤس سناٹوں میں تھا۔۔۔۔ ہلکی مدہم لائٹس اون تھیں بس۔۔۔۔ وہ آہستگی سے چلتا اس کے روم کی طرف آیا تھا۔۔۔۔

ناب گھمائی تھی وہ بند تھا۔۔۔۔ لاکڈ۔۔۔۔

اس نے کمرے کے باہر ہی موجود کی ہول میں سے ڈپلیکیٹ چابی لی تھی۔۔۔ دروازہ کھولا تھا اور وہ کھل گیا تھا۔۔۔

سامنے ہی وہ آڑھی ترچھی ایک ہاتھ لیپ ٹاپ پر رکھے ایک اپنے نیچے دبائے دونوں ٹانگوں اور پاؤں کے نیچے فائلز اور ان کے پیپرز دبائے گہری نیند سو رہی تھی۔۔۔

وہ لبوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے اس تک آیا تھا۔۔۔۔۔

پہلے لیپ ٹاپ اٹھا کر بند کر کے سامنے پڑی میز پر رکھا تھا۔۔۔۔ پھر اس کی بے داغ شفید ٹانگوں کو پکڑ کر سائیڈ پر کرتے فائلز نکال کر ساری فائلز اکھٹی کر کے ٹیبل پر رکھی تھیں۔۔۔۔

پھر چلتا ہوا پاس آیا تھا۔۔۔ ٹراوزر جو کھلا ہونے کی وجہ سے اوپر ہو گیا تھا اور بے داغ پنڈلیاں پوری آب و تاب سے چمک رہیں تھیں۔۔۔۔ان کو دیکھتے گہرا سانس بھر کر ٹراوزر کھینچ کر ٹخنوں تک کر کے ٹھیک کیا تھا۔۔۔۔دونوں ٹانگوں گا۔۔۔۔

کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے سیدھا لٹایا تھا۔۔۔۔ وہ نیند میں ماتھے پر بل لا کر کسمسائی تھی۔۔۔۔ جیسے نیند میں خلل پڑنا برا لگا ہو اسے اس کا۔۔۔۔

تکیہ سیدھا کرتے اسے لٹا کر کمفرٹر اوڑھا کر۔۔۔ وہ اٹھا تھا جانے کے لیے جب اپنی شرٹ کا کونا اس کے ہاتھ میں قید پایا۔۔۔۔

وہ تو اسے بس سکون دہ پوزیشن میں سلانے آیا تھا۔۔۔۔

اس کا ہاتھ ہٹا کر کچھ سوچتے ہوئے بیڈ کی دوسری سائیڈ آہ کر وہ اس کے ساتھ ہی لیٹ گیا تھا۔۔۔

جانے کیوں مگر اس کے قریب سے دور ہونے کو دل ہی نہیں کیا۔۔۔۔ بازو سے کھینچ کر اسے خود کے قریب کرتے اس کے نم گیلے بالوں کی خوشبو کو اندر اتارتے گردن میں گہرا

سانس لے کر اپنی داڑھی رب کی تھی۔۔۔اور اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔ وہ پھر سے کسمسائی تھی نیند میں داڑھی کی چھبن سے۔۔۔اس کے لب مسکرائے تھے۔۔۔۔ میرا سوتو بچہ۔۔۔۔اس کی کان کی لو کو منہ میں ڈالتے زبان سے چھوتے کہا تھا۔۔۔۔پھر پوری شدت سے اس کو سینے میں بھنچا تھا۔۔۔۔

نازک وجود کی نرماہٹوں کو بڑی دیر تک خود میں سموئے محسوس کیا تھا۔۔۔۔

پلیز میرو ضد چھوڑ دو نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر ایک پل بھی اب۔۔۔ جان پر بن آتی ہے تمہاری دوری تمہاری بے اعتنائی دیکھ کر۔۔۔ خود کے ساتھ ساتھ میری آزمائشوں کو کم کر دو۔۔۔ تھک گیا ہوں اب میں۔۔۔

مجھے اپنی قربت میں جینے کی وجہ دے دو یہ لڑائی یہ درد یہ سب کر کے ہم دونوں تکلیف میں رہیں گے ۔۔۔

اپنا پور پور مجھے سونپ دو میری ہو جاؤ۔۔۔۔

وہ اذیت کی انتہا پر تھا ۔۔۔وہ چاند اس کا تھا۔۔۔ مگر اس کا ہونے کا باوجود بھی اس سے دور تھا بہت دور۔۔

انکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے اس کی گردن میں منہ چھپاتے کرب سے کہا تھا اس نے۔۔۔۔

چل پیر سائیں کوئی آیّت پھُونک
کوئی ایسا اِسمِ اعظم پڑھ
وہ آنکھیں میری ہوجائیں
کوئی صوم صلوٰۃ دُرُود بتا کہ وّجد وُجُود میں آ جائے
کوئی تسبیح ہو کوئی چِلا ہو
کوئی وِرد بتا
وہ آن ملے
مُجھے جینے کا سامان ملے
گر نہیں تو میری عرضی مان
مُجھے مانگنے کا ہی ڈھنگ سکھا

For more visit (exponovels.com)

کہ اشک بہیں مرے سجدّوں میں
اور ہونٹ تھرا تھر کانپیں لبّس
مری خاموشی کو بھیک ملے
مرے خالی پن میں پھول کھلے
کوئی حرف ادا نہ ہو لیکن
مری ہر اک آہ کا شور وہاں سرِ عرش مچّے
مرے اشکوں میں کوئی رنگ ملا
مرے خالی پن میں پھُول کِھلا
مُجھے یار ملا سرکار ملا
اے مالِک مُلک کے ، شاہ سائیں
مُجھے اور نہ کوئی چاہ سائیں
مری عرضی مان ، نہ خالی موڑ
مُجھے مان بہُت مرا مان نہ توڑ

For more visit (exponovels.com)

چل پیر سائیں کوئی آیّت پھُونک
کوئی ایسا اِسمِ اعظم پڑھ
وہ آنکھیں میری ہوجائیں

اسے یہ غزل بہت پسند تھی تب ہی باری باری اس کی آنکھوں پر لب رکھتے اس کے کانوں میں سرگوشی کرتے اپنے دل کا ایک ایک لفظ اسکی سماعتوں میں اتارا تھا۔۔۔
وہ معصوم بچی لگ رہی تھی اس وقت تو وہ بھی کسی ٹوٹے ہوئے کھلونے کی طرح بکھرا ہوا تھا۔۔۔

نہیں سن رہی نا تم میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔ اس نے غصے سے دیکھا تھا اس کی طرف جو مدہم سانسیں لیتے سو رہی تھی۔۔۔۔

تب ہی پورے حق سے اس کے کان کے پیچھے ہاتھ لے جا کر اس کے بالوں میں پھنسایا۔۔۔پھر اس کے گلابی ہونٹوں پر جھکا تھا اور آنسو بہاتے ہوئے بڑی نرمی سے قطرہ قطرہ ان نرماہٹوں کو پینے لگا تھا۔۔۔وہ جب ہلکی سی شدت دکھاتا تو وہ نیند میں

کسمساتی اور جب وہ ہلتی وہ تھوڑی دیر کے لیے اپنی کار گزاری روک دیتا اور پھر سے اس کے گیلے لبوں کو گرفت میں لے لیتا کتنی دیر وہ اپنا عمل دوہراتا رہا تھا۔۔۔۔

ز۔۔۔زا۔۔۔۔۔وی۔۔۔اس کی زرا سی شدت سے وہ گھبرائی تھی مندی مندی آنکھیں کھولیں تھی اسکا نام خمار آلود لہجے میں پکارا تھا۔۔۔۔۔

وہ اسکی نیند کا خیال کرتے پیچھے ہوا تھا اسکے لبوں کو اپنے لبوں کی گرفت سے آزاد کیا تھا۔۔۔۔

حکم زاوی کی جان۔۔۔۔ روح سر شار ہوئی تھی اس کے نام کی پکار سن کر تب ہی اس کی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کی تھی۔۔۔۔اور نرمی سے اسے خود سے علیحدہ کرتے اٹھا تھا۔۔۔۔اس پر کمفرٹر ٹھیک کرتے۔۔۔۔

اپنی کیز لیں تھیں۔۔۔۔ایک بار پھر سے مڑا تھا اس کے گالوں پر باری باری دہکتے سلگتے لب رکھے تھے۔۔۔۔ پھر اس کی آنکھوں پر نرمی سے لمس چھڑا تھا پھر اس کے اوپر والے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے کر بھیگا لمس چھوڑا تھا پیشانی پر لب رکھ کر جانے کے لیے مڑا تھا۔۔۔۔

وہ بیڈ شیٹ کی چادر کو مٹھیوں میں جھکڑے سانس روکے اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسوں اور دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے سلگتے لمس اپنی نازک جان پر برداشت کر رہی تھی۔۔۔ وہ پلٹ کر گہرا مسکرایا تھا وہ جان چکا تھا وہ جاگ گئی ہے۔۔۔۔۔

اس کے سانس روکنے کو بھی نوٹ کر چکا تھا اور کمفرٹر میں چھپے کپکپاتے وجود کو بھی اس کی جان جاگتے ہی سانسوں کی روانگی میں تیزی اور اپنے ہی دل کی دھڑکنوں کے شور سے ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ چلے گیا تھا اسے زیر کر کے مگر اس کی خوشبو اس کا لمس اس نے اپنے گیلے لبوں کو ہاتھ کی پوروں سے چھو کر محسوس کیا تھا۔۔۔۔

وہ تو اس کی اپنے ہونٹوں پر ہوتی کارگزاری سے ہی جاگ گئی تھی۔۔۔۔ وہ ہر آنے والے لمحوں میں اس پر صور پھونک جایا کرتا تھا۔۔۔ اپنی محبت کا صور۔۔۔۔

اپنے عشق کی داستان اس کی سانسوں میں منتقل کر جاتا تھا۔۔۔۔ اپنی بے چینی اپنی تڑپ کو اس کی سانسوں میں اپنی ہر سانس کے ساتھ ملا کر ایک الگ سر بکھیر کر جاتا تھا جو اس کی دھڑکنوں کے ساتھ مل کر دھڑکتا تھا۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔وہ اب اپنے موبائل کو کیمراز کے ساتھ کنیکٹ کیے گاڑی کے ڈیش بورڈ پر رکھے ڈرائیو کرتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

آئی ہیٹ یو میر زاویان آفندی تم مجھ میں اپنی چاہت کا نشہ نہیں انڈیل سکتے۔۔۔ مجھے محبت نہیں نفرت کرنی ہے تم سے بے پناہ بے تحاشہ نفرت۔۔۔

تم کیوں ہر گزرتے لمحے میں مجھے اپنے سحر میں مبتلا کر رہے ہو۔۔۔ مجھے تمہارے سحر میں نہیں قید ہونا۔۔۔ مجھے نہیں پتہ میں اپنی دھڑکنوں پر کیوں قابو نہیں پاہ پاتی کیوں اپنے ہی اندر اٹھنے والے اس بے تکے جذبے سے ہار رہی ہوں۔۔۔

دور ہو جاؤ مجھ سے یا مجھے خود سے دور کر دوں ڈیم آئی لو یو۔۔۔

اس نے روتے ہوئے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جھکڑتے کہا تھا۔۔۔

وہ اس کے ہرلفظ پر اس کے منہ سے ہوتے محبت کے اظہار پر۔۔۔پرسکون سا ہوا تھا۔۔۔ لمبی سانس لیے دلفریب مسکراہٹ سے مسکرایا تھا۔۔۔اور وہ گھٹنوں میں سر دیئے رو رہی تھی۔۔۔

کیوں کر رہی ہو ایسا تم سے ایک قدم کی دوری پر ہی تو کھڑا ہے تمہارا سکون۔۔۔۔ وہ بے بسی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

,بہت خاموش لہجے میں

...میں اُس کو چھوڑ آئی ہوں

,اسے احساس اب ہوگا

..."اسے مجھ سے محبت تھی"

،وہ مجھ کو بھول بھی جائے

For more visit (exponovels.com)

،محبت یاد رکھے گا

...عقیدت یاد رکھے گا

،مجھے آگے نکلنا ہے

،کبھی واپس نہیں جانا

،سو اس کو چھوڑ آئی ہوں

،کہ اس کو چھوڑ دینا ہی

...بس میری محبت تھی

For more visit (exponovels.com)

کیوں کر رہے ہو مجھے بے بس مجھے خود میں سکون مت دو۔۔۔ وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

اور عشق کی داستان نے مسکرا کر دونوں کی تڑپ کو خراج بخشا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ گاڑی سے اتری تھی آہان کے ساتھ ہی۔۔۔اور اندر کی طرف جانے لگے تھے۔۔۔

آہان مجھے تھوڑی دیر لان میں واک کرنی ہے۔۔۔ اس نے اندر جانے کی بجائے۔۔۔ لان کی طرف قدم بڑھاتے کہا تھا۔۔۔

اوکے تم جاؤ میں بس ابی کو دیکھ کر آتا ہوں پانچ منٹ تک۔۔۔اہان نے اسے پیار سے کہا تھا اور گھر کے اندر چلے گیا تھا۔۔۔اور وہ لان میں چہل قدمی کرنے لگی تھی۔۔۔

ابھی اسے دومنٹ ہی ہوئے تھے کے اس نے چلتے چلتے لان کی دیوار کے اوپر بیٹھا اندھیرے میں انسانی ہیولا دیکھا تھا۔۔۔ اور وہ خوفزدہ ہوئی کانپنے لگی تھی۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔ک۔۔۔کون ہے وہاں۔۔۔ اس نے خوف سے پکارا تھا جب ہی کسی نے کانچ کی، لوتل، کا نشانہ بنا کر اس، کے سر پر ماری، تھی، اور دلوار کود گیا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اس سے پہلے کے بوتل اس کے سر پر لگتی آہان نے اس کو کھینچ کر اپنی طرف کیا تھا اور بوتل لان کی گھاس پر گری تھی مگر چونکہ مٹی تھی تو ٹوٹنے سے بچ گئی تھی۔۔۔۔

تم ٹھیک ہو ناں وہ جو خوف سے لرز رہی تھی اسے سینے میں چھپاتے پوچھا تھا۔۔۔

و۔۔۔۔و۔۔۔۔وہاں ک۔۔۔۔کوئی تھا۔۔۔ آہان لان کی دیوار پر۔۔۔۔ اس نے جہاں اسے ہیولا نظر آیا تھا۔۔۔ ادھر اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔۔

کچھ نہیں ہے کوئی نہیں ہے بے بی ریلیکس۔۔۔۔ اس نے اس کی کمر سہلاتے اسے پیار سے ریلیکس کرتے کہا تھا۔۔۔۔

احمد بابا "خالد "رؤف "کہاں ہو سب وہ ایک آواز میں چلایا تھا۔۔۔

جاؤ دیکھو کون ہے باہر اور یہ بوتل کس نے پھینکی ہے۔۔۔ وہ دھاڑا تھا ان تینوں پر۔۔۔

ج۔۔۔ج۔۔۔جی صاحب وہ تینوں آگے پیچھے بھاگتے ہوئے داخلی دروازے کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

یہ بوتل۔۔۔ آہان یہ بوتل تو ویسی ہی بوتل ہے جو میں نے اس عابش کے سر پر ماری تھی۔۔۔ یہ وائن والی بوتل ہے۔۔۔ وہ نیچے بیٹھ کر اس بوتل کو پکڑ کر بولی تھی۔۔۔

اچھا چھوڑو انعمتہ اسے لیو اٹ جو بھی ہو گا پتہ چل جائے گا۔۔۔ اس نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

پیپر آہان۔۔۔۔ اس بوتل میں پیپر ہے۔۔۔ اس کی نظر بوتل رکھے پیپر پر گئی تو ڈھکن اتار کر اس خالی بوتل میں سے پیپر کو نکالا تھا۔۔۔ وہ بھی اس کی کاروائی دیکھ کر نیچے بیٹھ گیا تھا پاؤں کے سہارے۔۔۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے کاغذ نکالا تھا اور اسے کھولا تھا۔۔ اور اس پر لکھی تحریر پڑھ کر اس کے آنسو روانگی سے برسنے لگے تھے۔۔۔

یہ پیغام ہے تمہارے لیے صاف لفظوں میں اپنے شوہر کو چھوڑ کر میرے پاس چلی" آؤ۔۔ اور اگر میرے پاس آنے میں دیر کی تو تمہارا شوہر زندہ نہیں بچے گا۔۔ کیونکہ اگلی بار بوتل نہیں ہو گی میرے ہاتھ میں گن ہو گی اور نشانہ میر آہان افندی ہو گا۔۔۔ میری "بلبل

آہان کے ماتھے پر بل آئے تھے وہ تحریر پڑھ کر پھر اس کو روتی کو دیکھا تھا۔۔۔ بازو سے پکڑ کر اسے اوپر لایا تھا روم میں۔۔۔۔اور صوفے پر بٹھایا تھا۔۔۔

پھر نرمی سے اس کے پاس بیٹھ کر اس کے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔۔

دیکھو انعمتہ۔۔۔۔

میں کہہ رہی تھی نا آپ سے مجھے نہیں جانا میں کہہ رہی تھی آپ سے مجھے باہر مت لے کر جائیں نہیں آپ نے میری ایک نہیں سنی۔۔۔۔

دیکھا وہ پہنچ گیا نا۔۔۔ اس نے مجھے باہر دیکھ لیا ہو گا۔۔۔ وہ ہم تک پہنچ گیا۔۔۔۔وہ ہمارے گھر تک پہنچ گیا ہے۔۔۔۔

وہ ہچکیوں سے روتے خود پر سے اس کے ہاتھ جھٹکتے کہہ رہی تھی۔۔۔۔

آپ کو لگا تھا میں خوف سے کہہ رہی ہوں ڈر ہے میرے اندر کوئی چھپا۔۔۔۔ نہیں آہان وہ ڈر نہیں تھا مجھے یقین تھا وہ ہم تک پہنچ جائے گا وہ سب برباد کر دے گا۔۔۔۔

وہ وہ چھین لے گا، مجھ سے آپ کو۔۔۔وہ چھین لے گا۔۔۔۔ نہیں آپ کو مجھ سے دور نہیں جانا۔۔۔۔۔میرے آہان کو مجھ سے۔۔۔۔۔۔ وہ بچوں کی طرح اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیے بلک بلک کر روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔۔

اس کے آنسو اسکے لہجے کا ڈر اس کی پکڑ کا لمس وہ خوفزدہ تھی اس کے دور جانے سے اور یہی بات آہان افندی کے دل کے لیے مسہور کن تھی۔۔۔۔

کیوں کیوں دور نہیں جانا وہ اس کے دلکش ڈھکے چھپے لفظوں کے سحر میں کھونے لگا تھا۔۔۔

بی کوز آئی لو یو آئی کانٹ وانٹ ٹو لوز یو۔۔۔ آئی لو یو آہان۔۔۔کہتے وہ اس کے سینے میں گھسی تھی۔۔۔ اس کی کمر پر ہاتھ باندھے تھے۔۔۔ اس کے دل کے مقام پر کان رکھا تھا ۔۔۔ اور اسکی دھڑکنیں سنتی مزید رونے لگی تھی۔۔۔

اور وہ اتنے خوبصورت اظہار پر ہل بھی نہیں سکا تھا۔۔۔ محبت واقع شاد کرتی ہے۔۔۔ اس کے روئے روئے میں سکون اترا تھا وہ لفظ سن کر۔۔۔اس کے بالوں پر لب رکھے تھے کمر کو سہلاتے پوری شدت سے اسے خود میں بھینچا تھا جو روتی ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

کہیں نہیں جائے گا میر آہان آفندی اپنی محبت کو چھوڑ کر ڈرنا چھوڑ دو انعمتہ تمہیں کیا لگتا ہے ان کھوکھلی دھمکیوں سے ڈر جاؤں گا میں۔۔۔ صبح ہی اس کا پتہ لگواتا ہوں۔۔۔ اور۔۔۔

ن۔۔۔۔۔ن۔۔۔۔ نہیں نہیں ا۔۔۔اپ۔۔۔ باہر نہیں جائیں گے پرامس می آپ باہر نہیں جائیں۔۔۔ اس نے اس سے الگ ہوتے کانپتے ہاتھوں سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیتے کہا تھا۔۔۔

انعمتہ میری جان میں ایسے گھر۔۔۔

میک پرامس آہان آپ کو میرے سر کی قسم آپ باہر نہیں جائیں گے۔۔۔ اچانک سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر رکھا تھا۔۔۔

تم کیا چاہتی ہو انعمتہ میں چوڑیاں پہن کر گھر بیٹھ جاؤں۔۔۔۔ میری جان جب تک اللہ نا چاہے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔ ادھر آؤ میرے پاس اسے سینے سے لگاتے صوفے پر لیٹا تھا اور اسے اپنے اوپر لٹایا تھا۔۔۔ اس کے کانپتے وجود کو اپنے بازوؤں کو گرفت میں لے کر اس کی کمر پر باندھا تھا۔۔۔۔ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں کی گرفت میں لیا تھا۔۔۔

اور ٹھنڈے یخ پاؤں پر اپنے پاؤں رکھے تھے۔۔۔۔۔وہ آہستہ آہستہ اس کے وجود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

آپ نہیں جائیں گے باہر۔۔۔۔ وہ اس کے لمس سے پر سکون ہو رہی تھی آنسو تھمے تھے بس سسکیاں باقی تھیں اور کانپنا۔۔۔۔اس نے یقین دہانی کے لیے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

اچھا بابا نہیں جاؤں گا ریلیکس ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔۔ اس نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے کہا تھا۔۔۔۔

اس نے اس کے سینے سے منہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

یہاں لاؤ اپنا چہرہ میرے چہرے کے قریب۔۔۔۔ اس نے اب ایک ہاتھ بالوں میں پھنسایا تھا اس کے۔۔۔۔

نو مجھے نہیں کرنا آپ کسسسس۔۔۔۔۔ وہ بولتے بولتے چپ ہوئی تھی اور دوبارہ سے سینے پر سر رکھا تھا۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ وہ ہنسا تھا۔۔۔ اس کا حیا سے سرخ چہرہ دیکھ کر۔۔۔۔ اس کی نازک کمر پر دونوں ہاتھ دائیں بائیں رکھ کر تھوڑا سا اوپر اٹھا کر اسے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا تھا۔۔۔۔

بتاؤ کیا ہوتا ہے میرے باہر جانے کا سوچ کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔ جس کی انکھیں ایک پل میں اسکی انکھوں کو دیکھ کر جھکیں تھیں اور پلکیں لرز رہیں تھیں۔۔۔۔۔

آہان میرا سانس بند ہوتا ہے یہ سوچ کر پلیز۔۔۔۔ اس نے آنسوؤں بھری آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے کرب سے کہا تھا۔۔۔۔

تبھی اس نے اسکی بھیگی پلکوں پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

پھر اسکی ناک کے ساتھ ناک رب کی تھی۔۔۔۔

سانس کھینچو اندر۔۔۔۔ اس کی ناک کے ساتھ ناک لگاتے کہا تھا۔۔۔۔

اس نے گہرا سانس کھینچا تھا اندر اور اسکی سانسوں کو اپنی سانسوں میں چنا تھا۔۔۔۔

جب بھی ایسا محسوس ہو تو یاد رکھنا آہان کی سانسیں تمہارے اندر ہیں اور تم کیسے آہان کی سانسوں کو بند کر سکتی ہو۔۔۔

روحِ من

سانسیں تیرے تابع کر دی گئی ہیں

ان کا کھل اٹھنا

مرجھا جانا

تیرے ہونے، نہ ہونے سے وابستہ ہے۔۔۔۔

اس نے گھمبیر لہجے میں کہتے اس کے لبوں کو اپنی شدتوں سے بھگایا تھا۔۔۔ اور وہ اس کی سانسوں کو چنتی اسکی دھڑکنوں کے شور کو سنتی ہلکان ہورہی تھی۔۔۔۔

تب ہی اس نے اسکی حالت کے پیش نظر اس کے لبوں کو آزادی دی تھی۔۔۔ وہ لمبے لمبے سانس بھرتی اس کے سینے پر سر رکھے اپنی اور اسکی دھڑکنوں کے تال میل کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

آپ نہیں جائیں گے نا باہر۔۔۔ سانس ہموار ہوتے ہی پھر سے خوف کے مارے پوچھا تھا۔۔۔۔

نہیں جاوں گا۔۔۔ یقین دہانی کروائی تھی۔۔۔۔

اس نے پر سکون ہوتے آنکھیں موندی تھی۔۔۔ وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسکی کمر سہلا رہا تھا۔۔۔

اس عابش کا جلد از جلد کوئی نا کوئی بندوبست کرنا ہی پڑے گا اس نے دل میں سوچا تھا۔۔۔

ورنہ یہ ایسے ہی روتی رہے گی خوفزدہ رہے گی تھوڑا اوپر اٹھ کر اس کے بالوں پر لب رکھے تھے۔۔۔

انعمتہ۔۔۔ اس نے ہلکے سے آواز دی تھی۔۔۔ مگر وہ پر سکون اس کے سینے میں دبکی سوگئی تھی۔۔۔

یہ تو خود میرا بچہ بنتی جا رہی ہے ابھی اس کو بے بی چاہیے وہ سوچ کر ہنسا تھا۔۔۔ پھر اسے لیے صوفے سے اٹھا تھا۔۔۔ بیڈ پر لٹا کر اس پر کمفرٹر دیا تھا۔۔۔۔

پیشانی کو چومتے مڑا تھا اپنا لائٹر اور سگریٹ پیک اٹھائے چپ چاپ سٹڈی کی طرف آیا تھا۔۔۔

اب اسے جو بھی کرنا تھا بہت جلد کرنا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

خدا کے لیے ماما چھوڑ دیں مجھے بچا لیں مجھے۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں کے سامنے انعمتہ کا روتا کرلاتا اپنی عزت کی بھیک مانگتا چہرہ آیا تھا۔۔۔

رات سے لے کر صبح تک وہ ایک منٹ کے لیے بھی نہیں سوئی تھی اور اب شاور کے نیچے کھڑی خود کو مل مل کر صاف کر رہی تھی پھر بھی اس کو خود سے کراہیت اور گھن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

اب اسے سمجھ آیا تھا کے کسی نا پسندیدہ شخص کے اگے خود کی عزت پیش کرنا کتنا درد ناک اور اذیت ناک ہے زندگی میں یہ دوسری بار تھا جب وہ اتنا روئی تھی ۔۔۔۔

تم نے انعمتہ تم نے مجھے بد دعا دی ہو گی تب ہی تو میں اس حال میں پہنچی ہوں۔۔۔ خدا کی قسم تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی دس دس مردوں کے آگے تمہیں پیش نا کیا تو میرا نام بگاڑ دینا۔۔۔۔

اس نے شاور کے نیچے کھڑے ہی بے دردی سے اپنے آنسو صدف کیے تھے۔۔۔۔۔

وہ اوندھے منہ قمیض اتارے بنیان اتارے بس شلوار پہنے بستر پر اڑھا ترچھا لیٹا ہوا تھا جب اس کا موبائل زور شور سے بجنے لگا تھا۔۔۔۔

اس نے بے زار ہوتے ہوئے تکیے کے نیچے سے اپنا بٹنوں والا موبائل نکالا تھا۔۔۔۔

لطیفا۔۔۔۔اس نے لطیف کا نمبر دیکھ کر زیر لب کہا تھا۔۔۔۔

واہ اب تو لطیف کو اپنی مردانگی کا قصہ سناؤں گا۔۔ اس نے سوچتے ہی خوش ہوتے کال رسیو کی تھی۔۔۔۔

ہاں لطیفے کیسا ہے تو۔۔۔ اس نے پوچھا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہوں میں تو بتا کیا بنا پھر یا پھر بائی نے جوتے مار کر بھگا دیا کمرے سے۔۔۔
لطیف نے تجسس کے مارے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

تو نے کیا مجھے ہجڑا سمجھا تھا۔۔۔ مرد ہوں مرد اور ایک عورت پر مردانگی کیسے دکھانی ہے یہ مجھ سے بہتر کون جانتا ہے۔۔۔ ویسے بھی وہ رات کو مجھے مالکن نہیں بیوی لگی تو بس لے لیا حق۔۔۔

رشید نے اپنی ٹنڈ پر ہاتھ پھیرتے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ہیں واقع تو نے وہ منا لی وہ کیا کہتے ہیں فلموں میں ہاں گولڈن نیٹ۔۔۔ لطیف نے سوچتے ہوئے اچانک یاد کرتے کہا تھا۔۔۔

گولڈن نیٹ نہیں نائٹ ہوتا ہے۔۔۔۔ اور منالی سچی یار پوچھو تو۔۔۔۔ سالوں کی حسرت پوری ہو گئی۔۔۔ اس دل کو سکون مل گیا۔۔۔۔ اب وہ والی حالت نہیں رہی وہ کونسا گانا تھا۔۔۔۔

پوچھا زرا پوچھو مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔

کیسی بے قراری ہے یہ کیسا نشہ ہے۔۔۔۔

گلشن بائی تم سے دل لگانے کی جزا ہے۔۔۔۔

اس نے دل پر ہاتھ رکھتے موٹی آواز میں جذبات سے بھرپور لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

واہ رشیدے تیری آواز تو بہت چنگی ہے تو نے تو وہ نیا گلوکار نہیں عاطف اسلم اسے بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔۔۔۔واہ رشید تیرے تو بڑے ششکے ہو گئے۔۔۔۔

لطیف نے کھسیانی ہنسی ہنستے کہا تھا۔۔۔۔

بس اسی آواز سے تو وہ بائی میرے جادو میں آئی تھی دو گانے سنائے اسے اور میری طرف بھاگی بھاگی آئی۔۔۔ رشید نے چہکتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یہ نہیں مان سکتا میں دیکھ میں تو تیرا بھائی ہوں تو مجھ سے بھی جھوٹ بولے گا مجھے بتا ناں کیا کیاہوا رات لطیف نے صاف انکار کرتے لہجہ منت بھرا بناتے کہا تھا۔۔۔۔

اچھا اچھا سن پہلے تو وہ میرے قابو میں ہی نہیں آہ رہی تھی۔۔۔ اس نے سچ بتانے کا ارادہ کیا تھا۔۔۔

پھر۔۔۔۔ لطیف نے اس کی بات کاٹتے تجسس سے پوچھا تھا۔۔۔۔

پھر کیا۔۔۔۔ پھر میں نے رکھ کر تین چار جھاپڑ دیئے بولا سالی غیر مردوں کو بھی تو رجھاتی ہے پھر میں تو تیرا شوہر ہوں اور پھر میں نے اس کی اچھی خاصی مرمت کی۔۔۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔ اور واش روم کی طرف دیکھا تھا جہاں سے گلشن بیگم نہا کر باہر نکل رہی تھی۔۔۔۔۔اور اس کی بات بھی سن چکی تھی مگر کوئی بھی ری ایکشن دیئے بغیر وہ ڈریسنگ کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔

کیا تو نے گلشن بائی کو مارا۔۔۔ لطیف نے حیران ہوتے پوچھا تھا۔۔۔۔

ویکھ یار جب گھی سیدھی انگلی سے نا نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرنی پڑتی ہے۔۔۔ گلشن بائی کی کمر پر نظریں گاڑے اس نے شوخی سے کہا تھا۔۔۔ اور وہ شیشے میں سے نظر آتے اسکے گندے دانتوں کی نمائش کرتے چہرے کو غصے سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

واہ یار تو تو استاد نکلا ولیمہ کب کروا رہا ہے۔۔۔۔ لطیف نے داد دیتے کہا تھا۔۔۔۔

بہت جلد ابھی اچھے سے حساب تو لے لوں اپنا خیر بعد میں بات کرتا ہوں تجھ سے۔۔۔۔ کہتے رشید نے کال کاٹی تھی۔۔۔

ابے اوہ گلشن سن ادھر آہ۔۔۔۔ رشید نے شیشے کے پاس کھڑی گلشن کو کڑک دار لہجے میں آواز دی تھی۔۔۔ وہیں اس نے مڑ کر کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہے--- چل وہ سگریٹ جلا کر دے مجھے----اس نے حکم دیا تھا اس کو----

اور وہ چپ چاپ اس کو گھورتی پیکٹ میں سے سگریٹ نکال کر اس کو لبوں تلے دبا کر سلگانے لگی تھی --- پھر وہ سگریٹ رشید کی طرف بڑھایا تھا-----

رشید نے سگریٹ پکڑنے کے ساتھ ہی اس کی کلائی بھی پکڑی تھی اور اسے اپنی طرف کھینچا تھا---

اور وہ بیڈ پر گری تھی----

کدھر چن ماہیا---- ہمیں بھی ان گیلے بالوں کے درشن کرواؤ انگریزی شیمپو کی خوشبو سنگھاؤ---- اس کے کے بالوں میں ناک گھساتے اس کے بالوں کی خوشبو سونگھتے اس

نے منہ سے سگریٹ کا دھواں نکال کر اس کے بالوں میں چھوڑا تھا۔۔۔پھر اپنے لبوں کو اس کے لبوں کے پاس لایا تھا۔۔۔۔اس سے پہلے وہ بہکتا ہوا اس کے لبوں پر جھکتا۔۔۔ وہ اسے دھکا دیتے پیچھے ہوئی تھی اور کراہیت سے اس کو دیکھتی ڈریسنگ کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی اور ڈھیر سارا پرفیوم اپنے اوپر چھڑکا تھا۔۔۔۔

لگتا ہے رات کے کس بل تیرے نکلے نہیں خیر کوئی نہیں آج رات پھر سے تیرے پرزے کھسوں گا۔۔۔

سگریٹ کے کش لیتے اسے کہا جو چپ چاپ اس کی طرف دیکھ رہی تھی کھڑی ہو کر۔۔۔

ایسے مت دیکھ تو نے وہ ڈائیلاگ نہیں سنا ہمارے بارے میں اتنا مت سوچو ہم دل میں آتے ہیں دماغ میں نہیں کہتے اس نے قہقہہ لگایا تھا سگریٹ کے باقی حصے کو ایش ٹرے میں مسلا تھا۔۔۔۔

تو جو میرے ہمیشہ کول روے

تے میں دنیا نوں کہہ دوا پرے پرے

دل دے کے دنیا تو کون ڈرے---

گانا گاتے وہ گلشن بائی کے پاس کھڑا ہوا تھا----

چن ماہیا میرے کپڑے منگوا دو میں نہا لوں---- اس کے پیٹ پر چونٹی کاٹ کر ہنستا ڈانس کرتا واش روم میں گھسا تھا----

وہ بالوں میں برش کر کے باہر نکلی تھی-----

For more visit (exponovels.com)

ملازمہ کو آواز دی تھی ۔۔۔۔ اور رشید کے کپڑے اسے دے کر آنے کا بولا تھا۔۔۔۔پھر فون نکال کر نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔

کب تک پہنچوں گے۔۔۔۔ فون رسیو ہوتے ہی پوچھا تھا۔۔۔۔

بس دس منٹ تک۔۔۔ مقابل نے نتایا تھا اور اس نے سنتے ہی کال کٹ کی تھی۔۔۔۔

وہ تقریباً سات منٹ بعد نہایا دھویا لنگڑی۔ چال چلتا ڈائننگ تک آیا تھا اور اس کے بلکل سامنے آہ کر شان سے بیٹھا تھا۔۔۔۔

چائے ڈال کر دو مجھے گلشن۔۔۔۔۔ اس نے پھر سے حکم دیا تھا۔۔۔۔

وہ تو اس کے ہر حکم اور ہر بڑھتی جرات پر عش عش کر رہی تھی دل ہی دل میں۔۔۔۔

لیکن کہا کچھ نہیں تھا غصے سے اسے دیکھتے اس نے چپ چاپ چائے ڈالی تھی کپ میں۔۔۔

اور رشید کو کپ پکڑایا تھا۔۔۔۔

یہ اتنی خاموش کیوں ہے کہیں کچھ الٹا سیدھا تو نہیں سوچ رہی رشید نے اس کے چپ چاپ ہر بات ماننے پر سوچا تھا۔۔

نہیں میں کیوں الٹا سوچ رہا ہوں۔۔۔ مجھے لگتا ہے اسے عقل آہ گئی ہے۔۔۔۔۔

دیکھا کیسے بھیگی بلی بن گئی ایک ہی رات میں اب وہ دن دور نہیں جب اس سب کا تو مالک ہو گا رشید۔۔۔۔ اس نے پھر سے دل ہی دل میں خوش ہوتے سوچا تھا۔۔۔

بائی کچھ لوگ آئے ہیں آپ سے ملنے۔۔۔۔۔ملازمہ نے اسے آہ کر بتایا تھا۔۔۔۔

بٹھاؤ ان کو میں آہ رہی ہوں اور کوٹھے پر جتنے بھی لوگ ہیں سب کو وہاں اکٹھا کرو اس نے ملازمہ کو کہا تھا اور ڈائننگ سے اٹھی تھی۔۔۔۔ رشید کے بھی کان کھڑے ہوئے تھے یہ سن کر وہ بھی اس کے پیچھے ہی گیا تھا ڈرائنگ روم میں۔۔۔۔

وہ ڈرائنگ روم میں جاکر صوفے پر بیٹھی تو وہ بھی اس کے ساتھ جاکر مالکوں کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

گلشن بائی نے آنکھوں سے اشارہ کر کے ان آئے ہوئے چاروں لڑکوں کی طرف دیکھ کر رشید کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

سب آہ گئے اس نے سب کو دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔

جی۔۔۔ سب نے یقین دہانی کروائی تھی۔۔۔

کل یہاں میرا سب کے سامنے نکاح ہوا تھا رشید کے ساتھ وہ صوفے سے اٹھ کر سب کے درمیان آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

تو میں آپ سب کو بتانا چاہوں گی وہ نکاح کنٹریکٹ میرج تھا کچھ ۔ہی دنوں کا سمجھوتا۔۔۔

چٹاخ۔۔۔ مگر یہ رشید نکاح ہوتے ہی اپنی اوقات بھول گیا تھا۔۔۔

بولتے بولتے وہ رکی تھی الٹے قدموں رشید کی طرف گھومی تھی اور رکھ کر اس کو تھپڑ مارا تھا پوری قوت سے۔۔۔۔

رشید تو بیٹھا بیٹھا پوری طرح ہلا تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ اٹھ کر اپنا بچاؤ کرتا گلشن بائی کے منگوائے ہوئے چار لڑکے اٹھے تھے اور اندھا دھند اس پر برس پڑے تھے۔۔۔۔ اور لاتوں گھونسوں تھپڑوں سے اس پر بوچھاڑ کر دی تھی۔۔۔ وہ ادھ موا ہو گیا تھا ناک آنکھوں ہونٹ جسم کے ہر حصے سے خون ٹپک رہا تھا۔۔۔

رک جاؤ۔۔۔۔ اس نے کچھ دیر اس کو بڑے دل سے پٹتا دیکھ تھا۔۔۔۔ پھر گرجدار آواز میں بولی تھی۔۔۔۔

وہ لڑکے وہیں رک گئے تھے۔۔۔۔

چچچچچ پیارے رشید تم اور تمہارے خواب تو چکنا چور ہو گئے۔۔۔۔ تمہیں کیا لگا تھا جو اذیت تم نے مجھے رات کو دی میں اسے چپ چاپ ہضم کر جاؤں گی۔۔۔ مجھے کیا اتنا کمزور سمجھ لیا تھا۔۔۔

اس نے اپنی ہیل والی جوتی اسکے پیٹ پر مارتے کہا تھا۔۔۔اور اس کی بلند بانگ چیخ پورے کوٹھے میں گونجی تھی۔۔۔۔

اٹھاو اور لے جاؤ اسے اور اس کے سارے دانت توڑ دو۔۔۔۔ ہر روز اسے اتنا ماروں اتنا ماروں کے یہ اپنی اوقات اور کل والی رات کبھی نا بھولے۔۔۔۔

اس نے قہر زدہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اور تم سب بھی سن لو آج کے بعد اس کوٹھے سے اس رشید کا کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔ اٹھاؤ اسے اور لے جاو۔۔۔۔ شکل گم کرو اس کی میرے سامنے سے حلق کے بل چلاتے اس نے ٹانگ اٹھا کر اس کے پیٹ پر پھر سے پوری جان سے کک کیا تھا اور رشید کی ہمت ختم ہوئی تھی۔۔۔۔

اسی وقت بے ہوش ہوا تھا اور بے ہوش ہونے سے پہلے اسکے کانوں میں لطیف کے کہے جملے گونجے تھے۔۔۔

"واہ رشیدے تیرے تو ششکے ہو گئے۔۔۔۔"

اٹھاو اسے اور گم کرو جب تک یہ مرتا نہیں اسے تڑپاو پیسے تمہیں روز کے روز ملیں گے۔۔۔۔ نخوت سے کہتی ٹک ٹک چلتی وہ اپنے کمرے میں گھسی تھی۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ جو امپورٹنٹ فائلز تھیں۔۔۔۔ وہ ہاتھ میں پکڑ کر سائیڈ پر رکھ رہی تھی۔۔۔

بی بی جی اٹھ جائیں۔۔۔۔ ملازمہ نے دروازہ بجاتے آواز دی تھی۔۔۔۔۔

ہمممم اٹھی ہوئی ہوں تم ناشتا لگاؤ اس نے دا جی والا لیپ ٹاپ پکڑتے کہا تھا۔۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ کب سوئی تھی۔۔۔۔ اس کی خوشبو کو محسوس کرتی کچھ دیر آنکھیں بند کیے پھر سے روتے لیٹی رہی تھی۔۔۔ اب چونکہ نیند تو آہ نہیں رہی تھی۔۔۔

اس لیے اٹھ بیٹھی تھی اور دوبارہ سے صبح فجر تک ڈیٹا اور کچھ مزید ضروری معلومات نوٹ کیں تھیں۔۔۔۔

پھر نماز پڑھ کر تیار ہوئی تھی اور سات بجے تک وہ

ہر پوائنٹ نوٹ کیے تیار تھی۔۔۔۔

جاؤ اندر بیڈ پرفائلز اور لیپ ٹاپ پڑا ہے ڈرائیور سے کہہ کر گاڑی میں رکھواوں۔۔۔۔ میں آتی ہوں۔۔۔۔

کھانے کی میز پر بیٹھتے اس نے حکم دیا تھا۔۔۔۔

آج کا دن اس کے لیے بہت اہم تھا۔۔۔۔ آج وہ اپنی پہلی لڑائی لڑنے جا رہی تھی میر زاویان آفندی کے خلاف۔۔۔۔

بریڈ پر بٹر لگا کر اس نے بڑے انہماک سے کھایا تھا۔۔۔۔

پھر گرم گرم چائے کا گھونٹ بھرا تھا جو ہونٹوں کو گرم لگی تھی تیزی سے کپ نیچے رکھ کر اس نے اپنے لبوں کو سہلایا تھا۔۔۔۔

جوس ڈال دو اس نے پاس کھڑی ملازمہ سے کہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے گلاس میں جوس ڈال کر دیا تھا۔۔۔۔ پوری دل جمعی کے ساتھ وہ ناشتہ کر کے اٹھی تھی اور باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

خاور بابا کے پاس گاڑی روکنا۔۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتے اس نے ڈرائیور سے کہا تھا۔۔۔۔ اور اس نے گاڑی گیٹ کے پاس روکی تھی۔۔۔۔ گاڑی کا نیچے ہوتا شیشہ دیکھ کر خاور بابا اس کے پاس آئے تھے۔۔۔

خاور بابا کل آپ آہان آفندی کے پاس گئے تھے میری ضمانت کی درخواست لے کر۔۔۔ کیوں جبکہ میں نے آپ سے کہا تھا کے ماما کے پاس جانا۔۔۔ اس نے کڑے تیوروں سے پوچھا تھا۔۔۔

بیٹا میں گیا تھا بہو بیگم کے گھر مگر ان کی ملازمہ نے کہا کے وہ ملک سے باہر ہیں اور وہ اس وقت میری کوئی مدد نہیں کر سکتیں۔۔۔ میں بہت پریشان تھا بیٹا آپ کو لے کر اس لیے میں نے ملک نثار کے دوست کے بیٹے سے مدد مانگی معاف کرنا بیٹا مجھے جو اس ٹائم ٹھیک لگا میں نے وہ کیا۔۔۔ اگر آپ کو برا لگا تو میں معافی۔۔۔

نہیں نہیں بابا کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ بڑے ہیں میرے کوئی بات نہیں ٹھیک کیا آپ نے جو کیا۔۔۔ اور شکریہ۔۔۔ دعا کرنا میرے کٹیے ایک اہم کام پر جا رہی ہوں خدا حافظ۔۔۔ اس نے خاور بابا کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اور ان کے لہجے کی نرمی پر اور سچائی پر اسے یقین ہوا تھا۔۔۔

سلامت رہو بیٹا انہوں نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی تھی اور پیچھے ہونے تھے ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔

کہاں جانا ہے میڈم۔۔۔۔ ڈرائیور نے پوچھا تھا۔۔۔

ملک انڈسٹریز چلو۔۔۔ اس نے گوگلز لگاتے کہا تھا۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے دا جی کے آفس کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔ جو بلکل خالی تھا۔۔۔۔

اس نے خالی کرسی کو دیکھا تو اسکی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔۔ بچپن سے لے کر لڑکپن تک وہ اس کرسی پر ہمیشہ انہیں ہی بیٹھتا دیکھتی آئی تھی۔۔۔۔

اسے ان سے نفرت صرف اپنی ماں کے ساتھ کیے گئے سلوک سے تھی۔۔۔اس کے علاوہ وہ ان کے اخلاق ان کی نرم طبیعت ان کے کیئرنگ پن ان کی شخصیت سے کبھی نفرت ہی نہیں کر پائی تھی۔۔۔

مس یو دا جی۔۔۔ اس نے ان کی کرسی پر ہاتھ لگاتے آنسو بہاتے کہا تھا اس بار اپنے جذبات اس نے دبائے نہیں تھا۔۔۔ شاید وہ جانتی تھی کے اسے اس وقت کوئی نہیں دیکھ رہا اور دا جی سے محبت کا جذبہ وہ اپنے تک ہی رکھنا چاہتی تھی۔۔۔اپنے آنسو صاف کرتے وہ کرسی پر بیٹھی تھی۔۔۔

پی اے کو اندر بھیجو۔۔۔

انٹر کام اٹھا کر اس نے رسیپشنسٹ۔ کو کہا تھا۔۔

شور میم۔۔۔ رسیپشنسٹ نے کہا تھا۔۔۔

اسے کون نہیں جانتا تھا وہاں سب جانتے تھے کے ملک نثار کے جانے کے بعد اس بزنس کو المیرا ریحام خان نے ہی سنبھالنا ہے۔۔۔ اور آج وہ اپنے اصل مقام پر آہ گئی تھی۔۔۔۔

یس کم ان۔۔۔ دروازے پر ہوتی ناک سنتے اس نے کہا تھا۔۔۔

لگلے دس منٹ کے اندر مجھے سارے سٹاف میمبرز میٹنگ ہال میں چاہیے۔۔۔ اس نے پی اے کو حکم دیا تھا۔۔۔۔

میم ویلکم۔۔۔ اینڈ ایز ادر ارڈر۔۔۔ کچھ بھجواو آپ کے لیے کافی چائے سم تنگ ایلس۔۔۔ پی اے نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

تھینکیو۔۔۔ نہیں کچھ نہیں چاہیے میٹنگ اریخ ہو جائے تو مجھے انفارم کر دیجیے گا۔۔۔۔

اس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

ٹھیک نومنٹ بعد وہ میٹنگ ہال میں موجود تھی اور تمام سٹاف میمبرز بھی وہیں موجود تھے۔۔۔۔ ایک گھنٹے کی میٹنگ میں اس نے پچھلے سارے دنوں کا ریکارڈ معلوم کیا تھا۔۔۔۔

اور اسے یہ جان کر دھچکا لگا تھا کے جب سے دا جی اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے اسکا سارا بزنس آفندی انڈسٹریز والے سنبھال رہے تھے۔۔۔

یہی نہیں آہان افندی روز چکر لگا کر جاتا تھا گھنٹوں کام کرتا تھا وہاں اور کچھ دنوں سے زاویان بھی اس بزنس پر توجہ دے رہا تھا۔۔۔ اور تو اور اکاونٹ ڈیٹیلز دا جی کے جانے کے بعد بڑھی تھی کم نہیں ہوئیں تھی۔۔۔اہک بھی روپے کا گھپلا نہیں ہوا تھا۔۔۔ سٹاف سے لے کر فیکٹری ورکر تک ہر چیز پر توجہ دی گئی تھی۔۔۔ ڈھونڈنے سے بھی اسے دور دور تک کوئی غلطی نظر نہیں آئی تھی الٹا سب کے منہ سے ان کی تعریفیں سن رہی تھی وہ سب ان دونوں کو سراہ رہے تھے۔۔۔

اور ان کی تعریف وہ نا چاہتے ہوئے بھی ہنس ہنس کر سن رہی تھی۔۔۔ جب کے سینے میں الاؤ دھک رہا تھا۔۔۔

آج کی تمام میٹنگز کی ڈیٹیلز بتاؤ مجھے اس نے میٹنگ ہال سے نکلتے پی اے سے کہا تھا۔۔۔

میم آج چار میٹنگز ہیں۔۔۔ میں ویسے زاویان سر کو انفارم کر چکی ہوں۔۔۔ مگر آپ کو بھی بتا دیتی ہوں وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی اس کے آفس کیبن میں آئی تھی۔۔۔۔

مس علشبہ آج کے بعد آپ ساری میٹنگز ڈیٹلز اہم کونٹریکٹ سب مجھ سے ڈسکس کریں گی میں آہ گئی ہوں ناں۔۔۔ اب آپ مجھے بتائیں گیں میٹنگز کب کب ہیں۔۔۔۔

اس نے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے کہا تھا۔۔۔

شور میم۔۔۔ آج کی ساری میٹنگز تین بجے کے بعد ہیں یکے بعد دیگرے مینز بیک ٹو بیک ڈیٹلز یہ رہیں۔۔۔

اس نے پیپر اس کے سامنے رکھتے کہا تھا۔۔۔

اوکے تھنکیو کافی بھجوا دیں یو مے لیو ناؤ۔۔۔ پروفیشنل انداز میں کہتے وہ ان لوگوں کے نام پڑھنے لگی تھی۔۔۔ جن کے ساتھ میٹنگز تھیں۔۔۔۔

پھر اپنا ہوم ورک ریڈی کرنے لگی تھی وہ امپورٹنٹ پوائنٹس جو اس نے میٹنگز میں ڈسکس کرنے تھے۔۔۔۔

ڈیڑھ بجے کے قریب سب کچھ ریڈی کر کے کچھ سوچتے ہوئے اٹھی تھی۔۔۔

ڈرائیور سے کہو گاڑی ریڈی رکھے۔۔۔۔ انٹر کام پر اطلاع دیتے باہر کی ظرف بڑھی تھی۔۔۔۔ وہ جنب داخلی دروازے کی طرف گئی تھی ڈرائیور گاڑی تیار لیے کھڑا تھا۔۔۔

آفندی انڈسٹریز چلو۔۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی کہا تھا اس نے۔۔۔۔اور کچھ دیر بعد وہ وہاں کی رسیپشنسٹ کے پاس سے گزری تھی۔۔۔۔

میم۔سٹاپ کہاں جانا ہے آپ کو کس سے ملنا ہے۔۔۔ رسیپشنسٹ نے پوچھا تھا۔۔۔

آفس کہاں ہے تمہارے بوس کا۔۔۔۔ اس نے چلتے چلتے پوچھا تھا ۔۔۔

وہ سامنے مگر آپ ہیں کون۔۔۔۔ اس نے اسے روکنے کی کوشش کرتے پوچھا تھا۔۔۔

ملک انڈسٹریز کی اونر المیرا ریحام ملک۔۔۔ اسے تسلی سے جواب دیتے وہ سامنے بنے آفس کیبن کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ جہاں آہان اور زاویان بیٹھے کسی فائل کو ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی دونوں نے اس کی طرف دیکھے تھا۔۔۔۔

آہان نے ناگواری سے اسے دیکھ کر نفی میں گردن ہلائی تھی۔۔۔ جبکہ زاویان پلک جھپکنا بھول گیا تھا۔۔۔

نیوی بلو کلر کی لانگ کھلی شرٹ کے ساتھ جینز پہنے دوپٹے سے بے نیاز گوگل لگائے لمبے بال کھولے۔۔۔ ہلکے میک اپ میں چمکتی دودھیا رنگت میں دل موہ لینے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی وہ۔۔۔

تمیز نہیں سکھائی تمہیں کسی نے۔۔۔۔ آہان کی اواز پر وہ چونکا تھا جو المیرا کو غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ اور مجھے شوق بھی نہیں ہے سیکھنے کا۔۔۔ وہ ڈھٹائی سے چلتی ہوئی آئی تھی اور زاویان کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔۔۔

زاویان دو سیکنڈ کے اندر اندر اسے میرے آفس سے فارغ کرواو یہ لڑکی مجھے یہاں دکھنی نہیں چاہیئے۔۔۔۔ زاویان کو ماتھے پر بل ڈالے کہتے وہ باہر کی طرف بڑھنے لگا تھا جب المیرا کے لفظوں نے اسے پلٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔

مسٹر آہان آفندی اپنی نفرت اپنی پاکٹ میں رکھیں مجھ پرضائع مت کریں کیونکہ میں آل ریڈی آپ سے بے حد نفرت کرتی ہوں وجہ آپ کو معلوم ہے۔۔۔۔

اس نے آنکھوں سے گلاسز اتارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اینڈ سیکنڈلی موسٹ امپورٹنٹ تنگ از دیٹ کے اب چونکہ میں نے آفس جوائن کر لیا ہے تو اپنی خدمات میرے بزنس سے سو میل دور رکھیں گے۔۔۔۔اپنے بزنس پر توجہ دیں کیونکہ المیرا ریحام ملک نے دشمنوں سے ہاتھ ملانا سیکھا نہیں ہے ابھی۔۔۔

اس نے نفرت سے اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

پہلی بات تو یہ کے اپنی اوقات مت بھولو مس المیرا ریحام ملک نہیں۔۔۔ مس المیرا میر زاویان آفندی یہ ہے تمہاری اوقات۔۔۔

اور جس دشمنی کو تم ٹرول کر رہی ہو وہ ہے تمہارا سائبان اس کے بغیر تم ایک حقارت زدہ چیونٹی کے علاوہ کچھ نہیں ہو۔۔۔

دوسری اور اہم بات ہم اس بزنس کو لک آفٹر دا جی کی وجہ سے کر رہے تھے کیونکہ ان کے اخلاق اور محبت نے ہمیشہ ہمیں اپنا گرویدہ بنائے رکھا۔۔

مگر افسوس ان کی نسل ایک کوٹے پر پلنے والی بائی کی خصلتیں لے کر پیدا ہوئی ہے۔۔۔ اس لیے اس بزنس کو تمہاری بے وقوفی کے سپرد نہیں کر سکتے ہم۔۔۔

امید ہے اپنی شکل تم جلد گم کرو گی یہاں سے۔۔۔۔

انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتے غصے سے سرخ ہوتے اس کے چہرے کو دیکھتے استہزائیہ ہنسی ہنستے کہتے وہ روکا نہیں تھا۔۔۔

تم میر آہان افندی۔۔۔۔ذلیل انسا۔۔۔۔ وہ غصے سے پاگل ہو کر اس کی طرف لپکی تھی جب زاویان نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔۔اور وہ اس کے چوڑے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔

اپنی زبان قابو میں رکھو ورنہ ابھی اور اسی وقت گدی سے نکال کر باہر پھینک دوں گا۔۔۔ اپنے کسی بھی رسپیکٹ ایبل رشتے کے خلاف تمہارے منہ سے بکواس نا سنوں اب میں۔۔۔۔۔ کڑے تیوروں سے اس کی طرف دیکھتے اس کی دونوں بازوؤں میں انگلیاں

دھنساتے کہا تھا۔۔۔اور وہ اس کے وحشی لمس سے تڑپتی اپنے بازو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔۔

*

*دلوں کے اندر نہ جا سکو تو یقین مانو عجیب ہو تم*
*نہ سب کو اپنا بنا سکو تو یقین مانو عجیب ہو تم*

خلوص و ایثار کی علامت وفا کی مورت ملی ہو تم کو
نہ ساتھ پھر بھی نبھا سکو تو یقین مانو عجیب ہو تم

*وصال کے ہیں ہزار رستے کہ دل بھی راضی دماغ راضی*
*جو پھر بھی ملنے نہ آسکو تو یقین مانو عجیب ہو تم*

تمام ارکان کتنے آسان ان کے بدلے میں پا لو جنت
مگر جو پھر بھی نہ پا سکو تو یقین مانو عجیب ہو تم

*شکیل شاعر اگر ہے بننا تو صرف نظمیں نہیں چلیں گی*
*نہ روز غزلیں سنا سکو تو یقین مانو عجیب ہو تم*

چھوڑو زاویان--- درد کی شدت سے انکھوں میں آنسو آئے تھے----

کیسے چھوڑو ویسے ہی جیسے رات کو----- اس نے ذو معنی انداز میں کہتے جملہ ادھورا چھوڑا تھا----

اور پل بھر میں رات کے سارے لمحات یاد کرتے اس کا چہرہ روتے ہوئے ہی شرم سے قندھاری ہوا تھا----

اچھی لگ رہی ہو میرو مگر دوپٹہ لیا کرو اس کے ناک کے ساتھ ناک جوڑتے کہا تھا۔۔۔۔
وہ پھر سے اس کی سانس اپنے نتھنوں سے ٹکراتے سانس لینا بھولی تھی۔۔۔۔

وہ گہرا مسکرایا تھا اسکا رکا سانس دیکھ کر۔۔۔۔

پیشانی پر لب رکھتے اس کو سینے میں بھینچا تھا۔۔۔۔

وہ خود کو چھڑوانے کی ناکام کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لو کسی بھی میٹنگ کو اکیلے اٹینڈ نہیں کرو گی تم مجھے بلکل پسند نہیں میری بیوی سج سنور کر رنگ برنگے مردوں کے سامنے بیٹھے۔۔۔۔اسے اپنی باہوں میں مچلتے مزید سینے میں بھینچتے اس کے کان کے پاس لب لاتے صاف

لفظوں میں کہا تھا جو اس کی جنونی گرفت میں ہل بھی نہیں پاہ رہی تھی اور درد سے آنسو بہا رہی تھی---

اب جاؤ یہاں رہی تو فوکس نہیں کر پاؤں گا کام پر--- خود سے الگ کرتے کہا تھا اسے---- اور وہ جان چھوٹتے ہی کسی تیز گام ایکسپریس کی طرح بھاگی تھی----

وہ دل کھول کر ہنسا تھا اس کے ایسے بھاگنے پر----

آہان نے باہر کھڑے اسے سوں سوں کرتے جاتے دیکھا تو آفس میں آیا تھا----

کیا کہا ہے اسے کیوں رو رہی تھی وہ---- اہان نے مشکوک نظروں سے دیکھتے پوچھا تھا----

آپ نے کم کسر چھوڑی تھی جو میں بھی کچھ کہتا۔۔۔ اس نے مصنوعی غصے سے کہا تھا۔۔۔

اوئے میری بات پر اسے غصہ آیا تھا رونا نہیں۔۔۔ آہان نے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بڑی اس کے دماغ کے کافی پرزے ڈھیلے ہیں وہی کسنے لگا تھا کے روتے ہوئے بھاگ گئی۔۔۔ ہنستے ہوئے وہ کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔

باز آہ جاؤ تم۔۔۔ آہان نے ڈپٹا تھا۔۔۔

میں باز آہ جاؤ اور خود جو میری معصوم بیوی کو اتنی باتیں سنا دیں وہ۔۔۔۔ اس نے معصومیت سے پوچھا۔۔۔

ہاں پتہ ہے مجھے تم اور تمہاری بیوی کتنے معصوم ہو۔۔۔ بہن ہے وہ میری جسمانی اور ذہنی اذیت اس کو اگر تمہاری طرف سے ملی تو میں کبھی برداشت نہیں کروں گا۔۔۔ مگر اس کی زبان کو لگام ڈالنے کے لیے۔۔۔ میں تمہیں روکو گا نہیں۔۔۔رشتوں کی تمیز اسے اچھے سے سکھا دو۔۔۔۔ اب یہاں دیکھو فائل میں۔۔۔صاف الفاظ میں اسے تنبیہہ کرتے وہ فائل پر جھکا تھا۔۔۔اور وہ بھی مسکراتا ہوا اسکے پوائنٹس سننے لگا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ روتی ہوئی وہاں سے نکلی تھی۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہیں دور چلی جائے۔۔۔ کم بخت محبت بھی دشمن سے ہو گئی وہ بھی اس سے جو ایک سیکنڈ کے اندر اندر اپنے سحر میں جھکڑ لیتا تھا۔۔۔

اور اسے لگتا تھا نا دل ، اس ، کے بس ، میں ، سے نا جذلے۔۔۔۔

یہاں روک دیں----

اس نے مال کے آگے گاڑی رکوائی تھی----پتہ نہیں کیا سوچ کر اس ٹائم وہ اپنا غصہ اور رونا دونوں کنٹرول کرنا چاہتی تھی اور ایسا وہ شاپنگ کر کے ہی کر سکتی تھی----

اپنے لیے ایک دو شرٹس دیکھ کر وہ ہینگر پکڑے مال کے ڈریسنگ روم میں گئی تھی اور چینج کر کے ٹرائے کی تھی--- پھر مزید شاپنگ کر کے پونے تین بجے کے قریب وہ شاپنگ مال سے اپنے آفس پہنچی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ میٹنگ کے لیے---- جا رہا تھا گاڑی میں بیٹھا تھا جب اسے میسج ٹیون رنگ ہوئی تھی)----وہ واٹس ایپ میسج تھا شاید---

اس نے موبائل میں واٹس ایپ کونٹیکٹ کھولتے وہ ویڈیو اون کی تھی۔۔۔۔ اور ویڈیو دیکھ کر اس کے ہاتھ کانپے تھے۔۔۔۔

ویڈیو میں المیرا کسی مال کے ڈریسنگ روم میں شرٹ اتار کر چینج کر رہی تھی۔۔۔۔ وہ جیسے جیسے ویڈیو دیکھ رہا تھا اس کا دماغ کھول اٹھا تھا دماغ کی رگیں تنیں تھیں پھر ابھریں تھی۔۔۔۔۔

گردن کے نیچے جسم کے حصے کی ویڈیو بلر تھی مگر چہرہ بلکل صاف تھا اس کا۔۔۔۔۔اور وہ چہرہ المیرا کا تھا جو شرٹ وہ اتار رہی تھی وہی ااس نے پہنی ہوئی تھی جب وہ اس سے ملنے آئی تھی۔۔۔۔۔اس کا دل کیا تھا اس ویڈیو بھیجنے والے کا دماغ مسخ کر دے جا کر۔۔۔۔

وہ کوئی ان ناون نمبر تھا۔۔۔۔

یہ ویڈیو تو بلر ہے نیٹ اینڈ کلین ویڈیو تمہاری بیوی کی میرے پاس ہے۔۔۔۔
ہاہاہاہاہا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی اس کو میسج موصول ہوا تھا اسی نمبر سے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

مانا کے اس ویڈیو میں سوائے المیرا کے جسم کے باقی کا سر حصہ بلر تھا۔۔۔ مگر وہ کہاں امیجن کر سکتا تھا کے اسکی بیوی اسکی متاع حیات کی ایسے کوئی ویڈیو بنائے اور اگر کسی نے بنائی ہے تو اسے نے یقیناً اسے چینج کرتے بھی دیکھا ہو گا۔۔۔۔
سوچ کر اسنے غصے سے موبائل سیٹ کی پشت پر پھینکا تھا۔۔۔۔

کچھ سوچ کر اس نے اپنے دوست ڈی جے کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔۔

ہیلو ڈی جے۔۔۔ یار ایک نمبر سینڈ کر رہا ہوں اس کی لوکیشن تو بھیجو اور معلومات بھی۔۔۔۔ ٹھیک ہے مگر جلدی کرنا۔۔۔۔ ٹھیک ہے بائے۔۔۔۔کہتے ہی اس نے ڈی جے مے نمبر پر میسج سینڈ کیا تھا۔۔۔۔

کون ہو سکتا ہے یہ۔۔۔ کہیں گلشن بائی تو نہیں یا پھر اسفند۔۔۔۔ یا پھر کوئی اور ۔۔۔۔۔ اس کے دماغ نے تیزی سے چلنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔ مگر کوئی بھی سرا ہاتھ نہیں آہ رہا تھا۔۔۔۔

سر ہم پہنچ گئے ہیں۔۔۔ ڈرائیور نے اسے کسی گہری سوچ میں ڈوبے دیکھا تو آواز دی تھی۔۔۔۔

ہمممم ہاں۔۔۔۔ وہ اپنی فائلز لے کر اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

آئی تنک میٹنگ شروع کی جائے--- المیرا کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی---
جب وہ میٹنگ ہال میں انٹر ہؤا تھا---
مگر میم ہماری میٹنگ تو مسٹر میر زاویان آفندی کے ساتھ تھی---- اور- -
جی ساجد صاحب میں حاضر ہوں--- اس نے ان کی بات کاٹتے ہوئے اندر آتے کہا تھا
اور المیرا کے پیچھے جاکر کھڑا ہوا تھا----
یہ میری وائف ہیں--- المیرا زاویان آفندی---- بس کچھ دنوں کے لیے آفس جوائن
کرنے کا جنون چڑھا ہے انہیں بھی--- تو میں نے کہا کے کر لیں شوق پورا----
زاویان نے محبت پاش نظروں سے اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھتے کہا تھا--- جبکہ دل
سلگ رہا تھا اس کا---
اوہ ویل ان گڈ---- مینی مینی کونگریچولیشنز بوتھ آف یو---- میٹنگ ہال میں موجود سب
ہی لوگوں نے تالیاں بجا کر مبارکباد دی تھی---- اور کچھ لوگوں نے تو اس حسین جوڑے
کو جانے کتنی دعائیں دے ڈالی تھیں--- دونوں ایک دوسرے کے پاس کھڑے بے حد
حسین لگ رہے تھے ایک خوبصورت شہانا جوڑا----

تھینکیو انشاللہ ایک اچھا سا ولیمہ پلین کریں گے پھر آپ سب کو دعوت دیں گے۔۔۔۔ آپ سب لازمی ایئے گا۔۔۔۔۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اور المیرا کے ماتھے پر غصے سے بل آئے تھے۔۔۔

ہونہہ ولیمہ۔۔۔۔۔۔دیکھ لو خواب میر زاویان آفندی ان پر کون سا ٹیکس لگتا ہے۔۔۔۔۔ اس نے دماغ میں اسے سوصلواتیں سناتے کہا تھا۔۔۔۔

خیر میٹنگ کی طرف آتے ہیں۔۔۔۔ زاویان نے المیرا کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

تین بجے سے لیکر سات بجے تک یکے بعد دیگرے دونوں میٹنگز کر رہے تھے اس سارے عرصے میں دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔ وہ بھی سنجیدہ سا اپنے کام میں مگن تھا اور وہ بھی سنجیدہ سی اس کے ہر عمل پر اپنے دل کو اس کی طرف کھنچتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

جب بولتا تھا تو اتنا پرفیکٹ بولتا تھا کے کسی کو اس کے کہے کو پوائنٹ آؤٹ کرنے کے لیے کوئی جوازہی نہیں ملتا تھا۔۔۔اس کے دیکھنے کا سٹائل اس کے ہاتھوں کے

اشارے۔۔۔۔پروجیکٹر کے سامنے کھڑے ہو کر وزول کے ساتھ پریزنٹیشن دینا۔۔۔ ہر چیز توپرفیکٹ تھی۔۔۔ اس کی پرسنالٹی اس کے رعب کی طرح۔۔۔

اور اسی دوران اس کے دل نے تصدیق کی تھی کے وہ واقع اگر اس کا ہو جائے تو اس کی زندگی مکمل ہو جائے۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کے دماغ نے اس کے دل کی نفی کی تھی۔۔۔ اور بدلے کی آگ نے محبت کی پھوار کو اپنی لپیٹ میں لیے تھا۔۔۔

لاسٹ میٹنگ کے بعد وہ اپنے آفس کیبن کی طرف بڑھی تھی اپنا بیگ لینے کے لیے کچھ فائلز اٹھائی تھیں کافی تھک گئی تھی اور ابھی اسے ماما کی طرف بھی جانا تھا یہ پوچھنے کے انعمتہ ملی یا نہیں۔۔۔

وہ فائلز لے کر نکل رہی تھی جب وہ اندر آیا تھا اور اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا اسکا راستہ روک کر پھر آفس کے دروازے کو بند کیا تھا۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہے ہٹو سامنے سے۔۔۔۔ اس نے سائیڈ سے نکلتے کہا تھا۔۔۔جب اس نے اسکی بازو پکڑ کر کھینچ کر اسے دیوار کے ساتھ پن کیا تھا۔۔۔اس کا بیگ ہاتھ میں پکڑی فائلز سب نیچے گرا تھا۔۔۔۔

جب میں نے منع کیا تھا کے تم کوئی بھی میٹنگ اٹینڈ نہیں کرو گی تو سمجھ نہیں آیا تھا کیا تمہیں----

زاویان نے شعلہ برساتی نگاہوں کو اس کی نگاہوں میں ڈالتے پوچھا تھا---- اس وقت اس کے سر پر غصہ سوار تھا---- اتنی کوشش کے باوجود بھی وہ اس ویڈیو والے سچ کو دماغ سے نکال نہیں پاہ رہا تھا----

المیرا کو اس کے سخت ری ایکشن پر خوف آیا تھا----

مگر حلق تر کرتی ہمت کرتی وہ بول ہی پڑی تھی--- کیونکہ کچھ بھی ہو جائے میر زاویان آفندی سے اسے ڈر کر نہیں رہنا تھا----

میں نے بھی تم سے کہا تھا کے یہ بزنس میرا ہے اور اسے مجھے ہی لک آفٹر کرنا ہے---- کسی ایرے غیرے کو اجاذت نہیں دوں گی میں اس بزنس پر ڈاکا ڈالنے کی اپنے دونوں بازوؤں کو اس کی سخت گرفت سے چھڑوانے کے لیے مچلتی ہوئی بولی تھی وہ----

ایرا غیرا چند سیکنڈز المیرا بی بی کچھ منٹوں کا کھیل ہے تمہیں یہ سمجھانے کے لیے اور اچھے سے بتانے کے لیے کے میں کون ہوں اور تمہاری زندگی میں کیا حثیت رکھتا ہوں۔۔۔۔

اس کو ذو معنی انداز میں کہتے اس کے نچلے ہونٹ پر انگوٹھا پھیرتے اس کی لپ اسٹک کو بے دردی سے صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

تم جیسا گھٹیا انسان اور کر بھی کیا۔۔۔۔۔

مجھ جیسا گھٹیا انسان کیا نہیں کر سکتا یہ پوچھو نا جان۔۔۔۔ ویسے ٹیبل یا پھر صوفہ اینی پلیس وچ یو لائک۔۔۔۔ائی نو فی الحال دونوں ان کمفرٹیبل ہیں بٹ تمہیں اپنا گھٹیا پن بھی تو دکھانا ہے۔۔۔۔ اسکے غصے سے تپتے چہرے پر پھونک مارتے خمار الود لہجے میں اس کے سراپے کو گہری نظروں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

۔کے وہ شرم کے مارے نظریں ہی نہیں اٹھا پائی تھی اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے۔۔۔۔۔ شرم سے پانی پانی ہوئی تھی۔۔۔۔۔پھر اپنی خفت کو کنٹرول کرتے جھٹکے سے اس سے بازو چھڑوا کر دور ہوئی تھی۔۔۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔ یو۔۔۔۔

یو شٹ اپ ایک بار کی کہی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی نا۔۔۔ بکواس کی تھی نا کے دوپٹہ لے کر میٹنگ روم میں جانا۔۔۔۔مگر نہیں تمہارے نزدیک جب میرے کہے کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے تو میں تمہاری ہر بات کی پاسداری کیوں رکھوں۔۔۔۔ اس کو پھر سے کھینچ کر اپنی باہوں میں بھرا تھا اور اس بار تیور انتہائی جارحانہ تھے۔۔۔۔ اس کی آواز کی ٹون اس کے غصہ سے اس کی آدھی جان نکل گئی تھی۔۔۔۔

پلیز زاویان لیو می۔۔۔۔ اس کے ہاتھ کسی سخت لوہے کی مانند اس کے جسم کے آر پار ہو رہے تھے۔۔۔۔ تب ہی شدت سے روتے ہوئے التجا کی تھی۔۔۔۔

شاپنگ پر گئی تھیں تم۔۔۔۔ اس کی بات کی اس کے رونے کی پرواہ کیے بغیر کرب سے پوچھا تھا۔۔۔ مگر اس بار آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔۔۔۔ لہجے میں تھکن اور مایوسی کا عنصر نمایاں تھا جسے المیرا نے نوٹ کیا تھا۔۔۔ مگر بولی کچھ نہیں تھی ۔۔

کچھ پوچھ رہا ہوں نا۔۔۔ آنکھوں میں نمی لیے چیخا تھا۔۔۔۔ اس پر۔۔۔۔

ج۔۔۔۔۔ج۔۔۔جی۔۔۔میرا مطلب ہے ہاں۔۔۔۔ اس میں مزید سکت نہیں تھی اسکے غصے کو دیکھنے کی تب ہی آنکھیں بند کرتے ہوئے لرزتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

چینج کیا تھا وہاں کے ڈریسنگ روم میں اگلا سوال پوچھا تھامگر اس بار پہلے سے زیادہ تھکاوٹ تھی لہجے میں جیسے اپنے ہی سوال کی تردید کرنا چاہ رہا ہو۔۔۔ وہ اس وقت انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔۔۔ دل نے شدت سے چاہ کی تھی کے کاش وہ کہہ دے کے نہیں میں نے چینج نہیں کیا تھا۔۔۔

ہاں ک۔۔۔ک۔۔۔کیا تھا۔۔۔۔اس نے بہتے آنسوؤں کے ساتھ کہا تھا۔۔ جب ہی اس نے اسے چھوڑ کر دیوار پر غصے سے مکہ مارا تھا کے ہاتھ پر سے خون بہنے لگا تھا۔۔۔وہ نا جانے اس وقت کس اذیت سے دو چار تھا اپنے ہی آپ سے جنگ لڑ رہا تھا وہ۔۔۔۔ کس بات کا اتنا دکھ تھا اسے جو خود کے ساتھ ہی برا کر رہا تھا خود کو ہی تکلیف پہنچا رہا تھا۔۔۔

المیرا نے اس کے ہاتھ سے بوند بوند ٹپکتے خون کو دیکھ کر دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔اور اسے یوں لگا تھا کے اس کے ٹپکتے خون کی ہر بوند کے ساتھ اس کا دل بھی بند ہوتا اور چلنے لگتا ہے۔۔۔

زاویان۔۔۔۔ اس نے اپنے تھرتھراتے ہوئے ہاتھ میں اس کا خون سے بھراہاتھ پکڑا تھا۔۔۔

لیو می جاؤ میرو گو۔۔۔ نہیں تومیں جان لے لو گا اپنی بھی اور تمہاری بھی جاؤ۔۔۔ نم آنکھوں سے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتے کہا تھا۔۔۔۔ اورلمبے لمبے سانس لینے لگا تھا۔۔۔

نہیں جاؤں گی بات کرو مجھ سے کیوں اذیت دے رہے ہو خود کو۔۔۔ پھر سے اسکا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔ اور کافی خون اپنے ہاتھ پر بھی لگا بیٹھی تھی۔۔۔

، اک بوند برس

، اک اشک چھلک

! خاموش نظر

، کوئی بات تو کر

دل دکھتا ہے

تو میرے دل پر
، ہاتھ تو رکھ
میں تیرے ہاتھ پہ
، دل رکھ دوں

، دل درد بھرا
، جو اس کو چھوئے
، یہ اس سے ملے
اک لفظِ محبت بول ذرا میں سارے لفظ
، تجھے دے دوں

دل درد سراب کو
، آب سے بھر

For more visit (exponovels.com)

تو میرے خواب پہ

، آنکھ تو دھر

میں تیری آنکھ میں

، خواب بھروں

خاموش محبت

، بات تو کر

!!!دل دکھتا ہے ---

نہیں چاہیے تمہاری ہمدردی--- اس نے پھر سے ہاتھ چھڑوایا تھا جس پر وہ اب ٹشو نکال کر رکھ رہی تھی----

ادھر دو مجھے--- اس نے پھر سے پکڑنا چاہا تھا----

چلو میرے ساتھ اپنے ہاتھ کی پرواہ کیے بغیر اس کو بازو سے کھینچا تھا اور اپنے ساتھ لیے باہر کی طرف بڑھا رہا تھا---

چھوڑو مجھے زاویان کہاں لے کر جا رہے ہو۔۔۔ وہ اسکے ساتھ گھسیٹتے جاتی پوچھ رہی تھی۔۔ آفس ادھے سے زیادہ خالی ہو چکا تھا۔۔۔ ہے اے اور رسیپشنسٹ تھی وہ بھی جانے کو تیار تھیں۔۔۔

میڈم کا بیگ اور فائلز ڈرائیور کے ہاتھ آفندی ہاؤس پہنچا دیں۔۔۔ اس نے پی اے کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔ اور المیرا کے کسی بھی سوال کا جواب دیئے بغیر اسے لیے گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔

میں تمہارے گھر نہیں جاؤں گی۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح وہی ضد۔۔ مگر وہ کہاں سن رہا تھا۔۔۔ اس وقت جنون سوار تھا سر پر۔۔۔

گاڑی چلاتے ہوئے اس کی کسی فریاد کسی بات کو نہیں سنا تھا۔۔۔

زاویان روکو کسی کلینک پر خون نہیں رک رہا تمہارا۔۔ پلیز اٹس ہارم فل۔۔۔ اچانک ہی پھر سے اس کے ہاتھ کی فکر ستانے لگی تھی جب یہ معلوم ہو گیا تھا کے اب وہ جو کرنا چاہتا ہے وہی کرے گا۔۔۔

زاویان میں کہہ رہی ہوں ناکہ۔۔۔۔ اس سے پہلے کے مزید کچھ بولتی گاڑی آفندی ہاؤس میں انٹر ہوئی تھی۔۔۔۔

ہواؤں سے باتیں کرتا تو وہ پہنچا تھا۔۔۔۔

ہاتھ پکڑے اسے گاڑی سے نکالا تھا۔۔۔۔ گھر میں شاید کوئی نہیں تھا یا پھر سب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔۔۔۔ زاویان مجھے نہیں رہنا یہاں تمہیں میری بات سمجھ نہیں آہ رہی چھوڑو۔۔۔۔ اپنا ہاتھ زبردستی چھڑواتے ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔

جب ہی سیڑھیوں کے پاس پہنچ کر اس نے اس کو گود میں اٹھایا تھا۔۔۔ اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔۔۔۔وہ نیچے اترنے کے لیے اچھل رہی تھی۔۔۔۔

اب اگر ہلی تو تمہاری قسم اسی لمحے نیچے پھینک دوں گا۔۔۔۔۔اور پھر تم۔کپڑے تک پہننے کے لیے میری محتاج بن جاؤ گی۔۔۔۔۔اخر کو محرم ہوں تمہارا۔۔۔۔ خونخوار آنکھوں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔اور وہ اس کی بات سن کر ہلی تو کیا سانس لینا بھی بھولی تھی۔۔۔۔

کمرے میں لے جا کر اس کو بیڈ پر پٹخا تھا۔۔۔۔اور وہ بری طرح اچھلی تھی بیڈ پر گرتے۔۔۔۔

مجھے گھر جانا ہے زاویان روتے ہوئے آخری التجا کی تھی۔۔۔۔

اب یہی ہے تمہارا گھر بہت کر لی میں نے تمہارے ساتھ رعایت بہت دے دی تمہیں آزادی۔۔۔ اب اور نہیں۔۔۔

اپنی عزت کی طرف آنکھ اٹھانے کچ اجازت میں کسی کو نہیں دوں گا۔۔۔ اور تم نے اگر اس کمرے سے پاؤں باہر نکالنے کی کوشش بھی کی تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔۔ ہاتھ بڑھا کر اس کے دونوں جبڑوں کو دبوچتے تیز لہجے میں کہا تھا۔۔ اور وہ اس کے ہاتھ کی منہ پر پکڑ سے بلبلا اٹھی تھی۔۔۔۔ اور سسکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔۔

رونا بند کرو میرو۔۔۔ اسکے آنسو مزید تکلیف دے رہے تھے اسے اور پھر بار بار اس ویڈیو کا نظروں کے سامنے آنا۔۔۔ اس کے پاس سے اٹھتے کہا تھا۔۔۔۔

مجھے گھر جانا ہے زاویان دم گھٹ رہا ہے میرا یہاں وہ روتے ہوئے چیخی تھی۔۔۔۔

جب ایک بار کہہ دیا ہے کے نہیں تو سمجھ نہیں آہ رہا تمہیں۔۔۔ ہوا کی تیزی کی طرح پہنچا تھا اس تک۔۔۔اور اس کے پچھلے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر۔۔۔۔اس سے ڈبل آواز میں چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور پھر اپنے دیئے درد پر اس کے چہرے پر درد کے

آثار دیکھ کر اس کے بال چھوڑے تھے۔۔۔ پھر دوبارہ سے وہی ہاتھ سائیڈ ٹیبل پر مارا تھا جو پہلے سے ہی زخمی تھی۔۔۔۔

زاویان اس نے تڑپ کر اس کے ہاتھ کو پکڑا تھا جو پہلے سے بھی زیادہ زخمی ہو گیا تھا اور خون رسنے کی بجائے بہنے لگا تھا اس میں سے۔۔۔ بے اختیار ہو کر اس نے اسکا زخمی ہاتھ ہونٹوں پر لگایا تھا۔۔ بڑا بے اختیار لمحہ تھا وہ۔۔۔ زاویان نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

چھوڑو میرو یہ درد چننا تمہارے بس کی بات نہیں تم درد دے سکتی ہو بس۔۔۔ اپنا ہاتھ چھڑواتے کہا تھا آنکھوں میں دنیا جہاں کا کرب سمویا تھا اس کی۔۔۔

پھر اس کی طرف دیکھے بغیر دروازہ باہر سے لاک کرتے وہ چلا گیا تو تھا۔۔۔

اور وہ تکیے میں منہ دیئے بچوں کی طرح رونے لگی تھی۔۔۔جان جا رہی تھی اس کے درد اسکی تکلیف پر اور دل ہر جذبے پر حاوی ہو رہا تھا

♡♡♡♡♡♡♡♡

اب کیسی طبیعت ہے تمہاری۔۔۔ صفی نے ہوسپٹل روم میں داخل ہوتے پوچھا تھا۔۔۔

بہتر ہوں کام ہوا میرا۔۔۔ عابش نے تکیے سے تھوڑا اوپر ہو کر بیٹھتے پوچھا تھا۔۔۔

یار ریلیکس پہلے ٹھیک ہو جاؤ پھر وہ سب بھی ہوتا رہے گا۔۔۔ صفی نے اس کو بیٹھنے میں مدد کرتے کہا تھا۔۔۔۔

اس کا مطلب تمہیں وہ نہیں ملی۔۔۔ اس نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے اندازہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے صفی کو کوئی کام کہا جائے اور وہ اس کام کو مکمل نا کرے اس نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

مطلب تم مطلوبہ حدف تک پہنچ گئے ہو۔۔۔ عابش کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑی تھی۔۔۔

پہنچا پی نہیں آدھے سے زیادہ واٹ بھی لگا آیا ہوں ان سب کی۔۔۔ صفی نے شیخی بگاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔۔۔ عابش نے حیرت سے کہا تھا۔۔۔

مطلب یہ کے تیری بلبل اپنے شوہر کے ساتھ عیاشی کر رہی ہے ائسکریمیں اور شاپنگیں کرتی پھر رہی ہے واہ یار مزے ہیں اس کے۔۔۔۔ خیر میں گیا تھا اس کا پیچھا کرتے ہوئے اس کے گھر تک۔۔۔۔اور ویسی وائن کی بوتل اس کے سر پر پھینکی جیسی اس نے تجھ پر وار کرتے استعمال کی تھی مگر قسمت اچھی تھی اس کی اس کا شوہر وہاں آہ گیا اوروہ بچ گئی۔۔۔

ویسے اب ہر دفعہ قسمت بھی ساتھ نہیں دیتی۔۔۔ قسمت ہے بچاری کہاں تک ساتھ چلے گی۔۔۔۔

عابش نے قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔

تم نے پیغام نہیں پہنچایا اس تک۔۔۔ اس نے بے صبری سے پوچھا تھا۔۔۔۔

پہنچا دیا تیرا پیغام بھی اس تک۔۔۔۔ اسی وائن کی بوتل میں پرچی ڈال دی تھی۔۔۔۔ اور جہاں تک مجھے لگتا پڑھ بھی لی ہو گئی۔۔۔۔۔تو میرے شیر ٹھیک ہو جا پھر مل کر شکار کھیلیں گے اس چڑے اور چڑیا کا۔۔۔۔

صفی نے اس کا کاندھا تھپتھپاتے کہا تھا۔۔۔۔

بےتاب تو میں بھی بہت ہوں--- یہ خون کا کھیل اس ننھی بلبل نے شروع کیا تھا ختم مجھ جیسا شیر کرے گا اور یقین کر اس کھیل کے کھیلنے کا مزا ہی الگ ہے----

اس نے گہری سوچ میں ڈوبتے کہا تھا----

اب اگلا کام تجھے پتہ ہے ناں کیا کرنا ہے---- عابش نے صفی سے کہا تھا---

ہاں پتہ ہے رات تک وہ بھی گڈ نیوز مل جائے گی تجھے میرے ہوتے ہوئے فکر ناٹ بس خیال رکھ اپنا---- تو صحیح سلامت چاہیے مجھے جگر----

صفی نے محبت سے کہا تھا اس کو---

انشاللہ------کہتے وہ بھی مسکرایا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

تو میرا بے بی سخت والا ناراض ہے مجھ سے---- وہ چٹیا کر رہی تھی--- جب وہ روم میں آیا تھا اور اس کو پیچھے سے ہگ کر کے اس کے کاندھے پر تھوڑی رکھتے پیار سے پوچھا تھا----

وہ جب سے آفس سے آیا تھا وہ اس سے بات پی نہیں کر رہی تھی---- بس چپ تھی)------ کھانے کے دوران بھی کوئی بات نہیں کی تھی)---

اب بھی وہ ابی کو اس کو چائے سرو کر کے عشاہ کی نماز پڑھنے کا بول کر روم میں آئی تھی۔۔۔ اور وہ اب نماز پڑھ کر بالوں کی چٹیا باندھ رہی تھی۔۔۔۔ جب وہ کافی دیر بعد روم میں آیا تھا۔۔۔۔

یار انعمتہ کچھ تو بولو ایسے چپ مت رہو۔۔۔ کان کے پاس سرگوشی کی تھی۔۔۔۔ جب اسے جواب نا دیتے دیکھا تو۔۔۔۔

اس کی سرگوشی سے انعمتہ کے ہاتھ چٹیا بناتے پل بھر میں ہلے تھے۔۔۔۔

وہ اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے انگلیوں کو ریورس کرتے چٹیا کے بل کھولنے لگے تھا۔۔۔

وہ پھر بھی کچھ بھی نہیں بولی تھی۔۔۔ ہاں البتہ اس کی اتنی نزدیکی قربت سے دل بے لگام گھوڑے کی طرح دھڑکا تھا۔۔۔ اور دھڑکنوں کے منہ زور طوفان نے ہل چل مچائی تھی۔۔۔

اس نے بل کھول کر دوسری سائیڈ کی کان کی لو پر بھیگا لمس چھوڑا تھا۔۔۔

وہ خود میں سمٹی تھی۔۔۔۔اس کی گرفت سے نکل کر دور ہوئی تھی۔۔۔۔

آئی ایم سوری بے بی۔۔۔۔ اس کو کمر سے کھینچ کر باہوں میں بھرا تھا۔۔۔ دوسرے ہاتھ سے ڈریسنگ کے سارے پرفیومز سائیڈ پر گراتے اسے ڈریسنگ پر بٹھایا تھا۔۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔ نظریں جھکائے کہا تھا اور ڈریسنگ سے اترنا چاہا تھا۔۔۔۔ جب وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی قید میں لیتا اس پر جھکا تھا۔۔۔۔

اوپر دیکھو میری طرف۔۔۔۔ توڑی سے پکڑ کر منہ اوپر کیا تھا جو اب تک ان گنت آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔۔اور اسے روتا دیکھ کر آہان نے لمبی سانس کھینچی تھی۔۔۔۔۔

اس لیے روتی ہو کے میں اپنے ہونٹوں سے تمہارے آنسوؤں کو۔۔۔۔۔ اس نے اسی لمحے اپنا کانپتا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھا تھا اور اس کے اگلے الفاظ کا گلا گھونٹا تھا۔۔۔۔ اس نے نازک انگلیوں کو لبوں سے چھو کر خراج بخشا تھا۔۔۔۔ اس کے لبوں اور مونچھوں کے بالوں کی چھون انگلیوں پر محسوس کرتے اس نے ہاتھ ہٹایا تھا اسکے لبوں سے۔۔۔۔

م۔۔۔۔م۔۔۔۔مج۔۔۔۔مجھے ابی کے پاس جانا ہے۔۔۔۔ اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے پیچھے کرتے کہا تھا۔۔۔۔

مگر وہ پیچھے ہونے کے بجائے اس کے مزید نزدیک آتے اس کے ہاتھوں کو اپنی کمر کے پیچھے باندھتا ہر فاصلہ مٹاتا اس کے قریب ترین ہوا تھا۔۔۔ یعنی کوئی راہ فرار نہیں دیا تھا اسے۔۔۔۔

ابی کے بیٹے کا کیا۔۔۔ اس کی کیا غلط جو اتنی قاتل اداؤں سے اس پر ظلم۔ڈھایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔

اس کی چھوٹی سی ناک پر پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔

ا۔۔۔اہ۔۔۔۔۔اہان۔۔۔۔۔اس کی جھلستی سانسوں کی چہرے پر تپش سے حلق خشک ہوا تھا۔۔۔۔

جی آہان کی جان۔۔۔۔ گھمبیر لہجے میں اس کی گال کے ساتھ گال مس کرتے کہا تھا۔۔۔

م۔۔۔۔م۔۔۔مج۔۔۔۔مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔۔ بڑی ہمت کر کے بولا تھا۔۔۔۔

اور کیوں نہیں کرنی۔۔۔۔ اس کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھتے نرم بوسا دیتے اسی پل پیچھے ہوتے پوچھا تھا۔۔۔۔

تب ہی اس کی سسکی کی آواز گونجی تھی کان میں۔۔۔۔

کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے سینے میں بھینچا تھا مضبوطی سے۔۔۔۔

انعمتہ آہان کی جان کچھ نہیں ہو گا مجھے آئی نو صبح تمہیں بتائے بغیر آفس چلا گیا۔۔۔۔۔یہ بھی جانتا ہوں کے تم سے کہا تھا کے اب نہیں جاؤں گا باہر۔۔۔ مگر رات بس ٹیمپریری تمہاری ہاں میں ہاں ملائی تھی۔۔۔۔ کیونکہ میں جانتا تھا، میری تسلی دیئے بغیر تم نے سونا نہیں ہے۔۔۔اسکے بالوں پر جگہ جگہ لب رکھتے کہا تھا۔۔۔ اور وہ اس کہ بات سنتے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔

بے بی اللہ پر بھروسا ہے ناں تو اس بھروسے پر یقین رکھو میری جان زندگی موت یہ سب تو اللہ کے ہاتھ میں ہے میری زندگی ہے تو کوئی بھی مجھے مار نہیں سکتا اینڈ ٹرسٹ می اپنے بچوں کو دیکھے بغیر میں کہیں نہیں جانے والا اسکی کمر سہلاتے اسے پر سکون کرتے کہا تھا۔۔۔اور انعمتہ کے رونے میں کمی آئی تھی اسکی بات سن کر۔۔۔۔

اچھا اب مجھے بتاؤ اللہ پر بھروسہ ہے یا اس عابش کی دی گئی کھوکھلی دھمکی پر اسکو خود کے سینے سے الگ کرتے اس کا بھیگا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں لیتے پوچھا تھا۔۔۔۔

ال۔۔۔۔اللہ پر۔۔۔ اس نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

گڈ گرل اور پتہ ہے جو لوگ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں ان کو کبھی نقصان نہیں پہنچتا اور نا ہی کوئی شیطان ان پر وار کر سکتا ہے۔۔۔ اسکی بھیگی آنکھوں پر باری باری لب رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

پھر اسے سینے سے لگایا تھا۔۔۔

اب بھی ناراض ہو۔۔۔۔ پیشانی پر لب رکھتے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ اس نے سر ہلاتے کہا تھا۔۔۔۔

بڑی ہو جاؤ تم۔بہت ساری ذمہ داریاں اٹھانی ہیں ابھی تمہیں۔۔۔۔۔ کب تک میرا بچہ بن کر رہنے کا ارادہ ہے۔۔۔ ڈریسنگ پر پڑے ٹشو باکس میں سے ٹشو نکال کر اس کا گیلا چہرہ صاف کرتے اور اسکی ناک صاف کرتے کہا تھا۔۔۔۔

آپ تنگ آہ گئے ہیں مجھ سے۔۔۔۔۔۔ اس کی شرٹ کے بٹن کو کریدتے پوچھا تھا۔۔۔

بلکل نہیں۔۔۔ اس کے کان کے پیچھے بال اڑستے محبت سے کہا تھا۔۔۔

پھر ایسی بات کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ اس کے سینے کے ساتھ سر ٹکاتے کہا تھا۔۔۔ بٹن پر رحم کھا کر اسے چھوڑ دیا تھا اب۔۔۔

اس لیے کے اہان کو تم سے اب بے بی چاہیے تم جیسی کیوٹ اور۔۔۔ باقی لفظ پھر سے منہ میں رہ گئے تھے نازک ہاتھ نے پھر سے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا تھا اور اس کے سینے میں چھپی تھی۔۔۔

یہ غلط ہے کام کی بات تم نے سننی نہیں ہوتی اس کی انگلیوں پر ہونٹ رکھتے کہا تھا۔۔۔

اہ۔۔۔ آہان۔۔۔ پلیز۔۔۔اس نے منت کی تھی اس کی رینگتی انگلیوں کو کمر پر محسوس کرتے۔۔۔

بہت تھک گیا ہوں سکون چاہیے کچھ پلوں کا۔۔۔ اس نے گھمبیر سرگوشی کی تھی کان کے پاس لب لاتے۔۔۔

پھر اس کے چہرے کو اپنے چہرے کے قریب لاتے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔

اور اپنی ساری تھکن اسکی ناراضگی اپنی دیوانگی اس میں ہر گزرتے پل کے ساتھ قطرہ قطرہ انڈیلنے لگا تھا۔۔۔ اس کی سانسوں کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں ملتے۔۔۔ اس کی

بئیرڈ کی توڑی پر چھبن سہتے سہتے نڈھال ہوئی تھی وہ۔۔۔۔ بند ہوتا سانس اٹکا تھا تب اس نے نرمی سے اپنے ہونٹوں کو ہٹایا تھا اس کے ہونٹوں سے۔۔۔۔

بیڈ پر چلیں۔۔۔۔ گردن پر جا بجا لمس چھوڑتے خمار آلود لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

ن۔۔۔۔۔ن۔۔۔ نہیں اس نے جان لیوا سانسوں کی سرگوشیوں پر اس کی شرٹ مٹھیوں میں جھکڑتے کہا تھا۔۔۔۔اور تیز تیز سانس لیتے خود کی سانسوں کو ہموار کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔

یہ ظلم ہے۔۔۔۔ اس نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کو ڈریسنگ سے اٹھاتے گود میں لیا تھا اور بیڈ پر لٹایا تھا۔۔۔۔

گردن سے دوپٹہ اتار کر دوسری سائیڈ رکھا تھا۔۔۔۔

اور اس کی پھولی ہوئی گال کو دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔۔

اور پھر اپنے ہی دانتوں کے نشان پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

لبوں نے کان سے ہوتے ہوئے کاندھوں پر چھاپ چھوڑنی شروع کی تھی اور وہ تیز سانسوں سے دھڑکتے دل کو قابو کرتے اسکے ہر لمس پر بے حال ہوئی تھی۔۔۔۔

چھوڑو مجھے زاویان۔۔۔۔باہر سے آتی آواز پر فسوں ٹوٹا تھا۔۔۔

آہان ی۔۔۔یہ۔۔۔تو دیدم کی آواز ہے۔۔۔۔ آہان کے پیچھے ہوتے ہی اس نے اٹھ کر بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔

میں دیکھتا ہوں تم باہر نہیں آؤ گی۔۔۔ وہ باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔ جہاں زاویان المیرا کا ہاتھ تھامے اس کو روم میں لے کر جا رہا تھا اور وہ ہاتھ چھڑوانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

آہان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بند دروازے کو دیکھا تھا اور پھر روم میں واپس آیا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے۔۔۔ انعمتہ نے شرٹ ٹھیک کرتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔۔

ہاں سب ٹھیک ہے زاویان شاید اسے گھر لے آیا ہے۔۔۔ اس کے پاس بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔اور ڈرار سے سگریٹ لے کر سلگائی تھی۔۔۔۔

دیدم غصہ ہوں گی مجھے یہاں دیکھ کر اس نے سر جھکائے کہا تھا۔۔۔ اور آنکھوں میں المیرا کو یاد کر کے پھر سے نمی آئی تھی۔۔۔۔

خبردار جو تم اب روئی زاویان کر لے گا اسے ہینڈل ادھر آؤ میرے پاس۔۔۔ سخت لہجے میں اسے رونے سے منع کرتے کہا تھا۔۔۔

آپ پہلے اسے بند کریں میرا سانس بند ہوتا۔۔۔ دور بیٹھے سگریٹ کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔

آہ رہی ہو یا نہیں کیونکہ میں آیا تو پھر خود تمہارا سانس بند کرو گا۔۔۔ گہری نظروں سے دیکھتے سخت لہجے میں کہا تھا۔۔۔

آپ چیٹر ہیں اور بلیک میلر بھی۔۔۔ اس نے پاس آتے اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھتے سینے پر سر رکھتے کہا تھا۔۔۔

لوور بھی ہوں وہ تو نہیں کہا جاتا تم سے۔۔۔ چلو یہاں دکھاؤ اپنی آنکھیں۔۔۔ مجھے چیک کرنا ہے کہیں کوئی ٹینکی وینکی تو نہیں فٹ کروائی جو اتنے آنسو بہتے ہیں تمہارے۔۔۔ اسکی آنکھوں کو انگلیوں سے کھولتے چیک کرتے کہا تھا۔۔۔

ہیٹ یو آہان۔۔۔ اس کے ہاتھ پیچھے کرتے سینے پر سر رکھا تھا۔۔۔

مجھ ایک فائل ریڈی کرنی ہے تو سٹڈی میں۔۔۔

مجھے سلا کر جائیں وہاں سے آپ ایک بجے سے پہلے نہیں آئیں گے اور مجھے نیند آہ رہی ہے--- اس کے پاس لیٹتے کہا تھا----

ہاں کر لو جتنی نیندیں پوری کرنی ہیں--- ایک بار قریب آہ گیا نا تو پھر ہر روز جگاؤں گا--- ہنستے ہوئے ذو، معنی انداز میں کہا تھا اسے اور پھر اس کے ساتھ ہی لیٹ کر اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا تھا----

اور وہ بھی شرم سے سرخ ہوتی اس کا مطلب سمجھتے اسکی انگلیوں کے لمس پر خود میں سکون اتارتی آنکھیں بند کر گئی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کدھر تھے تم---- کل سے گئے آج آدھی رات آئے ہو----

گلشن بائی نے وجاہت کو دیکھتے ہی پوچھا تھا----اور اسے لیے کمرے میں آئی تھی----

کیا بتاؤں یار بہت مشکل سے بچ بچا کر آیا ہوں---- سیٹھ وجاہت نے بیڈ پر بیٹھتے کہا تھا--

کیا مطلب--- گلشن بائی نے نا سمجھی سے پوچھا تھا----

یار وہ اسفند واپس آہ گیا ہے اور اس نے مجھے۔۔۔۔۔۔ سیٹھ وجاہت نے اسفند سے ہونے والی ساری ملاقات من وعن سنائی تھی گلشن بائی کو۔۔۔۔

اوہ یہ تو بہت برا ہوا وہ ہمیں چھوڑے گا نہیں وہ بہت خطرناک آدمی ہے وجاہت۔۔۔۔ گلشن بائی کا تو سن کر ہی فیوز اڑا تھا۔۔۔۔

یہی تو کل سے میری جان بھی ہلکان ہوئی ہے۔۔۔ مگر میں نے کچھ سوچا ہے اگر تم ساتھ دو تو۔۔۔۔

سیٹھ وجاہت نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں تم پلان بتاؤ اس نے یقین دہانی کرواتے کہا تھا۔۔۔ دیکھو گلشن بات سیدھی سی ہے کہ وہ اب المیرا کو لیے بغیر یہاں سے جائے گا نہیں اور اگر ہم نے المیرا کو اس تک نا پہنچایا تو وہ ہمیں بھی مروا دے گا۔۔۔۔

خیر تم غور سے سنوں میں نے المیرا اور زاویان کے ڈائیورس پیپر ریڈی کیے ہیں تم کسی بہانے سے ان پر سائن کروا لینا۔۔۔ رہی بات المیرا کی تو اسے دو راتوں کے لیے میرے

پاس چھوڑ دو اسکے سارے کس بل نکال دوں گا اور اگر اسفند کہے گا تو الزام زاویان پر لگا دیں گے کے اس کے ساتھ رہی ہے۔۔۔۔۔ ہو گیا ہو گا کچھ دونوں کے درمیان۔۔۔۔ میں اپنا اسلیے کہہ رہا ہوں کے المیرا جیسی کتنی ٹیڑی کھیروں کو میں نے صحیح کیا ہے خود تمہارے ہی کوٹھے پر۔۔۔۔اگے تم دیکھ لو اگر تمہیں یہ آئیڈیا نہیں پسند تو کچھ اور سوچ لیتے ہیں۔۔۔

سیٹھ وجاہت نے کاندھے اچکاتے صاف لہجے میں کہا تھا۔۔۔

نہیں نہیں یہی ٹھیک رہے گا تم پیپرز لائے ہو ساتھ۔۔۔ اس نے جوش سے پوچھا تھا۔۔

ہاں یہ رہے۔۔۔ اس نے اپنی جیب میں سے پیپر نکال کر اس کے سامنے رکھے تھے۔۔۔ ٹھیک ہے میں صبح ہی سائن کرواتی ہوں۔۔۔ مگر اسے کہنا کے اب المیرا کی قیمت ڈبل ہو گی۔۔۔ گلشن بائی نے پیپر پکڑ کر الماری میں رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ہاں پیسوں کی طرف سے اس نے پہلے کبھی منع کیا ہے وہ ہو جائے گا ابھی ہمیں خوش کرنا ہے اسے۔۔۔۔۔ ویسے یہ تمہارا مجازی خدا رشید نہیں نظر آہ رہا۔۔۔۔۔

سیٹھ وجاہت نے باہر کی طرف نظریں دوڑاتے قہقہ لگاتے کہا تھا۔۔۔

اس کو تو خوب پٹوایا ہے اوقات بھول گیا تھا اپنی۔۔۔۔

گلشن بائی نے ایک اہک لفظ چباتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

کیوں کیا ہوا۔۔۔۔ سیٹھ وجاہت نے تعجب سے پوچھا تھا۔۔۔۔

وجاہت اس نے اس رات۔۔۔۔ گلشن بائی نے اس کا کہا ایک ایک لفظ ایک ایک بات اسے بتائی تھی اور اسے کیسے پٹوایا یہ بھی اور وہ اب اسکی قید میں ہے یہ بھی۔۔۔۔

سیریسلی۔۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ چن ماہیا۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔ وہ ہنستا ہوا دھرا ہورہا تھا۔۔۔

تمہیں گھن نہیں آئی اس سے۔۔۔۔ ہنس ہنس کر اس کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔۔۔

تم یہاں بیٹھ کر ہنس لو پہلے اور مجھ سے بات نا کرنا اب۔۔۔۔ قہر ذدہ لہجے میں کہتے وہ اسکے پاس سے اٹھی تھی۔۔۔۔

اچھا اچھا نہیں ہنستا اب تمہاری سٹوری سن کر میرا تو تمہارے پاس آنے کو بھی دل نہیں کر رہا خیر مجھے ایک جگہ ضروری کام۔سے جانا ہے پھر آؤں گا۔۔۔۔

ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اور اس کے موڈ کی پرواہ کیے بغیر چلا گیا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

پوری رات وہ اپنے کمرے میں نہیں آیا تھا۔۔۔۔ اسے ویسے ہی چھوڑ کر خود گیسٹ روم میں چلے گیا تھا۔۔۔

تاکہ سب یہی سمجھیں کے وہ اپنے روم میں ہے۔۔۔۔

اور وہاں جاکر اس نے کتنے ہی سگریٹ پھونک ڈالے تھے۔۔۔۔ پوری رات ایک پل کے لیے بھی نہیں سویا تھا وہ۔۔۔۔

اور وہ اس کے جاتے ہی روتے روتے وہیں سوگئی تھی۔۔۔

صبح ہوتے ہی وہ روم میں آیا تھا۔۔۔ اور اسے بے ہنگم طریقے سے سوتا دیکھا تھا۔۔۔۔

کچھ سوچ کر موبائل نکالا تھا اور دراب کو کال کی تھی۔۔۔۔

المیرا کا موبائل ٹھیک ہو گیا ہے۔۔۔۔ اس نے دراب کے کال ریسیو کرتے ہی پوچھا تھا۔۔۔

ہاں ٹھیک ہو گیا ہے میں بھجوانے ہی لگا تھاتمہاری طرف۔۔۔اس نے کہا تھا۔۔۔

فارم ہاؤس بھجوا دینا۔۔ اس نے دراب کو کہتے کال کٹ کی تھی۔۔۔

اور پھر اس کی طرف بڑھا تھا اور باہوں میں اٹھائے اسے گاڑی تک لایا تھا۔۔۔۔ اور گاڑی کی کیز ڈرائیور سے لیں تھیں۔۔۔۔

ابی یا بڑی پوچھیں تو بتا دینا۔۔ فارم ہاؤس جا رہاہوں المیرا کے ساتھ۔۔۔۔

اس نے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے ڈرائیور۔ سے کہا تھا اور گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔

اور گاڑی بھگاتا ہوا وہاں سے لے گیا تھا۔۔۔۔

تقریباً گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ فارم ہاؤس میں تھے۔۔۔۔

وہ اسے سوئی کو واپس باہوں میں اٹھا کر بیڈ تک لایا تھا۔۔۔ اور اسے لٹایا تھا۔۔۔۔
پھر باہر آیا تھا۔۔۔فارم ہاؤس کے گیٹ کیپر کو بلوایا تھا۔۔۔۔

ملازمہ صفائی کرنے کتنے بجے آتی ہے۔۔۔۔ اس نے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

صاب جی یہی کوئی بارہ ایک بجے۔۔۔۔ گیٹ کیپر نے جواب دیا تھا ۔۔۔۔۔

آج اسے فون کر کے جلدی بلوا لو۔۔۔۔اور کچھ دیر تک ایک ادمی موبائل دے کر جائے گا
وہ اپنی بیگم صاحبہ کو ملازمہ کے ہاتھ بجوا دینا۔۔۔۔
اور اگر میرا پوچھے تو کہنا میں اپنے دوست ڈی جے کے پاس ہوں۔۔۔۔آفس کامت بتانا
پتہ نہیں آفس کا سن کر کون سا نیا ہنگامہ کھڑا کرے۔۔۔۔
گیٹ کیپر کو حکم دیا تھا۔۔۔۔

پھر ریڈی ہو کر آفس کے لیے نکل گیا تھا۔۔۔۔

آج اسکی نو بجے میٹنگ تھی ساری رات بھی کچھ ریئیر نہیں کیا تھا سو دماغ کو ریلیکس کرتا وہ میٹنگ کی تیاری کرنے لگا تھا۔۔۔۔

بارہ بجے کے قریب میٹنگ سے فارغ ہو کر رسیپشنسٹ کو بتایا تھا کے فارم ہاؤس جا رہا ہے اہان کو انفارم کر دے اگر وہ پوچھے تو۔۔۔۔

ابھی وہ پارکنگ تک پہنچا نہیں تھا۔۔۔۔جب اسکا فون رنگ ہوا تھا۔۔۔ اور ایک بار پھر اسی نمبر سے ویڈیو میسج دیکھ کر اس کا رنگ فق ہوا تھا۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے ایم ایم ایس پلے کیا تھا۔۔۔۔ اور ویڈیو دیکھتے اسکے زمین آسمان ہل گئے تھے۔۔۔۔۔اپنی گاڑی تک پہنچنے کے لیے وہ بھاگنے لگا تھا۔۔۔

اور بھاگتے ہوئے بار بار المیرا کا نمبر ڈائل کرنے لگا تھا۔۔۔۔ وہ اٹھا نہیں رہی تھی۔۔۔۔

اور نا ہی لینڈ لائن رسیو کر رہی تھی۔۔۔۔اس کا رواں رواں کانپا تھا۔۔۔ اس کا سوچ سوچ کر ہی۔۔۔۔

پھر سے نمبر ڈائل کیا تھا اس کے موبائل کا۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد اس کے کانوں میں آواز گونجی تھی المیرا کی۔۔۔۔

المیرا کہاں ہو تم۔۔۔۔۔ فون کیوں نہیں رسیو کر رہی تھی میرا۔۔۔۔

اس نے چیختے ہوئے کہا تھا جبکہ بھاگنے کی وجہ سے اس کی سانس تیز چل رہی تھی دھونکنی کی طرح۔۔۔

اور جس ہاتھ میں موبائل تھا وہ اب بھی کانپ رہا تھا۔۔۔۔

زاویان میں شاور لے رہی تھی کیا ہوا کچھ بولو بھی۔۔۔ اس نے اس کی آواز کی لغزش اور اس کے اکھڑتے سانس کے ساتھ بولتے لفظ سنتے پریشان ہوتے کہا تھا۔۔۔

ت۔۔۔ت۔۔۔۔ت۔۔ت۔ تم ایسا کرو جاؤ جا کر دیکھو باتھ روم میں کون ہے۔۔۔۔۔ اچھے سے دیکھو۔۔۔۔ اس نے بھاگتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔ ہوا کیا ہے تم تو ڈی جے کے پاس گئے تھے ناں مجھے ملازمہ نے بتایا تھا اور تم مجھے یہاں کیوں۔۔۔۔۔۔۔ تم بھاگ کیوں رہے ہو۔۔۔۔

المیرا نے پھر سے سوال کیا تھا۔۔۔

ڈیم اٹ گو اینڈ چیک ---- وہ فون میں سے ہی غصے سے دھاڑا تھا اتنی گرجدار آواز تھی اس کے ٹوٹے لفظوں کی بازگشت کی کے وہ نازک جان لڑکی وہیں پر بیٹھی بیٹھی کانپ اٹھی تھی اور بھاگ کر باتھ روم کی طرف بڑھی تھی-----

کوئی نہیں ہے وہاں میں اچھے سے چیک کر چکی ہوں---- اس نے خوف زدہ لہجے میں کہا تھا----

جاؤ دیکھو اینٹرس ڈور لاک ہے یا نہیں---- اس نے دھنکتے سانس کے ساتھ کہا تھا----

د----در---دروازہ لاک ہے زاویان---- کیوں ڈرا رہے ہو مجھے تم---- اس نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا----

کھڑکیاں بند کرو اچھے سے اور کرٹن آگے کرو اور کوئی بھی آئے کوئی بھی----- تم دروازہ نہیں کھولو گی کلئیر---

اس نے تنبیہی لہجے میں کہا تھا اور اب بھی وہ بھاگ رہا تھا----

ا۔۔۔۔اوک۔۔۔۔اوکے۔۔۔۔ اس نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا تھا اور پھر اس سے بات کرتے کرتے کھڑکیوں کے پردے برابر کیے تھے کھڑکیاں بند کیں تھیں۔۔۔۔

میں بس گھنٹے تک پہنچ رہا ہوں۔۔۔۔ تب تک خود کی حفاظت کرو گی تم اگر ایک زرا برابر بھی تمہیں خراش آئی تو تمہاری جان لے لوں گا میں اس نے چلاتے ہوئے کہا تھا اور فون بند کیا تھا۔۔۔

اپنی گاڑی کے پاس پہنچتے ہی اس نے گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔۔

آگر باتھ روم میں کوئی نہیں تھا تو پھر وہ ایم ایم ایس وہ ویڈیو کس نے بنائی المیرا کی شاور لیتے ہوئے اس نے غصے سے سٹئیرنگ پر ہاتھ مارا تھا اسکا دل کسی سوکھے ہوئے پتے کی طرح لرز رہا تھا۔۔۔۔

اس کی محبت کی بے حرمتی کون کر سکتا تھا۔۔۔۔ آنکھوں میں ایک الگ الاؤ دھک رہا تھا جو جلا کر خاک کر دینے کی حثیت رکھتا تھا۔۔۔۔

اور اس ویڈیو کے بارے میں سوچ سوچ کر اس کی ٹانگیں کانپ رہیں تھیں۔۔۔ الٹی سیدھی ڈگمگاتی گاڑی چلاتے وہ اپنی ہی سوچوں کے بھنور میں الجھا ہوا تھا کے فون پر پھر اسی نمبر سے ہونے والی میسج ٹون نے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل پکڑ کر میسج اوپن کیا تھا۔۔۔۔

مزا آیا میر زاویان آفندی اپنی بیوی کو شاور لیتا دیکھ کر آہ آہ آہ مجھے تو بہت مزا آیا۔۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔۔

یائے کیسے کیسے منٹوں میں میں نے تمہاری محبت کو ننگا کر دیا۔۔۔۔ یقیناً مزہ آہ رہا ہو گا تمہیں بھی۔۔۔۔ ہاہاہاہا ہاہاہاہا۔۔۔افسوس اس بار بھی بلر وویڈیو سینڈ کی مگر نیٹ چیچ تومیرے پاس ہے وائرل ہوو جائے گی نیٹ پر ڈالی تو۔۔۔ اور تمہری عزت۔۔۔ چیچ

ایس ایم ایس پڑھتے ہی زاویان کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔۔ موبائل کو اس نے پوری شدت سے دوسری سیٹ پر مارا تھا۔۔۔۔ایک گہرے اشتعال میں خود کو ڈوبتے محسوس کیا تھا اس نے۔۔۔۔ گاڑی کو تیزی سے بریک لگا کر وہ منٹوں میں باہر نکلا تھا۔۔۔

اہمممممہ اہمممممہ کیوں۔۔۔۔۔۔ چیخ مارتے ہوئے وہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھتے ہوئے چلایا تھا۔۔۔

کیوں کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کوئی راستہ نہیں دکھا رہے مجھے ۔۔۔۔۔ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے چیختے ہوئے بولا تھا وہ۔۔۔۔ اور آنسوؤں کو اس نے اس بار بہنے دیا تھا۔۔۔

اسی لمحے فون پر بیل ہوئی تھی۔۔۔ اس نے نمبر دیکھتے ہی منٹوں میں اٹھایا تھا۔۔۔

ہاں دی جے بول کچھ پتہ چلا اس نمبر کے بارے میں کس کا ہے وہ ۔۔۔۔۔ اس نے اپنے آنسوؤں کو پیتے بھرائی آواز میں بے تابی سے پوچھا تھا۔۔۔۔

ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں جا کر خود دیکھ لے۔۔۔۔ اس نے کہتے ہی کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔۔

ایس ایم ایس ملتے ہی اس نے کھولا تھا اور آندھی طوفان کی طرح گاڑی میں بیٹھ کر اسکے بھیجے ہوئے ایڈریس پر پہنچا تھا۔۔۔اور دروازے پر پہنچتے ہی اسے نے دھڑادھڑ بجانا شروع کیا تھا۔۔۔

کہاں ہے ہما دلاور کیوں بھیج رہی ہے وہ مجھے ایسے گھٹیا ایس ایم ایس کیا چاہتی ہے وہ۔۔۔۔ اندر سے ایک آدمی کے نکلتے ہی اس نے اس آدمی کا گریبان پکڑتے اسے جھنجوڑتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔۔

کون ہے تو چل نکل کوئی نہیں رہتا یہاں۔۔۔ آدمی نے بھی غصے سے اپنا گریبان چھڑواتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یہی رہتی ہے وہ نکال اس کو باہر ورنہ میں تم لوگوں کی بوٹی بوٹی نوچ لوں گا۔۔۔۔

اس نے پھر سے غصے میں چلاتے ہوئے کہا تھا اور گریبان اب بھی نہیں چھوڑا تھا۔۔۔۔

سالے تجھے سمجھ نہیں آتی نکل یہاں سے دوبارہ اس گھر کی دہلیز پر قدم نا رکھنا پوری شدت سے اس نے زاویان کو دھکا دیا تھا۔۔۔۔ اور وہ جھٹکے سے نیچے گرا تھا۔۔۔۔

اسی لمحے وہ آدمی دروازہ بند کر کے اندر جا چکا تھا۔۔۔۔ اس نے پھر سے دروازہ بجانا شروع کیا تھا۔۔۔۔

کیوں تھکا رہے ہوخود کو جس کا تم پوچھنے آئے ہو وہ یہاں نہیں رہتی۔۔۔کیوناس کے باپ کے زخم ادھیڑ رہے ہو۔۔۔۔ یعنی جو دروازے پر آیا تھا وہ ہما رلاور کا باپ تھا۔۔۔ فلیٹ کے پاس سے گزرتے ایک آدمی نے کہا تھا۔۔۔

زاویان نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

مطلب۔۔۔ کہاں ہے پھر وہ۔۔۔ اس نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔۔

اوپر۔۔۔ اس نے اسکی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔

اوپر مطلب سیکنڈ فلور اس نے بلڈنگ کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

اوپر مطلب مر چکی ہے وہ تین سال پہلے پنکھے کے ساتھ لٹک کر جان دی تھی اس نے اور ان ہاتھوں سے دفنایا ہے ہم سب نے اسے۔۔۔

فلیٹ کے پاس سے گزرنے والے آدمی نے افسوس سے کہا تھا اور چلے گیا تھا۔۔۔

اور زاویان کی سماعتوں میں جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسا انڈیل دیا تھا وہ کچھ بھی دیکھنے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت سے قاصر ہوا تھا۔۔۔۔

وہاں سے تھکے قدموں چلتے وہ واپس آیا تھا دروازے پر دوبارہ دروازہ بجایا تھا۔۔۔

تجھے سمجھ نہیں اتی میں کہہ رہا ہوں نا کے وہ۔۔۔۔

انکل مجھے بس اتنا بتا دیں کیا ہما دلاور المیرا ریحام ملک کی دوست تھی۔۔۔۔ اس نے کسی خدشے کے تحت پوچھا تھا۔۔۔۔

ہاں وہ دوست تھی اس کی مگر اب وہ نہیں رہی تو یہ دوستی بھی ختم تم جو بھی ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔

اسس آدمی نے کہتے ایک بار پھر سے کھٹاک کر کے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

آپ نے بلایا تھا بائی۔۔۔ لطیف ہاتھ باندھے اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

لطیف میں تم سے کافی امپریس ہوں۔۔۔ تم نے اپنی جان کی پرواہ نہیں کی اور میری خاطر لڑے۔۔۔ ٹانگ پر گولی بھی کھائی۔۔۔ مجھے تمہاری بہادری ایسے ہی چاہیے اپنے کام میں۔۔۔اج سے میں تمہیں اپناخاص راز دار بنا رہی ہوں۔۔۔ رشید کو میں اس کام سے بے دخل کر چکی ہوں کیونکہ وہ اپنی اوقات بھول گیا تھا۔۔۔

خیر میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی اس پر اعتبار۔۔۔ مجھے یقین ہے کے تم میرا اعتبار کبھی نہیں توڑو گے۔۔۔ گلشن بائی نے صاف لہجے میں کہا تھا۔۔۔

دو لاکھ تمہاری تنخواہ ہو گی آج سے۔۔۔۔ رشید کو ڈیرہ لاکھ دیتی تھی میں۔۔۔ اگر مجھے تمہارا کام مزید پسند آیا تو بڑھا دوں گی۔۔۔ یہ رہے دولاکھ۔۔۔

اس نے الماری میں سے پیسے نکال کر ٹیبل پر رکھتے کہا تھا۔۔۔

بہت شکریہ بائی میں کبھی آپ کا اعتبار نہیں توڑوں گا کبھی آپ کو دھوکا نہیں دوں گا۔۔۔

لطیف کی تو سن کر خوشی سے باچھیں ہی کھل گئیں تھیں۔۔۔

برسوں کا سپنا پورا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے یہ اٹھاؤ اور جاؤ ہر کام میں چوکنا رہنا اور ایک اور بات اماں اور اس کا خاص خیال رکھنا اور میرے فون کا انتظار کرنا اب تم جا سکتے ہو۔۔۔۔

ڈریسنگ سے نیل پینٹ اٹھاتے کہا تھا اس نے اور لطیف جھومتا ہوا پیسے اٹھاتا چلے گیا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

میر زاویان آفندی اس وقت اپنی زندگی کی سب سے بڑی بے بسی کے دھانے پر کھڑا تھا۔۔۔

،،، کبھی یوں بھی آ میرے روبرو
۔۔۔ تجھے پاس پا کے میں رو پڑوں
،،، مجھے منزل ، عشق نہ ہو یقیں ،

... تجھے دھڑکنوں میں سنا کروں
،،، کبھی سجالوں تجھ کو آنکھوں میں
... کبھی خُوابوں میں تجھے دیکھا کروں
،،، کبھی چوم لوں تیرے ہاتھوں کو
... کبھی تیرے دل میں بسا کروں
،،، کبھی یوں بھی آ میرے روبرو
... تجھے پاس پا کے میں رو پڑوں
،،، مجھے منزل عشق پہ ہو یقیں
... تجھے دھڑکنوں میں سنا کروں
،،، کبھی سجا لوں تجھ کو آنکھوں میں
... کبھی خُوابوں میں تجھے دیکھا کروں
،،، کبھی چوم لوں تیرے ہاتھوں کو
... کبھی تیرے دل میں بسا کروں.

For more visit (exponovels.com)

یا اللہ پاک میری محرم کی حفاظت کرنا۔۔۔ اس کسی بھنور میں مت پھنسانا میرے مالک۔۔۔۔

وہ نادان ہے اس سے سو اختلافات ہیں مجھے۔۔۔۔ مگر اس کی روح کی تذلیل میں نہیں سہہ پاؤں گا نا ہی مجھ میں ہمت ہے اور نا ہی حوصلہ میرے رب۔۔۔۔ وہ میری ہے۔۔۔ اس کی روح اور اس کے جسم کے ہر روئے کو میری آنکھوں کے راز تک محکوم کر دے۔۔۔۔

ہر نا محرم کی بد نیتی سے ہر گندی نظر سے ہر برے عزائم سے بچا لے میرے رب۔۔۔۔ تو تو پردہ پوشی کرنے والا ہے بہترین پردہ پوشی فرما دے۔۔۔۔۔۔

گاڑی چلاتے ہوئے اپنی ہر سانس کے ساتھ وہ نم آنکھوں سے اپنی بیوی کی آبرو کی حفاظت کے لیے دعا کرتا تڑپ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔۔ اس کے اندر ایک حشر برپا تھا۔۔۔۔۔

ایک ایسا حشر جو اس کی ہر سانس کو ہلا کے رکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اپنے رب سے گاڑی چلاتے چلاتے رو رو کر دعا کر رہا تھا وہ کے فون رنگ کیا تھا پھر سے-----

کسی بھی اور صدمے کو جھیلنے کی ہمت نہیں تھی اس میں جب ہی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا موبائل کو---فون بج بج کر بند ہو گیا تھا---

تیسری رنگ پر اس نے دوبارہ دیکھا تھا موبائل کو----

ڈی جے---- اس نے ڈی جے کا نمبر دیکھتے ہی موبائل کانپتے ہاتھوں سے اٹھایا تھا----

زاویان کال کیوں رسیو نہیں کر رہے تھے---- تم ٹھیک ہو---- ڈی جے نے پوچھا تھا----

ہاں سب ٹھیک ہے گاڑی چلا رہا تھا دیکھا نہیں----- خود پر قابو پاتے کہا تھا زاویان نے----

آواز کیوں بھاری ہو رہی ہے تمہاری کچھ پتا چلا کوئی معلومات---- ڈی جے پریشان ہوتے پوچھا تھا-----

نہیں وہ بس ویسے ہی تمہیں لگ رہی ہے۔۔۔۔نہیں فی الحال نا کچھ پتہ چلا نا کچھ سمجھ آہ رہا ہے۔۔۔۔ بے بسی سے کہا تھا اس نے۔۔۔۔

زاویان اس نمبر کی لوکیشن ٹریس ہو گئی ہے۔۔۔۔ مگر زاویان وہ۔۔۔۔۔

اس نے کچھ کہتے کہتے بات ادھوری چھوڑی تھی۔۔۔

مگر کیا۔۔۔۔ اس نے بے صبری سے پوچھا تھا۔۔۔۔

بتاؤ ڈی جے چپ کیوں ہو اگر وہ پاتال میں بھی ہوا تو میں اسے نکال لاؤں گا پلیز میں جل رہا ہوں۔۔۔۔ یہ سوچ میری روح گھائل کر رہی ہے کے میری بیوی کی۔۔۔۔

خود کو کنٹرول رکھنے کے باوجود بھی وہ رو پڑا تھا۔۔۔۔

ریلیکس زاویان۔۔۔۔ تو پھر سنو وہ لوکیشن ۔۔۔۔۔۔

اس نے گویا بتا کر بم پھوڑا تھا اس کی سماعتوں پر۔۔۔۔

اسکا سانس ایک پل میں بند ہوا تھا اور دل بھی۔۔۔۔

اتنی گھٹیا اور گری ہوئی حرکت۔۔۔۔۔

مگر کیوں۔۔۔۔ موبائل چھوٹ کر نیچے گرا تھا اور گاڑی کی سطح سے ٹکڑایا تھا۔۔۔۔۔

کتنے آنسو اس کے نکل کر اس کی مونچھوں اور داڑھی میں جذب ہوئے تھے----

انعمتہ------- زیر لب لفظ دہرائے تھے-----

زاویان ہیلو ہیلو---- پلیز سب نرمی سے ہینڈل کرنا زاویان---- ڈی جے کی آواز سپیکر سے بر آمد ہو رہی تھی---- مگر گاڑی میں بیٹھے شخص کے اندر اب ہلنے کی بھی سکت نہیں رہی تھی----

زاویان----- زاویان----- ڈی جے آوازیں دے رہا تھا اسے----- سپیکر سے نکلتی اس کی آواز گاڑی کے پن ڈراپ سائلنس میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی----

وہ چونکا تھا ہوش میں آیا تھا--- موبائل اٹھایا تھا نیچے سے-----اور کان سے لگا کر پوچھا تھا----

ڈی جے ایک بار پھر سے چیک کرو جس لوکیشن کا تم بتا رہے ہو کیا یہ وہی----

میں نے بیسیوں بار چیک کی ہے ہر بار وہی لوکیشن آ رہی ہے--- اس لیے تمہیں کہہ رہا ہوں جو بھی کرنا بہت ریلیکس ہو کر اپنی زندگیوں کو دیکھتے ہوئے فیصلہ لینا-----

اور ہمہ دلاور کا موبائل کیوں یوز کر رہی ہے وہ یہ بھی تم-----

میں دیکھ لوں گا ڈی جے اینڈ تھینکیو سو مچ پھر بات ہوتی ہے----

اس نے ڈی جے کی بات کاٹتے ہی فون رکھا تھا----

کانپتے ہاتھوں سے سٹئیرنگ کو تھاما تھا---- اور گئیر ڈال کر گاڑی سٹارٹ کی تھی---

بے ہنگم سانس لیتے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی تھی----

آنکھیں لال سرخ انگارہ ہو رہیں تھیں--- اور دل کسی تپتے صحرا میں پڑا جل رہا تھا----

اس ٹائم کوئی میر زاویان آفندی سے پوچھے کے موت اور زندگی کی درمیانی کیفیت کسے کہتے ہیں----

غصہ درد اشتعال اور پل پل مرتی سانسیں-- کیا کیا نہیں سہہ رہا تھا خود پر----

جبر مسلسل شاید خود سے کیے جانے والے تسلی کے دھوکے کا دوسرا نام ہے----

گاڑی آفندی ہاؤس کی حدود میں داخل ہو رہی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡

سر آپ کو ملک انڈسٹریز کی میٹنگ بھی اٹینڈ کرنی پڑے گی----- پی اے نے بتایا تھا آہان کو آہ کر----

مگر وہ تو المیرا اور زاویان سنبھال رہے ہیں اب۔۔۔ اس نے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

سر مس المیرا تو وہاں کے آفس ہی نہیں آئیں صبح سے اور زاویان سر کہہ کر گئے تھے کے وہ فارم ہاؤس جا رہے ہیں کچھ بزی ہیں۔۔۔

پی اے نے بتایا تھا۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے آپ یاد کروا دیجیے گا جب میٹنگ سٹارٹ ہو گی۔۔۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

شور سر۔۔۔ پی اے کہتی باہر چلی گئی تھی۔۔۔

یہ لڑکا کر کیا رہا ہے۔۔۔ کل اسے گھر لایا اور صبح تک لاک کیے رکھا خود کو بھی اور اسکو بھی۔۔۔ پھر صبح صبح اسے فارم ہاؤس لے گیا۔۔۔

کونسی کھچڑی پکا رہا ہے۔۔۔ کہیں ان دونوں میں سب ٹھیک تو نہیں ہو گیا۔ ۔۔

اوہ ہو سکتا ہے سب ٹھیک ہو گیا ہو۔۔۔اور انہیں کچھ پرائیویٹ مومنٹس چاہیے ہوں۔۔۔۔ اور اگر ایسا کچھ ہے تو آئی ایم سوچ ہیپی فور یو بندر اس نے پیپر ویٹ ہاتھ میں گھوماتے خوش ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

خود سے ہی سوچتے وہ سوپر ایکسائٹڈ ہوا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

جب بندہ اپنی اوقات بھول جائے تو یہی سب ہوتا ہے۔۔۔۔

اس کے کانوں میں آواز گونجی تھی۔۔۔۔ اور اس نے ٹوٹی ہڈیوں کے ساتھ منہ اٹھا کر دیکھا تھا اور سامنے کھڑے شخص سے وہ الفاظ سن کر وہ ہکا بکا رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

لطیف تم۔۔۔۔ رشید کی زبان بولنے سے بھی قاصر ہوئی تھی۔۔۔۔

ہاں میں۔۔۔۔۔ کیا ہوا تمہیں یقین نہیں آیا ہو گا مجھے سامنے دیکھ کر۔۔۔۔

لطیف نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

مگر سچ تو یہی ہے کے میں ہوں تمہارے سامنے دیکھو تمہارا دوست لطیف اس نے قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔۔

ت----ت--- تم مجھے چھڑوانے آئے ہو---- پ----پلیز خدا کا واسطہ ہے مجھے لے جاؤ یہاں سے میں میں قسم کھاتا ہوں---- میں تیرا غلام-----

غلام---- ہاہاہاہاہا---- غلام تو تم گلشن بائی کے بھی تھے پھر کیا ہوا زرا سی اس نے تجھ پر نرمی دکھائی تو تو اپنی اوقات ہی بھول گیا سپنے دیکھنے لگا اسے مسلنے کے اور بے تاج بادشاہت کے----

اس کے جبڑے کو پکڑ کر حقارت سے دبوچتے کہا تھا---مگر---- یہ سب تو تم نے مجھے کرنے کے لیے کہا تھا--- تم نے ہی کہا تھا کے میں---- وہ بے یقینی سے رونے لگا تھا---

میں نے کہا اور تو نے کر دیا کیوں تیرے پاس دماغ نہیں تھا---- برسوں لگے مجھے تجھے اس حال میں دیکھنے کے لیے--- جب جب مجھ پر گلشن بائی یقین کر کے مجھ سے کوئی راز کی بات کہنے لگتی تھی تو ہر بار آڑے آہ کر اس کی نظر میں اچھا بن جاتا تھا اور میں وہی اس کی جوتیاں سیدھی کرنے والا لطیف رہ جاتا جو دنیا جہان کے اس کے کام سنوارتا اور ان کی شاباشی بھی تجھے ملتی----

تجھے کیا لگا تھا میں دل سے تجھے دوست مانتا تھا اور---- ہاہاہاہاہا----

نہیں رشید آج کے دن کا انتظار میں نے برسوں سے کیا تھا----بس موقعے کا انتظار تھامجھے----اور وہ موقع مجھے میرے رب نے دیا---- اتنے عرصے میں تیرے لالچ کو تو میں جان ہی گیا تھا----

اس لیے بس تیرے ہی لالچ میں تجھے پھنسایا اور آج تیری حالت پر مجھے زرا برابر بھی افسوس نہیں بلکہ میں خوش ہوں بہت خوش آج برسوں بعد گلشن بائی نے مجھے بلوا کر سارے انچارج مجھے دیئے مجھے اپنا راز دار بنایا----

اب سے وہ رشید پر نہیں لطیف پر بھروسہ کرے گی----

اور تجھے پتہ ہے اس نے مجھے سب سے اپنا خاص بندہ کہہ کر متعارف کروایا----

لطیف پرجوش ہوتے کہہ رہا تھا----

میں نے تجھ پر اتنا بھروسہ کیا لطیف اور تو نے بدلے میں مجھے---- میں بائی کو سب کچھ بتا دوں گا کے یہ سب کرنے کے لیے تو نے مجھ سے کہا تھا---

وہ گریاں زاری کرتے کہنے لگا تھا----

شوق سے بتا میرے ماضی کے دوست ہاہاہاہاہا پر تجھے کیا لگتا ہے تیری بات پر وہ بھروسہ کرے گی۔۔۔۔ جو تو نے اس کے ساتھ کی وہ تجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔۔۔۔

ارے پہلے اپنی شکل دیکھتا پھر گنگا نہاتا۔۔۔ مگر نہیں تو نے سوچا نکاح ہو گیا تو پتہ نہیں کون سا تیر مار لیا تم نے۔۔۔۔ خیر مجھے تمہاری حالت کا اوپر اوپر سے دکھ ہے۔۔۔۔

برا نا منانا میں اتنا ہی دکھ کر سکتا ہوں۔۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔۔۔

اور ہاں ایک اور بات ثبوت ہوئے تمہارے پاس تو گلشن بائی کو ضرور دکھانا ہو سکتا ہے وہ یقین کر لے۔۔۔

مگر ایک بات میں تمہیں واضح بتا دوں وہ اب تمہارا نام بھی نہیں سننا چاہتی۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ طنزیہ لہجے میں فلق شگاف قہقہ لگاتے ہوئے کہا تھا اس نے۔۔۔۔اور چلے گیا تھا۔۔۔۔

رشید کو آج اسکے لہجے کا اعتبار اور ٹھوس پن کچھ اور ہی یقین دلا رہا تھا جیسے اب اس قید میں رہنا ہی اس کا مستقبل تھا۔۔۔۔

مگر جو کچھ بھی اس کے ساتھ ہو رہا تھا وہ اس کا خود کا ہی تو بویا ہوا تھا۔۔۔

اور مکافات عمل اس لیے ہی تو ہوتا ہے اپنے گناہوں کی کاڑی سزا بھگتنا۔۔۔۔

گلشن بائی کے سارے احکام مانتے ہوئے اس نے ایک پل کے لیے بھی کبھی یہ نہیں سوچا تھا کے وہ کس پر کیوں اور کتنا ظلم کر رہا ہے۔۔۔ اس وقت اسے صرف اپنی مالکن کو خوش کرنے کی ہوتی تھی اس کی خوشی کا بھوت اس کے سر پر سوار ہوتا تھا۔۔۔۔

تب کب ظلم کی انتہا دیکھتا تھا۔۔۔

کتنی بے گناہ لڑکیوں کی عصمتوں سے کھیلنا۔۔۔۔ اپنی ماں جیسی ہستی سکینہ اماں کو گلشن بائی کے کہنے پر قید میں ڈالنا۔۔۔۔اس پر ظلم کرنا۔۔۔۔۔جس نے جب وہ دس سال کا تھا تب سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا اسے پالا اس کی پرورش کی ایک ماں کی طرح۔۔۔۔۔۔ان یتیم بچیوں کی ماں پر ظلم۔۔۔۔جس کو اس نے کبھی دل سے بہن کہا تھا۔۔۔

اور جانے کتنے ہی ان گنت گناہ اب اسکی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح چل رہے تھے۔۔۔۔ جن کو یاد کر کے وہ خود سے بھی نظریں نہیں ملا پاہ رہا تھا۔۔۔

وہ بھول گیا تھا تب کے کوئی خدا بھی ہے۔۔۔۔

وہی خدا جو رسی ڈھیلی چھوڑتا ہے تو اسے کھینچنا بھی جانتا ہے وہی خدا جس نے ہمیشہ رحمدلی کا حکم دیا۔۔۔جس نے واضح حکم دیا کے اے لوگوں اللہ سے ڈرو اور رحم کرو۔۔۔۔ مگر اس نے کیا کیا۔۔۔ ہاتھ جوڑ کر اس نے کمرے کی چھت کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جیسے اللہ اس کے سب سے قریب ہو اس وقت۔۔۔۔

میرے مالک رحم کر مجھ پر رحم کر میرے مالک

مجھے معاف فرما تو بڑا رحمان ہے تو بڑا رحیم ہے۔۔۔۔ ہاتھ جوڑے ندامت کے آنسو بہاتے وہ اپنی ہر خطا پر شرمسار اپنے خدا سے بخشش کا طلبگار تھا۔۔۔۔

اپنے ہر عمل کی معافی رو رو کر مانگ رہا تھا۔۔۔۔ اور روئے جا رہا تھا۔۔۔۔ وہ زندہ تھا اور موت سے پہلے ہی اپنے رب سے معافی مانگ رہا تھا تاکہ مرنے کے بعد اس کی سزا میں کچھ تو کمی آئے۔۔۔

اور وہ یہ بھی اچھے سے جانتا تھا کے وہ اب جب تک مرے گا نہیں اس قید سے رہائی نہیں ملے گی اسے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

انعمتہ کہاں ہے ابی۔۔۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے پوچھا تھا۔۔۔

انعمتہ کی چھوڑو تم مجھے یہ بتاؤ زاویان چل کیا رہا ہے تمہارے دماغ میں اور المیرا کہاں ہے۔۔۔ ٹی وی لاونج کی ایل ای ڈی آف کرتے کہا تھا اس کے آنے سے پہلے وہ نیوز سن رہے تھے۔۔۔

ابی ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا نا بتا سکتا ہوں۔۔۔ المیرا سیو ہے مگر پلیز ابی مجھے اتنا بتا دیں کے انعمتہ کہاں ہے۔۔۔ اسکا لہجہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا تھا۔۔۔

روم میں ہے اپنے۔۔۔ ابی نے گریز کیا تھا اگلا کوئی بھی سوال پوچھنے سے۔۔۔

وہ سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اوپر آیا تھا ڈور نوک کیا تھا۔۔۔۔

یس کم ان۔۔۔ وہ نماز پڑھ کر جائے نماز کو طے کر رہی تھی۔۔۔۔وہ دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔۔۔

زاویان آب۔۔۔۔اس نے جائے نماز رکھتے کہا تھا۔۔۔

انعمتہ ادھر آؤ یہاں بیٹھو۔۔۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے لیے وہ صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔
آپ کی آنکھوں میں آنسو کیا ہوا ہے سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔۔ اسے یوں ڈھلکا ہوا دیکھ کر وہ چونکی تھی۔۔۔ سرخ آنکھیں ماتھے پر بکھرے بال اڑی ہوئی رنگت۔۔۔
انعمتہ ت۔۔۔ت۔۔ تم میری چھوٹی بہنوں کی طرح ہو دیکھو جو پوچھوں گا سچ بتانا مجھے یہ بتاؤ کے کیا جو موبائل ہما دلاور یوز کرتی تھی وہ المیرا کے پاس ہے۔۔۔
اس نے ڈرتے ڈرتے اپنے لہجے کو مضبوط بناتے اپنے وسوسوں کو پیچھے دھکیلتے پوچھا تھا۔۔۔۔
جی زاویان بھائی ایکچولی ہما آپی دیدم کی بہت اچھی دوست تھیں۔۔۔ اور یہی نہیں ان کی دوستی بہت گہری تھی ہر دکھ سکھ شئیر کرتی تھیں وہ ان سے۔۔۔۔ مگر پھر ایسا ہوا کے ان کی لائف میں کوئی آیا اور ان کو ان سے پیار ہو گیا مگر پھر لڑکے کی فیملی بھی نہیں مانی اور ہما آپی کی فیملی بھی نہیں مانی۔۔۔۔
خود کشی کرنے سے ایک دن پہلے وہ دیدم کے پاس آئیں تھیں۔۔۔ کہتی میں تھک گئی ہوں سب کو مناتے مناتے اب جیسے میری فیملی کہے گی میں ویسا ہی کروں گی۔۔۔ تم یہ

موبائل رکھ لو باہر پھینک دینا یا کسی کو دے دینا کیونکہ وہ اپنے پیار کی ساری یادیں دل سے مٹا دینا چاہتی تھیں----

مگر پھر اگلے دن اطلاع ملی کے ہما اپی نے بھی اور جن سے وہ پیار کرتی تھیں---- ان بھائی نے بھی دونوں نے خود کشی کر لی ہے---- اور تب سے وہ موبائل ہما آپی کی یاد کے طور پر دیدم کے پاس ہے---انعمتہ نے بھرائی انکھوں سے زاویان کو ساری بات بتائی تھی----

اور اس کا ایک ایک لفظ سن کر زاویان کے کانوں میں ڈی جے کے کہے گئے الفاظ گونجے تھے----

زاویان اس موبائل کی لوکیشن تمہارے فارم ہاؤس کی ہے وہ موبائل اس وقت تمہارے فارم ہاؤس میں ہے----

وہ لفظ نہیں تھے ہتھوڑے تھے جو کوئی اس کے سر پر مار رہا تھا---اور ہربار کاری ضرب لگتی تھی----اس کی آنکھوں سے نکلنے والے ان گنت آنسو زمین بوس ہو رہے تھے-----

کیا ہوا زاویان بھائی آپ رو کیوں رہے ہیں۔۔۔ انعمتہ کو اس کی حالت پر ترس آیا تھا۔۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔کچھ نہیں بیٹا۔۔۔۔ کانپتا ہاتھ اس کے سر پر رکھا تھا۔۔۔۔ وہ اپنے حواسوں میں تھا ہی کب انعمتہ اس وقت اسے وہ چھوٹی بچی لگی تھی جو اس کی فکر میں گھل رہی تھی۔۔۔۔

وہ کانپتیں ٹانگوں سے اٹھا تھا۔۔۔ ایک ٹرانس کی کیفیت میں سیڑھیاں اترتا نیچے آیا تھا۔۔۔۔۔

زاویان۔۔۔۔ ابی نے اسکی حالت کے پیش نظر پکارا تھا۔۔۔۔ اس نے سنی ہی کب تھی آواز مردہ قدم اٹھاتا گاڑی تک آیا تھا۔۔۔۔

گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔۔ اور گاڑی چلاتے چیخیں مار مار کر دھاڑیں مار مار کر رویا تھا۔۔۔۔

کیوں میرو کیوں آخر۔۔۔ کیوں کیا تم نے ایسا انا اور خود فریبی کے لالچ میں اتنی آندھی ہو گئی تم کے تم نے مجھ سے بدلہ لینے کے لیے اپنے جسم کا ہی استعمال کر لیا۔۔۔۔مجھے

ٹارچر کرنے کے لیے تم نے آج وہ حد پار کر لی جس کے بارے میں سوچ کر ہی میں دہل گیا تھا۔۔۔۔۔ یہ قیامت ہے مجھ پر سنگین قیامت۔۔۔۔۔

گاڑی میں وہ چیخ رہا تھا۔۔۔۔ اردگرد سے گزرتی گاڑیاں اس کی چیخ و پکار پر افسوس کرتی گزر رہیں تھیں۔۔۔۔

وہ محبت کا ڈسا تھا۔۔۔۔ اور محبت کا ڈسا مرد ہو یا عورت روتے ہی ہیں۔۔۔۔۔

یہ وہ قید کا پنجرہ ہے جس میں دو دل قید ہی سرخرو ہوتے ہیں۔۔۔۔ایک بھی باغی ہو کر آزاد ہو جائے تو دوسرا دل اپنی تنہائی بے بسی اور فراق میں ہی مر جاتا ہے۔۔۔۔

اس کا شدت سے دل چاہ رہا تھا کے کاش کوئی حادثاتی موت ہو وہ مر جائے کاش کسی ٹرالے سے اس کی گاڑی ٹکرائے اور وہ اپنی ظالم محبت کا کبھی منہ نا دیکھ سکے۔۔۔۔۔۔

کتنی محبت ہے میرے دل میں۔۔۔

کیسے دکھاؤ اسے کیسے دکھاؤ اسے۔۔۔۔

دیوانگی نے پاگل کیا ہے کیسے بتاؤ اسے کیسے بتاؤ اسے۔۔۔

مٹانے سے بھی نامٹے گی میری داستاں----
اک ایسی لڑکی تھی جسے میں پیار کرتا تھا----

وہ دیوانا بنا---- خود کو بھی سنبھال نہیں پاہ رہا تھا--- تو حادثات اس کو کیسے سنبھالتا---
مگر حادثات جو اس کے ساتھ ہونے تھے وہ ہو چکے تھے یہ حادثہ کیا کم تھا کے وہ رسوا ہو گیا تھا----
ہاتھ کی پشت سے اسنے آنکھیں رگڑیں تھیں---- فارم ہاؤس کے اینٹرس پر گاڑی کھڑی کرتے گاڑی سے وہ نکلا تھا---- خود کو کمپوز کرتے اندر گیا تھا----
وہ ڈرائنگ روم میں صوفے پر لیٹی کسی بک کی ورق گردانی کر رہی تھی----
جب وہ اس کے سامنے آیا تھا----
آہ گئے تم مجھے اتنا بتاؤ زاویان کیا مل رہا ہے تمہیں مجھے بند پنجرے میں قید کر کے---
کس چیز کی تسکین چاہ رہے ہو تم----

اس کے آتے ہی وہ اس پر چڑھ دوڑی تھی۔۔۔اور غصے سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بول رہی تھی۔۔۔۔

اس نے اس کی کسی بھی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنی جیب سے موبائل نکالا تھا۔۔ اور ویڈیو اون کر کے اس کی طرف کی تھی۔۔۔

جس میں ایک ویڈیو۔ میں وہ اپنے کپڑے اتار کر چینج کر رہی تھی ۔۔۔ تو دوسری ویڈیو میں وہ نہا رہی تھی۔۔۔

اس کا ویڈیوز دیکھ کر رنگ فق ہوا تھا۔۔۔۔

زاویان یہ۔۔۔ اس کے حلق سے اگلے الفاظ نکلنے سے پہلے ہی دم توڑ گئے تھے۔۔۔

زاویان کی حالت دیکھ کر۔۔۔

کیا ہوا حیران ہو گئی کے مجھے کیسے پتہ چلا کے یہ سب تم نے کیسے کیا۔۔۔

اس نے آنسو پیچھے دھکیلتے کہا تھا۔۔۔ جبکے وہ اس کے منہ سے الفاظ سن کر ہکا بکا کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا رنگ کیوں اڑ گیا پریشان نہیں ہونا میں بتاتا ہوں نا۔۔۔کہتے ہی اس نے نمبر ملایا تھا۔۔۔ اور ٹی وی لاونج کی ٹیبل کے نیچے پڑا موبائل زورو شور سے بجنے لگا تھا۔۔۔

یہ موبائل۔۔۔ زاویان یہ تو۔۔۔

زاویان نے نیچے بیٹھ کر وہ موبائل ہاتھ میں پکڑا تھا اور پھر اٹھ کر اس کے سامنے لہرایا تھا۔۔۔۔۔

نو المیرا ریحام ملک اتنی دیدہ دلیری کے بعد تمہارے رنگ نہیں اڑ سکتے۔۔۔۔

یہ موبائل تو ہما دلاور کا ہے۔۔۔ یہی کہو گی نا اب تم۔۔۔

اس نے اپنے آنسو پیتے تلخی سے کہا تھا۔۔۔

ویٹ آہ سیکنڈ مجھے بلر ویڈیو بھیجی تھیں تو نیٹ ویڈیو اس میں ہی ہوں گی۔۔۔۔ میں دیکھتا ہوں مجھ سے کیسا پردہ شوہر ہوں تمہارا۔۔۔۔

کہتے اس نے وہ موبائل کھولا تھا اور گیلری میں اسے وہ ویڈیوز ملیں تھیں جو گیلری بار میں شو ہو رہی تھیں۔۔۔۔ زاویان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر موبائل کی سکرین پر گرے

تھے۔۔۔ وہ درد اور اذیت کی انتہا پر تھا۔۔ المیرا نے بھی وہ گیلری بار دیکھتے شدت سے آنکھیں بند کیں تھیں اسکی ٹانگیں تھر تھر کانپ رہیں تھیں۔۔۔

نہیں زاویان پلیز۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ اون کرتا اس سے پہلے ہی وہ۔۔۔۔ وہ موبائل لے چکی تھی۔۔۔۔

اس نے اسی لمحے اس کا ہاتھ مڑوڑ کر وہ موبائل پکڑا تھا اور دیکھے بغیر ویڈیوز ڈلیٹ کیں تھیں۔۔۔

کیوں آخر کیوں۔۔۔کہتے ہی اس کا ہاتھ چھوڑ کر اسے پرے دھکیلا تھا اور موبائل شدت سے دیوار پر مارا تھا۔۔۔

مجھے لگتا تھا تم نادان ہو۔۔۔ تمہارا دل صاف ہے اس لیے تم اندھا اعتبار کرتی ہو اپنی ماں پر اپنے رشتوں پر مجھے لگتا تھا میری میرو ایک دن مجھے پہچانے گی میری محبت کو پہچانے گی مجھ تک پہنچے گی۔۔۔۔

اپنی تمام تر نادانیوں کو سمیٹ کر۔۔۔

مگر میں نے تو یہ کبھی سوچا ہی نہیں تھا کے میری میرو چال باز نکلے گی۔۔۔۔ انا اور بدلے کی جنگ میں اتنی اندھی ہو جائے گی کے اپنے جسم تک کو رسوا کر کے استعمال کر کے میری محبت کا گلا گھونٹے گی۔۔۔۔

کیوں آخر کیوں۔۔۔۔

شدت سے روتے اسکو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیوں رسوا کیا میری محبت کو تم نے میں نے تو ہر خالص جذبے سے پہلے تمہاری ذات رکھی تمہیں نقصان نا کبھی پہنچے تمہاری عزت محفوظ رہے تمہیں تحفظ دیا۔۔۔۔ کیوں گھونٹا پھر تم نے میری محبت کا گلہ۔۔۔۔

کیوں اندھیری گلیوں کی رسوائی میرا مقدر بنائی وہ روتے ہوئے اس سے سوال پوچھ رہا تھا۔۔۔۔ ریزہ ریزہ بکھر رہا تھا۔۔۔۔

زاو۔۔۔۔۔ زوی۔۔۔ زاویان وہ میں۔۔۔۔

نہیں میرو تم نہیں میں بولوں گا اب تم جیت گئی تم کامیاب ہو گئی تم جو چاہتی تھی وہ تم نے پاہ لیا۔۔۔۔

آج سے میر زاویان آفندی تم سے نفرت کرے گا صرف اور صرف نفرت۔۔۔۔
وہ آنکھوں میں درد سموئے کہہ رہا تھا۔۔۔ جب کے نا تو اس کی زبان اس کا ساتھ دے رہی تھی اور نا ہی اس کا لہجہ۔۔۔
میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کے ایک لڑکی اتنا گر سکتی ہے۔۔۔۔
وہ ہاتھ کے اشارے سے نفی میں سر ہلاتے اپنے آنسو صاف کرتے کہہ رہا تھا۔۔۔۔
اب یقین کر لو میر زاویان آفندی مجھ جیسی لڑکی ہر حد پار کر جاتی ہے ہر حد تک گر سکتی ہے اپنی انا کی تسکین کے لیے اس نے تند و تیز لہجے میں آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتے کہا تھا۔۔۔

آنکھوں کا رنگ، _____بات کا لہجہ بدل گیا
وہ شخص ایک شام میں ، ,_____کتنا بدل گیا

اٹھ کر چلا گیا _____کوئی وقفے کے درمیاں

پردہ اُٹھا تو سارا _____تماشا بدل گیا

حیرت سے سارے لفظ ,_____اُسے دیکھتے رہے
باتوں میں اپنی بات کو ، ,_____کیسا بدل گیا

آنکھوں میں جتنے اشک تھے،___جگنو سے بن گئے
وہ مُسکرایا ، اور , _____میری دُنیا بدل گیا

شاید وفا کے کھیل سے ، _____اُکتا گیا تھا وہ
منزل کے پاس آ کے ، _____جو رستہ بدل گئے

زاویان نے اس کی ڈھٹائی کو بے یقین نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔اس کے چہرے پر کوئی پشیمانی نہیں تھی۔۔۔۔نا کسی بات کی شرمندگی تھی۔۔۔۔

مجھے افسوس ہو رہا ہے کے میں نے تم جیسی لڑکی پر اپنے انمول جذبات ضائع کیے---
تم جیسی لڑکی کے لیے اپنی روح کو ٹڑپایا خود کو جھلسایا---- خود بھی سلگا اپنی محبت کو بھی سلگایا تمہاری محبت کی بے رحم بھٹی میں----
اس کو گردن سے بوچتے دیوار کے ساتھ پن کرتے آنسو بہاتی لال انگارہ انکھیں اس کی انکھوں میں دھنساتے وہ غرایا تھا----
پچچچچچ بہت افسوس ہو رہا ہے تمہاری بے رحم حالت دیکھ کر میر زاویان افندی---- تم سوچ بھی نہیں سکتے مجھے کس حد تک سکون مل رہا ہے---
تمہاری ٹوٹی بکھری اجڑی بے تاب حالت دیکھ کر---- وہ اسکی انگلیوں کو اپنی گردن پر دھنستا محسوس کرتے گھٹے گھٹے لفظوں کے ساتھ آنسو بہاتی بول رہی تھی-----
میں تمہیں جان سے مار دوں گا المیرا ریحام ملک اس کی شہہ رگ کو دباتے ہوئے کہا تھا----- اس کے الفاظ اس کے جسم پر چابک کی طرح لگ رہے تھے----
مار دو مجھے دبا دو میرا گلہ--- میں تمہیں تمہاری زندگی کا سب سے بڑا چانس دیتی ہوں----- مگر نہیں

تم مجھے مار ہی نہیں سکتے۔۔۔۔ یہ تمہارے بس کی بات ہے ہی نہیں۔۔۔۔ تم مجھے کیا مرو گے میرے دل پر تو تم اپنا نام لکھ نہیں سکے۔۔۔۔ اس نے اپنی سانسوں کی گھٹن کو سہتے اس کا ہاتھ اپنی گردن سے ہٹاتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا تھا۔۔۔

تمہارے دل پر اپنا نام تو میں کب سے لکھ چکا ہوں۔۔۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے درد بھرے آنسوؤں سے سے مسکرایا تھا۔۔۔۔ ایک ہاتھ پیچھے لے جا کر اسکی شرٹ کی زپ نیچے کی تھی۔۔۔۔

زا۔۔۔۔و۔۔۔۔یان۔۔۔۔ وہ کمر پر اس کے ہاتھ کے لمس سے مچلی تھی۔۔۔۔

مگر وہ کہاں ہوش ہواس میں تھا اپنے۔۔۔ کندھے سے اس کی شرٹ ہٹا کر اسکے دل کے مقام پر دانت گاڑے تھے اور اسکے تڑپنے کے باوجود بھی اپنے دانتوں سے اس کے دل کے مقام پر زی لکھا تھا۔۔۔۔۔اپنے دانتوں سے۔۔۔

وہ شدت سے آنکھیں بند کیے اسکے ہر وار کو سہتی خود کو چھڑواتی ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔

بات انا پر لے ائی ہو نا تم اب دیکھو محبت کا جنازہ کتنی شان سے اٹھاتا ہے میر زاویان آفندی۔۔۔۔ اپنے لبوں سے اس کا خون صاف کرتے حقارت سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

اس نام کو چاہ کر بھی اب تم خود سے نہیں مٹا پاؤ گی جاؤ بخش دی تمہاری زندگی۔۔۔۔ بخش دی تمہاری محبت تمہیں۔۔۔۔ کیونکہ محبت میں سوداگری کا قائل نہیں ہے میر زاویان آفندی ختم کر دی تمہاری چاہت۔۔۔ نکال کر پھینک دیا تمہارے نشے کو اپنی رگوں کے جنون سے۔۔۔۔

وہ چلا رہا تھا یا رو رہا تھا سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔۔

تم نے ٹھیک کہا تھا۔۔۔ نہیں مار سکتا میں تمہیں کیونکہ کسی کو مارنے کے لیے دل میں بے شمار نفرت کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور وہ نفرت میں تم سے چاہ کر بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔

یہ تڑپ اس دل میں میں نے خود جلائی ہے۔۔۔۔ اور اس تڑپ کے ساتھ جینا اور مرنا ہو گا مجھے۔۔۔۔۔

وہ کاندھے ڈھلکائے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے آنسو صاف کرتے کہہ رہا تھا۔۔۔۔

جاؤ اس سے پہلے کے میں اپنے حق میں یا تمہارے حق میں کچھ برا کر بیٹھوں۔۔۔تمہارے لیے آسان ہو گا یہ مجھے بھول جانا کسی کا بھی ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ جانا رشتے وعدے قسمیں سب کو اپنی زندگی میں شامل کر لینا۔۔۔

مگر ایک بات یاد رکھنا میر زاویان آفندی وہ منچلا ہے جس نے تم سے محبت کی تھی اور وہ محبت سچی تھی۔۔۔ ٹیبل پر پڑا نازک کانچ کا ڈیکوریشن پیس اٹھا کر اسے ہاتھ میں بے دردی سے دباتے کہا تھا اور سارا کا سارا کانچ اس کے کاتھ کے اندر گھس کر اس کے ہاتھ کو لہو لوہان کر گیا تھا۔۔۔

مگر اس کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ دیکھ کر اور تکلیف کے آثار نا دیکھ کر اس کی روح کانپی تھی۔۔۔

ز۔۔۔زا۔۔۔زاویان۔۔۔ اسنے قدم اسکی طرف بڑھاتے کہا تھا۔۔۔

وہیں رک جاؤ ایک قدم بھی آگے مت بڑھانا۔۔۔ ورنہ میں خود کو ختم کر لوں گا تمہیں تو مار نہیں سکتا مگر تمہاری قسم آج کے بعد خود کو تل تل ماروں گا اور اب اگر تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو خود کو زندہ درگور کر دوں گا۔۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔

وہ حلق کے بل چیخا تھا اس کے خود کی طرف بڑھتے قدم دیکھ کر ۔۔۔۔تب ہی اسکی بات سن کر المیرا کا دل کانپا تھا۔۔۔۔ اور وہیں سے وہ جانے کے لیے مڑی تھی۔۔۔۔

رکو۔۔۔۔ زاویان نے اسے مڑتا دیکھ آواز دی تھی۔۔۔۔ پیچھے سے اسکی برہنہ کمر اور کاندھے سے شرٹ ڈھلکی دیکھی مٹھیاں بھینچے اس تک پہنچا تھا۔۔۔۔

لہو لہان ہاتھوں سے اسکے پیچھے کھڑے ہو کر اس کی زپ بند کی تھی۔۔۔ پھر کاندھوں سے اس کی شرٹ تھیک کی تھی۔۔۔ وہ ایک بار پھر سے آنکھیں بند کیے اسکے لمس کو خود میں جذب کر رہی تھی۔۔۔

ایک بار میرو تم مجھے چھوڑ کر گئی تھیں۔۔۔ مگر میں پھر بھی تمہارے پاس آیا تھا۔۔۔ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔۔۔ اب میں خود تمہیں بھیج رہا ہوں اور اس بار میں اپنے دل کو ہی سینے سے نکال کر پھینک دوں گا۔۔۔ جب جب اسنے تمہاری تمنا کی۔۔۔ مگر کبھی واپس نہیں آؤ گا۔۔۔

اس کے کاندھے سے بال سائیڈ پر کرتے اس کے کان میں درد بھری سرگوشی کی تھی۔۔۔ اسکے لفظوں کی درد کی تاثیر اسکے کانوں سے ہوتی اس کی روح میں اترتی رگوں میں زیر بن کر دوڑی تھی۔۔۔

وہ اسکے کانوں میں صور پھونکتا کانپتا ہوا اسے کھینچتا باہر لایا تھا۔۔۔

فارم ہاؤس کا ڈرائیور سامنے ہی بیٹھا تھا۔۔۔۔ اسے اشارہ کر کے اپنی طرف بلایا تھا۔۔۔۔

بی بی جہاں کہتی ہیں چھوڑ دو۔۔۔۔ ڈرائیور کی طرف گاڑی کی چابی پھینکتے کہا تھا۔۔۔۔ اور ڈرائیور گاڑی تک گیا تھا چابی لیتے۔۔۔

آج سے میر زاویان آفندی تم سے دستبردار ہوا المیرا ریحام ملک۔۔۔ اسکے کان کے پاس ہوتے رازدارانہ سرگوشی کرتے کہا تھا۔۔۔۔ پھر اونچا قہقہہ لگاتے اندر کی طرف بڑھا تھا اسے دیکھے بغیر۔۔

اس کے قہقہے میں درد کی کھنک اسکی روح میں کسی سنگریزے کی طرح لگی تھی۔۔۔۔

کاش میں تمہیں بتا سکتی زاویان کے وہ سب میں نے نہیں کیا کاش میں تمہیں بتا سکتی کے تم بھی میرا جنون بن گئے ہو۔۔۔۔

مگر نہیں اب تمہیں خود سے جوڑ کر میں کوئی دکھ نہیں دینا چاہتی تمہیں۔۔۔۔ میں چاہتی تھی تم مجھ سے نفرت کرو بے شمار نفرت وہ چاہے کسی کے کیے گھٹیے فعل کے عوض ہی کیوں نا ہو۔۔۔

اور اس سب کے بعد تو میں خود کو تمہاری قابل سمجھتی بھی نہیں ہوں جانے کتنوں نے میرے ننگے وجود سے انکھیں ٹھنڈی کی ہو گی ۔۔۔۔۔

وہ یہ سوچتے ہی روتے ہوئے مجبور ہوئی تھی خود سے گھن کھانے پر۔۔۔۔

،،، کبھی یوں بھی آ میرے روبرو

...تجھے پاس پا کے میں رو پڑوں

،،،مجھے منزل عشق پہ ہو یقیں

...تجھے دھڑکنوں میں سنا کروں

،،،کبھی سجالوں تجھ کو آنکھوں میں

...کبھی خُوابوں میں تجھے دیکھا کروں

،،،کبھی چوم لوں تیرے ہاتھوں کو

For more visit (exponovels.com)

...کبھی تیرے دل میں بسا کروں

،،،کبھی یوں بھی آ میرے روبرو

...تجھے پاس پا کے میں رو پڑوں

،،،مجھے منزل عشق پہ ہو یقیں

...تجھے دھڑکنوں میں سنا کروں

،،،کبھی سجا لوں تجھ کو آنکھوں میں

...کبھی خُوابوں میں تجھے دیکھا کروں

For more visit (exponovels.com)

،،، کبھی چوم لوں تیرے ہاتھوں کو

.... کبھی تیرے دل میں بسا کروں

رب سے دعا ہے میری کے تم مجھے بھول جاؤ--- اور تمہیں کوئی انمول ہیرا ملے جو تم جیسا ہو--- یس ائی کنفیس آئی بیڈلی لو یو------وہ گاڑی میں بیٹھی بچوں کی طرح رورہی تھی-----

♡♡♡♡♡♡♡♡

مگر--- ہما کا موبائل وہاں کیسے آیا--- وہ تو میں نے اپنے لاک آپ میں رکھا تھا------ بند کر کے اور میرے علاوہ میری الماری کا لاک کوئی کھول نہیں سکتا پھر میری وہ اتنی گندی ، ویڈلوز-----

For more visit (exponovels.com)

ک۔۔۔ک۔۔۔کون ہے جو میرے سامنے نا ہوتے ہوئے بھی میرے ہر لمحے کی رپورٹ رکھے ہوئے ہے۔۔۔۔۔ میرے ساتھ ہے۔۔۔ اس کی سسکیاں گلے میں ہی معدوم ہوئیں تھیں۔۔۔۔ کوئی بھی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آہ رہی تھی ۔۔۔۔۔

میڈم گھر آہ گیا آپ کا۔۔۔۔۔ ڈرائیور نے اسے روتے سوچوں کے تسلسل میں ڈوبے دیکھ آواز دی تھی۔۔۔۔

وہ کچھ بھی بولے بغیر اندر آئی تھی۔۔۔۔۔

بیٹا کہاں تھیں تم اور یہ کیا ہوا رو کیوں رہی ہو۔۔۔ گلشن بائی جو اس کے انتظار میں بیٹھی تھی۔۔۔۔ اٹھ کر اس تک پہنچی تھی۔۔۔۔

ماما۔۔۔۔ وہ آگے بڑھ کر اسکے گلے لگتے دھاڑیں مار مار کر رونے لگی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا ہے المیرا بولو کچھ پلیز بتاؤ کچھ انعمتہ تو ٹھیک ہے ناں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔

گلشن بائی نے اس کے آنسو صاف کرتے اس کے کانپتے وجود کو صوفے پر بٹھاتے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے ماما۔۔۔ک۔۔۔کسی نے میری گندی ویڈیوز بنا لیں ہیں میرے چینج کرتے اور نہاتے ہوئے کی۔۔۔ زاویان سمجھتا ہے میں نے یہ خود کیا ہے اسکی انا کو ٹھیس پہنچانے کے لیے۔۔۔۔ ماما مجھے کچھ سمجھ نہیں آہ رہا ہے وہ ٹوٹ گیا ہے بکھر گیا ہے۔۔۔۔ میں ٹوٹ گئی ہوں بکھر گئی ہوں۔۔۔ ہم دونوں میں کچھ بھی ٹھیک نہیں رہا۔۔۔۔

مجھے سب ٹھیک چاہیے ماما بی کوز ہی لوز می اینڈ آئی لو ہم۔۔۔ ماما۔۔۔ ڈو بیسٹ فور می۔۔۔ وہ روتے ہوئے کیا کچھ نہیں بول رہی تھی۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آہ رہا تھا وہ کیوں کہہ رہی ہے۔۔۔

کون سی ویڈیوز المیرا کون کر سکتا ہے ایسا۔۔۔ گلشن بائی خود سن کر شاکڈ ہوئی تھی کیونکہ اگر اسفند یا وجاہت یہ کام کرتے تو اسے معلوم چل جاتا پھر یہ تیسرا کون ہے۔۔۔۔ وہ خود بھی حیران ہوئی تھی۔۔۔

میں نہیں جانتی ماما مجھے کچھ سمجھ نہیں آہ رہا۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔ مجھے دکھاؤ وہ ویڈیوز المیرا۔۔۔۔ گلشن بائی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

کہاں سے دکھاؤں ماما وہ موبائل توڑ دیا زاویان نے اور وہ ویڈیوز بھی ڈلیٹ کر دیں مجھے گھن آہ رہی ہے خود سے وہ ویڈیوز وائرل ہو گئیں تو جس نے زاویان کو بھیجیں ہیں وہ کتنی بار وہ ویڈیوز دیکھتا ہو گا۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے اپنے بال نوچتے نڈھال ہوئی تھی۔۔۔۔

میرا بچہ رو مت میں کرتی ہوں کچھ بس چپ کرو۔۔۔۔

اس کے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔۔

میں تو یہاں اپنے کسی کام سے آئی تھی مگر تم تو مجھ سے بھی زیادہ پریشان ہو۔۔۔۔

گلشن بائی نے اپنے مصنوعی آنسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

کیا ہوا ماما آپ بولیں۔۔۔۔المیرا نے ماں کی پریشانی دیکھ کر اپنی پریشانی پیچھے چھوڑی تھی

۔۔۔

نہیں بیٹا تم پہلے ہی۔۔۔۔

ماما بتائیں پلیز اس نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اصل میں تمہارے پاپا نے میرے نام ایک زمین کروائی تھی۔۔۔مگر پھر تمہارے پیدا ہونے کے بعد میں نے وہ زمین تمہارے نام کر دی۔۔۔۔

اب کچھ لوگوں کو ان کا قرضہ واپس کرنا ہے تومجھے وہ زمین بیچنی ہے اگر تم وہ زمین دوبارہ سے میرے نام۔۔۔۔میں تمہیں جیسے ہی پیسے ہوں گے واپس۔۔۔۔۔ گلشن بائی نے جھجھکتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

ماما میں سائن کر دیتی ہوں وہ زمین آپ اپنے پاس ہی رکھیں باقی جتنے پیسے چاہیے وہ کسی کو بھی افس بھجوا کر اکاؤنٹس سے منگوا لیجیے گا۔۔۔۔

المیرا نے اس کی پریشانی کا حل چٹکیوں میں ختم کرتے کہا تھا۔۔۔۔۔۔وہ ساری دنیا میں کبھی بھی اپنی ماں کو پریشان دیکھ سکتی تھی۔۔۔

اللہ تم جیسی بیٹی ہر کسی کے نصیب میں کرے یہ فائل ہے سائن کر دو۔۔۔ المیرا کے سامنے فائل رکھتے کہا تھا اور اسے دعا دی تھی۔۔۔۔

جی ماما۔۔۔ اس نے پن پکڑتے سارے پیپرز پر سائن کر دیئے تھے۔۔۔

خوش رہو ماما کی جان پریشان نا ہونا میں دیکھتی ہوں وہ کس کا کام ہے۔۔۔۔ بیگ میں فائل رکھتے اس سے کہا تھا۔۔۔۔

ماما اف یو ڈونٹ مائنڈ میں کچھ ٹائم ریسٹ کرنا چاہتی ہوں سر بہت دکھ رہا ہے۔۔۔اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار زاویان کا چہرہ آہ رہا تھا۔۔۔۔ ڈبڈباتی نظروں سے ماں کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ہاں بیٹا ریسٹ کر لو مجھے ایک دو کام ہیں وہ ختم کر کے پہنچتی ہوں تم تک دوبارہ۔۔۔۔ا ور اس بات کا بھی پتہ لگاتی ہوں۔۔۔۔

اس کے ماتھے پر بوسادیا تھا کہتے ہوئے۔۔۔ وہ اپنے دل کے چھالے لے کر اٹھی تھی اور اپنے کمرے میں گئی تھی۔۔۔

واہ کیا موٹی عقل ہے اس لڑکی کی۔۔۔ دیکھے بغیر سائن کر دیئے۔۔۔۔

اب جو غلط فہمی ان دونوں کے درمیان آہ گئی ہے عزت غیرت والی اس حساب سے تو کبھی بھی زاویان اسے واپس اپنی عزت نہیں بنائے گا۔۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ خیر جس کی بھی حرکت تھی اس بار یہ میرے حق میں گئی ہے اس گہری چوٹ کے بعد زاویان خلاء کے پیپرز پر سوچے سمجھے بغیر سائن کرے گا۔۔۔ واہ گلشن وارے نیارے ہو گئے تمہارے۔۔۔۔

اس نے فلق شگاف قہقہ مارا تھا اور وجاہت کو خوشخبری سنانے کے لیے کال ملائی تھی

۔۔۔

وہ روم میں آہ گئی تھی۔۔۔ پاؤں اوپر کر کے بیڈپر بیٹھتی بہتے آنسوؤں سے وہ یہ سوچ رہی تھی کے کس حال میں ہو گاوہ۔۔۔ کیا وہ پھر سے خود کو سنبھال پائے گا۔۔۔۔

اپنی نا کرنے والی غلطی کا اعتراف تو اسکے سامنے کر آئی تھی۔۔۔اسے مزید دکھ تکلیف تو پہنچا آئی تھی مگر اب۔۔۔ اب وہ کیسے اسے اس درد سے نکالے گی۔۔۔ کیسے اسے زندگی کی طرف لا سکے گی جس نے اسکے سامنے زندگی سے رخ موڑا تھا۔۔۔۔

آئی ایم سوری زاوی بٹ میں تمہیں ڈیزرو ہی نہیں کرتی۔۔۔ تم بکھر گئے ہو تو تمہاری میرو بھی بکھر گئی ہے۔۔۔۔

تم نے کہا تھا میں تمہارا درد نہیں چن سکتی مجھے درد چننے نہیں آتے کاش میرے اختیار میں ہوتا میں تمہارے ہر زخم کی پھوار بنتی----

تم میری روح کا حصہ ہو تمہیں خود سے جدا کرنے کے لیے پل پل ٹوٹنا بکھرنا تڑپنا ہو گا مجھے اب----

ہچکیوں سے روتے وہ اپنے دل کا اعتراف خود سے ہی کیے جا رہی تھی---

خود کو میں توڑ کے پھر جوڑ کے لاؤں !جاؤں؟؟!

یعنی میں نہ کوئی بات سناؤں ، جاؤں ؟

تم بھی پہلی سی توجہ نہیں دیتے مجھ پر

جی تو کرتا ہے تمہیں اب نہ ستاؤں۔جاؤں ؟

ایک مدت سے بلایا جو نہیں ہے تو نے

اب یہ حسرت ہے تیرے شہر میں آؤں !جاؤں ؟

اب تجھے روکنا اچھا بھی نہیں لگتا نا

تو نے بھی رٹ ہی لگا لی ہے کی جاؤں !جاؤں

وہ ویڈیوز میں نے نہیں بنائیں زاوی۔۔۔ مجھے پھنسایا جا رہا ہے میں کیسے تمہاری محبت کو تمہاری عزت کو ایسے رسوا۔۔۔۔۔ نہیں زاوی۔۔۔۔ اس وقت صرف اس کی

سچائی کے گواہ اسکے آنسو تھے۔۔۔۔
ہو سکتا ہے کسی نے مجھے پھنسانے کی کوشش کی ہو ہو سکتا ہے سیم ویسا ہی موبائل لے کر کسی نے وہاں رکھا ہو۔۔۔
وہ کسی خدشے کے تحت اٹھی تھی۔۔۔ اور کبرڈ کا لاک کھولا تھا۔۔۔۔ ہر جگہ اس نے دیکھ لیا تھا وہ موبائل کہیں نہیں تھا۔۔۔۔
اس کا مطلب وہ موبائل ہما کا ہی تھا جو زاویان نے توڑا مگر وہ موبائل وہاں تک پہنچا کیسے۔۔۔۔۔
اس نے آنسو بہاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اپنے گلے میں پہنے پینڈنٹ پر ہاتھ رکھتے پھر اسے اپنے ہاتھ میں پکڑتے اپنے لبوں پر لائی تھی اور اسے چوما تھا۔۔۔۔

دو ہی تو نشانیاں تھیں اسکی دوست کی اسکے پاس ایک وہ پینڈنٹ اور ایک اسکا موبائل۔۔۔ آئی ایم سوری گڑیا میں تمہاری نشانیوں کی حفاظت ناکر سکی افسوس تم مری ہوئی کا نام بھی کسی نے نہیں چھوڑا اور تمہارے نام کے پیچھے میری عزت۔۔۔۔ اس کے صبر کا پیمانہ ختم ہوا تھا اور وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی اپنے درد کو روتے ہوئے اندر ہی اندر پینے لگی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

ہیلو وجاہت کام ہو گیا ہے۔۔۔ اس نے کاغذات پر دستخط کر دیئے ہیں۔۔۔۔ گلشن نے خوش ہوتے ہوئے وجاہت کو خوشخبری سنائی تھی۔۔۔۔

واہ گلشن تم نے تو ایک دن میں ہی یہ کام نبٹا دیا داد دینی پڑے گی تمہیں تو یار۔۔۔۔۔ وجاہت کو اپنی فتح سامنے نظر آئی تو خوشی سے باچھیں کھل گئیں اور اسے داد دی تھی۔۔۔۔

بس دیکھ لو میرا کمال میں نے تمہیں کہا تھا ناں کے دستخط کروانا مشکل نہیں ہے۔۔۔ وہ تو ہو ہی جائے گا مگر وجاہت مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آہ رہی۔۔۔۔ گلشن بائی نے تجسس سے بھرپور لہجے میں کہا تھا۔۔۔کس بات کی۔۔۔۔ وجاہت نے پوچھا تھا۔۔۔

المیرا کی کسی نے ویڈیوز بنائیں ہیں کپڑے چینج کرتے اور نہاتے ہوئے کی--- اور وہ ویڈیوز زاویان کو بھی بھیجیں ہیں-----اگر وہ ویڈیوز تم یا عالش یا اسفند کرتے تو مجھے لازمی بتاتے----اب یہ سمجھ نہیں آہ رہی یہ تیسرا کون ہے----

گلشن بائی نے پر سوچ انداز میں کہا تھا---

واقعی سچ میں کسی نے ویڈیوز بنائیں ہیں مگر اسکے تو دشمن ہم ہی ہیں پھر یہ چوتھا کون ہے----

سیٹھ وجاہت کو بھی حیرت نے گھیرا تھا----

کہیں یہ اسفند نے تو نہیں چھپ کر--- گلشن بائی نے کسی خدشے کے تحت کہا تھا----

نہیں اسفند نہیں--- اس نے المیرا کی ساری زمہ داری مجھ پر ڈالی ہے اگر اسے کچھ کروانا ہو گا تو مجھ سے ہی کروانے گا----

نہیں وہ نہیں ہے--- مگر دماغ بند ہو رہا یہ سوچ سوچ کر کے وہ کون ہے جس نے--- وجاہت نے تھکے لہجے میں کہا تھا----

ارے چھوڑو ہمیں کیا جو بھی تھا۔۔۔ ایک نا ایک دن تو سامنے آئے گا۔۔ اس وقت مزے کی بات یہ ہے کے اس غلط فہمی کا اثر ہمارے اوپر بہت اچھا پڑنے والا ہے۔۔ زاویان افندی جیسا غیرت مند شخص اب کبھی بھی المیرا کو ساتھ نہیں رکھے گا اور پھر دوسری چوٹ لگے گی اسے تب جب وہ دستخط دیکھے گا المیرا کے ان کاغذات پر اور پھر وہ بھی غصے میں بغیر سوچے سمجھے سائن کر دے گا۔۔ خس کم جہاں پاک یعنی سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔۔۔

اور ہماری موجیں۔۔ گلشن بائی نے چہچہاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔۔ خیر جو بھی ہے ہمارا فائدہ ہے اب یہ بتاؤ کے میں کب اسکی ٹیوننگ کروں۔۔۔

اس نے سر کھجاتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

آج ہی کر دینا۔۔۔ میں ایسا کروں گی سارے نوکروں کو چھٹی دے دوں گی۔۔ تم ایک چور کی حثیت سے گھسنا اور پھر۔۔۔

اس کی ٹیوننگ کر کے صبح ہونے سے پہلے ہی اپنے کسی محفوظ مقام پر لے جانا اسے ساتھ---

گلشن بائی نے مشورہ دیا تھا----

چلو ٹھیک ہے شام میں ملتے ہیں---کہتے ہی وجاہت نے کال ڈسکنکٹ کی تھی -----

اب مزا آئے گا المیرا----- وہ خوش ہوئی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

آہان دیدم کہاں ہیں آپ بھی صبح سے گئے اب آئے ہیں--- انعمتہ نے پریشان ہوتے پوچھا تھا----

بے بی آپ کی دیدم فارم ہاؤس ہے اپنے ہسبنڈ کے پاس اود وہ ٹھیک ہے---- اب مجھے ایک ضروری میٹنگ پر جانا پے رات میں ملتے ہیں----

ڈرار میں گھس کر چھپا کر گن نکالتے پینٹ کی پاکٹ میں رکھتے کہا تھا----

شام کے چھ بجے کون سی میٹنگ ہے اس ٹائم تو آف ہو جاتا ہے افسس کا---- اس نے منہ بناتے کہا تھا----

بے بی ایک فارن ڈیلیگیشن آیا ہے بس کچھ ٹائم کے لیے جا رہا ہوں جلدی آہ جاؤں گا --- اس کے ماتھے پر لب رکھتے کہا تھا----

ہمممم--- اس نے آنسو چھپاتے کہا تھا----

دعا کرنا---اہان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے---- اس کے لبوں کو نرمی سے چومتے پیچھے ہوتے کہا تھا اور کمرے سے باہر نکلا تھا------

ہاں بولو کیا پراگرس ہے--- گاڑی میں بیٹھتے پوچھا تھا---

میں آن دا وے ہوں آہان---- فراز نے کہا تھا---

ٹھیک ہے فولو کرو میں پہنچ رہا ہوں--- اس نے گاڑی چلاتے ہوئے کہا تھا----

آہان وہ لیفٹ ٹرن کر رہے ہیں--- فراز نے کہا تھا---

تیسری سڑک خالی ہے تم رائٹ سے جا کر پیچھے سے فلپ کرو گے--- اور میں سامنے سے جا کر روکو گا----

آہان نے گاڑی ٹرن کرتے کہا تھا---

تمہارے پاس پسٹل ہے نا آہان---- فراز نے پوچھا تھا---

ہاں اور تمہارے پاس اس نے بلو ٹوتھ پر ہاتھ رکھتے پوچھا تھا۔۔۔

ہاں میرے پاس ہے۔۔۔ اہان میں پیچھے سے ٹیک کر رہا ہوں۔۔۔۔ فراز نے گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے کہا تھا۔۔۔

میں بھی موو کر رہا ہو۔۔۔ اہان نے گاڑی سامنے لاتے کہا تھا اور گاڑی روکی تھی سامنے سے آتی گاڑی کے سامنے۔۔۔۔

بھینس کی پونچھ یہ کیا ہے۔۔۔ صفی نے گاڑی روکتے کہا تھا۔۔۔

کون ہو تم گاڑی پیچھے کرو۔۔۔ عمر نے اپنے سامنے کھڑی آڑھی ترچھی گاڑی کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

رک یہ ایسے نہیں سنے گا۔۔۔۔۔ صفی باہر نکلا تھا۔۔۔

جب ہی آہان بھی باہر نکلا تھا۔۔۔۔

تم۔۔۔۔ صفی کی سیٹھی گم ہوئی تھی۔۔۔۔

ڈونٹ موو۔۔ہینڈز اپ۔۔۔۔ فراز نے گاڑی میں بیٹھے عابش اور عمر پر گن تانتے کہا تھا۔۔۔۔

وہ جو اسے ہوسپٹل سے ڈسچارج کروا کر گھر لے جا رہے تھے برے پھنسے تھے۔۔۔۔۔

ہاں میں تمہیں کیا لگا تھا میرے گھر پر حملہ کرو گے میری بیوی پر بوتل پھینک کر ہمیں دھمکی دو گے تو بچ جاؤ گے۔۔۔ آہان نے مکہ رسید کیا تھا صفی کے منہ پر کہتے ہی۔۔۔۔۔

دیکھو تم یہ بہت غلط کر رہے ہو اس کے منہ سے خون نکلا تھا۔۔۔۔

جو تو نے کیا وہ ٹھیک تھا۔۔۔۔ اس کو لاتوں سے گھونسوں سے تھپڑوں سے مارتے اشتعال میں پوچھا تھا۔۔۔۔پھر اس کو بالوں سے جکڑ کر اسکا ماتھا فٹ پاتھ پر پٹخا تھا کے خون نکلنے کی وجہ سے وہ وہیں بے ہوش ہوا تھا۔۔۔۔

ایک ہاتھ میں گن پکڑے دوسرے ہاتھ میں موبائل پکڑے۔۔۔ فراز نے بے تحاشہ تصویریں کلک کی تھیں یہ بھی آہان کا حکم تھا اسے۔۔۔۔

تمہاری لڑائی مجھ سے ہے اسے چھوڑ دو۔۔۔۔ عابش نے گاڑی میں سے آواز لگاتے کہا تھا۔۔۔ صفی کی حالت دیکھ کر۔۔۔۔

اسے چھوڑ دوں۔۔۔۔ تیرے ہی کہنے پر اس نے کیا ہے نا یہ سب۔۔۔ آہان نے عابش تک آتے کہا تھا اور پھر اس کو گاڑی سے نکال کر اس کے پیٹ پر مکا مارا تھا کہ وہ درد سے بلبلا اٹھا تھا۔۔۔ اس کے کچے زخم پر ہی تو آہان نے ہٹ کیا تھا۔۔۔۔

تجھے کیا لگا میری بیوی کو اس حال تک پہنچا دے گا اور میں تمہارا تماشہ دیکھوں گا۔۔۔

کیوں۔۔۔ یہی خیال تھا۔۔۔ میں تو تیرا ہوسپٹل سے نکلنے کا انتظار کر رہا تھا کے کب تو وہاں سے نکلے اور کب۔۔۔ میں تجھ صحیح سلامت کی ہڈیاں توڑوں۔۔۔۔

اس پر اندھا دھند گھونسوں کے وارکرتے کہا تھا۔۔۔ صفی تو پہلے ہی ادھ مواگرا ہوا تھا نیچے اور اب تو عابش بھی مار کھا کھاکر بے حال ہوگیا تھا۔۔۔۔

بہت شوق ہے نا تجھے عزتوں کو داغدار کرنے کا کہتے ہی آہان نے اسکی دونوں ٹانگوں کے درمیان پاؤں سے وار کیا تھا اور وہ فلق شگاف چیخ مارتا بے ہوش ہوا تھا۔۔۔

فراز دراب کو کال کر دی تھی۔۔۔ عمر تک آتے اہان نے پوچھا تھا۔۔۔۔

ہاں آنے والے ہوں گے۔۔۔۔ عمر پر گن تانے کھڑے اس نے جواب دیا تھا۔۔۔۔

دیکھو مجھے کچھ مت کہو میں بس اس کا دوست ہوں میں اس سب میں ملوث نہیں تھا--- عمر نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا----

یو باسٹرڈ جب میری بیوی کو اٹھا کر وہ کتا لے کر گیا تھا تب تو اسکا دوست تھا اور اب تو اس کا دوست نہیں ہے بے غیرت---- اس کو گاڑی سے نکالتے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیے تھے---- تب ہی کانوں میں پولیس موبائل کی اواز آئی تھی---

پلیز مجھے بچا لو میں ان کے ساتھ نہیں ہوں پلیز--- عمر نے آہان کے آگے ہاتھ جوڑے تھے----

لے جاؤ دراب ان کو اور ایسا کیس ڈالنا کے رہائی ممکن نا ہو سکے---- اہان نے دراب کے پاس آتے ہی کہا تھا----

آہان بھائی مجھے بتاتے آپ کیوں قانون کو ہاتھ میں لے رہے تھے---- دراب نے صفی اور عابش کی بگڑی حالت دیکھتے کہا تھا---

میری بیوی کی عزت پر اس نے ایک بار نہیں دو بار ہاتھ ڈالا ہے دل تو کر رہا ہے جان سے مار دوں اس کو۔۔۔۔ آہان نے غصے سے کہتے ایک بار پھر سے عابش کے پیٹ پر لات ماری تھی۔۔۔۔ اسکا غصہ کسی صورت بھی کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

اچھا اوکے ریلیکس۔۔۔۔ جیسا آپ کہہ رہے ہیں ویسا ہی ہو گا۔۔۔ ایزی۔۔۔ آہان کا کاندھا تھپتپاتے کہا تھا ۔۔۔۔

اٹھاؤ اور ان تینوں کو تھانے لے جاؤ پھر اس نے اپنے ساتھ آئے حوالداروں سے کہا تھا۔۔۔۔۔

دراب یہ کسی صورت بھی باہر نہیں نکلنے چاہیے اور اس عابش کو میں پھانسی کے پھندے پر لٹکتا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ اور وہ گلشن بائی جس کو یہ ماں کہتا پھرتا ہے اس کا پورا سچ اگلواو اس سے۔۔۔۔ اس نے نفرت سے کہا تھا۔۔۔۔

ایسا ہی ہو گا جیسا آپ کہہ رہے ہیں ویسا ہی ہو گا۔۔۔ بس ریلیکس ہو جائیں میں نکلتا ہوں گھر جائیں آپ بھی۔۔۔۔۔ دراب نے فراز اور اس سے ہاتھ ملاتے دونوں کو تسلی دیتے کہا تھا اور اپنی موبائل میں جا کر بیٹھا تھا۔۔۔۔

ایزی ہو جا یار آدھا تو نے اسے مار دیا ہے۔۔۔ اب بس سب ٹھیک ہو جائے گا اگل دے گا اپنا سچ وہ۔۔۔۔۔

فراز نے نرمی سے سمجھاتے کہا تھا۔۔۔۔

ہمممم تصویریں لیں تم نے ان کی۔۔۔ اس نے ہوچھا تھا۔۔۔ ہاں لے لی ہیں سینڈ کرتا ہوں۔۔۔ آئی ہوپ بھابھی دیکھ کر خوش ہو گی۔۔۔ آفٹر آل میرا یار سلمان خان جیسے سٹائل میں دبنگ فائٹ جو کی ہے۔۔۔ اس نے آہان کو چھیڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بکواس نا کر میں نکل رہا ہوں گھر کے لیے وہ ناراض ہے میٹنگ کا کہہ کر نکلا تھا۔۔۔۔ اور ابھی زاویان کو بھی دیکھنا ہے مجھے اس کو مصنوعی غصے سے گھورتے کہا تھا اور اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔۔ پھر گاڑی سٹارٹ کر کے چلا گیا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اس کے جانے کے بعد مردہ قدم اٹھاتا اندر آیا تھا۔۔۔۔ جس دیوار کے ساتھ اسے پن کیا تھا اسی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اور پھر نیچے بیٹھتا چلا گیا تھا۔۔۔۔

کیوں ہوں میں ایسا اللہ پاک۔۔۔ کیوں میں ہر رشتے کے لیے پاگل ہوں۔۔۔۔

میرا کیا قصور ہے۔۔۔ کہ میں ہوں ایسا۔۔۔۔

جس سے پیار کیا اسے بے شمار پیار دیا پاگل پن جنون دیوانگی ہر حد کو خود میں اتارا اس کے عشق کی خاطر پھر کیوں میں ہی ٹوٹا---

میرا ہر جذبہ سچا تھا اس سے اس تک تھا--- وہ میری تھی میری محرم مگر اسکی مرضی کے خلاف اس کی روح تک پہنچنے کی کوشش بھی نہیں کی---

پھر کیوں اس نے مجھ سے چھٹکارا پانے کے لیے مجھ سے دور ہونے کے لیے میری ہی عزت کو داغدار کیا اپنے جسم کا استعمال----

میرا دل بند ہوتا ہے--- یہ سوچ سوچ کر---- اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے اسے مسلتے ہوئے کہا تھا----

وہ بے وفا ہے وہ اعتراف کر گئی ہے--- مگر--- میرا دل نہیں مانتا میرا دل کہتا ہے میری میرو جیسی بھی ہے جتنے بھی اختلافات ہیں اسے مجھ سے مگر وہ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی---- نہیں کر سکتی---- اپنے زخمی ہاتھ کو زمین پر مارتے دھاڑیں مارتے رویا تھا---

میں بے وفا نہیں ہوں زاوی میں نے وہ سب نہیں کیا میں تم سے محبت کرتی ہوں زاوی--- تمہاری میرو ایسی نہیں ہو سکتی----

وہ صوفے پر بیٹھی ہچکیوں سے روتی کہہ رہی تھی---

می---- می---میرو--- م---مجھے پتہ تھا میری محبت ایسی نہیں ہو سکتی میرا عشق مجھے توڑ نہیں سکتا---- تم رو مت تمہارے سارے دکھ سمیٹ لوں گا میں خود میں--- مجھے تکلیف ہوتی ہے تمہارے آنسوؤں سے میرا دل ڈوبتا ہے تمہاری آنکھوں کی درد بھری سرخی دیکھ کر--- وہ لڑکھڑاتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا تھا-----صوفے تک گیا تھا--- اسکی طرف ہاتھ بڑھایا تھا وہ غائب ہو گئی تھی----

اب یقین کر لو میر زاویان آفندی مجھ جیسی لڑکی ہر حد پار کر جاتی ہے ہر حد تک گر سکتی ہے اپنی انا کی تسکین کے لیے-----

میرو---- وہ اب صوفے کے پاس کھڑی کہہ رہی تھی--- میرو وہ بے یقینی سے اس ہیولے تک پہنچا تھا آنسو بہاتے ہوئے وہ پھر سے غائب ہوئی تھی--- وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا تھا---

مار دو مجھے دبا دو میرا گلہ--- میں تمہیں تمہاری زندگی کا سب سے بڑا چانس دیتی ہوں----- مگر نہیں

تم مجھے مار ہی نہیں سکتے---- یہ تمہارے بس کی بات ہے ہی نہیں---- تم مجھے کیا مرو گے میرے دل پر تو تم اپنا نام لکھ نہیں سکے----

وہ اب دیوار کے پاس کھڑی کہہ رہی تھی--- وہ زمین سے اٹھتا اس دیوار تک پہنچا تھا--- وہ پھر غائب ہوئی تھی----

چچچچچ بہت افسوس ہو رہا ہے تمہاری بے رحم حالت دیکھ کر میر زاویان افندی---- تم سوچ بھی نہیں سکتے مجھے کس حد تک سکون مل رہا ہے---

تمہاری ٹوٹی بکھری اجڑی بے تاب حالت دیکھ کر------

وہ پھر سے اسے صوفے پر نظر آئی تھی وہ دیوانا وار پھر سے صوفے کی طرف بھاگا تھا گرتا اٹھتا----

مجھے بچا لو زاویان اپنی محبت سے---- میں بہت محبت کرتی ہوں تم سے پھر سے وہ صوفے پر بیٹھی روتے ہوئے کہہ رہی تھی----

آئی ہیٹ یومیر زاویان آفندی تم مر بھی جاؤ گے تو مجھے فرق نہیں پڑے گا۔۔۔ وہ نفرت سے دیکھتے اس کی طرف کہہ رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بھی غائب ہونے تھے۔۔۔۔

وہ دیوانا وار ہر جگہ اس کے ہیولے دیکھ رہا تھا۔۔ کبھی وہ معصوم روتی ہوئی اسے پکارتی تھی کبھی نفرت کیے اور کبھی اس پر محبت لٹاتی آواز دیتے۔۔۔

تم نے پاگل کر دیا ہے مجھے میرو جاو یہاں سے جاؤ مجھے نہیں دیکھنا تمہیں مجھے نہیں سننا تمہیں ۔۔۔۔۔

ہر جگہ اس کی شکل اس کے جملوں کی ملی جلی بازگشت کرتی آوازیں اسکا سر چکرایا تھا۔۔۔ وہ دیوانا وار کانوں پر ہاتھ رکھے بیڈ روم کی طرف بھاگتا لڑکھڑاتا گرتا پڑتا آیا تھا۔۔۔۔

نہیں میرو میں نہیں جی سکتا تمہارے بغیر کانپتے ہاتھوں سے ڈرار کھولا تھا۔۔۔

مجھے تم نظر نا آؤ مجھے تم کہیں نظر نا آؤ میر زاویان آفندی نہیں دیکھ سکتا خود کو تمہارے بغیر مجھے سونا ہے مجھے سکون چاہیے۔۔۔۔کہتے اس نے نیند کی گولیاں ڈرار میں سے نکال

کر ہاتھ پر رکھی تھیں۔۔۔۔ کانپتے ہاتھوں سے گلاس میں پانی ڈال کر پیا تھا۔۔۔۔ اور بیڈ پر گرا تھا۔۔۔۔ شدت سے آنکھیں بند کیے آنسو گالوں پر بہے تھے۔۔۔۔

مگر بند آنکھوں کے پیچھے اندھیرے میں بھی اس جثے سامنے ایک چہرہ نمودار ہوا تھا۔۔۔۔

محبّت عَبد میں مَعبُود کا حِصّہ

محبّت غیب میں مَشہُود کا قِصّہ

محبّت ذات کے اِظہار کی خواہش

محبّت اَندرُوں کو ایک ہی رستہ

محبّت رابطہءِ سانس کا فِدیہ

محبّت جلوہءِ جانان کا صدقہ

میں نیادُ کی سازی صنم

محبّت قُربتِ رحمٰن کا رُتبہ

جلتا گوں نِرسَپہ جاں رِمزا

علہشُ کا امیّا تِحسر غِچرا

ٹھہرے یہ وقت مبا ہاں

محبّت لمحہءِ موجُود کا قِصّہ

محبّت عاشِقانِ راز کی گھاتیں

محبّت واقِفانِ حال کی راتیں
کھرے بِدمیں اصل شِ تلا
باتیں کی برباد لِد سا اُ
ہو دیّقمُ وحرُ جو مگر
جائے ھٹ گُسانس جو مگر
ہو کھرا بِظہارا بھلے
ہو یں گِرنوہ نیادُ بھلے
ہے درگّتھر پِرسّیمُ
ہے ردّقمُ تو پھر تڑپ
ہو سے ماں زَ دِقیو اسِ
ہو سے ہاتِنا جو پرے
ہے سلسلمُ جذبہ وہی

وہی تاباں محبّت ہے

محبّت عَبد میں مَعبُود کا حِصّہ

!محبّت غیب میں مشہُود کا قِصّہ---

ہاں وہ وہی تو تھا۔۔۔

المیرا میر زاویان آفندی کا چہرہ۔۔۔ اس کے لب درد سے مسکرائے تھے۔۔۔ آنسو کا آخری قطرہ داڑھی میں جذب ہو کر بے مول ہوا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

بولو سکندر موبائل پہنچا آئے تھے نا۔۔۔۔۔ اس نے سامنے بیٹھے شخص سے پوچھا تھا۔۔۔۔

جی میڈم پہنچا آیا تھا۔۔۔۔۔ سکندر نے کہا تھا۔۔۔

بہت خوب۔۔۔۔ یہ رہے تمہارے پیسے۔۔۔ اس نے بیگ میں سے خاکی کاغذ نکال کر اس کے آگے رکھا تھا۔۔۔۔

ایک بات پوچھو میڈم آپ ان کی زندگی کیوں تباہ کر رہی ہیں۔۔۔۔ان کا کیا قصور ہے۔۔۔۔۔ سکندر نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔۔۔۔

قصور تومیری بیٹی کا بھی کوئی نہیں تھا۔۔۔مگر اس المیرا نے میری بیٹی کو اکسایا اس قاسم سے پیار کرنے کے لیے۔۔۔ میری بیٹی تو معصوم تھی اس المیرا نے اس کو الٹی سیدھی پٹیاں پڑھائیں۔۔۔۔

اور وہ اس سے پیار کر بیٹھی یہ جانتے ہوئے بھی کے ہم جیسے شریف خاندانوں کی لڑکیاں محبت نہیں کرتیں-----

وہ اس قدر اسکے پیار میں اندھی ہو گئی کے خود کو ہی مار دیا---اور مرنے سے ایک دن پہلے وہ اسی المیرا کو ملنے گئی تھی----

اس نے اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے نفرت سے کہا تھا----

مگر میڈم آپ یہ اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتی ہیں کے اس سب کے پیچھے المیرا ہی ہے---سکندر کو برا لگ رہا تھا---- کسی شادی شدہ جوڑے کی زندگی تباہ اس کے ہاتھوں ہو رہی تھی----وہ کون سا کوئی سیریل کرائمر تھا--- وہ تو سٹوڈنٹ تھا---- شاذیہ خان کا---- بس اپنے مارکس کے چکر میں اس کی مدد کر رہا تھا----

میں جانتی ہوں کے اس سب کے پیچھے وہی تھی اس کا کھانا پینا سونا جاگنا سب اسکے ساتھ سانجھا تھا--- اسکی موت کے بعد میں گئی تھی اس کے گھر--- مجھے یقین تھا ہما اپنا موبائل بھی اسے دے کر آئی ہے----

اس سے پوچھا ہما کے موبائل کا کہتی انٹی میرے پاس ہے۔۔۔۔ بس تب میرے یقین پر مہر لگی تھی۔۔۔۔

اس سب کے پیچھے وہی تھی اور اس نے ہی میری بیٹی کو خودکشی پر اکسایا اور اس کا موبائل بھی خود رکھ لیا۔۔۔ اس دن سے میں نے قسم کھائی تھی ایک بار اس کا نکاح ہو جائے پھر اس المیرا کو اور اس کے شوہر کو کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑوں گی۔۔۔۔ زندہ میری بیٹی نہیں رہی تو جینے میں ان کو بھی عزت سے نہیں دوں گی۔۔۔۔

بچپن سے ہوئی میری بیٹی کی منگنی پر سوال اٹھائے گئے اسکے سسرال والوں نے اس کی اس کے مرنے کے بعد بھی تذلیل کی۔۔۔۔۔

اس نے ٹھوس لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

مگر میم آپ کہہ رہی تھیں کے آپ نے کچھ ویڈیوز بنائی تھیں ان کی تو کیا وہ ویڈیوز آپ نے ان کا پیچھا کرتے ہوئے بنائیں تھیں۔۔۔۔

سکندر نے تجسس کے مارے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا تمہیں کیا لگتا ہے اتنی فارغ ہوں کے اس کے پیچھے پیچھے پھروں گی--- نہیں میں نے ایک پینڈنٹ بنوایا تھا اور اس میں کیمرہ فکس کروایا تھا----

پھر کچھ مہینوں بعد اس کے پاس گئی تھی--- اور کہا تھا کے وہ اس کو ہمیشہ پہن کر رکھے--- ہمہ نے اس کے لیے بنوایا تھا اور یہ اس کی خواہش تھی----

اس نے مجھے کہا کے انٹی مجھے پہنا دیں میں یہ سمجھو گی مجھے ہما نے پہنایا ہے--- خیر میں نے اسے پہنا دیا اور تب سے لے کر اب تک اس نے وہ پینڈنٹ نہیں اتارا----

جانتے ہو پچھلے تین سال سے مجھے ان پلوں کا انتظار تھا اور وہ آج پورا ہوا----- آج میری حسرت مکمل ہوئی-----

جیسے وہ تڑپتی ہوئی وہاں سے نکلی پے--- میرے دل کو ٹھنڈک پڑی ہے-----

اور اب پتا ہے کیا کل میں ایک الگ اکاؤنٹ بنوا کر اس کی پچھلے تین سالوں کی ایک ایک ویڈیو وائرل کرو گی--- اور جب وہ یہ سب دیکھ کر اپنی عزت کی دھجیاں اڑتی دیکھ کر خود کشی کرے گی----

اس کے سسرال والے اسے ذلیل کریں گے لعن طعن کریں گے تب مجھے سکون ملے گا-----

ٹھنڈ پڑے گی---- میری بچی تو منگنی شدہ ہو کر سسرال والوں سے ذلیل ہوئی تھی یہ نکاح یافتہ ہو کر خود کو اپنے ہاتھوں سے مارے گی---

تب میری ممتاکو سکون آئے گا--- تب میری روح سکون میں آئے گی ایک ہی بچی تھی میری جس کو اس کی پڑھائی گئی پٹیوں نے مجھ سے چھین لیا---

وہی پھوٹ پھوٹ کر روتے کہہ رہی تھی----

میم میں اب آپ کا کوئی کام نہیں کروں گا--- میں یہ نہیں جانتا آپ دونوں میں کون ٹھیک ہے کون غلط مگر میں جب صبح اس فارم ہاؤس موبائل رکھنے گیا تھا تو میں بال بال بچا ہوں---- آگر کوئی مجھے پکڑ لیتا تو میرا کیریئر تباہ ہو جاتا--- وہ بہت بڑے لوگ ہیں آپ پلیز مجھے معاف رکھیں اس سب سے-----

سکندر نے ہاتھ جوڑتے کہا تھا----

نہیں اب تمہیں کوئی زحمت نہیں اٹھانی پڑے گی۔۔۔ کیونکہ جو غلط فہمی اور شک کا بیج اس کے شوہر کے دل میں ڈالنا تھا میں نے وہ ڈال دیا ہے اب آگے جو کرنا ہے وہ مجھے کرنا ہے۔۔۔

تم جاؤ۔۔۔ شازیہ خان نے اس کو تسلی دیتے کہا تھا۔۔۔ اور وہ چلے گیا تھا۔۔۔

ہما تمہاری دوست کل پرسوں تک تمہارے پاس آہ رہی ہے۔۔۔ اپنی دوست کا خیال رکھنا اچھے سے اسے کوئی تکلیف نا پہنچے۔۔۔

تم اکیلی ہو گی نا وہاں تو ٹھیک ہے وہ آہ رہی ہے تمہارے پاس۔۔۔

اپنے آنسو صاف کرتے وہ کبھی ہنستے اور کبھی روتے کہہ رہی تھی۔۔۔

بیٹی کی جدائی میں وہ نیم پاگل ہو گئی تھی شاید۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔۔۔ جب گلشن بائی اس کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔

کمرے کو لاک لگا کر اس کی ناک کے پاس بیگ میں سے سپرے نکال کر کیا تھا۔۔۔

پھر اس کے بے ہوش ہونے کا یقین کیا تھا۔۔۔ پھر اس کا منہ کھول کر اس کے منہ

میں کپڑا ٹھونسا تھا اور اس کے منہ کو پیچھے سے باندھا تھا۔۔۔ ایسے ہی ہاتھوں اور پاؤں کو رسیوں سے باندھا تھا۔۔۔۔

پھر موبائل نکالا تھا بیگ سے۔۔۔۔

سب سیٹ ہے آہ جاؤ ملازموں کو ادھر ادھر کر چکی ہوں میں اور اسے بے ہوش کر دیا ہے مگر آدھے گھنٹے بعد اسے ہوش آہ جائے گا۔۔۔۔ میں چاہتی ہوں وہ اپنی درگت اپنی انکھوں سے دیکھے۔۔۔

میسج ٹائپ کر کے اس نے سینڈ کیا تھا۔۔۔

میں پندرہ منٹ تک پہنچ رہا ہوں اسے اگلے سیکنڈ ہی جواب ملا تھا۔۔۔

وہ جواب پڑھتے ایک نظر بے ہوش المیرا پر ڈالے وہاں سے باہر آئی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کیا کر رہے ہو۔۔۔۔چھوڑ دو اسے مر جائے گا وہ۔۔۔۔۔

مر جائے میں تو کہتا ہوں ایک ہی بار اس کو مار کر گلشن بائی سے پیسے لے لیتے ہیں۔۔۔رشید کے سامنے کھڑے غنڈے نے کہا تھا۔۔۔

مجھے چھوڑ دو پلیز۔۔۔۔ رشید نے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔ تجھے مارنے کے ہمیں روز کے بیس یزار ملتے ہیں اور عیاشی کا کھانا پینا سونا جاگنا الگ۔۔۔

اور تو چاہتا ہے ہم تجھے چھوڑ دیں۔۔۔ ان میں سے ایک غنڈے نے اس کے سر پر مکا مارتے کہا تھا۔۔۔۔۔

اور شراب کی بوتل منہ کو لگائی تھی۔۔۔

چل چھوڑ یار اسے آج کے لیے اتنا کافی ہے۔۔۔ دوسرے نے شراب کے نشے میں دھت کہا تھا۔۔۔

باندھ دے اس کی رسی سے اور آہ جا ایک بازی ہو جائے تاش کی پہلا والا کہتا باہر نکل گیا تھا۔۔۔

دوسرا والا اس تک آیا تھا پیچھے سے رسی باندھی تھی۔۔۔مگر چونکہ نشے میں دھت تھا تو ٹھیک سے باندھ نہیں پایا تھا۔۔۔۔ اور لڑکھڑاتا ہوا باہر چلے گیا تھا۔۔۔

رشید نے اس کے جاتے ہی ہاتھوں کو زور لگایا تھا۔۔۔ رسیاں تھوڑا سا زور لگانے سے کھل گئی تھیں۔۔۔

دبے دبے قدم اٹھاتا وہ۔۔۔باہر کی طرف آیا تھا دروازے کی اوٹ سے چھپ کر دیکھا تھا۔۔۔ وہ دونوں نشے میں دھت تاش کھیل رہے تھے اور تیسرا نگرانی پر تھا۔۔۔ جب کے چوتھا آدمی غائب تھا۔۔۔۔

وہ واپس آیا تھا کمرے میں یہ سنہری موقع تھا اس کے پاس کے وہ کسی بھی طریقے سے وہاں سے نکل جائے اور اپنی زندگی بچا لے۔۔۔۔ کمرے میں ادھر ادھر دیکھتے وہ یہی سوچ رہا تھا۔۔۔۔

کھڑکی سے کودنا ناممکن تھا کیونکہ وہاں شیشے لگے ہوئے تھے اور شیشے کو توڑتا تو آواز باہر جاتی اور سب چوکنے ہو جاتے۔۔۔۔

اسے کچھ اور سوچنا تھا۔۔۔۔۔

وہ سوچتا سوچتا باتھ روم والی سائیڈ آئی تھا باتھ روم میں جا کر دیکھا تھا اس نے۔۔۔۔ کموڈ سے اوپر ایک روشن دان بنا ہوا تھا کھلا سا مگر اس سے کودنا انتہائی مشکل کام تھا۔۔۔۔

اس نے پسینہ صاف کرتے اپنے منہ سے خون صاف کرتے باہر آہ کر دیکھا تھا۔۔۔
جیسا ماحول وہ پہلے دیکھ کر گیا تھا۔۔۔ بلکل ویسا ہی ماحول تھا اب بھی۔۔۔۔۔

وہ واپس آیا تھا کموڈ پر پاؤں رکھے اپنا سر روشندان میں پھنساتا کیڑی کی طرح رینگتا آہستہ آہستہ باہر کو جا رہا تھا۔۔۔ دیوار تقریبا بیس فٹ اونچی تھی۔۔۔

مگر وہ خود کو زندہ بچانے کے لیے اور گلشن بائی کا سچ سامنے لانے کے لیے ہر طرح کا درد سہنے کو تیار تھا۔۔۔

رینگتے رینگتے خود کو آگے کی طرف پش کرتے اب سچویشن یہ تھی کے وہ آدھا روشن دان سے باہر اور آدھا باتھ روم میں تھا۔۔۔

باہر سنسان گلی تھی۔۔۔۔ ہاتھوں کی گرفت دیوار پر مضبوط کرتے اس نے خود کو اور آگے کو کیا تھا اور پھر وہیں سے نیچے کو گرا تھا۔۔۔۔

کمر کے بل گرنے سے اس کی کمر کی ہڈی کے چٹخنے کی آواز ائی تھی اور درد سے چیخ نکلی تھی ۔۔۔۔۔ اس سے اٹھا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔۔۔

اوئے رشید تو باہر کیسے آیا رک تیری تو۔۔۔ چوتھا غنڈہ جو کھانا لے کر آہ رہا تھا گلی میں اسے دیکھتے ہی بولا تھا اور اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔۔رشید بھی ساری ہمت اکھٹی کرتے درد برداشت کرتے ٹوٹی کمر کے ساتھ بھاگا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

ابی میڈیسن۔۔۔۔۔ وہ دوائیاں لیے ان کے سر پر کھڑی تھی۔۔۔۔

بیٹا ابھی سوتے وقت کھا لوں گا۔۔۔ ابی نے منہ بناتے کہا تھا۔۔۔

بلکل نہیں کل بھی آپ نے کہا تھا اور پھر میڈیسن لینا بھول گئے تھے۔۔۔

آپ کو یہ میڈیسن ابھی اور اسی وقت کھانی ہے۔۔۔ ان کے ہاتھ پر میڈیسن رکھتے پانی کا گلاس ان کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔ اور پھر انہوں نے ہنستے ہوئے میڈیسن لی تھی اور کھائی تھی ۔۔۔۔۔

یہ میرے میڈیسن نا کھانے کی بات تمہیں اسد نے بتائی ہے۔۔۔ انہوں نے اسد کو گھورتے ہوا کہا تھا۔۔۔

جو فٹ بال میچ دیکھنے میں مگن تھا۔۔۔ ان کی بات سن کر انہیں مشکوک نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

بلکل میں نے بتائی پے کیونکہ آپ میرے کہنے پر میڈیسن نہیں لیتے ابھی تو میں نے زاویان بھائی کو بھی۔۔۔

چپ چمچے اگر تو نے زاویان کو کچھ بتایا ورنہ میری چھڑی ہو گی اور تیری کمر ابی نے ٹوکا تھا اسے۔۔۔۔

اچھا ابی اسد بھائی کچھ نہیں بتائیں گے بس آپ میڈیسن سکپ نا کیا کریں پلیز ہم سب کے لیے کھا لیا کریں۔۔۔۔ اس نے ان کے پاس نیچے زمین پر بیٹھتے کہا تھا۔۔۔اور پھر ان کی گود میں سر رکھا تھا۔۔۔۔

ابی میں دا جی کو کھو چکی ہوں میں آپ کو کھونا نہیں چاہتی میں چاہتی ہوں آپ کا سایہ ہمیشہ ہم سب کے سروں پر سلامت رہے۔۔۔۔ اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر رکھا تھا۔۔۔۔

آمین۔۔۔۔ اسد نے انعمتہ کی دعا پر دل سے کہا تھا۔۔۔۔

ابی کی جان خوش رہو جس کے اتنے پیار کرنے والے بچے ہوں گے۔۔۔ اسے کبھی کچھ ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔۔ انہوں نے دعا دیتے اسکا سر تھپکا تھا۔۔۔۔۔

اسد کال تو کرو آہان کو زاویان کو دس بج رہے ہیں دونوں غائب ہیں گھر سے۔۔۔۔۔

ابی نے اسد سے کہا تھا۔۔۔۔

جی ابی میں کرتا ہوں اسد کال کرنے کے لیے اٹھا تھا۔۔۔

زاویان بھائی تو دیدم کے ساتھ فارم ہاؤس پر ہیں آہان بتا رہے تھے کے شاید ان کے درمیان سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔۔۔ انعمتہ نے کہا تھا۔۔۔

اچھا چلو اچھی بات ہے اللہ کرے سب بہتر ہو جائے اور اس گھر میں خوشیاں رقص کریں۔۔۔۔ ابی نے انعمتہ کی بات سنتے کہا تھا۔۔۔

مگر جو خدشہ زاویان کی حالت دیکھ کر ان کے دل میں تھا انہیں لگا کے شاید آہان نے انعمتہ کو تسلی دینے کے لیے یہ سب کچھ کیا۔۔۔۔

اور آبی اہان ایک میٹنگ۔۔۔

اسلام و علیکم آہان بھائی۔۔۔ اس کی بات منہ میں رہ گئی تھی جب اسد کی آواز پر اس نے اندر داخل ہوتے آہان کو دیکھا تھا۔۔۔جس نے سر ہلا کر اس کے سلام کا جواب دیا تھا۔۔۔

اسلام علیکم ابی۔۔۔ وہ ان دونوں تک آیا تھا۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔ صبح ساتھ بجے نکل جاتے ہو گھر سے دس دس گیارہ گیارہ بجے گھر آتے ہو یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔ اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

ابی آپ نے بھی تو دو دو بزنس کا بوجھ ڈال دیا ہے مجھ پر کون کون سی میٹنگز اٹینڈ کروں زاویان بھی جلدی آہ گیا تھا۔۔۔ پھر سب مینج کرنا پڑا اس نے ابی کے سامنے بیٹھے کہا تھا۔۔۔ پھر ابی کی گود میں سر رکھے نیچے بیٹھی انعمتہ کو دیکھا تھا جو زنک کھلی پٹیالہ شلوار اور شارٹ شرٹ پہنے گلے میں دوپٹہ لیے بال کھولے کسی بھی میک اپ اور لپ اسٹک

کے بغیر دل میں اتر رہی تھی ---- ریڈ کارپٹ پر گلابی سفید نرم پاوں---- اپنی نزاکت کی مثال آپ تھے----

اس نازک وجود کو چھونے کی تمنا دل میں اٹھی تو نظریں چرائیں اس کے نازک سراپے سے ----

تو ٹھیک ہے کچھ نیو ورکرز ہائر کر لو---- مگر میری بیٹی کو بھی ٹائم دو---

زاویان گھر آیا تھا--- انعمتہ سے بات ہوئی تھی کچھ پھر چلے گیا کیا ان دونوں میں واقع ہی سب ٹھیک ہو گیا ہے---- آبی نے آہان کی طرف دیکھتے اپنے لفظوں پر زور دیتے پوچھا تھا----

انعمتہ میرے کپڑے نکال دو جا کر مجھے فریش ہونا ہے---- اسد تم مجھے پانی پلاؤ---

انعمتہ اور اسد کو بھیج کر وہ ابی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔ان دونوں کے سامنے وہ زاویان اور المیرا کو ڈسکس نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

سب ٹھیک ہے نا آہان۔۔۔۔ ابی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔۔۔

مجھے لگتا ہے بھی اور نہیں بھی۔۔۔۔ ابی دونوں کی سوچ اور خیالات بہت مختلف ہیں مجھے نہیں لگتا ان کا رشتہ سروائیو کر سکے گا۔۔۔۔

ہر بار وہ اس پر یہ جتلاتی ہے کے وہ اس پر زبردستی مسلط کیا گیا ہے۔۔۔۔ ابی وہ میری بہنوں کی طرح ہے میں چاہتا ہوں وہ خوش رہے اور اگر وہ زاویان کے ساتھ خوش نہیں ہے تو ہمیں دونوں کو روز روز کے جھگڑے سے بچا لینا چاہیے۔۔۔۔

یا پھر جہاں تک مجھے لگتا ہے کے وہ اس رشتے کو صرف اور صرف دا جی کی حد تک ان کی ضد میں قبول نہیں کر رہی۔۔۔۔پتہ نہیں ابی مگر میں بہت کنفیوز ہوں۔۔۔۔

آہان نے نفی میں سر ہلاتے اپنے ہی جملوں پر استفسار کرتے کہا تھا۔۔۔۔

تمہاری دوسری بات ٹھیک ہے آہان وہ انا اور ضد میں بس زاویان جیسے انمول رشتے کو ٹھکرا رہی ہے اس سے منہ موڑ رہی ہے۔۔۔۔ مگر اس کا ایک حل ہے۔۔۔۔

ابی نے کہا تھا۔۔۔۔

کونسا حل ابی ۔۔۔۔ آہان نے اسد کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے پوچھا تھا۔۔ اسد ٹرے رکھ کر چلا گیا تھا۔۔۔ جانتا تھا کوئی ضروری بات ہے تب ہی اسے جانے کے لیے کہا گیا ہے۔۔۔

اگر اس کی ماں کا سچ اس کے سامنے آہ جائے یہ میں جانتا ہوں کے اس کی ماں کا سچ اس کے سامنے آئے گا مگر مجھے ڈر ہے تب تک دیر نا ہو جائے۔۔۔۔

ابی نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

ابی انشاللہ جلد سچ سامنے آئے گا ایک کامیابی کی طرف تو قدم بڑھا آیا ہوں آج۔۔۔۔ آگے بھی انشاللہ اچھے کی امید ہے۔۔۔ میں نے آج عابش کو۔۔۔۔۔

آہان نے پوری بات اور تصویریں دکھاتے ہوئے کہا تھا ابی سے۔۔۔۔۔

یہ تو بہت اچھا ہوا ہے آہان۔۔۔۔ بس اب جلد سے جلد وہ لڑکا بتا دے کے آخر اسکے پیچھے اصل کہانی کیا ہے۔۔۔ اگر وہ لڑکا اس گلشن کا اصل میں بیٹا ہے تو پھر انعمتہ اور المیرا کا وہ بھائی لگا اور ایک بھائی اپنی بہن کی عزت۔۔۔۔؟؟؟؟

اور اگر وہ گلشن ان کی ماں نہیں ہے تو پھر یہ بہروپیہ کون ہے بہت سارے سوالات ہیں آہان۔۔۔۔ جن کے جواب صرف وہ ماں بیٹا ہی دے سکتے ہیں۔۔۔۔

ابی نے ایک لمبی سانس خارج کرتے کہا تھا ان کے لہجے میں ایک عجیب پر اسرر سی آمیزش تھی جیسے وہ چاہتے ہوں کے سب جلد از جلد ٹھیک ہو جائے۔۔۔۔

ملیں گے سب سوالوں کے جواب ایک دن اور وہ دن دور نہیں ہے کتنی دیر پولیس کی مار کھائے گا لگلے گا تو سہی ایک دن۔۔۔۔

آہان نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔۔۔

خیر ابھی بہت رات ہو گئی ہے گیارہ بجنے والے ہیں اور صبح آپ نے فجر کے لیے بھی اٹھنا ہوتا ہے چلیں روم میں آئیں سو جائیں۔۔۔ آہان نے اٹھتے ہوئے ابی کو بھی ساتھ ہی اٹھایا تھا۔۔۔

میڈیسن لی آپ نے ان کا ہاتھ پکڑے ان کے ساتھ چلتے پوچھا تھا۔۔۔

ہاں انعمتہ تم سب سے بھی زیادہ سڑک ہے۔۔۔ ایک دن بھی میڈیسن سکپ نہیں ہونے دیتی۔۔۔ انہوں نے شکایتی انداز میں اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ اچھا یہ بات ہے یہ تو غلط ہے ایک دو دن تو میڈیسن سکپ کرنی چاہیے۔۔۔ آہان نے بھنویں ٹیڑھی کرتے کہا تھا۔۔۔

ہاں تو اور کیا۔۔۔ ابی نے اسکی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔۔۔

سدھر جائیں ابی۔۔۔۔ بلکل ٹھیک کرتی ہے وہ اور اگر کسی دن اس نے آپ کی میڈیسن سکپ کروائی تو اس کو ڈانٹ پڑے گی مجھ سے۔۔۔۔

آہان نے رعب دار انداز میں کہا تھا۔۔۔

اوئے کھوتے میری بیٹی کو کچھ کہا تو ماروں گا اتنی معصوم سی تو ہے وہ معصوم سا دل ہے۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے کسی کے زرا سے اونچا بولنے سے بھی ڈر جاتی ہو گی۔۔۔۔ اس کو خوش رکھا کرو بڑی تکلیفیں دیکھیں اس معصوم جان نے ابی نے بیڈ پر بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔

جی ابی پوری کوشش کروں گا--- کچھ چاہیے کیا آپ کو--- ابی کے ہاتھوں کو چومتے ان کو تسلی دیتے پوچھا تھا----

نہیں بس وہ بک پکڑا جاؤ---- اور زاویان کو بھی کال کر کے پوچھو ٹھیک تو ہے---- ابی نے گلاسز لگاتے کہا تھا----

جی آبی ٹھیک ہے--- میں پوچھتا ہوں --- گڈ نائٹ- -

گلاسز ان کو پکڑا کر وہ اپنے روم میں آیا تھا----

بیڈ پر سلیپنگ سوٹ تھا وہ کہیں نہیں تھی روم میں----

وہ کپڑے لیے شاور لینے چلے گیا تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد نہا کر نکلا تو وہ کمفرٹر منہ تک اوڑھے لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

بالوں کو برش کر کے وہ بیڈ تک آیا تھا۔۔۔

کھانا کھایا تم نے۔۔۔ بیڈ پر بیٹھتے سگریٹ سلگاتے پوچھا تھا۔۔۔

اہ گئی میری یاد نہیں بولوں گی میں آج۔۔۔ اور اس سگریٹ اور لائٹر کی تو اج میں۔۔۔۔لائٹر کی آواز سنتے ہی اسے غصہ آیا تھا۔۔۔دل میں اسے برا بھلا کہا تھا۔۔۔ اور بنا حرکت کیے اسکی بات کا جواب دیئے بغیر لیٹی رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر کمرے میں خاموشی رہی تھی ہاں مگر انعمتہ کو سگریٹ کی سمیل ڈسٹرب کر رہی تھی۔۔۔ اور اس کا اگلا کوئی سوال نا پوچھنا اور چپ رہنا بھی۔۔۔

جانے کیوں مگر اسکے کان منتظر تھے کے وہ کچھ کہے۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے بیڈ سے اٹھنے کی آواز ائی تھی اہان کے پھر باتھ روم کا دروازہ بند ہونے کی اور پھر خاموشی۔۔۔۔

دو سیکنڈ گزرنے کے بعد ہی اس نے کمفرٹر ہٹایا تھا اور یہ دیکھ کر اسکی چیخ نکلتے نکلتے بچی تھی اود رنگ اڑا تھا کے وہ اس کے بلکل پاس بیٹا اس کے چہرے پر جھکا ہوا تھا۔۔۔ خوف سے اس کی آنکھیں پھیلیں تھیں۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ اس کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ کر آہان نے قہقہہ مارا تھا۔۔۔۔

ہیٹ یو میر آہان آفندی یو سکیرڈ می۔۔۔ یو آر آہ مونسٹر۔۔۔ اٹھ کر بیٹھتے اس کے سینے میں سر دیتے ایک ہاتھ کو پیچھے لے جا کر اس کی کمر پر مکے برساتے کہا تھا۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ لک ایٹ یور فیس انعمتہ ایک دم سے رنگ اڑ گیا تمہارا۔۔۔ آئی کانٹ بلیو کوئی اتنا کیسے ڈر سکتا ہے۔۔۔ اچھا اچھا سوری رونے کا نہیں اب پلیز۔۔۔

اس کو روتے ہوئے سسکی لیتے دیکھا تو خود سے الگ کرتے کہا تھا۔۔۔

ایسے کیسے آپ ڈرا سکتے ہیں مجھے میری جان نکل گئی آہان۔۔۔ اس کے آنسو صاف کرتے ہاتھ اپنے چہرے سے جھٹکتے کہا تھا۔۔۔

پاگل جان ایسے تھوڑی نکلے گی جان تو میں نکالو گا رفتہ رفتہ قطرہ قطرہ تمہیں اپنی ہر سانس کے ساتھ الجھا کر بے خود ہو کر تمہاری بے خودی دیکھتے۔۔۔۔

اس کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے گھمبیر مدہم آواز میں اسے گہری نظروں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

م۔۔۔۔م۔۔مجھے لگا شاید کوئی اور ہے۔۔۔۔ اس کی بات سن کر اپنے تیزی سے دھڑکتے دل کو قابو کرتے اس کی بات پلٹتے کہا تھا۔۔۔۔۔

اب کوئی نہیں آئے گا میرے بے نی کے پاس سوائے اس کے آہان کے۔۔۔ اس کے ماتھے پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

پتہ ہے انعمتہ اب تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں عابش اریسٹ ہو گیا ہے اور اس کے دوست بھی۔۔۔۔

اس کو بازو کے ہالے میں لیتے کہا تھا۔۔

سچ میں آہان کیا واقع اس کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔۔۔۔ اس کی بات سن کر وہ خوش ہوتی اس سے الگ ہوتی اس کی منہ پر ہاتھ رکھے پوچھنے لگی تھی۔۔۔۔

سچ میں۔۔۔۔۔ اس کا نازک ہاتھ پکڑ کر لبوں پر لگاتے کہا تھا۔۔۔ کہ وہ اس کے لمس پر سمٹی تھی۔۔۔۔

یہ دیکھو یہ ساری تصویریں آج اچھی والی سروس کی ہے اس کی اپنی بیوی کو دیئے جانے والے ہر زخم کا حساب لے کر آیا ہوں اس سے باقی کی انویسٹیگیشن پولیس کرے گی اب۔۔۔۔

میں نے تم سے کہا تھا ناں کے تمہارے ہر زخم کا بدلہ لوں گا۔۔۔۔

اس نے اس کے بال سہلاتے کہا تھا اور اسے ساری تصویریں دکھائیں تھیں۔۔۔

آہان آپ کو اور فراز بھائی کو اکیلے نہیں جانا چاہیے تھا اگر آپ دونوں کو کچھ ہو جاتا تو وہ بہت خطرناک تھا۔۔۔ اس نے تصویریں دیکھتے کہا تھا۔۔۔

میں نے پہلے بھی سمجھایا تھا نا تمہیں زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں۔۔۔ اور ویسے بھی جب ان تک گیا تھا میں۔۔۔ تو میں نے اللہ سے اپنے لیے مدد مانگی تھی اور اس نے میری مدد کی سچ کا ساتھ دیا۔۔۔۔ اچھا تم یہ چھوڑو یہ سنو فراز نے تمہارے لیے میسج دیا ہے اسے سنو۔۔۔

آہان نے فراز والا وائس میسج۔۔۔ اون کرتے کہا تھا۔۔۔

آسلام و علیکم بھابھی کیسی ہیں آپ۔۔۔ اب آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے عابش کو اب پولیس دیکھے گی ویسے آج آہان نے بڑی زبردست فائٹ کی ہے بلکل دبنگ سلمان خان کی طرح ہاہاہاہاہا۔۔۔

بس آپ نے پریشان نہیں ہونا باقی سب ہم دیکھ لیں گے۔۔۔اب آپ مجھے تھینکیو بولیں گی۔۔۔ تو تھینکیو نہیں چاہیے۔۔۔ ایک ریکویسٹ ہے آپ سے مجھے بس اب جلدی سے چاچو بنا دیں۔۔۔۔۔ بائے۔۔۔

فراز کا وائس نوٹ سن کر وہ شرم سے قندھاری ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اور پھر آہان کی پر تپش نظریں۔۔۔

و۔۔۔وہ۔۔ دیدم۔۔۔

اسکی ڈیمانڈ غلط بھی نہیں۔۔۔ وہ بات بدلنا چاہتی تھی تب ہی وہ اس کی چالاکی سمجھتا ہوا مدعے پر آیا تھا۔۔۔

ا۔۔۔ آپ کو۔۔۔ آج آفس ورک نہیں کرنا اسے خود کو مدہوش دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

بس ہو گئی سیٹھی گل۔۔۔۔ آہان مجھے سونا۔۔۔ دیدم ۔۔۔۔افس۔۔۔ بلا بلا بلا فائن۔۔۔۔ سوجاؤ۔۔۔۔ اسے غصہ آیا تھا جب وہ اس کے سب جذبات سے واقف تھی تو کیوں خود سے دور کرنے کی کمزور دلیلیں کرتی تھیں۔۔۔ جب وہ کہتا تھا۔۔۔ ہر روز اس سے اسے اس ٹائم کچھ پل سکون کے چاہیے۔۔۔۔۔تو کیوں وہ اسے دور کرنے کے بہانے ڈھونڈتی تھی۔۔

سو جاؤ۔۔۔۔ اس کے پاس سے غصے سے اٹھتے کہا تھا۔۔۔

آئی ایم سوری آہان------ اس کا بازو پکڑا تھا---

نو آئی ایم سوری بے وجہ چپکتا ہوں نا تمہارے ساتھ---- ہاتھ چھڑواتے کہا تھا----

آہان---- آنسو ٹپک کر گال پر بہا تھا--- دور جانا منظور ہی کب تھا اس کا-----اس نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا----

سلا دیں پلیز--- سسکی لیتے فرمائش کی تھی اس کے کمرے سے باہر نکلتے قدم دیکھ کر----

لاڈ بھری روتی فرمائش سن کر قدم رکے تھے اس کے---- غصے کو دباتے پلٹا تھا دروازہ بند کر کے بستر پر لیٹا تھا---- وہ خود ہی قریب آہ گئی تھی---- سینے پر سر رکھا تھا-----اس نے بنا کچھ کہے اس کے بالوں میں انگلیاں سہلائیں تھیں-----

مجھے رونا آہ رہا زیادہ والا۔۔۔ اس نے اس کے پیٹ پر ہاتھ باندھتے کہا تھا۔۔۔

آپ اتنا گندا والا غصہ ہوتے ہیں آہان۔۔۔ شاوٹ کرتے ہیں ایک پل میں مونسٹر بنتے ہیں۔۔۔ اس نے اس کے سینے پر انگلی سے اے لکھتے کہا تھا۔۔۔

تم چاہتی ہوں میں تمہیں ہمیشہ اپنا بے بی بنا کر رکھو اور میں میری فیلنگز وہ سب کہاں ہیں۔۔۔ میں شوہر ہوں تمہارا انعمتہ آئی نیڈ یو۔۔۔ بٹ نہیں تمہیں سمجھ نہیں آتا بس میرا نچہ بن کر رہنا ہے ناں تمہیں تو ٹھیک ہے ایسے ہی سہی۔۔۔

خود پر جبر کرتے لہجے کو حتی الامکان نرم کرتے کہا تھا۔۔۔

ہاں مجھے رہنا ہے آپ کا بچہ بن کر ہمیشہ۔۔۔ بی کوز آئی نیڈ یو۔۔۔ ہمارا نے بی آلئے گا آپ اسے پیار کریں گے مجھے تو چھوڑ دیں گے پھر وہ آپ کا بے بی بن جائے گا اور مجھے آپ دور کر دیں گے خود سے۔۔۔

اٹھ کر بیٹھتے اپنی انکھوں سے انسو صاف کرتے غصے سے کہا تھا۔۔۔

کیا فضول سوچ رہی ہو۔۔۔ تم ہمارے بچے سے جیلس ہو رہی ہو جس کا دور دور تک آنے کا ابھی کوئی امکان نہیں۔۔۔ آہان کا دل کیا تھا کسی دیوار پر جا کر مارے اپنا سر۔۔۔

جو بھی ہے۔۔۔ آہان صرف انعمتہ کے ہیں۔۔۔ انعمتہ پلس آہان اینڈ آہان پلس انعمتہ۔۔۔ اور تیسرا کوئی بھی نہیں۔۔۔ اپنے آنسو صاف کرتے سرخ ہوتی ناک صاف کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کھردرے لہجے میں اسے وارن کرتے اس سے دور ہوتے دوسری سائیڈ کروٹ لیتے ناراضگی سے لیٹتے کہا تھا۔۔۔

لائیک سیریسلی۔۔۔ آہان نے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا۔۔۔

رکو زرا تمہارا دماغ تو آج میں ٹھکانے لگاتا ہوں مطلب اتنا عجیب سوچ کیسے لیتی ہو۔۔۔ اس کی کمر کے نیچے ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچتے کہا تھا اور پھر اسکے چہرے پر جھکا تھا۔۔۔۔

ن۔۔۔ن۔۔۔نو آہان۔۔۔ وہ اس اچانک افتاد پر دہل کر رہ گئی تھی۔۔۔۔ اس کی نظریں اپنے لبوں پر مرکوز دیکھتے اس نے دونوں لب منہ کے اندر دبائے تھے۔۔۔ وہ اس کی چھوٹی سی حد بندی پر ہنسا تھا۔۔۔

ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ وہ کوئی تیسرا نہیں ہماری اولاد ہو گی۔۔۔ ہماری محبت کی نشانی۔۔۔ تمہاری جان اور میری دھڑکنیں۔۔۔ ہمارا خون۔۔۔ ہمارا بچہ۔۔۔ اس لیے

اس سے جیلسی تو بنتی ہی نہیں تمہاری۔۔۔ اور رہی بات تمہاری تو تم سے تو مجھے موت کے علاوہ کوئی جدا نہیں کر سکتا۔۔۔ تم میرا بڑا والا بے بی اور وہ چھوٹا والا۔۔ اور ان دونوں بے بیز کو کیسے پیار دینا وہ میں جانتا ہوں۔۔۔

ہاں تمہارے معاملے میں آہان تھوڑا نہیں زیادہ جنونی ہے۔۔ سولیٹس میک پریکٹس ڈئیر بے بی۔۔۔ اس کے کان میں سرگوشی کرتے اس کی کان کی لو کو دانتوں تلے شدت سے دبایا تھا وہ کراہ کر رہ گئی تھی۔۔ اوپر سے اس کے آخری الفاظ اسکی جان نکال گئے تھے۔۔

سسسسی۔۔۔ درد بھری آواز نکلی تھی۔۔ منہ سے لب باہر آئے تھے اور وہ ایک بھی سیکنڈ ضائع کیے بغیر لبوں پر جھکا تھا۔۔۔ ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسائیں تھیں اور اپنے تشنہ لبوں کو سیراب کرنے لگا تھا۔۔ وہ مزاحمت کرتی تو اس کے ہاتھوں کی انگلیوں پر گرفت بڑھا دیتا۔۔۔ اپنی سانسوں کے ساتھ اس کی سانسوں کو الجھائے۔۔۔

اپنی تشنگی مٹانے لگا تھا۔۔۔ اور وہ اسکے ہر بھیگے لمس پر سمٹ رہی تھی۔۔۔ ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی مزاحمت کم ہوتی اور سانسوں کی روانگی معدوم ہوتی دیکھ کر لبوں کو اپنے لبوں کی گرفت سے آزاد کرتا وہ توڑی پر لب رکھ رہا تھا۔۔۔۔

مجھے اب یہ آنسو نظر نا آئیں انعمتہ اس کی آنکھوں۔ سے آنسو اپنے لبوں سے چنتے کہا تھا۔۔۔

ہیٹ یو آہان آفندی اس کی خود پر جھکی گردن میں سر دیتے کہا تھا۔۔۔ کانپتے ہاتھوں کو اس کی کمر کے پیچھے باندھا تھا۔۔۔۔

بٹ آہان لوز یو انعمتہ آہان آفندی۔۔۔ اس کے چہرے پر بھیگے لمس چھوڑتے اس کی قربت کی مدہوشی میں کہا تھا۔۔۔۔ گردن پر جگہ جگہ لبوں کے لمس داڑھی کی چبھن محسوس ہوتے تیز تیز سانس لیتے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جھکڑا تھا اس نے۔۔۔۔

کاندھے سے شرٹ کھسکھاتے وہاں لب رکھے ہی تھے آہان نے کے موبائل زورو شور سے بجنے لگا تھا۔۔۔۔

آ۔۔۔اہ۔۔۔اہان ک۔۔۔۔ کال۔۔۔۔ آہ رہی ہے اس کی شدتوں سے بے حال ہوتے کہا تھا۔۔۔

ہمممم۔۔۔۔ وہ سن ہی کب رہا تھا۔۔۔ موبائل بج کر بند ہوا تھا اور پھر سے بجنے لگے تھا۔۔۔۔

اہ۔۔۔۔اہا۔۔۔اہان۔۔۔۔ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔۔

آہان نے غصے سے اسے دیکھا تھا جیسے مداخلت بلکل پسند نہیں آئی تھی۔۔۔۔

ہاں اشعر بولو۔۔۔ کال رسیو کرتے پوچھا تھا۔۔۔ اس کے اوپر جھکے ہی۔۔۔

سر ریجن کی فائل پیڈ اپ کی فائل کے ساتھ ہی زاویان سر کو دی تھی میں آفس آیا ہوں وہ مل نہیں رہی مجھے لگتا ہے وہ گھر پر ہے شاید زاویان سر نے اس کا ڈیٹا لیپ ٹاپ میں کر لیا ہے یا پھر ہارڈ فارم میں ہو گی گھر پر۔۔۔ آپ پلیز زاویان سر سے پوچھ دیں ان کے روم میں ہو گی۔۔۔ مجھے وہ چاہیے سر صبح چھ بجے ڈیلیگیشن آہ رہا پے برطانیہ سے۔۔۔۔

اشعر نے کہا تھا۔۔۔۔

ابھی ضروری ہے۔۔۔۔ آہان نے انعمتہ کی گال کے ساتھ اپنی گال مس کرتے پوچھا تھا۔۔۔۔

جی سر ضروری پے۔۔۔۔ اس نے کہا تھا۔۔۔

اوکے میں بھجواتا ہوں۔۔۔ برا سا منہ بنا کر کہتے اس نے کال بند کی تھی۔۔۔۔

آہ رہا ہوں دو منٹ میں جیسے لیٹی ہو ویسے ہی لیٹی رہو۔۔۔۔ ایک انچ بھی مت ہلنا آج بخشنے کے موڈ میں نہیں ہوں میں اپنے بے بی کو۔۔۔۔ اس کے لبوں کو نرمی سے چھوتے اس پر سے اٹھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ اپنی پسینے سے بھیگتی ہتھیلیوں کو دیکھنے لگی تھی اس کے جاتے۔۔۔ اس کی اتنی سی قربت ہی روح فنا کر گئی تھی اس کی اور وہ ابھی اور شدتیں دکھانے کے موڈ میں تھا۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے سے نکل کر باہر آیا تھا اور زاویان کے روم میں گیا تھا۔۔۔ کال کر کے اس لیے نہیں پوچھا کے وہ دسٹرب نا ہو۔۔۔ ساری فائلز اس کے کمرے میں دیکھنے کے بعد بھی اسے نہیں ملیں تھی۔۔۔۔

ہو سکتا ہے لیپ ٹاپ میں ایڈکیں ہوں فولڈرز بنا کر۔۔۔۔کہتے اس کا لیپ ٹاپ کھولا تھا۔۔۔۔

چونکہ آفس کے بہت سارے کام وہ ایک دوسرے کے لیپ ٹاپ پر کر لیتے تھے تو اس کو پاس ورڈ معلوم تھا۔۔۔۔

یہ کس کا کیم کنکٹڈ ہے۔۔۔ فائلز اشعر کے ای میل پر سینڈ کرنے کے بعد اس نے دیکھا تھا۔۔۔۔

اور کیم سے کنکٹ ہوا تھا۔۔۔ اور اگلی نظر سکرین پر پڑتے ہی اس کا دل لمحے میں ساکت ہوا تھا۔۔۔۔

المیرا رسیوں میں جھکڑی کسی کمرے میں لیٹی تھی۔۔۔۔ اور کوئی مرد اس کے پاس بیٹھا اس کے چہرے پر اپنی انگلیاں پھیر رہا تھا۔۔۔

یہ۔۔۔یہ۔۔۔ کون ہے۔۔۔۔ یہ تو داجی والا گھر ہے اس کا مطلب ہے المیرا زاویان کے پاس فارم ہاؤس میں نہیں ہے۔۔۔نو اسے کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ دیکھتے آہان کے ہاتھ پاوں پھولے تھے۔۔۔۔

بھاگتا ہوا روم میں آیا تھا۔۔۔ موبائل اٹھا کر زاویان کو کال کرنے لگا تھا۔۔۔ مگر وہ رسیو ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔ انعمتہ اٹھو شرٹ ٹھیک کرو اپنی سو جاؤ میں اتا ہوں۔۔۔ اس کو ہونہی لیٹا دیکھتے کہا تھا۔۔

آہان مگر آپ جا کہاں رہے ہیں اس کو پریشانی سے جاتا دیکھ پوچھا تھا۔۔۔مگر وہ اس کے سوال کا جواب دیئے بغیر وہاں سے نکلا تھا۔۔۔ اور زاویان کے کمرے سے اس کا لیپ ٹاپ لیے باہر آیا تھا اور گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔

ہیلو خاور بابا۔۔۔ گاڑی سٹارٹ کرتے خاور بابا کا نمبر ملاتے کہا تھا۔۔۔

جی آہان بیٹا اسلام علیکم۔۔۔ خاور بابا نے آہان کی آواز سنتے ہی کہا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ خاور بابا میری بات دھیان سے سنیں المیرا کے کمرے میں کوئی ہے جو اسکے ساتھ غلط مطلب کچھ کرنے والا ہے میں بس دس منٹ تک پہنچ رہا ہوں آپ کسی طرح اس کا دروازہ کھلوائیں اس آدمی کا ذہن ڈائیورٹ کریں۔۔۔

آہان نے کہتے ہی فون بند کیا تھا۔۔۔اماور گاڑی تیشی سے بھگانے لگا تھا۔۔مگر آدھے راستے میں پی پہنچتے گاڑی کا ٹائر پنکچر ہوا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

مجھے کچھ سمجھ نہیں آہ رہی رحمان میں کیا کروں میں میڈم کا ساتھ تو دے آیا ہوں۔۔۔۔ مگر میرا ذہن مجھے ملامت کر رہا ہے۔۔۔ میرا ضمیر مجھے کوس رہا پے۔۔۔۔

آج سے تین سال پہلے بھی ایک لڑکی نے جان دی عزت اور پیار کی خاطر اب بھی ایک لڑکی جان دے دے گی عزت کی خاطر اور اس سب میں پورا پورا ملوث ہوں میں۔۔۔۔مجھے سکون نہیں آہ رہا۔۔۔ ایک پل بھی تمہیں پتہ ہے وہ لڑکا اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہے۔۔۔۔

جب میں بڑی مشکل سے پچھلی دیوار پھلانگ کر اندر گیا تو ڈرائنگ روم میں کوئی نہیں تھا--- میں نے جیسے ہی ٹیبل کے نیچے موبائل رکھا اس کی بیوی کے آنے کی آواز سنی تو ڈرائنگ روم کے ساتھ جو روم تھا اس میں چھپ گیا اور رحمان -----

ان دونوں کی تڑپ ان دونوں کے درمیان جوجو ہوا میں نے سب دیکھا وہ اسکا شوہر اس کے جانے کے بعد بھی کتنی دیر اسکی بے وفائی میں روتا رہا---

سکدر نے پشیمانی سے بھیگے لہجے میں رحمان کو بتایا تھا----

سکندر یہ ٹھیک نہیں کیا تم نے پروفیسر شازیہ سے پاس ہو جاؤ گے تو آگے جاکر کیا منہ دکھاؤ گے--- جو بھی ہے تمہیں بتانا چاہیے سب سچ ان کے گھر والوں کو اس لڑکی کا کوئی قصور نہیں ہے--- یار آج ہم کسی کی بہن کے ساتھ ایسے کریں گے تو کل کو ہماری بہنوں کے سامنے آئے گا وہ سب----

ہمیں اسے ہر حال میں بچانا ہے مگر مجھے یہ سمجھ نہیں آیا کے اس لڑکی نے یہ کیوں کہا کے اس نے ہی ویڈیوز بھیجیں ہیں۔۔۔ رحمان نے تجسس میں پوچھا تھا۔۔۔۔

پتہ نہیں شاید ان کا پہلے سے ہی کوئی جھگڑا چل رہا ہو مگر یہ جھگڑا اس کی زندگی سے بڑھ کر نہیں ہے۔۔۔ مگر اب کیا کر سکتا ہوں میں۔۔۔۔

سکندر نے اس کے قریب بیٹھتے مدد طلب نظروں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ہمیں اسکے شوہر کو بتانا ہو گا سچ۔۔۔ رحمان نے کہا تھا۔۔۔۔

ہاں اسکا شوہر فارم ہاؤس میں ہی ہے۔۔۔۔ البتہ اس نے اپنی بیوی کو نکال دیا تھا وہاں سے۔۔۔۔

سکندر نے اسے بتایا تھا ۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم اس سے ملو جا کر اور اسے بتاؤ۔۔۔۔ ویسے پروفیسر۔ شازیہ نے وہ ویڈیوز کہاں رکھیں ہیں۔۔۔رحمان نے پوچھا تھا۔۔۔۔

ان کے لیپ ٹاپ میں ہیں۔۔۔ ان ویڈیوز کا علاج میں آہ کر کرتا ہوں پہلے اس لڑکی کے شوہر سے مل آؤ۔۔۔۔ رحمان کو کہتے ہی وہ فارم ہاؤس کے لیے نکلا تھا۔۔۔۔

بیسٹ آف لک سکندر۔۔۔۔۔۔ رحمان نے کہا تھا۔۔۔۔۔

وہ تیز بائیک چلاتے گھنٹے کا راستہ پنتالیس منٹ میں عبور کرتے پہنچا تھا۔۔۔۔۔

مجھے زاویان آفندی سے ملنا ہے اس نے گیٹ کیپر سے کہا تھا۔۔۔

کیا تمہیں صاب نے بلایا ہے۔۔۔ گیٹ کیپر نے سکندر کی طرف مشکوک نظروں سے دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔

بس آپ ان سے یہ کہہ دیں کے ان کے موبائل پر جو میڈم کی ویڈیوز سینڈ ہوئیں تھیں وہ ویڈیوز سینڈ کرنے والا آیا ہے۔۔۔ سکندر نے لبوں پر زبان۔ پھیرتے کہا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم رکو ہم آتا ہے گیٹ کیپر کہتا چلا گیا تھا۔۔۔

وہ جو نیند کی گولی لے کر لیٹا تھا کے شاید سکوون آہ جائے شاید نیند آہ جائے وہ سو جائے مگر ایک منٹ کے لیے بھی وہ سو نہیں پایا تھا۔۔۔ایک منٹ کے لیے بھی وہ اس کی یادوں سے محو نہیں ہوئی تھی۔۔۔

تلخ ہنسی ہنستے اپنا چین سکون برباد ہونے پر وہ اٹھ کر اس بکھرے ڈرائنگ روم میں واپس آیا تھا۔۔۔۔۔ ابھی صوفے پر بیٹھا ہی تھا کے گیٹ کیپر نے آہ کر اسے سکندر کے آنے کا بتایا تھا۔۔۔۔

زاویان کا حلق کڑوا ہوا تھا سن کر غصہ آیا تھا اسے۔۔۔۔جب المیرا اعتراف کر چکی ہے تو پھر یہ کون ہے۔۔۔۔

زاویان نے ماؤف دماغ سے سوچاتھا۔۔۔۔

بھیجو اسے۔۔۔ دو لفظی جواب دیا تھا گیٹ کیپر کی بات سن کر۔۔۔۔۔

جی صاب جی۔۔۔۔ وہ چلا گیا تھا اور اس نے دور سے ہی گیٹ کے پاس کھڑے سکندر کو اندر آنے کا اشارہ کیا تھا وہ آہ گیا تھا۔۔۔۔

سر وہ میرا نام سکندر ہے۔۔۔۔ سکندر نے اندر جاتے ہی زاویان کے سامنے کھڑے ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

تو وہ ویڈیوز تم نے بھیجیں تھیں۔۔۔ زاویان نے اشتعال سے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

نو سر وہ میں نے نہیں شازیہ میڈم نے آئی مین ہما دلاور خان جو آپ کی وائف کی فرینڈ ہیں ان کی ماما نے بھیجیں ہیں۔۔۔۔ سکندر نے زاویان کے غصے سے ڈرتے کہا تھا۔۔۔۔

واٹ۔۔۔۔ زاویان کو سن کر ہی شاک لگا تھا۔۔۔۔

سر مجھے یہاں پر ہما کا موبائل رکھنے کے لیے کہا گیا تھا اور وہ بھی المیرا میڈم کے گھر سے میڈم شازیہ نے ہی چرایا تھا ۔۔۔۔ میں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کے آپ کی وائف بے قصور ہیں شازیہ میڈم ان سے بدلہ لینا چاہتی ہیں اور وہ اس کے لیے ہر حد تک جائیں گی ۔۔۔۔

سکندر نے اپنے ڈرے ہوئے لہجے کو مضبوط بناتے کہا تھا۔۔۔

میں کیسے مان لوں تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔۔ زاویان نے اپنے سامنے کھڑے بیس سال کے نوجوان کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

سر اللہ کی قسم میں جھوٹ نہیں بول رہا اس سے پہلے کے آپ کی وائف خود کشی کر لیں انہیں بچا لیں پلیز میں گناہگار ہوں آپ کا میں اللہ کے آگے اپنے گناہ کی وجہ سے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا۔۔۔

سکندر نے ہاتھ جوڑتے بھرائی انکھوں سے کہا تھا۔۔۔۔

مجھے پوری بات بتاؤ سکندر زاویان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے کہا تھا اور روم سے اپنا موبائل لے کر ایا تھا۔۔۔۔

سکندر نے بولنا شروع کیا تھا اور اس نے موبائل اون کیا تھا اس کی ساری باتیں سنتے۔۔۔۔ جہاں اہان کی ان گنت کالز تھیں۔۔۔ اس نے سب چھوڑ کر المیرا کے کمرے کا کیمرا اپنے موبائل سے اٹیچ کیا تھا۔۔۔۔

اس دوران سکندر اس کو پوری بات بتا چکا تھا۔۔۔ کے کیسے اس نے پینڈنٹ میں کیمرہ فٹ کروایا اور کیسے وہ یہ ویڈیوز لیتی رہی ہے۔۔۔۔۔

کیم اٹچ ہوتے ہی جو منظر سکرین پر لہرایا تھا زاویان کے ہاتھ کانپے تھے وہ دیکھ کر۔۔۔۔۔

گلشن بائی اسکی ٹانگیں باندھ رہی تھی اور وہ بے ہوش بستر کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

میرو ۔۔۔ زاویان نے شدت سے پکارا تھا۔۔۔

کیا ہوا سر۔۔۔ سکندر اس کی تڑپ پر گھبرایا تھا اور اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔

ہمیں چلنا ہو گا۔۔۔ وہ خطرے میں ہے زاویان نے کہا تھا۔۔۔۔۔

شٹ اس کی بیٹری ابھی ڈیڈ ہونی تھی۔۔۔ موبائل بند ہوتے ہی وہ غصے سے چنگاڑا تھا۔۔۔

سر میں چلتا ہوں آپ کے ساتھ۔۔۔ سکندر بھی اس کے ساتھ ہی نکلا تھا۔۔۔اور زاویان کے ساتھ ہی گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔

زاویان نے گاڑی میں ہی موبائل چارج پر لگایا تھا۔۔۔

سر آپ فکر نا کریں وہ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو گا۔۔۔ اس کی بگڑی حالت دیکھ کر سکندر نے کہا تھا۔۔۔

مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی سکندر اگر وہ کیم پیںڈنٹ میں فکس تھا تو ویڈیو کیسے بن سکتی ہے۔۔۔

جب تک وہ اسے خود سے اتار کر رکھے گی نہیں۔۔۔۔

زاویان نے پریشانی میں سوال کیا تھا۔۔۔ اس کے دماغ میں یہ سوال کھٹک رہا تھا کے کہیں سکندر بھی تو اسے ٹریپ نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔

سر میرے ذہن میں بھی یہ سوال آیا تھا۔۔۔ مگر میں میڈم سے پوچھ نہیں سکا۔۔۔۔ گھر آہ کر تجسس کے مارے جب میں نے نیٹ پر سرچ کیا تو چاپان کی ایک الینٹائے کمپنی ہے جو سینسر پوائنٹ کیمرے بناتی ہے۔۔۔ یہ ایک ایسا کیمرا ہوتا ہے جو اپنے لینز کا پوائنٹ خود سلیکٹ کرتا ہے اور پھر اس کمرے میں یا جہاں بھی موجود ہوتا ہے وہاں کی ہر چیز کو کلئیر فوکس کرتا ویڈیو ریکارڈ کرتا ہے۔۔۔۔

اور ایک بار لیکچر کے دوران ہم جاپان کے بارے مجش کچھ پڑھ رہے تھے تو شازیہ میڈم نے ہمیں بتایا تھا کے ان کے بھائی جاپان میں ہوتے ہیں۔۔۔۔انہوں نے ہمیں جاپان کے بارے میں کافی معلومات بھی دیں تھیں جو انہیں ان کے بھائی کے زریعے معلوم تھیں۔۔۔۔

باقی سر جب ہم وہاں پہنچے گے وہ پینڈنٹ دیکھیں گے تو ہی سمجھ آئے گا۔۔۔۔ یا یہ پتہ چلے گا کے میرا شک ٹھیک ہے یا نہیں۔۔۔۔

سکندر نے تسلی سے جواب دیتے کہا تھا۔۔۔۔

زاویان اس کی باتوں کو سن کر خود پر کنٹرول کرتا گاڑی کو دو سوچالیس کی سپیڈ پر دوڑا رہا تھا کے اچانک سامنے سے ایک گاڑی نے آہ کر ان کا راستہ روکا تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اب تم آہ گئے ہو تو میں چلتی ہوں۔۔۔۔ دیکھو جو بھی کرنا انتہائی راز داری سے پچھلے گیٹ والے گیٹ کیپر کو نیند کی گولیاں دے دی ہیں میں نے صبح سے پہلے نہیں جاگے گا وہ۔۔۔

گلشن بائی نے سیٹھ وجاہت کے آتے ہی کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے ویسے بھی وہ چیخنے یا ہاتھ پاؤں نہیں مارنے والی بندھی ہوئی ہے۔۔۔ میں اپنا کام کر کے دوبارہ سے اسے بے ہوش کر دوں گا ایسے آسانی ہو گی میرے لیے۔۔۔۔اسے یہاں سے لے جانے میں۔۔۔۔ سیٹھ وجاہت نے بے ہوش پڑی المیرا کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

ہمممم ٹھیک ہے آج عابش کو ہوسپٹل والوں نے ڈسچارج کر دیا ہے۔۔۔۔ تو میں صبح سے اس کے پاس بھی نہیں گئی۔۔۔۔ اس کے فلیٹ میں جا کر اسے دیکھ آؤں۔۔۔۔ پھر واپسی پر کوٹھے پر جاؤں گی۔۔۔۔ کوئی بھی صورتحال گھمبیر ہو تو کھڑکی کی سائیڈ سے کود جانا۔۔۔۔ بھاگ جانا پر ان کے ہاتھ نا لگنا۔۔۔۔۔

گلشن بائی نے صاف لہجے میں تنبیہہ کرتے کہا تھا۔۔۔

کون آئے گا یہاں زاویان تو آنے سے رہا وہ سخت ناراض ہے اس سے۔۔۔۔۔

سیٹھ وجاہت نے بے فکر لہجے میں کہا۔۔۔۔

برا وقت آنے میں دیر نہیں لگتی جیسے اس دن عابش پر آیا تھا۔۔۔ ویسے ہی برا وقت تم پر بھی آہ سکتا ہے۔۔۔۔اس لیے ہر صورتحال کے لیے خود کو تیار کرو۔۔۔۔

گلشن بائی نے ٹھوس لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

اوکے چلتی ہوں۔۔۔۔ اس کی گال پر جھک کر بوسہ دیتے اس کے گلے ملتے وہ عابش کے فلیٹ کی طرف جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ کسی ہانپنے ہوئے کتے کی طرح بھاگ رہا تھا۔۔۔۔۔ اندھا دھند دوڑتا ہی جا رہا تھا۔۔۔۔ اس ٹائم جتنی اس میں طاقت تھی۔۔۔۔ وہ سب جی جان سے لگا رہا تھا۔۔۔۔ اسے بس نکلنا تھا۔۔۔ ہر گلی کے مڑتے موڑ پر وہ پیچھے مڑ کر دیکھتا اور جب اس غنڈے کو خود کے قریب آتے دیکھتا تو اور دل سے بھاگتا۔۔۔۔۔

ہیلو سنو رشید بھاگ گیا وہ مین سڑک کی طرف جا رہا ہے تم گاڑی لے کر پہنچو میں اس کے پیچھے ہی ہوں بھاگنا نہیں چاہیے اسے-----

اس کے پیچھے بھاگنے والے غنڈے نے دوسرے غنڈے کو کال کر کے کہا تھا جو اس کا ساتھی تھا---

مگر وہ بھاگا کیسے---- ٹھیک ہے ہم آتے ہیں---- اس ساتھی غنڈے نے تذبذب سے کہتے کال کاٹی تھی-----

بس یہ دوسری گلی اس کے بعد مین سڑک آتے ہی میں کسی بھی بس پر چڑھ جاؤں گا---- وہ ہانپتے ہوئے خشک گلے خشک ہونٹوں سے کہہ رہا تھا---

اور پھر اور جان سے بھاگنے لگا تھا---- کے زور دار طریقے سے سامنے سے آتی جیپ سے ٹکرایا تھا----

اور وہیں گر گیا تھا-----

آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ چاروں غنڈے اس کے اردگرد گول چکر کاٹتے ہنس رہے تھے----

پیچھے موت سے پیچھا چھڑوا کر آیا تھا کیا پتہ تھا آگے موت تیار کھڑی ہے۔۔۔ اس کا دل ان کو دیکھ کر سکڑا تھا۔۔۔ ظاہر ہے انہوں نے اسے بھاگنے کی کڑی سزا تو دینی ہی تھی۔۔۔

م۔۔۔م۔۔۔مجھے معاف کر دو مجھے جانے دو۔۔۔ اس نے روتے ہوئے گڑگڑا کر ہاتھ جوڑے تھے ان کے سامنے۔۔۔۔

بہت شوق ہے نا تجھے بھاگنے کا۔۔۔ تو چل آج تیرا شوق اچھے سے پورا کرتے ہیں کیوں نا کچھ ایسا کریں کے تو آج کے بعد کبھی بھی دوڑنے کے قابل نا رہے۔۔۔۔

ان میں سے ایک غنڈے نے اس کی ٹانگ پر دونوں پاؤں رکھتے اس کی ٹانگ کو کچلتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کہ اس کی دلخراش چیخ فضا میں بلند ہوئی تھی۔۔۔۔

اٹھاؤ اس مردود کو اور جیپ میں ڈالو گلشن بائی کو بھنک نہیں لگنی چاہیے کے اس نے فرار ہونے کی کوشش کی ہے اگر اسے زرا بھی بھنک لگی تو وہ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی کچل دے گی۔۔۔ اور تم تینوں کو تو میں پوچھتا ہوں وہاں جا کر۔۔۔

ان کے ساتھی بوس نما غنڈے نے غصے میں چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اور وہ رشید کو اٹھائے جیپ میں ڈالنے لگے تھے۔۔۔۔

میرے مالک میری سزا کم کر دے مجھے معاف کر دے رشید ان کے رحم و کرم پر تھا تب ہی رو رو کر رب سے التجا کرنے لگا تھا۔۔۔۔

کیونکہ اگلا خود پر ہونے والا ظلم سوچ کر ہی اس کی ہمت جواب دے رہی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ عابش کے فلیٹ میں گئی تھی مگر وہاں کی ساری لائٹس آف تھیں۔۔۔۔

لائٹس جلاتے اس نے عابش کو آوازیں دینی شروع کی تھیں۔۔۔۔ ہر کمرے کی لائٹ جلا کر وہ اس کو اوازیں دیتی سب کمرے چیک کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔

مگر اس فلیٹ میں نا تو وہ تھا اور نا ہی اس کے دوست۔۔۔۔۔

کہاں جا سکتے ہیں یہ لوگ پانچ گھنٹے ہو گئے ہیں ہوسپٹل سے ڈسچارج ہوئے اور یہ فلیٹ نہیں پہنچے وہ سوچتی وہیں صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔۔ ایک ایک کر کے تینوں نمبر ڈائل کیے تھے مگر صفی عمر عابش تینوں کے نمبر بند جا رہے تھے۔۔۔۔۔

کہاں جا سکتے ہیں یہ لوگ۔۔۔۔ اس کو فکر ہوئی تھی۔۔۔۔۔

کس سے پوچھو اب--- کہیں زاویان یا آہان نے تو نہیں----

ن---ن---- نہیں میرے بچے کو کچھ نہیں ہو سکتا سوچ کر ہی اس کا دل دہلا تھا----

پھر سے نمبرز ٹرائے کیے تھے سٹل اوف جا رہے تھے----

کیا کروں---- وجاہت کو کہوں---- نہیں اس کو ابھی تنگ کرنا منا سب نہیں ہو گا----

وہ اپنی سوچو کے بھنور میں ڈوبی تھی جب اس کے نمبر پر کسی انجان نمبر سے کال آئی تھی----

ہیلو ک---ک۔کون--- اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا----

ما--م--ما---- میں عابش ماما پولیس نے ہمیں پکڑ لیا ہے تینوں کو-- آہان نے پولیس کے ساتھ مل کر ہمیں پکڑوایا ہے ماما پلیز کچھ کریں--- یہ لوگ ہمیں بہت مار رہے ہیں ماما -----انسپکٹر دراب نے ہم پر بہت ظلم----

چل اوئے بس تیری حالت پر رحم کھاتے صاب سے پوچھے بغیر۔ تیری بات کروائی ہے--- دے ادھر فون--- حوالدار نے اس سے فون لے کر کاٹا تھا---

عابش---- عابش-- وہ اسے آوازیں دیتی ہی رہ گئی تھیں----

میرا بچہ تو ابھی ٹھیک سے صحت یاب بھی نہیں ہوا تھا---- اور پھر سے-----

نہیں میں اسے ایک منٹ کے لیے بھی وہاں نہیں رہنے دوں گی----

اس نے جلدی سے وجاہت کا نمبر ڈائل کیا تھا---- اس کا نمبر بند تھا----

شٹ شٹ-----اس نے نمبر بند کیا ہو گا----

کیا کروں---- کیا کروں---- وہ پریشانی میں پوری کی پوری بوکھلا گئی تھی----

اسفند---- اسکو کال کرتی ہوں---- وہ اپنے ریسورسز استعمال کر کے اسے نکال لائے گا--- اگر عابش نے کچھ بھی سچ بتا دیا تو---- بہت مشکل ہو جائے گی میرے لیے نہیں نہیں----

سوچتے ہی اس کا رنگ پیلا پڑا تھا-----پھر اس نے اسفند کو کال کی تھی----

ہیلو اسفند۔۔۔م۔۔۔مجھے ضروری کام ہے تم سے پلیز میرے بیٹے کو بچالو وہ حوالات میں ہے۔۔۔۔

اس نے روتے ہوئے کہا تھا اسفند کے کال ریسیو کرتے ہی۔۔۔۔

تومیں کیا کروں۔۔۔ وہ حوالات میں ہے تو۔۔۔ میں نے کیا تمہاری پریشانیاں حل کرنے کا ٹھیکہ اٹھایا ہوا ہے۔۔۔

اسفند جو اس وقت اس گندے محلول کو گھونٹ گھونٹ حلق میں اتار رہا تھا۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی بیزاریت سے بولا تھا۔۔۔۔

اسفند پلیز کچھ کر دوں وہ انسپکٹر کیا نام بتایا تھا عابی نے ہاں انسپکٹر دراب وہ اسے جان سے مار دے گا۔۔۔ اس نے منت والے لہجے میں انسپکٹر کا نام یاد کرتے کہا تھا۔۔۔۔

کیا کہا انسپکٹر دراب۔۔۔۔ اس کانام سنتے ہی اسفند کا گلاس والا ہاتھ چھلکا تھا۔۔۔۔

اوہ بی بی معاف کر مجھے وہ تو آگے ہی میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے۔۔۔۔ کسی اور سے مدد مانگ۔۔۔ اسفند نے ہری جھنڈی دکھاتے کہا تھا۔۔۔

پلیز اسفند تم جیسا کہو گے میں ویسا کروں گی ایک آخری بار میری مدد کر دو--- میں اسے یہاں رہنے ہی نہیں دوں گی بہت دور بھجوا دوں گی میں اسے یہاں سے میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز میرے بیٹے کو بچا دو---

وہ اس کا انکار سنتے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی تھی اسفند اس کی آخری امید تھی--- یہ بات وہ بھی جانتی تھی کے انسپکٹر دراب کتنا وفادار ہے اپنے پیشے سے ایک دو بار اس نے سنا تھا کے وہ اپنے ہاتھ آئے کیس کو حل کر کے ہی پیچھے ہٹتا ہے--- اور اگر عابش نے کچھ اگل دیا تو اس کے پچھلے سارے راز کھلیں گے اور اگر راز کھلے تو وہ بھی زندہ نہیں بچ پائے گی---- پھانسی کا پھندا گلے میں تنگ ہوتا محسوس ہوا تو دہائی دیتے روتے ہوئے منت سماجت کرنے لگی----

ٹھیک ہے جو کہوں گا کرو گی--- اسفند نے پوچھا تھا---

ہاں جو کہو گے جیسا کہو گے ویسا ہو گا آنسو صاف کرتے تسلی دی تھی---

ٹھیک ہے اب تمہارے بیٹے کی جان ایک فون کال کی دوری پر ہے--- جتنی جلدی المیرا میرے پاس ہوگی--- اتنی جلدی تمہارا بیٹا تمہارے پاس---

اسفند نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ال۔۔۔۔الم۔۔۔۔المیرا صبح ہی تمہارے پاس ہو گی گلشن بائی نے جلدی سے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے تمہارا بیٹا بھی صبح ہی تمہارے پاس ہو گا۔۔۔۔کہتے ہی اسفند نے کھٹاک سے فون رکھا تھا۔۔۔۔

وجاہت مجھے کسی بھی حال میں اس تک جانا ہے۔۔۔۔ گلشن بائی نے کہتے ہی بیگ پکڑا تھا اور باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا پے گلشن بائی میں تمہارے بیٹے کو بچاؤ گا۔۔۔ چچچچ۔۔۔

یہ تو پرانا حساب نکلتا ہے تمہاری طرف مجھے دیئے گئے زخموں کی تم بھی برابر کی حصہ دار ہو۔۔۔ تمہیں اور اس وجاہت کو وہاں ماروں گا کے پانی کا گھونٹ نصیب نہیں ہو گا تم دونوں کو۔۔۔۔

حقارت سے کہتے اس نے اگلا گھونٹ بھرا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

گاڑی اس کے سامنے آہ کر رکی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کے زاویان گاڑی روکتا گاڑی نے ٹرن لیا تھا اور تیز سپیڈ میں پاس سے گزر گئی تھی۔۔۔۔۔ زاویان نے بھی گاڑی نہیں روکی تھی۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ تیز گاڑی چلا رہا تھا جب گاڑی کا ٹائر ایک دم سے پنکچر ہوا تھا۔۔۔

شٹ ڈیم اسے بھی ابھی خراب ہونا تھا۔۔۔ اس نے گاڑی سے اترتے کہا تھا۔۔۔۔۔

کیا کروں چینج کرنے میں پورے پندرہ منٹ لگیں گے اور اس ٹائم ایک ایک سیکنڈ قیمتی ہے۔۔۔۔ اس نے بری طرح گاڑی کے بونٹ پر پنچ مارا تھا۔۔۔۔

رکشہ۔۔۔۔ پاس سے گزرتے رکشے کو ہاتھ دے کر روکا تھا۔۔۔ گاڑی سے اپنا والٹ اور موبائل نکال کر وہ گاڑی کو لاک کرتا رکشے میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

پھر ڈرائیور کو کال کی تھی کے گاڑی ٹھیک کروا کر ملک ہاؤس پہنچے۔۔۔۔۔

ڈرائیور کی کال کٹ ہوتے ہی اس نے ایک بار پھر سے زاویان کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔

ہیلو زاویان۔۔۔۔ کال رسیو ہوتے ہی شدت سے کہا تھا۔۔۔۔

ہیلو بڈی۔۔۔۔ زاویان کی آواز کٹ رہی تھی۔۔۔۔ مگر آہان کی آواز زاویان کوپوری پہنچ رہی تھی۔۔۔۔

ہیلو زاویان المیرا ملک ہاوس میں ہے اور مصیبت میں ہے۔۔۔ میں وہاں جا رہا ہوں تم پہنچو وہاں۔۔۔۔۔ جہاں بھی ہو فوراً پہنچو۔۔۔۔ پتہ نہیں میری آواز تمہیں ٹھیک جا بھی رہی ہے یا نہیں بٹ تمہاری آواز کٹ رہی ہے سن رہے ہو جلدی پہنچو۔۔۔۔

آہان نے کہتے ہی کال کٹ کی تھی۔۔۔۔

آہ رہا ہو بڈی آئی ایم جسٹ کمنگ کچھ نہیں ہو گا میری میرو کو وہ زاویان افندی کی ہے شی از جسٹ مائن بہتی آنکھوں سے موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکتے کہا تھا۔۔۔۔

سکندر نے بڑے غور سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ اس کی لائف میں بہت سارے دوست ایسے تھے جوکسی ناکسی سے محبت کرتے تھے۔۔۔ مگر جیسی محبت وہ آج کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا پہلے اس نے کبھی بھی ویسی محبت نہیں دیکھی تھی۔۔۔۔

گاڑی چلاتا ہوا شخص ادھ مرا ہوا تھا۔۔۔ مانو خون سارا نچڑ گیا ہو۔۔۔ ایک غضب کی ٹھاٹ باٹ رکھنے والا انسان جس کی رعب دار پر سنیلیٹی انکھوں میں چمک جسکا چوڑا جسا اس کے چہرے کے نقوش کچھ بھی تو غیر معمولی نہیں تھا۔۔۔

جس کے لیے سکندر کی سوچ کے مطابق اسے دیکھ کر ہزاروں لڑکیاں مرتیں ہوں گی۔۔۔ وہ ایک لڑکی کے لیے خود کو مار رہا تھا۔۔۔یہ کیسا پیار ہے یہ کیسی محبت ہے یہ کیسا عشق ہے۔۔۔ ہاں یہ پاک محبت ہے۔۔۔ ہاں یہ پاک عشق ہے۔۔۔۔ ہاں یہ پاک صحیفہ ہے۔۔۔۔۔

ایک شہزادہ ایک شہزادی کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔۔ اور اس کی تڑپ جائز بھی تھی۔۔۔۔ اس نے المیرا کو بھی دیکھا تھا اور زاویان کو بھی۔۔۔ اس کے لیے مشکل تھا یہ ڈیسائیڈ کرنا کے دونوں میں سے زیادہ حسین کون ہے۔۔۔ مگر زاویان کی طرف دیکھتے اس نے اس کے عشق کے جنون کو دیکھتے دل میں کہا تھا۔۔۔ وہ خوبصورتی اور عشق کی انتہا میں اپنی بیوی سے کہیں زیادہ حسین ہے ۔۔۔۔۔

اللہ پاک پلیز ان کی بیوی کی عزت کو محفوظ کر دیں پلیز مجھ سے ان کی حالت دیکھی نہیں جا رہی۔۔۔۔۔

اس کی خود کی آنکھوں میں گرم پانی بھرا تھا۔۔۔

والے دل_____نازک نازک ہم

ہیں ہوتے_____تو ہی ایسے بس

ہیں روتے کبھی___ہیں ہنستے کبھی

ہیں پروتے___خواب میں دل کبھی

ہیں پھرتے____محفل محفل کبھی

ہیں رہتے_____تنہا میں ذات کبھی

ہیں سجاتے_____مہر کی چپ کبھی
ہیں تے لا_____پر لبوں گیت کبھی

ہیں بہلاتے_____دل کا سب کبھی
ہیں ہوتے_____تنہا میں خود کبھی

ہیں رہتے_____جاگے بھر شب کبھی
ہیں سوتے_____کے تان لمبی کبھی

والے دل_____نازک نازک ہم
ہیں ہوتے_____تو ہی ایسے بس

ہاں یہ سچ ہے موم جیسے دل موم جیسے دلوں کی تکلیفوں پر ہی تڑپتے ہیں---
♡♡♡♡♡♡♡♡♡

آہان کی کال سنتے ہی وہ اندر کی طرف بھاگے تھے۔۔۔ اور ملازمہ سے کہا تھا کے وہ ڈبلی کیٹ چابی لائے۔۔۔۔ ملازمہ کے ہاتھ سے چابی لیتے انہوں نے دروازہ کھولا تھا مگر کھلا نہیں تھا وہ۔۔۔۔

میں کہتا ہوں دروازہ کھولو تم جو کوئی بھی ہو میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے کھولو دروازہ۔۔۔

خاور بابا دروازہ پیٹ رہے تھے۔۔۔

وہ جو المیرا پر جھکنے لگا تھا ایک دم سے باہر سے آتی آوازوں پر بوکھلا کر اٹھا تھا۔۔۔ اور ایک منٹ کی بھی دیر کیے بغیر دروازے کی چٹخنی اوپر کی تھی تاکہ اگر کوئی دروازہ باہر سے کسی ڈوپلیکیٹ کی سے کھول بھی لے تو۔۔۔ اندر نا آہ سکے۔۔۔

یہ تیسری کوشش تھی خاور بابا کی لاک تو کھل گیا تھا مگر دروازہ اندر سے مقفل تھا۔۔۔

شور سے المیرا کو ہوش آنے لگا تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ پوری آنکھیں کھولتی وہ پھر سے اس کے ناک پر سپرے کر چکا تھا اور وہ پھر سے ہوش سے بیگانہ ہوئی تھی۔۔۔

ہیلو۔۔۔ صاب جی میں نے کوشش کی ہے دروازہ کو اندر سے لاک لگایا گیا ہے وہ جو کوئی بھی ہے دروازہ نہیں کھول رہا۔۔۔

خاور بابا نے آہان کو کال کی تھی اور کہا تھا۔۔۔

بابا میں بس پہنچ رہا ہوں آپ جا کر دیکھیں کوئی کھڑکی وغیرہ تو کھلی ہو گی اس سائیڈ سے اندر جانے کی کوشش کریں۔۔۔۔

آہان نے جلدی جلدی کہا تھا۔۔۔ خود اس کا بھی دماغ سن ہو رہا تھا کسی انہونی کا سوچ کر۔۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔ خاور بابا نے کال کاٹی تھی۔۔۔۔

وہ باہر سے آتی آوازوں پر بوکھلایا تھا۔۔۔ پھر کھڑکی کھولے المیرا کو کاندھے پر ڈالے وہ پچھلا گیٹ عبور کرتے اپنی گاڑی تک آیا تھا۔۔۔

خاور بابا نے پچھلی سائیڈ پر جاتے ہی کھڑکی کھلی دیکھی تھی۔۔۔۔ مگر یہ دیکھ کر ان کا سر جھک گیا تھا کے کمرے میں کوئی نہیں ہے۔۔۔۔۔

انہوں نے پچھلے گیٹ کی طرف تیزی سے بھاگنا شروع کیا تھا۔۔۔ مگر بے سود رہا تھا۔۔۔ وہ المیرا کو گاڑی میں ڈالے گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔۔ اور اندھا دھند گاڑی بھگانے لگا تھا۔۔۔۔۔

خبیث کا بچہ تم بچے گا نہیں خاور بابا نے گاڑی کا نمبر نوٹ کیا تھا۔۔۔ 4589

اپنی رو میں وہ گاڑی بھگاتا جا رہا تھا۔۔۔ جب سامنے سے آنے والی گاڑی سے اس کی گاڑی ہٹ ہوتے بچی تھی۔۔۔ گاڑی کی روشنی میں اس نے سامنے دیکھا تھا سامنے والی گاڑی میں زاویان کو دیکھ کر اس کی سٹی گم ہوئی تھی۔۔۔۔

اس نے گاڑی کو جلدی سے پیچھے لے کر ٹرن کیا تھا اس سے پہلے کے زاویان کی نظر اس پر پڑتی۔۔۔۔

وہ گاڑی کو پھر سے تیز رفتاری سے بھگانے لگا تھا۔۔۔۔

زاو۔۔۔۔و۔۔۔ی۔۔۔یان۔۔۔۔ وہ پھر سے ہوش میں آہ رہی تھی۔۔۔۔

تیز سپیڈ گاڑی کے چلتے دھکوں میں اسکا وجود ہچکولے لے رہا تھا سر میں درد کی شدید ٹھیسیں اٹھیں تھیں۔۔۔۔

وجاہت نے اس کی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔۔ وجاہت کا چہرہ دیکھتے وہ بری طرح بوکھلائی تھی۔۔۔۔اور پوری آنکھیں کھولتے اردگرد کا جائزہ لینے لگی تھی۔۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔کون ہو تم کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے۔۔۔ ڈرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

گھبراؤ مت جہاں بھی لے کر جا رہا ہو شہزادی بنا کر رکھوں گا وجاہت نے کمینگی سے کہا تھا۔۔۔

اتارو مجھے نیچے گاڑی روکو وہ چلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی چپ کر کے بیٹھی رہو۔۔۔ ایک بھی لفظ اگر منہ سے نکالا تو زندہ گھاڑ دوں گا تمہیں ادھر ہی زمین میں۔۔۔۔

جیب سے گن نکال کر اسے دکھاتے ڈراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

مار دو تم جیسے غلیظ انسان کا مقصد پورا کرنے سے پہلے مر جانا پسند کروں گی چلاؤ گولی۔۔۔۔

المیرا نے بغیر ڈرے کہا تھا۔۔ اتنا تو وہ اب تک سمجھ گئی تھی کے وہ اس کو کس مقصد کے لیے لے کر جا رہا ہے۔۔۔۔

سالی چپ کر کے بیٹھ بڑی مشکل سے وہاں سے نکلا ہوں کوئی بھی ڈرامہ کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھیں تجھے مری ہوئی کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔

ننگا کر کے کسی سڑک پر پھینک دوں گا۔۔۔۔

شیشے میں سے اسکی شکل دیکھتے دھاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

لعنت ہے تمہاری شکل پر کس نے میرے پیچھے بھیجا ہے تمہیں ہاں۔۔۔۔ وہ ویڈیوز تم نے ہی نکلوائیں تھیں نا میری۔۔۔ کیا چاہتے ہو مجھ سے۔۔۔۔

المیرا نے روتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

تیرے جیسی خوبصورت جوانی سے کیا چاہ سکتا ہوں میں۔۔۔ یہ تجھے کسی ٹھکانے پر جا کر بتاؤں گا۔۔۔ رہی بات مجھے کس نے بھیجا ہے۔۔۔ تو اسفند چوہدری۔۔۔۔

نام تو یقیناً تو نے سنا ہی ہوگا۔۔۔۔

سیٹھ وجاہت نے کہتے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔

تمہارا چوہدری اسفند میرے شوہر کی مار بھول گیا ہے لگتا ہے۔۔۔ تم اور وہ اسفند زندہ نہیں بچو گے میرے شوہر کو پتہ چل گیا تو۔۔۔۔

وہ چلائی تھی حلق کے بل۔۔۔۔

پتہ تو تب چلے گا جب تو ملے گی ان کو۔۔۔ تیرے شوہر کی آنکھوں کے سامنے سے ہی تجھے لے کر آیا ہوں اور اسے دیکھ پتا بھی نہیں چلا۔۔۔

اس نے پر زور قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔۔

وہ میر زاویان آفندی ہے شیر ہے شیر۔۔۔ وہ میرا پیچھا کرتے سنگاپور آہ سکتا ہے تو یہ تو لاہور ہے اس شہر کے چپے چپے سے وہ واقف ہے اور ہو سکتا ہے دھوکہ تم نے نہیں اس نے تمہیں دیا ہو۔۔۔۔

اور ابھی یہی کسی کونے سے نکل کر وہ سامنے آہ جائے اور پھر تمہارا حشر بگاڑ دے۔۔۔۔

اس نے اپنے بارش کی طرح بہتے آنسوؤں اور رندھی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔۔ زاویان کا نام لیتے ہی اس کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔۔۔۔

المیرا کی بات سنتے ہی اس نے گاڑی کی سپیڈ لینڈ پر کر دی تھی۔۔۔۔ اورگاڑی آسمان سے باتیں کرنے لگی تھی اس کا دل ایک پل کے لیے بری طرح دھڑکا تھا کے کہیں واقع تو زاویان نے اسے دیکھ نہیں لیا اور اسکا پیچھا کرنے لگا ہو۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ تمہارے چہرے پر ڈر اچھا لگ رہا ہے۔۔۔ المیرا نے اس کی ہوائیاں اڑتے دیکھ بہتی آنکھوں سے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

تیری تو سالی۔۔۔۔ وہ اس کو تھپڑ مارنے کے لیے پیچھے مڑا تھا۔۔۔ المیرا نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔ اور اسی لمحے سامنے سے آتے آئل ٹینکر ٹرک سے گاڑی کا تصادم ہوا تھا۔۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی نیچے گرتے ٹینکر کے ٹائرز نے اس کے وجود کو چٹخا تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ بڑی راز داری سے گھر کے اندر گھسا تھا۔۔۔ اس ٹائم گھر کے تقریباً سارے مکین سوئے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اندر گیا تھا۔۔۔۔ پورا گھر سنسان تھا۔۔۔ دو ہی تو لوگ رہتے تھے اس گھر میں۔۔۔۔

ایک بیوی اور ایک شوہر بس۔۔۔۔۔

ڈرائنگ روم سے گزرتے سب کمروں کو ٹارچ لائٹ کی روشنی میں چیک کر چکا تھا وہ مگر لیب ٹاپ اسے کہیں نہیں ملا تھا۔۔۔۔۔

ایک آخری کمرہ اب اس کی امید تھی اسے کسی بھی طرح کر کے وہ لیپ ٹاپ چرانا تھا۔۔۔ کسی کی عزت کا سوال تھا۔۔۔ اگر سکندر ایگزامز میں پاس ہونے کی خاطر کسی کے گھر چوری چھپے داخل ہو کر وہاں موبائل رکھنے جا سکتا ہے۔۔۔

تو وہ اپنے اللہ کے لیے کسی کی عزت کی خاطر چوری چھپے داخل ہو کر لیپ ٹاپ نہیں چرا سکتا۔۔۔ یہ سب باتیں سوچتے ہی وہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے۔۔۔اس نیک عمل کو سر انجام دینے کے لیے وہاں پہنچ چکا تھا۔۔۔

اس نے دروازہ ہلکا سا کھولا تھا وہ کھلتا چلا گیا تھا۔۔۔

سامنے پوفیسر شازیہ اور ان کے ہسنبنڈ سو رہے تھے گہری نیند۔۔۔

اسی کمرے میں پڑی چھوٹی سی میز پر اسے چارجنگ پر لگا لیپ ٹاپ نظر آیا تھا۔۔۔

اس نے قدم اندر لیا ہی تھا کے شازیہ نے کروٹ بدلی تھی۔۔۔ اب اس کا رخ رحمان کی طرف ہو گیا تھا۔۔۔ اس نے دل میں آیت الکرسی کا ورد کرتے قدم آگے بڑھائے تھے۔۔۔ اور کمرے میں موجود ہلکی لیمپ لائٹ کی روشنی میں وہ لیپ ٹاپ تک پہنچا تھا۔۔۔

لیپ ٹاپ کی چارجنگ پن اتار کر اس نے اسے پکڑا تھا اور اسی راز داری سے باہر آیا تھا۔۔۔ پھر پسینہ پونچھتے ہوئے اپنے ماتھے کا جیسے ہی دیوار کے پاس آیا تھا۔۔۔ لیپ ٹاپ کو کمر پر بندھے بیگ میں ڈال کر دیوار کود کر نیچے آیا تھا اور بائیک سٹارٹ کر کے گھر پہنچا تھا اپنے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ رکشے سے اتر کر اندر آیا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا خاور بابا۔۔۔ اس نے ان کی حالت دیکھتے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔۔۔

وہ لے گیا بیٹی کو آہان بیٹا وہ لے گیا میں نے خود دیکھا اسے پچھلے گیٹ سے جاتے ہوئے۔۔۔۔

خاور بابا نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

گیٹ کیپر کہاں تھا پچھلے گیٹ کا اس نے روکا کیوں نہیں آہان نے سنتے ہی مٹھیاں بھینچیں تھیں۔۔۔۔

بیٹا وہ تو خود نشے کے زیر اثر ہے اسے بے ہوش کیا گیا ہے یا کوئی نشہ دیا گیا ہے۔۔۔۔ خاور بابا نے بتایا تھا۔۔۔۔

شٹ ڈیم۔۔۔ آپ پچھلے گیٹ پر پہلے چیک کرتے کیسے ڈھونڈوں اب میں اسے۔۔۔
اس نے بے بسی سے کہا تھا۔۔۔

کیا ہوا کہاں ہے المیرا۔۔۔ زاویان بھی وہاں پہنچا تھا۔۔۔اور تیزی سے اندر بڑھا تھا کمرے کی طرف۔۔۔

وہ نہیں ہے وہاں زاویان وہ لے گیا ہے اسے۔۔۔ آہان نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔

کیا مطلب ہے لے گیا ہے۔۔۔ کہاں لے گیا ہے۔۔۔ کچھ تو بتائیں بڑی میرا دل بند ہو رہا ہے۔۔۔ اس نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

زاویان ریلیکس وہ مل جائے گی دور نہیں گیا ہو گا وہ ہم پیچھا کرتے ہیں۔۔۔ آہان کو اس کی حالت دیکھ کر ترس آیا تھا۔۔۔ پہلی بار وہ اسے ایسے بے بسی سے روتے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور اس کے آنسو دیکھ کر دل کٹ رہا تھا آہان کا۔۔۔

کیسے ڈھونڈیں گے۔۔۔ کیا کروں میں مجھے اسے بھیجنا ہی نہیں چاہیے تھا سب میری غلطی ہے میرے شک نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔۔۔ جو نہیں ہونا تھا وہ ہو گیا بڑی وہ

اسے--- نہیں وہ بیٹ ہے میری--- اسے پلیز بچالیں مجھے میرو لا دیں خاور بابا سکندر آہان میری سانسیں لا دو پلیز مجھے وہ چاہیے---
روتے ہوئے اپنے بال نوچتے ایک ایک سے التجا کرتے بکھرتا ہوا وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا تھا----

آسماں سے عنایتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں،
محبتوں سے راحتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں

ہمیں عاشقی میں سچ ملا ہمیں زندگی میں سب ملا
مگر بے وفائی کی عادتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں

اُدھر تُو دعا میں لگا رہا اِدھر میں دعا میں لگا رہا
پر منتوں سے حاجتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں

تھی آرزو کبھی ساحلوں پہ تیرے ساتھ ساتھ ہم چل سکیں
پر سمندروں سے اجازتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں

جس زندگی کی خواہشوں میں سو رت جگوں میں سجود کیئے
اُس زندگی کی بشارتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں

حسرتوں کے دیوں کو آگ کبھی تو نے دی کبھی میں نے دی
مگر روشنی کی علامتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں

نہ تو تیرے درد رُکے کہیں نہ میرے زخم بھرے کبھی
صبر و شکر کی حالتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں

تیری منزلیں کہیں اور تھیں میری منزلیں کہیں اور تھیں
کسی ایک سمت کی مسافتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں

تو ٹھہر گیا کسی اور کے گھر میں رک گیا کسی اور کے در
من پسند سی چاہتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں

!ہماری پُر خلوص نیتوں سے منزلیں کیوں چھن گئیں
مقدروں سے وضاحتیں نہ تجھے ملیں نہ مجھے ملیں

اس کی حالت وہاں کھڑے تینوں نفوس کے لیے سامان حشر بنی ہوئی تھی۔۔۔۔اسکی حالت دیکھ کر ان تینوں کے دل تڑپے تھے۔۔۔۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔۔۔ آہان بیٹا میں نے نمبر نوٹ کیا تھا اس کی گاڑی کا اگر ناکے پر کھڑی پولیس میں سے کسی کو وہ گاڑی مل جائے۔۔۔ خاور بابا نے کہا تھا۔۔۔

ج---جی---بابا نمبر بتائیں اس کا میں دراب سے کہتا ہوں---- آہان نے کہا تھا----

یہ نمبر ہے اس کا کالے رنگ کی پجارو تھی--- خاور بابا نے سوچتے ہوئے بتایا 4589 تھا----

پیلو دراب---- آہان نے دراب کو کال کی تھی----

یہ نمبر ہے گاڑی کا بلیک کلر کہ گاڑی ہے--- المیرا کو کوئی کڈنیپ کر کے لے 4589 کر گیا ہے ہر ناکے پر اطلاع کروا دو---- اسے ہر حال میں پکڑنا ہے----

ہاں ٹھیک ہے مجھ سے رابطے میں رہنا---

آہان نے کہتے ہی کال کٹ کی تھی ------

زاویان اٹھو---- میری جان حوصلہ کرو اچھے کی امید رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا----

آہان نے اسے اٹھا کر گلے سے لگاتے حوصلہ دیا تھا--- سکندر وہ پینڈنٹ---- اس پینڈنٹ سے ہمیں لوکیشن پتہ چل سکتی ہے وہ ابھی بھی المیرا کے گلے میں ہے میں نے لاسٹ ویڈیو میں اسے اس کے گلے میں دیکھا ہے----

زاویان نے آہان سے الگ ہوتے سکندر کی طرف دیکھتے کہا تھا---

یس سر یہ تو سوچا ہی نہیں اگر وہ ویڈیو ریکارڈ کر سکتا ہے تو وہ لوکیشن بھی دیتا ہو گا۔۔۔
مگر اس کے لیے ہمیں میڈم شازیہ کے گھر جانا ہو گا۔۔۔۔
سکندر نے اس کی بات کی تائید کرتے کہا تھا۔۔۔
کون سا پینڈنٹ کیا ہوا زاویان۔۔۔ آہان نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔۔
خاور بابا یہاں کوئی بھی آیا کوئی بھی کلو ملا تو ہمیں کال کریں گے آپ۔۔۔۔ اور بڑی چلیں میں گاڑی میں بتاتا ہوں آپ کو۔۔۔۔
اس نے خاور بابا کو کہتے آہان کا ہاتھ پکڑا تھا اور گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔۔ پھر گاڑی میں نیٹھ کر اس نے ساری بات آہان کو بتائی تھی۔۔۔۔۔جسے سن کر آہان کو اچھا خاصہ دھچکا لگا تھا۔۔۔۔۔تقریبا دس منٹ بعد وہ شازیہ کے گھر کے سامنے موجود تھے اور بیل بجا رہے تھے۔۔۔۔
تم پھر آہ گئے۔۔۔۔ شازیہ کے شوہر نے دروازہ کھولتے زاویان کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔
دیکھیں مجھے شازیہ میڈم سے ملنا ہے پلیز پیچھے ہٹیں۔۔۔۔ زاویان نے اسے دھکا دیتے پیچھے کرتے کہا تھا۔۔۔اور اس کی ہمراہی میں آہان اور سکندر بھی اندر گئے تھے۔۔۔۔

کون آیا ہے اس ٹائم۔۔۔۔ شازیہ چشمہ لگاتے کمرے سے باہر نکلتے پوچھ رہی تھی۔۔۔
پھر اپنے سامنے کھڑے زاویان آہان اور سکندر کو دیکھ کر ٹھٹھکی تھی۔۔۔
تم۔۔۔۔ اس کے منہ سے یک لفظی حرف نکلا تھا۔۔۔
دیکھیں میڈم آپ کی دشمنی جو بھی ہے پلیز کسی کی عزت سے بڑھ کر نہیں ہے ہمیں اس پیشنٹ کی لوکیشن جاننی ہے المیرا میم اغواہ ہو چکی ہیں پلیز کوپریٹ کریں۔۔۔۔
سکندر نے آگے بڑھتے التجا کی تھی۔۔۔
ک۔۔۔۔ک۔۔۔کون سا پیشنٹ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔۔ شازیہ نے سکندر کی طرف دیکھتے گڑبڑاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔
دیکھیں اپ جس غلط فہمی کا شکار ہیں اسے دور کر دیں آپ کی بیٹی کی جان المیرا کی وجہ سے نہیں گئی ہے مجھے پلیز لوکیشن بتا دیں۔۔۔ زاویان نے اپنے آنسوؤں کو روکتے ہوئے منت کرتے کہا تھا۔۔۔
کیا ہو رہا ہے یہ مجھے بھی کوئی کچھ بتائے گا۔۔۔ شازیہ کے شوہر نے کہا تھا۔۔۔
سر ہما آپی کی دوست ہیں المیر میڈم ۔۔۔۔

سکندر منہ بند کرو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ شازیہ نے سکندر کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی کاٹتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

میڈم پلیز میں آگے ہی بہت پچھتا رہا ہوں اپنے گناہ پر اب مزید نہیں۔۔۔۔ سکندر نے ہٹ دھرمی سے کہا تھا۔۔۔۔

میری بات سنیں سر یہ زاویان سر ہیں ان کی بیوی کی عزت آپ کی بیوی کے ہاتھ میں ہیں ان کی مسز کو کسی نے کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔۔

سکندر نے شازیہ کے شوہر کے سامنے ہاتھ جوڑتے کہا تھا۔۔۔۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آہ رہا۔۔۔ شازیہ کے شوہر نے سر ہلاتے کہا تھا۔۔۔۔

سر ہما آپی کی جو فرینڈ تھیں المیرا۔۔۔۔ میڈم کو لگتا ہے کے المیرا میڈم نے انہیں خود کشی کے لیے اکسایا تھا۔۔۔اور انہوں نے خود کشی کی۔۔۔۔

جبکہ حقیقت سب جانتے ہیں کیا ہے۔۔۔ انہوں نے ان کو پینڈنٹ دیا یہ کہہ کر کے وہ ہمہ چھوڑ کر گئی تھی اپنی آخری نشانی المیرا کے لیے مگر۔۔۔۔

سر انہوں نے اس پینڈنٹ میں کیمرا لگوایا اور ان کی نا زیبا ویڈیوز سیو کی یہی نہیں ان کے شوہر کو بھی بھجوائیں اور اب وہ یہ تمام ویڈیوز وائرل کرنا چاہتیں ہیں----

سکندر نے ساری بات بتائی تھی--- شازیہ کے شوہر کو----

یہ میں کیا سن رہا ہوں شازیہ کہاں ہیں وہ ویڈیوز---- اس نے غصے سے کہا تھا---

ہہ---یہ--- جھوٹ----

میں نے کہا ویڈیوز کہاں ہے---- اس نے اس کی بات کاٹتے سخت لہجے میں کہا تھا----

نہیں دوں گی میں وہ ویڈیوز اور نا ہی لوکیشن--- اس نے لال سرخ آنکھیں نکالے کہا تھا---

میم-پلیزمیں ہاتھ جوڑتا ہوں آپ کے اگے وہ میری بیوی ہی نہیں میری زندگی ہے---

میں کچھ بھی نہیں ہوں اس کے بغیر وہ میرا وجود ہے---

خدا کا واسطہ ہے میں ہاتھ جوڑتا ہوں آپ کے اگے--- پلیز اس کی عزت اس کی زندگی خطرے میں ہے اسے کچھ ہو گیا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤ گا--- پلیز لوکیشن بتا دیں----

زاویان نے گھٹنوں کے بل زمین پر گرتے ہاتھ جوڑ کر ہچکیوں سے روتے ہوئے فریاد کی تھی----

کہا نا نہیں بتاؤں گی-- دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے آسمان ہل جائے زمین کانپ جائے نہیں بتاؤں گی----

شازیہ نے اس کی طرف دیکھے بغیر صاف اور ٹھوس لہجے میں کہا تھا----

چٹاخ--- چٹاخ--- یکے بعد دیگرے دو تھپڑ پڑے تھے شازیہ کے منہ پر اس کے شوہر کی طرف سے----

تم اتنا گر جاؤ گی میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا ارے جسکی جتنی زندگی ہوتی ہے اس نے اتنا ہی جینا ہوتا ہے ہمہ کی جتنی زندگی تھی اس نے اتنی گزار لی--- بیٹیاں تو سب

کی سا نجھی ہوتی ہیں اتنا غلط فعل کرتے تمہیں ایک پل کی غیرت نہیں آئی ۔۔۔۔ کیوں اذیت دے رہی ہو اس بچارے بچے کو۔۔۔

تم دیکھ نہیں رہی اس کی آنکھوں میں درد وہ کس تکلیف میں ہے۔۔۔۔

شازیہ کے شوہر نے زاویان کی طرف دیکھتے اپنی بیوی کی عقل پر ماتم کرتے کہا تھا۔۔۔۔

میم پلیز اس دشمنی کو ابھی فی الوقت روک دیں آپ کو جو چاہیے آپ مجھے بتائیں مگر پلیز لوکیشن بتا دیں اس وقت ہم موت کے دہانے پر کھڑے ہیں ہماری آخری امید آپ ہیں۔۔۔۔ آہان نے ریکویسٹ کی تھی۔۔۔۔

نہیں بتاؤں گی۔۔۔ ایک بار نہیں سو بار بھی کہو گے تو نہیں بتاؤں گی۔۔۔۔

شازیہ نے پھر سے ہٹ دھرمی کی انتہا کرتے کہا تھا۔۔۔

میم پلیز آپ میری جان لے لیں مجھے جو کرنا ہے کر لیں پر پلیز آپ کو اللہ کا واسطہ ہے۔۔۔ آپ کو اپنی بیٹی کی قسم۔ہے میری مشکل آسان کر دیں میں پل پل مر رہا ہوں۔۔۔ میری سانسیں مدہم ہو رہیں ہے میرا دل ساکت ہو رہا ہے۔۔۔ میں آپ کے

پاؤں پکڑتا ہوں--- زاویان نے اسکے پاؤں پکڑتے اس کے پاؤں پر سر رکھتے گڑگڑاتے ہوئے کہا تھا---

شہزادوں جیسی آن بان رکھنے والا میر زاویان آفندی اپنی میرو کے لیے--- اس کے قدموں میں سر رکھے اسکی سانسوں کی اسکی عزت کی بھیک مانگ رہا تھا----

اُسے کہنا مجھے اس ____کے بنا رہنا نہیں آتا
بہت کچھ دل میں آتا ہے مگر کہنا نہیں آتا

بہت ہی سخت جان ہوں میں' بہت غم اُٹھائے ہیں
بس اک دردِ جُدائی ہے _____جو سہنا نہیں آتا

ہمیشہ نم کناروں کو میری آنکھوں میں رکھتا ہے
یہ آنسو 'کیا آنسو ہے _____جیسے بہنا نہیں آتا

ہمارا مسئلہ شاید کبھی حل ہو نہ پائیگا
تُجھے سُننا نہیں آتا ، مجھ کہنا نہیں آتا

اس کو چھوڑو سکندر تم روم سے جاؤ لیپ ٹاپ لے کر آؤ اس کا میں پاس ورڈ بتاتا ہوں--- شازیہ کے شوہر نے کہا تھا---

چپ کر کے بیٹھی رہو ایک انچ بھی ہلی تو زندہ دفن کر دوں گا---- دھاڑتے ہوئے کہا تھا---- شازیہ کے شوہر نے----

سکندر جلدی سے روم میں گیا تھا----

سر وہاں لیپ ٹاپ نہیں ہے--- سکندر نے اچھی طرح سے ڈھونڈتے باہر آہ کر کہا تھا---

کہاں ہے لیپ ٹاپ--- شازیہ کے شوہر نے پوچھا تھا----

اسی لمحے آہان کے موبائل پر دراب کی کال آئی تھی---

دراب کی کال زاویان لگتا ہے اسے المیرا مل گئی ہے--- آہان نے کہا تھا---

سپیکر پر کریں کال بڈی--- زاویان نے اس کے پاس کھڑے ہوتے کہا تھا---اہان نے کال سپیکر پر کی تھی----

آہان بھائی ہائی وے پر اس نمبر والی گاڑی اور آئل ٹینکر کا تصادم ہوا ہے چار لاشیں ملیں ہیں---- ایک لڑکی اور تین آدمیوں کی----

دراب کے منہ سے وہ لفظ سن کر اس کی انکھیں پتھرائیں تھیں دل بند ہوا تھا--- جسم سے جان نکلی تھی--- اور وہ دھڑام سے نیچے گرا تھا---- آنکھ سے آنسو نکل کر گال پر بہتا اپنے بے مول ہونے پر ماتم کناں ہوا تھا----

سکندر کا دل لرز گیا تھا وہ سن کر-----

اور یہاں قصہ محبت تمام ہوا تھا---- اب کسی صحیفے کسی وحی محبت کا سلام نہیں ہونا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡

کہاں جا رہی ہیں بہو بیگم۔۔۔۔ گلشن کی گاڑی کو اندر آنے سے پہلے ہی خاور بابا نے روک دیا تھا۔۔۔۔۔

کیا مطلب کہاں جا رہی ہو گیٹ کھولیں المیرا کے پاس جانا ہے مجھے۔۔۔۔ گلشن بائی نے کڑے تیوروں سے خاور بابا کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

المیرا بی بی اغواہ ہو گئی ہیں۔۔۔ اور پولیس کے آرڈرز ہیں کے گھر کے اندر کسی کو بھی آنے نا دیا جائے۔۔۔۔

میں مجبور ہوں۔۔۔۔ خاور بابا نے صاف لہجے میں کہا تھا۔۔۔ انہیں تو شروع دن سے ہی وہ پسسند نہیں تھی۔۔۔ اور انہیں شک نہیں پورا یقین تھا کے یہ سب کیا دھرا گلشن کا ہے یا پھر اس میں کہیں نا کہیں وہ ملوث ہے۔۔۔ سالوں پرانے ملازم تھے اس گھر کے ان سے کیا ڈھکا چھپا تھا۔۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔کیا کب کس نے کیا آپ کو کیسے پتہ چلا۔۔۔۔

بھرپور ایکٹنگ کے جوہر دکھاتے پریشان لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

حالانکہ دل ہی دل میں وہ مطمئن تھی کے یہ سب جو کیا دھرا ہے وہ سیٹھ وجاہت کا ہی ہے۔۔۔۔

پتہ نہیں مجھے بس اتنا پتہ ہے کے زاویان صاب نے کیمرے لگوائے تھے پہلے سے المیرا بیٹے کے کمرے میں اور ادھر سے انہوں نے سب کچھ کلئیر دیکھا ہے۔۔۔

خیر جو بھی ہے وہ بچے گا نہیں۔۔۔وہ ویڈیو تو پولیس نے دیکھ لی ہے اور ان کا کہنا ہے کے کوئی عورت بھی اس میں ملوث ہے۔۔۔

ویسے بہو بیگم آپ پریشان نا ہوں۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ مل جائے گی المیرا بیٹی۔۔۔خاور بابا نے اپنی سوچ کے مطابق آخری پتہ پھینکا تھا اور نشانہ سیدھا لگا تھا جا کر اس کے چہرے کے رنگ پل میں اڑے تھے۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔کیا۔۔۔ک۔۔۔کون سے کیمرے۔۔۔کب لگوائے اس نے۔۔۔ گلشن بائی نے گھبراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

جب وہ یہاں شفٹ ہوئیں تھیں تب ہی لگوائے تھے۔۔۔ معافی چاہتا ہوں بہو بیگم آپ کو اندر آنے کے لیے کورٹ کا نوٹس لانا ہو گا۔۔۔ خاور بابا نے معصومیت سے کہا تھا۔۔۔

ن---ن--- نہیں۔ک---ک---کوئی بات نہیں--- خ---ی---خیر ہے----

چلو ڈرائیور-----

گلشن بائی نے خاور بابا کی بات سنتے ہی ڈرائیور سے کہا تھا---

اگر اس نے کیمرے لگوائے تھے تو اس میں ہر چیز ریکارڈ ہوئی ہو گی میری اور وجاہت کی باتیں--- کیسے میں نے المیرا کو باندھا وہ سب کچھ----

یہ کیا ہو گیا مجھ سے کتنی بڑی غلطی ہو گئی ساری مصیبتیں کیا ابھی نازل ہونیں تھیں----

پو---پو-- -پولیس کسی بھی طرح کر کے مجھ تک آہ جائے گی---- نہیں مجھے پھانسی کے پھندے پر نہیں لٹکنا-----

نہیں بلکل نہیں---- اس کو سب کچھ سوچ کر اپنی سانسیں گھٹتی محسوس ہو رہیں تھیں---

م۔۔۔۔م۔۔۔مجھے جانا ہو گا۔۔۔۔ یہاں سے فرار یہ یہ ضروری ہے۔۔۔۔ مجھے فرار ہو جانا چاہیے۔۔۔۔ ورنہ مجھے کوئی بھی نہیں بچا سکے گا۔۔۔ اور اگر اماں اور گلشن اور شہاب سامنے آہ گئے تو کیا بنے گا میرا۔۔۔۔

اف۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے اسے لگ رہا تھا۔۔۔۔ جیسے ابھی کوئی اس کے سر پر اہ کر کھڑا ہو گا اور اس کی پچھلی زندگی کی ایک ایک داستان اسے سنائے گا۔۔۔۔

رکو یہاں نہیں مجھے اماں اور گلشن والے مقام پر لے جاؤ۔۔۔۔ کوٹھے پر کسی بھی وقت ریٹ ہو جائے گا پولیس کا۔۔۔۔

اس نے ڈرائیور کو منع کیا تھا۔۔۔۔ جب دیکھا کے وہ وہاں سے مڑ رہا ہے کوٹھے کی طرف۔۔۔۔

ڈرائیور نے گاڑی پیچھے کو لے کر اس کی بتائی ہوئی جگہ کی طرف موڑی تھی۔۔۔۔

ایک بات اور کوٹھے پر واپس جاؤ گے تم کچھ ضروری سامان تمہیں بتاؤں گی وہ لا کر دینا اور نہایت رازداری سے جانا۔۔۔۔

اور اگر میرا کوئی پوچھے تو ہی کہنا کے تم کو نہیں پتا۔۔۔ ٹھیک ہے ناں۔۔ڈرائیور کو ایک ایک بات سمجھاتے تصدیق چاہی تھی اس نے۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔۔ ڈرائیور نے حامی بھری تھی۔۔۔۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے پھر سے وجاہت کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔ فون ابھی بھی پاور آف آہ رہا تھا۔۔۔۔

کہاں مر گیا ہے یہ کتا۔۔۔ میری جان پر بنی ہوئی ہے۔۔۔ اور یہ فون بند کیے مزے اٹھا رہا ہے۔۔ غصے سے اس کو گالیوں سے نوازا تھا۔۔۔۔

پھر گاڑی رکتے اندر کی طرف گئی تھی۔۔۔ جہاں لطیف پہلے سے ہی موجود تھا۔۔۔۔

سلام بائی کیسی ہیں آپ۔۔۔۔ لطیف نے گلشن بائی کو دیکھتے ہی احترام سے کھڑے ہوتے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہوں میں۔۔۔ ایک کمرہ سیٹ کرواؤ میرے شیان شان۔۔۔ اب میں یہی رہوں گی۔۔۔۔

کہتے ہی وہ چھوٹے سے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔۔

سامنے ٹی وی چل رہا تھا۔۔۔۔

جی بائی بس کچھ دیر دیں میں ابھی سیٹ کرواتا ہوں۔۔۔ لطیف نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤ اور چائے لے کر آؤ۔۔۔ سر کو دباتے ریموٹ ہاتھ میں لیتے کہا تھا۔۔۔۔

اس نے سوچ لیا تھا اگر صبح تک سیٹھ وجاہت اس سے رابطہ نہیں کرے گا تو وہ خود اس کے سارے ٹھکانوں پر جائے گی اور معلوم کرے گی۔۔۔۔ کہیں نا کہیں اسے یہ اندازہ تھا کے جیسا وہ بندہ ہے وہ سب کچھ کنٹرول کر لے گا۔۔۔

اور جہاں تک رہی بات پولیس کی تو اس مشکل کا بھی کوئی نا کوئی حل ہو گا سیٹھ وجاہت کا۔۔۔۔

وہ اسے ہر وقت اپنا رائٹ ہینڈ سمجھتی تھی جب کوئی سچویشن اس سے آؤٹ آف کنٹرول ہوجاتی تھی تو اسے سیٹھ وجاہت اچھے سے مینیج کر لیتا تھا۔۔۔۔

اس لیے وہ بس یہی سوچ کر خود کو تسلیاں دے رہی تھی۔۔۔

بائی چائے۔۔۔ لطیف کچھ منٹس بعد چائے لے کر آیا تھا اور اسے آواز دے کر خیالوں کے بھنور سے باہر نکالا تھا۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے رکھ دو۔۔۔کہتے اس نے چینلز چینج کرنے شروع کیے تھا۔۔۔

ناظرین یہ اپنی نوعیت کا بہت بڑا ایکسیڈنٹ ہے۔۔۔ ایک اوئل ٹینکر اور ایک بلیک کلر کی گاڑی کا۔۔۔ اس میں موجود جتنے بھی لوگ ہیں وہ جھلس گئے ہیں ان کی سانسوں کے بچنے کی کیا ان کی باڈیز کے بچنے کی بھی کوئی امید نہیں۔۔۔

یہ گاڑی کا نمبر ہے اور یہ گاڑی بلکل جھلس گئی ہے اگر ان کے کوئی لواحقین 4589 ان کو جانتے ہیں تو پلیز شناخت کریں ایک۔۔۔۔

رپورٹر چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔۔۔۔

یہ تو وج۔۔۔۔وجا۔۔۔۔ وجاہت کی گاڑی کا نمبر تھا۔۔۔ نہیں یہ نہیں ہو 4589 سکتا۔۔۔ وہ تو المیرا کو اغواہ کر کے لے کر گیا تھا۔۔۔ پھر یہ ایکسیڈنٹ نہیں۔۔۔

اس نے بے یقینی سے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

کیا المیرا بھی اس ایکسیڈنٹ میں۔۔۔ نہیں یا خدا نہیں پلیز وجاہت کو کچھ نا ہو نہیں۔۔۔۔

اس نے اپنے بہتے آنسوؤں سے دعا کی تھی۔۔۔۔

لطیف۔۔۔ لطیف۔۔۔ کانپتے لہجے سے لطیف کو آواز دی تھی۔۔۔

جی بائی۔۔۔ لطیف فوراً آیا تھا۔۔۔

جاؤ دیکھو جا کر ک۔۔۔۔ ابھی الفاظ اس کے منہ میں ہی تھے کے رپورٹر کی آواز پر وہ سن ہوئی تھی۔۔۔

ناظرین شناخت ہو چکی ہے۔۔۔ جی ہاں ناظرین ایک بڑی خبر آپ کو دینے جا رہے ہیں ہم۔۔۔ اپنی نوعیت کی تہلکہ خیز خبر۔۔۔۔

تو دل تھام کر سنیں یہ جس گاڑی کا حادثہ ہوا یہ۔۔۔ سیٹھ وجاہت کی۔ گاڑی تھی ایک ایسا کرمنل جو چرس گانجا ہیروئین اور لڑکیوں کی سمگلنگ کا کاروبار کرتا تھا۔۔۔

جی ہاں ناظرین ایک ایسا شخص جو اب بھی ایک غلط فعل کرتے ہوئے موت کے منہ میں چلا گیا۔۔۔

ملک نثار کی پوتی۔۔۔۔ حشمت اللہ آفندی کی بہو اور میر زاویان آفندی جو کے بزنس کی دنیا کے جانے مانے ائ کونیک سٹار ہیں۔۔۔ یہ اسے اس کے گھر سے اغوا کر کے لے جا رہا تھا۔۔۔۔

شاہد سمگلنگ کے لیے یا پھر کسی ذاتی دشمنی کے پیچھے مگر افسوس ناک خبر یہ ہے کے وہ بھی اس دنیا سے چل بسی ہیں۔۔۔

آخر کب تک کب تک۔۔۔ عورت بے گناہ ہونے کے باوجود سزائیں بھگتتی رہی گی۔۔۔۔

ایک کم سن خوبصورت لڑکی جل کر خاک ستر ہوگئی کیا قصور تھا اس کا۔۔۔۔

کیا آپ کے پاس ہے اس کا جواب؟؟؟

کیا ہمارے ملک کے کسی بھی حکمران کے پاس ہے اس کا جواب؟؟؟

اخر کب تک عورت سہے گی۔۔۔ کب تک؟؟؟؟

رپورٹر گلہ پھاڑ کر چیخ چیخ کر دہائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔

گلشن بائی نے ریموٹ اٹھا کر ایل ای ڈی بند کی تھی۔۔۔

کچھ بھی تو نہیں بچا تھا اس کے پاس۔۔۔

نا بیٹے کو بچانے کی امید المیرا۔۔۔

نا وجاہت بچا تھا۔۔۔ اور نا ہی اب وہ اسفند سے بچ سکتی تھی۔۔۔

اس کا دل پھڑپھڑا رہا تھا۔۔۔ اتنے عرصے سے خود غرضی کی قید میں بند دل پھڑپھڑانے لگا تھا۔۔۔۔

ایک پل میں رب نے کایا پلٹ تھی۔۔۔ ایک پل میں بساط بدل گئی تھی۔۔۔ ایک پل میں رسی کھینچی تھی رب نے اور اس کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔۔۔۔

نہیں میں کیسے بچاؤ گی اپنے بیٹے کو اکیلی کیسے۔۔۔۔ وہ اسنفد لالچی ہے میں کہاں سے لا کر دوں اب المیرا کو اسے۔۔۔۔ اس نے نیوز سن لی ہو گی نہیں اگر۔۔۔۔ اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو میں مار دوں گہ سب کو سب کو مار دو گی ۔۔۔

حلق کے بل چیختے بے بسی سے روئی تھی ۔۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں بچا تھا اس کے پاس کوئی ترپ کا پتہ کوئی چال کوئی حل اس کا دماغ اس ٹائم ماوف تھا بس۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

زاویان۔۔۔۔ زاویان۔۔۔۔ آہان پاگلوں کی طرح اس کو گود میں لٹائے اس کے چہرے کے جھنجوڑ رہا تھا۔۔۔۔

کبھی اس کا دل مسلتا اور کبھی ہاتھ۔۔۔۔۔اور کبھی اس کے وجود کو جھنجوڑتا۔۔۔

سر پانی۔۔۔۔ سکندر نے پانی کا گلاس آہان کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔ آہان نے پانی کا چھڑکاؤ کیا تھا اس کے چہرے پر۔۔۔۔۔مگر بے سود رہا تھا وہ ہوش ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

سر ہمیں ہوسپٹل جانا ہو گا۔۔۔۔ سکندر نے اس کی حالت دیکھتے پریشان ہوتے کہا تھا۔۔۔

آہان کے ساتھ ساتھ وہ بھی اسکی حالت دیکھ کر پاگل ہی تو ہو رہا تھا۔۔۔۔

ہاں بیٹا تم لوگ اسے ہوسپٹل لے کر جاؤ--- اور ویڈیوز کی فکر مت کرنا کچھ نہیں ہو گا میرا وعدہ ہے تم سے--- وہ میری بیٹیوں کی طرح ہے----

شازیہ کے شوہر نے آہان کو امید دلاتے کہا تھا----

آہان اور سکندر نے اس کو اٹھاتے ہوئے گاڑی میں ڈالا تھا اور اسے ہوسپٹل کی طرف لے کر چل دیئے تھے----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کہاں سے آہ رہے ہو تم اس وقت---- رحمان کو اندر آتے دیکھ اس کے بھائی نے پوچھا تھا---

م---میں بتاتا ہوں شرجیل بھائی آپ کو ادھر ائیں میرے روم میں--- وہ اپنے بھائی کو ساتھ لیے اپنے روم کی طرف بڑھا تھا---

کیا ہوا رحمان سب ٹھیک ہے ناں--- شرجیل نے پوچھا تھا---

بھائی یہ دیکھیں یہ لیپ ٹاپ ہے---- رحمان نے لیپ ٹاپ شرجیل کے سامنے رکھا تھا--- بیگ سے نکال کر-----

کس کا لیپ ٹاپ ہے یہ چوری کر کے لائے ہو۔۔۔ شرجیل نے حیرت سے پوچھا تھا۔۔۔

ہاں چوری کر کے لایا ہوں مگر کسی اچھے عمل کے لیے۔۔۔ آپ کو بس اس کا پاسورڈ کھولنا ہے آپ تو ہیکر ہیں نا آپ یہ کر سکتے ہیں مجھے بس اس کا پاس ورڈ کھول دیں۔۔۔ اس نے رازداری سے دھیمے لہجے میں اس سے منت کی تھی۔۔۔

کیا بک رہے ہو اوپر سے گزر رہی ہے میرے کبھی سیدھی بات بھی کر لیا کرو۔۔۔ شرجیل نے جھڑکتے ہوئے کہا تھا اس کو۔۔۔۔

بھائی یوں سمجھیں ایک لڑکی عزت کا سوال ہے۔۔۔ اصل میں اس میں ایک لڑکی کی کچھ نازیبا ویڈیوز ہیں۔۔۔ اور ہماری میڈم وہ وائرل کر رہی ہیں اسلیے میں یہ چوری کر کے لایا۔۔۔ تاکہ اس کی عزت محفوظ رہے۔۔۔

رحمان نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے سرگوشیانہ انداز میں باہر دیکھتے کہا تھا۔۔۔

یو مین پور ° ° ° ویڈیوز۔۔۔ اس نے حیرت سے کہا تھا۔۔۔

نہیں بھائی جسٹ سیم لائیک دیٹ جب وہ چینج اور شاور کر رہی ہو تب کی ۔۔۔۔ رحمان نے غصے سے بھنویں اکڑاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

تو تم کیوں پرائی لڑائی میں پڑ رہے ہو دفعہ کرو ویسے اگر تم اس کو استعمال کر لو اور اسے بہت سی ویب سائیٹس پر ڈال دو تو مفت کے پیسے ہیں یار۔۔۔۔

شرجیل کے دل میں لالچ نے اس کہانی کو سنتے ہی ڈیرا جمایا تھا اور اس نے اپنے زہن میں پنپتے خیال کو رحمان تک پہنچایا تھا۔۔۔۔

نہیں بھائی بلکل نہیں ہماری بھی بہنیں ہیں میں لعنت بھیجتا ہوں اس پیسے پر آپ پاس ورڈ کھول رہے ہیں یا میں پھر کسی شاپ والے سے جا کر کھلوا لوں۔۔۔۔

رحمان نے صاف لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اچھا اچھا۔۔۔۔ ریلیکس کھول رہا ہوں۔۔۔ اس نے رحمان کے۔ چہرے کے زاویے بگڑتے دیکھ کر کہا تھا۔۔۔۔

اور لیپ ٹاپ کو کھول کر سامنے رکھا تھا۔۔۔۔ پھر کچھ بٹنز پریس کیے تھے۔۔۔۔ دو بار کوشش کی تھی۔۔۔ مگر نہیں کھلا تھا۔۔۔۔ ایسا وہ جان بوجھ کر کر رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا نہیں کھل رہا کیا--- رحمان نے پریشان لہجے میں پوچھا تھا---

کھل جائے گا ٹائم لگتا ہے-----ایسا کرو پانی پلاؤ مجھے----- اس نے بیزار سا منہ بناتے رحمان سے کہا تھا----

جی بھائی--- کہتے ہی وہ باہر کی طرف بڑھا تھا--- جب شرجیل نے جلدی سے ایک بٹن پریس کیا تھا--- لیپ ٹاپ کھل گیا تھا--- پھر اس نے اپنی جیب سے ڈیوائس نکال کر لیپ ٹاپ سے اٹیچ کر کے ویڈیوز ڈھونڈ کر اپنی یو ایس بی میں ڈالیں تھیں--- بار بار باہر دیکھتے ہوئے اور ایسا اس نے چند سیکنڈز کے اندر اندر کیا تاھ----

پیسے ہی پیسے اب----- ہنستے ہوئے کہتے اس نے یو ایس بی جیب میں ڈالی تھی----

بھائی پانی--- کچھ دیر بعد۔ رحمان نے اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھاتے ہوئے کہا تھا----

یہ لو کھل گیا پاس ورڈ کر دو ڈلیٹ سب---- شرجیل نے لیپ ٹاپ کا رخ رحمان کی طرف کرتے کہا تھا---

شکریہ بھائی--- رحمان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اب کیسی طبیعت ہے زاویان کی۔۔۔۔ آہان نے ڈاکٹر سے پوچھا تھا۔۔۔۔ وہ اس وقت ہوسپٹل میں تھے۔۔۔۔

بہتر ہیں سٹریس کی وجہ سے یا کسی شاک کی وجہ سے وہ بے ہوش ہونے تھے۔۔۔ ابھی کچھ دیر میں ہوش آہ جائے گا ان کو۔۔۔۔

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہا تھا۔۔۔۔

گھڑی یہ الوداع کی ہے بچھڑنا لازمی ٹھہرا
فضائے دوستاں کو اب بدلنا لازمی ٹھہرا
ہمیں ایسے ملنا ہے کہ گویا کل بھی ملنا ہے
لگا کر حاضری چپکے نکلنا لازمی ٹھہرا
کسی رستے پہ مل جائیں کسی منزل پہ مل جائیں
بشرط زندگی اے دوست ملنا لازمی ٹھہرا
یہی لمحہ دلوں پر بارہا پہلے بھی گزرا ہے

مگر وقت جدائی دل مچلنا لازمی ٹھہرا
کہیں جذبات میں خداحافظ نہ کہہ دینا
تقاضا ہے یہ مجلس کا سنبھلنا لازمی ٹھہرا

اس کی چاہت تھی وہ اسے سرخ لباس میں پھولوں سے سجی اپنے ارمانوں کی سیج پر اپنی چاہت کے رنگوں میں رنگا دیکھے-------
مگر آج وہ اسے پہلی اور آخری بار دیکھ رہا تھا---- سفید لباس میں---- دندلائی انکھوں سے---- انکھوں میں چھپے درد کے پانی نے اس کے اور اس کے چہرے کے درمیان دیوار حائل کی تھی-----
اس نے جلدی سے اپنے ہاتھوں سے آن بے رحم آنسوؤں کو کھرچ ڈالا تھا چہرے سے----
اس کے دل پر جیسے کوئی وقتا فوقتاً ہتھوڑے سے ضربیں لگا رہا تھا--- سوئیاں چھبو رہا تھا----

کسی نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر کپڑا رکھا کر باندھا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ چھپ گیا تھا۔۔۔ وہ پوری کی پوری اس سفید کفن میں چھپی ہوئی تھی۔۔۔۔

میں تم سے نفرت کرتی ہوں میر زاویان آفندی۔۔۔ تم مجھے کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔۔۔ میں دعا کرتی ہوں یہ قدم پھر کبھی تم تک نا اٹھیں۔۔۔اسے اس کے کہے جملے جھنجوڑ رہے تھے کبھی ہنستی کبھی روتی کبھی مسکراتی وہ اس کے اردگرد چکر کاٹتی اسے پکار رہی تھی۔۔۔۔

زاویان پلیز مجھے روک لو مجھے تمہارے سامنے رہنا مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہے۔۔۔ وہ اس سفید لباس میں ہاتھ جوڑ رہی تھی رو رہی تھی۔۔۔اس کو سمجھ نہیں آہ رہا تھا۔۔۔

سامنے سامان حشر برپا ہے اور وہ پھر بھی سانس لے رہا ہے۔۔۔ اسے تو اپنے ہاتھوں سے اپنی سانسیں کھینچ لینی چاہیے تھیں۔۔۔۔

نہیں آہان پلیز دیدم کو مت لے کر جائیں میں مرجاوں گی۔۔۔ آہان کو چارپائی اٹھاتا دیکھ انعمتہ نے اس کی ٹانگ کو پکڑتے دہائی دی تھی۔۔۔

سب رو رہے تھے دہائی دے رہے تھے۔۔۔۔اہ و بکا سسکیاں۔۔۔

کاندھا دو زاویان چارپائی کو ابی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اور روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اور اسے لگا تو اس کے کانوں میں کسی نے پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہے۔۔۔۔

جسم نہیں روح بھی کانپی تھی۔۔۔ اندر باہر کہرام مچا تھا۔۔۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کے وہ اپنی محبت اپنی زندگی کو کاندھا دے گا۔۔۔۔ہر آنکھ میں سے آنسو نکل رہے تھے۔۔۔

زاویان۔۔۔۔ زاویان۔۔۔۔۔کوئی اسے چیختے ہوئے پکار رہا تھا۔۔۔۔

اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔۔ وہ پسینے سے نہایا ہوا تھا ۔۔۔۔

زاویان کیسی طبیعت ہے۔۔۔ آہان نے آگے بڑھ کر جیب سے رومال نکال کر اس کا پسینے سے بھیگا چہرہ صاف کیا تھا۔۔۔۔

بڈی وہ۔۔۔۔وہ۔۔۔ چلی گئی ک۔۔۔ک۔۔۔کفن پہنے اپ۔۔۔۔ آپ سب۔۔۔ اسے چھوڑ آئے مجھے بھی دفنا دیں۔۔۔ آئی کانٹ لیو ود آؤٹ ہر۔۔۔۔ائی نیڈ ہر۔۔۔۔

پھر سے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

زاویان پلیز حوصلہ کرو میری جان نہیں ایسے کرو نہیں دیکھی جا رہی تمہاری حالت بڑی کی جان مت کرو خود پر ظلم میرا دل مر رہا ہے تمہیں ایسے دیکھ کر۔۔ اس کے ماتھے کو چومتے اس کو گلے لگاتے کہا تھا۔۔۔۔

وہ اس کے گلے لگے پھر سے بے ہوش ہوا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

سر وہاں سڑک کی پچھلی سائیڈ پر ایک لڑکی گری ہوئی ہے بے ہوش ہے شاید۔۔۔۔

ایک انسپکٹر نے دراب سے جا کر کہا تھا۔۔۔ جو جائے وقوعہ پر کھڑا انویسٹیگیشن کر رہا تھا۔۔۔۔

کیا کون سی لڑکی چلو میرے ساتھ۔۔۔۔

دراب نے اسکی بات سنتے ہی کہا تھا۔۔۔ اور اسکے ساتھ بھاگتا ہوا گیا تھا اس طرف۔۔۔۔

وہ اوندھے منہ لیٹی بے ہوش پڑی تھی۔۔۔ بازو بھی چہرے کے آگے تھی۔۔۔

دراب نے پاؤں کے بل بیٹھتے ہوئے۔۔۔۔ اس کا بازو پیچھے کیا تھا۔۔۔۔

ال۔۔۔ المیرا۔۔۔ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔۔۔ خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات تھے اس کے چہرے پر۔۔۔۔

لیڈی انسپکٹر کو بلوا کر ریسکیو کروائیں اسے۔۔۔ اس نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔۔ پاؤں پر چہرے پر بازوؤں پر ہلکی ہلکی چوٹیں تھیں۔۔۔ سر کا زخم تھوڑا گہرا لگ رہا تھا۔۔۔

اس نے شکر کیا تھا خدا کا۔۔۔ ورنہ زاویان کو سنبھالتے کیسے وہ سب۔۔۔

موبائل نکال کر آہان کو پھر سے کال کی تھی۔۔۔

وہ جو دوبارہ زاویان کو ہوش میں لا کر سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ دراب کی کال پر ٹھٹھکا تھا۔۔۔

پھر کال رسیو کی تھی۔۔۔

ہاں دراب بولو۔۔۔ زاویان کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔ زاویان نے بھیگی پلکوں سے آہان کو دیکھا تھا۔۔۔

آہان بھائی المیرا زندہ ہے اسے کچھ نہیں ہوا وہ شاید ایکسیڈنٹ سے پہلے ہی کود گئی تھی۔۔۔

میں نے ہوسپٹل ریسکیو کروا دیا ہے اس کو چوٹیں زیادہ نہیں آئی ہیں ---- سب ٹھیک ہے میں بھی انویسٹیگیشن کے لیے ہوسپٹل ہی آہ رہا ہوں---

آپ زاویان کو بتا دیں--- دراب نے خوش کن لہجے میں کہا تھا----

یا اللہ تیرا شکر ہے--- ٹھیک ہے تم پہنچو ہم ہوسپٹل ہی ہیں--- زاویان کی طرف دیکھتے مسکراتے ہوئے خوش کہا تھا--- اس نے---

مبارک ہو زاویان تمہاری محبت تمہاری زندگی زندہ ہے---

تمہاری میرو زندہ ہے--- آہان نے اس کے آنسو صاف کرتے کہا تھا---

سچ میں بڈی---- اسے کچھ نہیں ہوا نا شی از سٹل الائیو---- مجھے پتہ تھا--- میں زندہ ہوں تو اسے کیسے کچھ ہو سکتا ہے--- جب تک میر زاویان آفندی کی سانسیں چل۔ رہی ہیں تب تک اس کے جنون کو اس کی دیوانگی کو بھی کچھ نہیں ہو سکتا----

زاویان نے دل پر ہاتھ رکھتے آنکھیں بند کرتے کہا تھا----

میں دعا کرتا ہوں میرے زاویان کی محبت اس کی دیوانگی ہمیشہ سلامت رہے----

آمین----

آہان نے دل سے دعا دی تھی---

اب چلو--- اپنی میرو سے مل لو--- اسی ہوسپٹل میں ریسکیو ہوئی ہے وہ--- اٹھو----

زاویان کو اٹھنے کا کہتا وہ اس کے ساتھ ہی باہر کی طرف بڑھا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اماں میرے لیے دعا کریں میرا بیٹا بہت تکلیف میں ہے---- وہ روتی ہوئی سکینہ بائی کے پاس بیٹھی تھی----کسی بھی طرف سے کوئی امید نظر نا آئی تو نیچے تہہ خانے میں موجود اپنی ماں کے پاس چلی گئی تھی---- کے شاید اس کی ماں کی دعا سے سب ٹھیک ہو جائے

میں میں دعا کروں تیرے لیے روزی--- حیرت ہے آج تجھے میری دعا کی ضرورت پڑ گئی----

جو کچھ تم کر چکی ہو میں دعا کرتی ہوں تمہیں تمہاری بد اعمالیوں کا بدلہ اسی جہان میں ملے--- انہوں نے پختہ لہجے میں کہا تھا-----

پھر اپنے سامنے بیٹھی بے جان سی کمزور مڑیل اپنی بیٹی گلشن کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔ جو پچھلے اٹھارہ سالوں سے کسی ناکردہ سزا کی گناہ کاٹ کاٹ کر تھک گئی تھی۔۔۔ جس کے چہرے پر موجود مار اور ظلم کے نشانات اس پر بیتی داستان کے گواہ تھے۔۔۔

کیا تھی وہ کیا نن گئی تھی۔۔

حسن کی مالک بادشاہے حسن۔۔۔۔ قاتل ادئیں۔۔۔ اور اس وقت وہ ایک مڑیل عمر رسیدہ بوڑھی لگ رہی تھی۔۔۔۔

بولنے والی چنچل لڑکی کی زبان پر خاموشی کے قفل لگ چکے تھے۔۔۔۔

اماں یہ سب باتیں تو اس کی وجہ سے سنا رہی ہے ناں تو جانتی ہے میں نے بس اس سے اپنا حق لیا ہے وہ چھینا جو صرف اور صرف میرا تھا۔۔۔۔

اس نے غصے سے گلشن کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

تو نے اس کے نصیب کو زبردستی چھینا ہے اس سے۔۔۔ اس کی دنیا اجاڑ کر کتنی دیر عیاشی کر سکتی تھی تم۔۔۔۔

مجھے افسوس ہوا یہ سنن کر تمہارے نصیب کے زبردستی کے چمکتے ستارے کی معیاد صرف اور صرف اٹھارہ سال تھی---

تلخ اور طنزیہ لہجے میں کہا تھا سکینہ بائی نے گلشن عرف روزی کی طرف دیکھتے----

میں کچھ نہیں جانتی اماں اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو اسے اور اس کی چھوٹی بیٹی کو میں اپنے ہاتھوں سے ماروں گی ایک تو مر گئی دوسری نہیں بچے گی----

م---م---میرا--- کیا ہوا میری میرا کو--- کیوں مارا اس کو--- گلشن کو جھٹکا لگا تھا اس کی بات سن کر سارے عرصے میں وہ اپنی بیٹی کا سن کر بولی تھی--- آنکھوں میں آنسو لہرائے تھے----

مر گئی ہے وہ اور میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو دوسری کو بھی مار دوں گی--- اور اگر اماں تو نے دعا نہیں کی تو مجھے بھی تیری ضرورت نہیں--- طوفان بنی اٹھی تھی وہ اور باہر نکلنے لگی تھی----

یہ کام میرے سونے رب کا ہے کہ کس نے کتنا جینا ہے کس نے کتنا نہیں---- اب تک ہم زندہ ہیں تو اس میں بھی رب کی مصلحت ہے تم جیسی بے حسی رکھنے والی

عورت سے کسی بھی اچھائی کی توقع نا پہلے لگائی تھی نا اب لگائیں گے ہم۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے ان نو مہینوں پر جب میں نے اپنی ہر سانس کے ساتھ اپنے خون کی ایک ایک بوند کے ساتھ تمہارے وجود کو سینچا۔۔۔۔

روز محشر میں خدا سے کہوں گی میں سکینہ بائی اپنی جنت سے محروم کرتی ہوں اپنی بیٹی روزینہ کو۔۔۔

روز محشر تمہارے گریبان پر ہم سب کے ہاتھ ہوں گے۔۔۔۔

نخوت زدہ لہجے میں بغیر کسی افسوس کی امیزش میں کہتے اپنے لفظوں سے اچھا خاصا تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا سکینہ بائی نے۔۔۔۔

اماں۔۔۔ اس کے قدم رکے تھے۔۔۔ ماں کو پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔ اور روتی ہوئی وہاں سے نکلی تھی۔۔۔۔

ادھر آہ میرے پاس۔۔۔ روزی کے جاتے ہی گلشن کو اپنے پاس بلوایا تھا۔۔۔۔ وہ ہمت جمع کرتی ان کے پاس جا کر بیٹھی تھی۔۔۔۔

اتنی جلدی ایمان ڈگمگا گیا تیرا جو ایمان اٹھارہ سالوں سے رب پر ہے اسے اتنی جلدی کمزور مت کر---

وہ خدا کسی بھی انسان پر وہ بوجھ نہیں ڈالتا جس کو اٹھانے کی اس میں ہمت نا ہو---

آزمائشیں بے شک طویل ہو گئیں ہیں مگر تجھے صبر کرنا ہو گا ہر حال میں---

اللہ کرم کرے گا---

غم کے بادل چھٹ جائیں گے--- اور دیکھنا المیرا اور انعمتہ دونوں کو تم اپنے سینے سے لگاؤ گی ایک دن---

سکینہ بائی نے اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے باری باری چومتے کہا تھا----

اور پھر اسے گلے سے لگایا تھا---

وہ ان کے گلے لگی بے آواز آنسوؤں سے ہمیشہ کی طرح رونے لگی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

پیشنٹ کو ہوش آہ گیا ہے--- نرس نے باہر آہ کر بتایا تھا جہاں زاویان آہان سکندر اور دراب کھڑے تھے -----

اوکے---- زاویان میں پہلے انویسٹیگیشن کر لوں پھر تم چلے جانا---- زاویان کے بڑھتے قدموں کو روکتے کہا تھا---دراب نے --- پھر اس پرائیویٹ روم کی طرف بڑھا تھا جہاں وہ تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی----

کسی طبیعت ہے اب---- دراب نے المیرا کے پاس رکتے کہا تھا---- جو بیڈ پر گالوں پر آنسو بہائے بیٹھی تھی----

ٹھیک ہوں--- اس نے آنسو صاف کرتے کہا تھا---- دراب کو جو پولیس یونیفارم میں اسکے سامنے تھا----

کیا آپ کو یاد ہے مس المیرا زاویان آفندی آپ کو کس نے اغواہ کیا تھا---

دراب نے اسکے چہرے کی طرف دیکھتے کہا تھا----

پتہ نہیں وہ کوئی چالیس سال کا آدمی تھا مجھے نام یاد نہیں مگر وہ کہہ رہا تھا کے وہ یہ سب چوہدری اسفند کے کہنے پر کر رہا ہے-----

المیرا نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو دیکھتے بھرائی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔

آپ بچ کیسے گئیں آئی مین اتنا سوئیر حادثہ تھا تو آپ بچ گئیں یہ سمجھ نہیں آہ رہا۔۔۔۔

دراب نے کاندھے اچکاتے کہا تھا۔۔۔۔

وہ بد تمیزی کر رہا تھا میرے ساتھ گندی عجیب زبان بول رہا تھا۔۔۔ کہتا مجھے استعمال کرنا چاہتا ہے۔۔۔ پھر مجھے مارنے کے لیے پلٹا تھا۔۔۔ مجھے خود کو بچانا تھا اس کے پلٹنے سے پہلے ہی میں نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور کود گئی۔۔۔ مگر اسی وقت

میرے کانوں میں ایک زور دار دھماکے کی اواز گونجی تھی اور میں بے ہوش ہو گئی تھی پھر مجھے کچھ یاد نہیں۔۔۔۔

اس نے ساری بات ہچکیوں سے روتے ہوئے بتائی تھی۔۔۔

آپ کو پتہ ہے اللہ کا خاص کرم ہے آپ پر اتنے زبردست اور خطرناک حادثے سے پہلے ہی اس نے آپ کی جان محفوظ رکھی۔۔۔

شاید اسے آپ کے شوہر کی محبت کو امر کرنا تھا۔۔۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسا شخص نہیں دیکھا جس کا دل اپنی محبت کے دور جانے کے خوف سے ہی حرکت کرنا چھوڑ گیا ہو

اتنی ٹوٹی بکھری حالت میں وہ باہر بیٹھا آپ کی ایک جھلک کے لیے پل پل ترس رہا تھا---

شروع دن سے وہ ایک بات سمجھا رہا تھا آپ کو کے آپ اپنی ماں سے دور رہیں--- آپ کی بہن وہ بھی چیخ چیخ کر دہائیاں دیتی رہی------مگر آپ کی آنکھوں پر بندھی اپنی ماں کے پیار کی پٹی آپ کو اس غلط فہمی کے گمان سے نکلنے ہی کب دے رہی تھی----

مگر اب نہیں اب اگر آپ کی وجہ سے میر زاویان افندی کو ایک زرہ برابر بھی دکھ ملا تو میں خود اپنے ہاتھوں سے آپ کی جان لوں گا---

دراب نے دبے دبے غصے میں انگلی اٹھاتے غراتے ہوئے کہا تھا---

یہ آپ کیا----

شٹ آپ--- میری بات مکمل نہیں ہوئی مس المیرا--- یہ دیکھیں--- اس نے موبائل پر ویڈیو پلے کر کے المیرا کے سامنے رکھی تھی--- جہاں گلشن اس کے ہاتھ پاؤں باندھ رہی تھی--- پھر اسے بے ہوش کر رہی تھی--

پھر وجاہت کے ساتھ باتیں۔۔۔ اسے کہہ رہی تھی کے وہ اس کی عزت کی دھجیاں اڑا کر۔۔۔

ن۔۔۔ن۔۔۔ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ المیرا نے بے یقینی سے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

خوش گمانیوں کے سارے بادل چھٹے تھے۔۔۔ وہ سب سن کر اس کے اعصاب شل ہوئے تھے۔۔۔

وہ ماں جس پر اندھا دھند اعتبار کیا وہ اپنی بیٹی کی عزت خود داغدار کروا رہی تھی۔۔۔

اس کو سمجھ نہیں آہ رہی تھی۔۔۔ جس سچ کا وہ آج سامنا کر رہی تھی وہ اس کی حیات تھی یا جن بدگمانیوں میں اتنے رشتوں کو وہ ٹھکڑا کر پاش پاش کر چکی تھی وہ حیات تھی۔۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں۔۔۔ بلائنڈ ٹرسٹ کا شیشہ جب ٹوٹتا ہے۔۔۔اور چکنا چور ہوتا ہے تو تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ مگر سچ یہی ہے۔۔۔

اس کو قبول کرنا ہو گا آپ کو میں اپنے دوست کو مزید تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔۔۔
اس کے پیچھے بہت سارے کڑوے سچ ہیں۔۔۔ جو آپ کے سامنے جلد لے کر آؤں گا
بھابھی۔۔۔۔
فی الحال یہ بتا دوں سیٹھ وجاہت ایکسپوٹر تھا۔۔۔ ہیروئین گانجا چرس۔۔۔ لڑکیوں کی
سمگلنگ کا۔۔ اور اپ کی نام نہاد ماں کا یار۔۔۔۔
گلشن بائی کے گھونسلے تک تو میں پہنچ جاؤں گا۔۔۔۔ مگر اب میں ہاتھ جوڑ کر آپ سے
درخواست کرتا ہوں کے خدا کا واسطہ ہے اپنی کسی اور بے وقوفی کے سر نا چڑھائیے گا
کسی کی بھی جان کو۔۔۔
کیونکہ اس وقت وہ عورت بوکھلائی پھر رہی ہے زاویان آہان بھائی انعمتہ بھابھی کی جان
کے پیچھے۔۔۔۔ اور اب تو آپ بھی زندہ ہیں اسلیے سب سے پہلے وہ آپ تک پہنچے
گی۔۔۔۔
جیسے جیسے زاویان کہے گا خدا کا واسطہ ہے ویسے ہی کریئے گا۔۔۔۔

اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے اس نے تنبیہہ سخت اور کھردے لہجے میں کہتے اسے اپنے تئیں وارن کرتے کہا تھا۔۔۔

دراب بھائی کیا ایک ماں۔۔۔۔

ایک ماں کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتی فرصت میں سوچیے گا ضرور چلتا یوں زاویان بے تاب ہے آپ سے ملنے کے لیے۔۔۔۔ اسکے سر پیار دیتے کہتے وہ چلے گیا تھا۔۔۔

اس سے کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔۔۔ ایک سیکنڈ میں اتنے زخم اتنے دکھ اس کی جھولی میں آہ گرے تھے۔۔۔۔ شوہر کو دی گئی بے اعتنائی بے وفائی بہن کی بات نا سننے کا گناہ۔۔۔۔

اس کے درد اسکی تکلیف کو نا پہچاننے کا گناہ۔۔۔۔ آہان کو سخت کھردری باتیں سنانا اس کو برا بھلا کہنا۔۔۔ سب سے بڑھ کر ابی کے ساتھ بدتمیزیاں اپنے دا جی کے فیصلوں کو ٹھکرانے کا گناہ۔۔۔۔

زندگی کے اٹھارہ سال وہ ان سب کی محبت کو ایسی نفرت میں جلا کر خاکستر کر گئی تھی۔۔۔ جو صرف اور صرف دھوکہ تھا۔۔۔

کیا کچھ نہیں کہا اس نے دا جی ان کی محبت کو ان کے پر خلوص رشتے کو۔۔۔۔
اتنے گناہوں کا زہر اس کے خون میں قطرہ قطرہ گھلنے لگا تھا۔۔۔۔۔ سر گود میں گرائے گھڑی بنی اپنی ہر بد اعمالی بد تہذیبی پر آنسو بہا رہی تھی وہ۔۔ کاش وہ وقت لٹا کر لا سکتی۔۔۔۔

کاش وہ سب کی باتوں پر یقین کر لیتی۔۔۔۔ اتنے رشتوں کے خلوص کو ٹھکرا کر جس رشتے پر اعتبار تھا اس نے اس رشتے نے ہی اسے ایسا پٹخا تھا کے وہ اپنے آپ سے بھی ملنے کے قابل نہیں رہی تھی۔۔۔۔

دراب کے باہر آتے ہی وہ اندر آیا تھا۔۔۔۔ وہ گھڑی بنی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔ جسم رونے کی وجہ سے ہلکورے کھا رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کے بیڈ کے بلکل سامنے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ ایک ہاتھ جیب میں ڈالے بڑے انہماک سے اس کے سانس لیتے ہلتے جسم کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ یہ نعمت ہی تو تھی۔۔۔ رب کا شکرانا ہی تو تھا کے وہ اسے سانس لیتے اپنے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

ورنہ وہ تو خواب میں اسکو لے کر کیا کچھ دیکھ گیا تھا۔۔۔ وہ سوچتے ہی اسکی روح کھینچنے لگتی تھی۔۔

میری دعا ہے کہ
خواب سارے خیال سارے
حقیقتوں کا لبادہ اوڑھے
تمھاری ہستی سنوار جائیں
یہ چاند سورج یہ سارے تارے
چراغ جتنے بھی جل رہے ہیں
تمھارے چہرے کا رنگ دیکھیں
تو ہار جائیں

یہ بہتی ندیا یہ چڑھتے دریا

یہ گہرا ساگر یہ جھیل جھرنے
یہ آبشاریں یہ اپنا جیون
تمھاری آنکھوں پہ وار جائیں

یہ رنگ و خوشبو گلاب سارے
محبتوں کے نصاب سارے
یہ سب تمھاری بلائیں لے لیں
نظر تمھاری اتار جائیں
تمھارا جیون سنوار جائیں

وہ آنسو بہا رہی تھی تو آنسو اس کے بھی ٹوٹ کر گرے تھے۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

وہ اس کی موجودگی محسوس کر گئی تھی۔۔۔ کمرے میں اسکی اہٹ سے ہی اس کو پہچان گئی تھی۔۔۔ اس کی سانسوں کی خوشبو دور سے ہی اس کے وجود میں سما رہی تھی مگر سر اٹھانے کی ہمت ہی کب تھی۔۔۔

مگر آج نہیں تو کل سامنا کرنا ہی تھا۔۔۔۔

سر اٹھایا تھا وہ بہتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے دیکھے تھے۔۔۔۔

اس کو دیکھتے ہی المیرا نے اسکے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔ اور بچوں کی طرح رونے لگی۔۔۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے
کتنے ٹکڑوں میں ٹوٹی ہوں میں
کوئی پہچانے ناں۔۔۔۔

تنہا راتوں میں روتی ہوں

کوئی جانے ناں----

میرا ہاتھ تھام کے جو نام تو نے دیا---

گمنام سی تھی میں

نام تو نے دیا---

نادانیوں میں جو ہم سے ہوا معاف کریں مولا

تنہائیوں میں میں روتی رہی مولا-----

یہ کیسا جرم ہوا کے تیری مجرم ہوئی----

میرا درد کوئی کیوں بانٹے-----

میرے انچل میں لپٹے ہوئے کانٹے----

جانے انجانے میں بھول ہوئی----

جانے بدعا کسی کی قبول ہوئی-----

جانے کیوں تجھ کو پاہ کے کھو دیا---

مجھے پچھتاوا ہے ایسا کے رو دیا---

میرا حال جانتا ہے خدا----

کیا بتاؤ تجھے----

میری داستان ادھوری رہی

کیا سناؤ تجھے-------

نادانیوں میں جو ہم سے ہوا معاف کری مولا-----

اس کی جڑے ہاتھ دیکھ کر زاویان کا دل پل

میتل تڑپا تھا----وہ ہاتھ جوڑے خود کو ہلکان کرتی تڑپتی اس پر قیامت ہی تو برپا کر رہی تھی----

وہ پل بھر میں اس تک پہنچا تھا-----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

میں خود دیکھ کر آہ رہا ہوں بائی وہ زندہ ہے----

البتہ وجاہت کی لاش جھلس چکی ہے--- مگر المیرا بائی زندہ ہے--- اور وہ آہان زاویان اور انسپکٹر دراب وہ بھی تو وہیں پر تھے----

لطیف نے اس کے سامنے کھڑے ہوتے بتایا تھا اسے نظریں جھکائے----

کیا--- کیا تم سچ کہہ رہے ہو--- کیا واقع وہ زندہ ہے--- وہ زندہ ہے تو مطلب میرے بیٹے کی سانسیں زندہ ہیں---- کسی بھی طریقے سے کیسے بھی کر کے مجھے اس کو اپنے پاس یہاں بلانا ہے--- وہ لطیف کی بات سن کر خوش ہی تو ہو گئی تھی----

یوں سمجھو جیسے اس کی جان میں جان آہ گئی تھی--- جیسے اس کی مایوسی کو کوئی نئی امید مل گئی تھی----

بس--- اب مجھے میرے عابی سے کوئی بھی دور نہیں کر سکتا---مجھے کوئی پلان بنانا ہو گا---- کسی بھی طریقے سے مجھے المیرا کو اسفند تک ہر حال میں پہنچانا ہو گا--- اور اس بار میں ایڑی چوٹی کا زور لگاؤں گی--- اپنی جان کی بھی پرواہ کیے بغیر----

اس نے لطیف کی طرف دیکھتے پر زور اور ٹھوس لہجے میں کہا تھا----

میں نے کہا تھا نا بائی کے انشاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ کوئی امید کا سرا ضرور ملے گا۔۔ اور دیکھیں امید کا سرا مل گیا۔۔۔

اب آپ اپنے سارے دشمنوں کو ایک ہی وار میں مار گرانا۔۔ کیونکہ جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے تب سے میں آپ کو کڑی سے کڑی بازی میں بھی جیتتا دیکھ رہا ہوں۔۔۔ وہ شاید اس لیے بھی کے آپ نے ہارنا سیکھا ہی نہیں۔۔۔

لطیف نے چکنی چپڑی باتیں کرتے گلشن کے مورال کو اور ہائی کیا تھا۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔ ٹھیک کہتے ہو تم لطیف۔ آج تک میرے دل نے جو چاہا جیسا چاہا۔۔ جس کی خواہش کی وہ یا تو چل کر خود میرے قدموں میں آہ گرا۔۔۔ یا پھر میں نے اسے پاہ لیا۔۔۔

یا پھر چھین کر اپنے ماتھے پر سجایا اپنی تقدیر بنایا۔۔۔

کیونکہ میں نے کبھی حالات سے سمجھوتا کرنا سیکھا ہی نہیں۔۔۔

گلشن بائی نے ایک ٹرانس کی کیفیت میں لبوں پر مسکراہٹ سجاتے کہا تھا۔۔۔

اس لیے تومیں کہتا ہوں بائی کے آپ جیسی بہادر خاتون سالوں بعد بھی نہیں پیدا ہوتی آپ جیسی ذہانت "حسن "دیدہ دلیری "بہادری "کسی کسی میں ہوتی ہے-----

لطیف نے اسکے پاؤں کے پاس بیٹھتے کہا تھا-----

لطیف زندگی میں بڑے بڑے مراحل طے کیے ہیں--- پھر یہ تو کچھ بھی نہیں--- اپنے بیٹے کی زندگی کے لیے مجھے اس دنیا کو آگ بھی لگانی پڑی تو لگاؤں گی--اور انسپکٹر دراب کے بچے کو تو میں کسی صورت چھوڑوں گی نہیں----

اس نے ایک ماں سے ٹکر لی ہے--- اور اگر وہ مجھ سے الجھ ہی گیا ہے تو ہار تو یقینی ہے اس کی----

لطیف کے ہاتھ سے سلگتا سگریٹ پکڑ کر اس نے لبوں پر لگاتے ایک ادا سے کہا تھا--- اور پھر موبائل پکڑ کر اپنی کونٹیکٹ لسٹ اوپن کرنے لگی تھی---ایک بار پھر اسکے دماغ نے باتوں ہی باتوں میں کوئی نیا جال بنا تھا---- اور وہ اس پر بس جلد از جلد عمل کرنا چاہتی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡

کیا تم جانتے ہو وہ لیپ ٹاپ کہاں گیا سکندر۔۔۔ دراب نے المیرا کے پاس سے آتے ہی باہر کھڑے سکندر کے پاس کھڑے ہوتے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں سر مگر میں اتنا جانتا ہوں کے پروفیسر شازیہ بہت بڑی فراڈ ہیں۔۔۔ انہوں نے کچھ نا کچھ گیم تو چلائی ہو گی۔۔۔ جس لیپ ٹاپ کی جان سے بڑھ کر حفاظت کرتیں ہیں۔۔۔

وہ ایسے کیسے غائب ہو سکتا ہے۔۔۔۔ سکندر نے پر تجسس لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

ہمممم کیا تم نے یہ بات کسی دوست وغیرہ سے شئیر کی تھی۔۔۔ دراب نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔۔

جی سر میں نے یہ بات اپنے بیسٹی رحمان سے شئیر کی تھی۔۔۔ کیونکہ جب سے میں موبائل فارم ہاؤس رکھ کر آیا تھا۔۔۔ میرے سینے پر بوجھ تھا۔۔۔۔۔

میں نے رحمان کو ساری بات بتائی تھی سر اور اس نے ہی مجھے مشورہ دیا تھا کے میں جا کر زاویان سر کو سب کچھ سچ سچ بتا دوں۔۔۔۔

سکندر نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے کہا تھا۔۔۔۔

کیا تم سے رحمان نے یہ سوال کیا کے وہ۔ ویڈیوز پروفیسر شازیہ نے کہا سیو رکھیں ہیں یا ایسا کوئی بھی سوال جو لیپ ٹاپ یا ویڈیوز کے متعلق ہو۔۔۔دراب نے اگلا سوال پوچھا تھا شاید وہ آہستہ آہستہ بات کی تہہ تک پہنچ رہا تھا۔۔۔۔

جی سر جب میں نے رحمان سے کہا کے میرے ساتھ چلو تو اس نے میرے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔۔۔۔ اس نے کہا کے اسے کچھ ضروری کام ہے اسلیے وہ ساتھ نہیں جا سکتا۔۔۔۔

پھر اس نے اچانک مجھ سے پوچھا کے کیا میں یہ جانتا ہوں کے۔۔۔ وہ ویڈیوز پروفیسر شازیہ نے کہا۔ رکھی ہیں۔۔۔ میں نے اسے بتا دیا کے وہ ان کے لیپ ٹاپ میں ہیں اسی لیپ ٹاپ میں جس کو وہ اپنے پاس بہت سنبھال سنبھال کر رکھتی ہیں۔۔۔۔ تو کیا سر وہ لیپ ٹاپ رحمان نے۔۔۔۔ نہ۔۔۔ن۔۔۔ نہیں سر وہ ایسا نہیں ہے۔۔۔۔

اس نے بات کو سمجھتے ہوئے اپنے ہی خیال کی تردید کرتے کہا تھا۔۔۔۔

میں کسی بھی شخص کو جانے بغیر اس پر الزام نہیں لگا سکتا۔۔۔ ہر سوچ کے دو پہلو ہوتے ہیں سکندر۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے اس نے وہ ویڈیوز ڈلیٹ کرنے کے لیے وہ لیپ

ٹاپ چرایا ہو۔۔۔ جیسا تم کہہ رہے ہو کے تمہارا دوست ایسا نہیں ہے۔۔۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔۔۔

مگر جس طرح کے حالات چل رہے ہیں۔۔۔ میں کوئی بھی رسک نہیں لے سکتا۔۔۔۔ تمہیں ابھی اپنے دوست کے پاس جانا ہو گا۔۔۔ یا پھر اس سے فون کر کے پوچھو مجھے وہ لیپ ٹاپ ہر حال میں چاہیے۔۔۔

دراب نے اسکے کاندھے کو تھپتھپاتے کہا تھا۔۔۔اور آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہیں دور کھڑے ایک شخص نے ان کی ایک ایک بات سنی تھی۔۔۔۔

وہ بار بار رحمان کو نمبر ملا رہا تھا مگر اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔

ایک بار دو بار کئی بار اس نے کال کی تھی۔۔۔

اب سکندر کو بھی حیرت نے آہ گھیرا تھا۔۔۔ اس کا دل پریشان ہوا تھا۔۔۔ سچ میں۔۔۔ یہ ماننے کو دل نہیں چاہ رہا تھاکے رحمان اس کے اعتبار کو ٹھیس پہنچا سکتا ہے۔۔۔۔

وہ وہیں سے الٹے قدموں ہوسپٹل سے باہر نکلا تھا اور رکشہ لیے رحمان کے گھر کی طرف جانے کے لیے رکشے میں بیٹھا تھا۔۔۔

وہیں دو موٹر سائیکل سوار آدمی اس کے رکشے کا تعاقب کرنے لگے تھے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

بولو طاہر کیا رپورٹ ہے۔۔۔۔

چوہدری اسفند نے اپنے سامنے کھڑے اپنے خاص بندے سے کہا تھا۔۔۔۔

سر آپ کے کہنے کے مطابق ملک نثار کی کوٹھی کے باہر پہرے پر ہی کھڑا تھا۔۔۔ پہلے گلشن بائی نکلی کوٹھی سے باہر۔۔۔ پھر کچھ ٹائم بعد دوسرے گیٹ سے سیٹھ وجاہت نکلا المیرا میڈم کو کوٹھی سے باہر لے کر گاڑی میں ڈالا اور لے گیا وہاں سے۔۔۔۔۔

طاہر نے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہاتھ ہلاتے بات بتائی تھی۔۔۔ ہاتھ ہلا کر بات کرنا اس کی عادت تھی۔۔۔۔

پھر۔۔۔ اسفند نے کرسی پر گھومتے ہوئے ویپ کا دھواں اندر کھینچا تھا اپنے۔۔۔۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ آہان اس کا بھتیجا زاویان اور ان کے ساتھ ایک اور لڑکا تھا۔۔۔ وہ اس کوٹھی میں گئے۔۔۔ سب بہت پریشان تھے۔۔۔ کسی ویڈیو کی بات کر رہے تھے۔۔۔۔ لوکیشن ٹریس کرنے کی بھی۔۔۔۔۔

اور پھر وہ اس پروفیسر کے گھر چلے گئے مجھے یقین تھا سر اس ویڈیو کا کوئی نا کوئی لنک تھا المیرا

میڈم کے ساتھ اور ایسا ہی ہوا۔۔۔ ان کی کچھ نا ذیبا ویڈیوز ہیں جو پروفیسر شازیہ نے المیرا میڈم سے کسی دشمنی کی بنا پر بنائی ہیں۔۔۔ایک پینڈنٹ میں کیمرا نصب کروا کر۔۔۔

ابھی وہ ان سے ویڈیوز کی بات کر رہے تھے کے۔۔۔ پھر اس ایکسیڈنٹ کی خبر مل گئی اور یہ سب۔۔۔

طاہر ساری بات من و عن سنا کر چپ ہوا تھا۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ کیا تمہیں بھی لگتا ہے المیرا ماری گئی ہے۔۔۔۔ اسفند نے قہقہہ لگاتے طاہر سے پوچھا تھا۔۔۔۔

سر نیوز میں تو یہی بتا رہے ہیں۔۔۔ طاہر نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔۔۔

ایسا کرو احمد کو کال کرو اور فون سپیکر پر لگاؤ۔۔۔ دھوئیں کے مرغولے کمرے میں چھوڑتے کہا تھا۔۔۔

جی سر--- طاہر نے حکم کی پیروی کرتے کہا تھا اور پھر موبائل پر احمد کو نمبر ڈائل کیا تھا----

ہیلو---- احمد کی آواز نمودار ہوئی تھی موبائل پر---

احمد بولو کیا سچویشن ہے--- طاہر کی طرف دیکھتے اسفند نے احمد سے پوچھا تھا----

سر المیرا میڈم زندہ ہیں----چند چھوٹی موٹی خراشوں اور ماتھے پر چوٹ لگنے کے علاوہ کوئی سیریس انجری نہیں ہوئی--- احمد نے صورتحال بتاتے کہا تھا----

پتہ چلا ان ویڈیوز کا---- اسفند نے اصل بات پوچھی تھی---

سر آہان اور زاویان کے ساتھ جو تیسرا لڑکا سکندر ہے اس نے ہی پروفیسر صاحبہ کی مدد کی تھی---- اور اس نے ان ویڈیوز کے متعلق اپنے دوست کو بتایا تھا---- مگر اب لیپ ٹاپ شازیہ کے گھر سے بھی نہیں ملا پولیس کو----

احمد نے جو معلوم تھا وہ اسے بتایا تھا---

احمد مجھے وہ ویڈیوز ہر حال میں چاہیے---- اسفند نے ٹھوس لہجے میں تنبیہہ کرتے کہا تھا----

سر اپنے دو بندے بھجوا دیئے ہیں اس لڑکے کے گھر۔۔۔ انشاللہ وہ ویڈیوز جلد مل جائیں گیں۔۔۔۔

احمد نے تسلی دیتے کہا تھا۔۔۔۔

جتنے پیسے مانگتے ہیں دو اور وہ ویڈیوز مجھ تک پہنچاؤ اگر ان پر سچائی کا بھوت سوار ہو اور وہ نا دیں تو مار دو۔۔۔مجھے اس پوری دنیا کے سامنے اس زاویان کی عزت کی دھجیاں اڑانی ہیں۔۔۔۔

کرخت لہجے میں کہتے اس نے طاہر کو کال کاٹنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

میرے لیے کیا حکم ہے سر۔۔۔ طاہر نے مؤدب انداز میں پوچھا تھا۔۔۔۔

کچھ نہیں جاؤ اور آفندی ہاؤس کی ایک ایک رپورٹ چاہیے مجھے کون کب آہ رہا ہے کب جا رہا کیا ہو رہا ہے سب کی رپورٹ چاہیے۔۔۔۔

دو ٹوک لہجے میں کہتے اسے ہاتھ سے جانے کہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کے وہ ایسے اسے اپنے سامنے ٹوٹتا بکھرتا ہاتھ جوڑتے دیکھے گا۔۔۔۔

کیا کچھ نہیں تھا اس لمحے میں اس کا سسکنا اس کا لرزتا وجود اس کی آنکھوں میں شرمندگی اس کا جھکا ہوا سر----

وہ اسکی حالت دیکھ کر بے قرار ہوا تھا--- بے انتہا بے قرار----

اس نے کبھی بھی اس کا جھکا ہوا سر دیکھا ہی نہیں تھا وہ تو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے خوفی سے بات کرنا جانتی تھی جتنی بھی ٹوٹ چکی بکھر چکی ہو----مگر کبھی بھی اس نے اپنے درد کو واضح نہیں کیا تھا کسی پر----

مگر آج جو چوٹ جو ٹھوکر اسے ملی تھی--- وہ شاید اسے اندر تک ہلا گئی تھی--- اندر تک جھنجوڑ گئی تھی--- اس کا دل کٹ کر رہ چکا تھا--- اور بکھرنا تو اس پر واجب ہو گیا تھا اس لمحے شاید----

میرو--- وہ تڑپ کر اس تک پہنچا تھا--- اس کے جڑے ہوئے کانپتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا----

م---م--مجھے معاف کر دیں ز----ز-- زاویان--

دشت میں آنکھوں سے اک بادل بنانا عشـــــق ھے
یاد رہنا یاد کرنا یاد آنا عشـــــق ھے

کیف سے سرشار رہنا اور کہنا الاحد
زخمِ دل پـــر ہاتھ رکھ کر مسکرانا عشـــــق ھے

تندئی اے یاد اذیت دشمنِ جان ہـــو مـــگر
خاکـــ بستی میں چراغِ دل جلانا عشـــــق ھے

اپنے کندھوں پر مسلط بـار غـم کے باوجود
آدمی کے دوسروں کے غم اٹھانا عشـــــق ھے

کیا کچھ نہیں کہا آپ سے میں نے کیا کچھ نہیں کیا آپ کے خلاف ابی کو برا بھلا کہا آہان کو----

میں تو ایسی بد قسمت ہو زاوی جس نے اپنے دا جی کی زندگی اپنے طعنوں اور طنز سے اجیرن کیے رکھی تھی---- وہ بوڑھی جان اپنی ذات پر میری ہر بکواس سہتے رہے---
کبھی اف تک نہیں کیا--- زاوی کبھی میری بدتمیزی پر انہوں نے سخت ری ایکشن نہیں لیا ہمیشہ اپنے سینے سے لگاکر رکھا----

اور میں میں نے--- اپنے سینے پر روتے ہوئے ہاتھ رکھتے کہا تھا اس نے----

اور میں نے اپنی ماں پر اندھا اعتبار کر کے ان کے ہر خلوص اور پیار کو دھتکارا--- اپنے دا جی کی شفقت کو میں دھتکارتی رہی اپنی ماں کے پیار کے پیچھے----

زاوی م---م--میرا گلہ دبا دیں آپ--

م---میں---میں--- اس شرمندگی کے سہارے نہیں جی سکتی اب---- مجھے نہیں جینا---- مجھے مار دیں----

اس نے زاویان کے دونوں ہاتھ اپنی گردن پر رکھتے کہا تھا--- جو آنسوؤں سے تر تھی----

میرو یہ کیا کر رہی ہو میں اپنی جان کو کیسے مار سکتا ہوں۔۔۔ اس کا دل کٹ رہا تھا اس کے آنسو دیکھ کر ایک اسی وقت سے تو وہ ہمیشہ سے ڈرتا آیا تھا۔۔۔ کے جب اس کی آنکھوں پر سے اس کی ماں کے اندھے اعتبار کی پٹی اترے گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔۔۔۔

نہیں زاوی میں جب جب اپنی گزری زندگی یاد کروں گی میں پل پل مروں گی۔۔۔

آپ نہیں جانتے کس قدر میرا برا سلوک رہا ہے باپ جیسا پیار دینے والے دا جی کے ساتھ۔۔۔۔ مگر میں کیا جرتی ماں کا رشتہ ہی ایسا تھا۔۔۔ ماں کے رشتے پر تو ہر کوئی اندھا اعتبار کرتا ہے میں نے بھی کیا۔۔۔اور ہر بار مصیبت میں پھنسی۔۔۔۔

اور پھر آپ آپ نے بھی تو کتنی بار میری عزت بچائی۔۔۔۔ وہ لفظ عزت ادا کرتے پاگلوں کی طرح رونے لگی تھی۔۔۔۔

تب ہی زاویان نے اس کے وجود کو باہوں میں سمیٹا تھا۔۔۔اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔۔

اس لیے بچائی کے تم میری عزت ہو میرو--- میں تم سے الگ تھا ہی کب--- الگ ہوتا تو تم تک کیسے پہنچتا----

دنیا کے سامنے ہم دو جسم ہیں مگر ہماری روحیں تو ایک ہیں--- ہم ایک ہی ہیں میرو---

اسکے آنسو صاف کرتے کہا تھا--- جب کے درد بھری نمی اس کی اپنی آنکھوں میں ہلکورے لے رہی تھی----

نہیں زاوی مجھ جیسی بد کردار اور نا پاک روح آپ کی روح کے قابل نہیں ہے-----

بہت گناہگار ہوں میں کتنے سارے دل دکھائے ہیں میں نے--- میں تو لفظ معافی کہنے کی بھی مستحق نہیں ہوں----

میں اپنی ہی کی گئی بد اعمالیوں پر ٹوٹ گئی ہوں بکھر گئی ہوں-----

اس کے سینے میں منہ دیئے وہ روتے ہوئے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کر رہی تھی-----

انسان نہیں ٹوٹتا میرو مگر اسکا ظرف اسے توڑ دیتا ہے۔۔۔۔زندگی میں اپنے ہی افعال کی تکان اور روح کی خاموشی۔۔۔۔ انسان پر اثر انداز ہوتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ کبھی یہ بڑھ جاتی ہے میرو اور کبھی کم رہتی ہے ۔۔۔۔

کبھی انسان اپنے افعال کی شرمندگی پاہ لیتا ہے اور کبھی وہ بے ضمیر بن جاتا ہے۔۔۔۔۔۔جب پاہ لیتا ہے تو انسان بولنے کے قابل نہیں رہتا۔۔۔۔۔ وجود میں بے جا پیوند لگتے ہیں۔۔۔۔۔

ٹوٹ پھوٹ کے پیوند۔۔۔۔۔۔

مگر پتہ ہے میرو اصل انسان کون ہوتا ہے۔۔۔ اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کے چہرے کا محبت پاش نظروں سے طواف کرتے کہا تھا۔۔۔

اس نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا تھا جیسے جاننا چاہتی ہو کے کون۔۔۔۔ وہ اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتے مبہم سا ہنسا تھا۔۔۔۔۔

وہ انسان اصل انسان ہوتا ہے جو انہیں اکٹھا کرنے اور پیوست کرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہونا پڑتا ہے ، زندگی تو آرزو ہے، جواز ہے "راز ہے"

اور پتہ ہے زندگی ایک تلخ حقیقت کے ساتھ ساتھ ایک خوبصورت خواب ہے۔۔۔انسان سمجھتا ہے کہ وہ اپنی کوتاہیوں سے بآسانی فرار پا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔جبکہ ایسا ناممکن ہے میرو۔۔۔۔۔آپ نے جس بھی جگہ غلط بیج بویا ہے۔۔۔۔۔اس سے کچھ نہ کچھ جھاڑیاں ضرور پھوٹی ہونگی۔۔۔۔۔

جیسے تم نے اپنی ماما پر اعتبار کیا سب کے سمجھانے کے باوجود اور پھر تم اس اعتبار کی خار دار جھاڑی میں پھنستی گئی۔۔۔۔۔اب تم چاہ کر بھی اپنی پچھلی زندگی سے باہر نہیں نکل سکو گی۔۔۔۔جو تمہارے دل کو وقتاً فوقتاً زخمی کرتی رہے گی۔۔۔۔۔۔

اس لیے جہاں بے ثمر بیج بویا ہے۔۔۔۔۔بس اسے وہاں سے کھود کے نکال باہر کرو۔۔۔۔۔چاہیں اس کی جڑیں کس قدر مضبوط ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔۔۔ابتداء میں تم تھک جاؤ گی۔۔۔۔ جیسے اب خود کا رو رو کر حشر بگاڑ رہی ہو۔۔۔۔۔لگے گا کہ نہیں ہوگا تم سے۔۔۔۔۔

مگر اصلاح کی امید سے خود کو باندھ کر رکھنے سے۔۔۔ تم اس کو جڑوں سمیت کھینچ لینے میں آخرکار کامیاب ہو ہی جاو گی۔۔۔۔اور میرو پھر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ تمہیں اپنے لیے توبہ ,نیکی ,اچھائی ,رب کی رضا کا بیج بونا آسان لگے گا۔۔۔

اس کی ہچکولے لیتی کمر کو سہلاتے نرمی سے اسے اپنی باہوں میں سمائے وہ سمجھا رہا تھا۔۔ جانتا تھا کے اگر وہ اب اسے سمجھا نا سکا تو وہ کبھی خود کو سنبھال نہیں سکے گی۔۔۔۔

تمہارے لیے آسان ہے یہ کہنا زاوی۔۔۔ کیونکہ تم پاک ہو تمہاری روح پاک ہے تم اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے ٹوٹے نہیں ہو۔۔۔ میں کیا میری اوقات کیا میں تو اپنے تعلق کو اپنے رب سے جوڑنے کے قابل بھی نہیں رہی۔۔۔

اس نے اس سے الگ ہوتے ڈبڈباتی آنکھوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

پھر تو اور اچھی بات ہے تم نہیں جانتی میرے رب کو شرمندگی کے آنسو اور ٹوٹے بکھرے خود سے رحمت کی بھیک مانگتے انسان کتنے پسند ہیں۔۔۔ اور وہ ایسے لوگوں کی پکار زیادہ قریب ہو کر سنتا ہے۔۔۔ اور تم ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہو۔۔

جہاں پر ٹوٹنے کی انتہا ہوتی ہے وہیں سے تو خودسپردگی سے ہوتا جُڑنے کا عمل شروع ہوتا ہے۔۔۔۔ ہاں جہاں انسان بے بس ہو جاتا ہے اور اپنی انا سے ٹوٹ جاتا ہے ۔۔ جب وہ اپنی لاچارگی بے بسی میں اللہ کو اپنا آپ سونپ دیتا ہے تو وہیں اُسکے اللہ سے جُڑنے کا سفر شروع ہو جاتا ہے ۔۔ جُڑنے کا عمل میرو ۔۔۔ کیونکہ
جُڑ جانے کے لیئے ٹوٹنا تو پڑتا ہے۔۔ تو ٹوٹنے پر کیسا شکوہ ۔۔۔ شکر اس بات کا رہ جاتا ہے کہ رب نے اپنے احساس سے جوڑ لیا۔۔۔۔۔
تمہیں اپنے کیے کا احساس ندامت ہی تمہیں اپنے مالک سے جوڑے گا۔۔۔۔
اس کی پیشانی پر لب رکھتے اس کے گرتے آنسوؤں کو انگلی کے پوروں پر چنتے کہا تھا۔۔۔۔
زاوی۔۔۔ کیا۔۔۔۔ کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو۔۔۔ میں نے تو تمہاری سچی محبت تمہارے سچے جذبوں کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔۔۔۔ اس نے درد بھری آواز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔۔

میں چاہتوں کا حساب لکھ دوں

آ تجھ پہ کوئی کتاب لکھ دوں
کبھی کسی سے کِیا نہ جس نے
میں وہ پیار بے مثال لکھ دوں
میری نظروں میں جو بس گیا ہے
وہ دلکشی ، وہ جمال لکھ دوں
بہت دنوں سے سوچتا ہوں
ہر شام تیرے نام لکھ دوں
اب گوارا ہو تجھے تو
یہ زندگی تیرے نام لکھ دوں

میرو جب محبت ہو جائے پھر نفع نقصان نہیں دیکھا جاتا۔۔۔۔۔بھلے وہ آپ کو آسمان پہ لے جا کے زمین پر لا پھینکے۔۔۔۔۔۔۔

میرو میری محبت میں انا تو شروع دن سے نہیں تھی اس لیے کے محبت میں انا نہیں ہوتی کبھی کبھی میری انا مجھ پر حاوی ہوتی تھی۔۔۔۔ کبھی کبھی میں اسے توڑ دیتا تھا۔۔۔ کبھی کبھی مجھے تمہارے منہ سے نکلے نفرت کے لفظ بے چین کرتے تھے۔۔۔۔۔ تم ایسے ایسے اپنی زبان سے الفاظ بول دیتی تھی کہ میں خود کو کسی چوراہے پہ بنا لباس کے کھڑا محسوس کرتا تھا۔۔۔۔

اور پھر میں اس قدر چپ ہو جاتا تھا کہ دنیا چھوڑ جانے کو دل کرتا تھا۔۔۔۔۔ مگر سچ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔ ایک دوسرے سے بے انتہا محبت کرتے ہیں ہم۔۔۔ اور اسکا اعتراف یہ ہے کے ہم ایک دوسرے کے سامنے ہیں صحیح زندہ سلامت۔۔۔۔

تم میرے سامنے ہو اور یہ میرے لیے رب کی سب سے بڑی بلیسنگ ہے۔۔۔۔ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے باری باری چومتے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔

زاوی میں دنیا کا سامنا کیسے کروں گی۔۔۔ کاش میں اس ایکسیڈنٹ سے پہلے نا کودتی کاش میں اس ایکسیڈنٹ میں مر۔۔۔۔۔۔۔۔

شششششش۔۔۔۔ کن لوگوں کی بات کر رہی ہو میرو۔۔۔

اُن لوگوں کو وضاحتیں دے دے کر اپنا وقت اور سکون برباد کیوں کرنا جو ہمیشہ آپ کو غلط سمجھنے کے لیے مصروفِ عمل رہتے ہیں۔۔۔۔

اور جو آپ کے ہر رنگ سے محبت کرتے ہیں انہیں وضاحتیں دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی نا ہی ان کا سامنا کرتے ہوئے گھبراہٹ ہوتی ہے۔۔۔۔

اس کے مرنے کی بات سن کر وہ مچل ہی تو اٹھا تھا اب وہ ایسا کوئی حادثہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔ جب ہی اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اسے چپ کروایا تھا اور پھر سے بڑے خلوص سے اسے سمجھایا تھا۔۔۔۔

وہ کچھ بھی نہیں بولی تھی بس اس کے کاندھے کے ساتھ سر ٹکائے بے اواز بہتے آنسوؤں کو روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔ اس کی ایک ایک بات ٹھیک تھی مگر۔۔۔۔ جو ہو چکا تھا وہ اس کے لیے پوری زندگی کا پچھتاوا تھا۔۔۔

اور پچھتاوے کبھی بھی آسانی سے پیچھا کب چھوڑتے ہیں۔۔۔۔

گھر چلیں۔۔۔ اس کے بالوں کو انگلیوں سے سہلاتے اس کے سر کو اپنے کاندھے کے ساتھ ٹکے دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔۔جب ہی وہ سر نفی میں ہلاتی اس کے پیٹ پر سے بازو گزارتی اسکی کمر پر مضبوطی سے باندھتی پورے حق سے اس کے سینے میں گھسی پھر سے رونے لگی تھی۔۔۔۔

بڑا تکلیف دہ تھا وہ لفظ۔۔۔۔ وہ گھر جس میں اس نے کبھی نا جانے کی قسم کھائی تھی اپنی انا میں آہ کر آج وہ گھر اس کے لیے سائبان تھا۔۔۔۔

سب کچھ بھول جاؤ میرو سوچو ہم آج ابھی یہاں پہلی بار ملے ہیں۔۔۔ یہی سے زندگی کا آغاز کرتے ہیں اپنی بے پناہ محبت کی شروعات کرتے ہیں۔۔۔۔ اور اپنے گھر چلتے ہیں۔۔۔ اس سکون دہ جنت میں۔۔۔

...جہاں ابی "بڑی "انعمتہ "میں اور تم ہیں۔۔۔

اس کی گالوں پر لڑکتے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چنتے کہا تھا اس نے۔۔۔۔ پھر اسکی سوجھی آنکھوں پر لب رکھے تھے۔۔۔۔ چھوٹی سی سرخ ہوتی ناک کو لبوں سے چھوتے وہ مسکرایا تھا۔۔۔

اسکی جھلستی سانسوں کا چہرے پر طواف ہوتا محسوس کرتی وہ ہلکان ہوئی تھی۔۔۔ دل ایک دم دھڑکا تھا اس کے قرب کی خوشبو سے۔۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ پیچھے ہوتی۔۔۔۔۔

وہ اچانک سے اس کے چہرے کے ہر نقش کو چومتے بہکنے لگا تھا۔۔۔۔

ز۔۔۔۔ز۔۔۔زاوی۔۔۔ وہ سرخ ہوتے چہرے سے اس کو ہوش میں لانے کے لیے۔۔۔ بولی تھی۔۔۔۔

میرو۔۔۔ مجھے وہ پل کبھی بھی نہیں یاد کرنے جب جب مجھے لگا تم مجھ سے دور جا رہی ہو۔۔۔۔ میں محسوس کرنا چاہتا ہوں کے تم کتنا قریب ہو میرے۔۔۔۔

اس کے نچلے لب پر اپنے لب رکھتے وہ ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالے دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے اس کی سانسوں کو محسوس کرتے بولا تھا۔۔۔ اور پھر اس کے کچھ کہنے سے پہلے اس کے گلابی ہونٹوں کی نرم نازک پنکھڑیوں کو اپنے جان لیوا نرم لبوں کی

سخت گرفت میں لیتے اس کی سانسوں کو قطرہ قطرہ پینے لگا تھا۔۔۔ جیسے ابھی بھی کوئی اس کو اس سے دور کر دے گا۔۔۔۔ اس کی سخت گرفت میں وہ ہلکان ہوئی تھی۔۔۔۔ آج اس کے عمل میں شدت جنون اور دیوانگی تھی۔۔۔ جو فی الوقت المیرا کی جان پر بہت بھاری تھی۔۔۔۔ اس کی سانسیں بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی تھیں اور اس کا جنون اپنے ہر عمل کے ساتھ کم ہونے کی بجائے بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔۔

وہ نڈھال ہوئی خود کو ڈھیلا چھوڑتی بے جان ہونے لگی تھی۔۔۔ تب ہی وہ اپنی بھرپور شدت اس کے لبوں پر کر کے پیچھے ہوا تھا۔۔۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھے سانس لینے لگی تھی۔۔۔ جب اس نے اس کو اپنے سینے سے لگا کر اس کے بالوں پر لب رکھتے اس کی کمر سہلائی تھی۔۔۔۔

تم میں ہمت نہیں ہے میرو میرے جذبوں کے طوفان سے ٹکرانے کی۔۔۔ مگر اب تمہیں برداشت کرنا پڑے گا ہمت لانی پڑے گی۔۔ کیونکہ تم سے دوری نے میری برداشت اور صبر دونوں کے دیئے بجھا دیئے ہیں۔۔۔۔

ڈیم اٹ آئی لو یو بیڈلی--- اینڈ آئی ڈو مائی لو اون یو ویری بیڈلی----- اس کے کان پر ناک رگڑتے سرگوشی کرتے سخت لہجے میں کہا تھا--- اور پھر کاندھے سے تھوڑی شرٹ پیچھے کو کھسکاتے بھیگا لمس چھوڑا تھا وہاں---- کے اس کا نازک وجود ہلکان ہوا تھا---

تب ہی اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جھکڑے نفی میں پھر سے سر ہلایا تھا---

گھر چلو تمہاری من مانیوں کا علاج کرتا ہو---- کہتے وہ ایک بار پھر سے آس کے لبوں پر جھکنے لگا تھا-- جب دروازہ ناک ہوا تھا----وہ اس کی شرٹ کو ٹھیک کرتا--- اس کے پاس سے اٹھا تھا---

یس--- اس نے کہا تھا----

کیسی طبیعت ہے المیرا--- آہان نے اندر آتے ہی اس کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا تھا---

ا---ائی--- آئی ایم سوری--- آہان---- وہ نظریں جھکائے ہی ڈبڈباتی انکھوں سے بولی تھی--- آہان کو سامنے دیکھتے ہی اسکی آنکھیں بھیگنے لگیں تھیں----

نو سوری بیٹا--- تم نے وہی کیا جو تمہیں دکھایا جا رہا تھا--- اور پھر ماں کا رشتہ ہی ایسا ہے کے بے اعتباری کی گنجائش ہی پیدا نہیں ہوتی----

ہمیں کوئی گلہ نہیں تم سے--- چلو تمہارا گھر منتظر ہے تمہارا--- تمہاری بہن اپنی دیدم کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہے اور آبی اپنی بہو کو دیکھنے کے لیے بے تاب----

اس نے اس کے پاس بیٹھتے اسکا چہرہ اوپر کو اٹھاتے محبت سے کہا تھا----

تو اسنے اثبات میں سر ہلایا تھا----

اور ہاں چلچو نہیں ہو میں تمہارا ارے بھئی اتنا بڑا تھوڑی ہوں آہان بھائی کہو گی تو اچھا لگے گا---

اب چلیں گھر کافی رات ہو گئی ہے--- مسکراتے ہوئے کہا تھا--

ج---ج--جی بھائی--- اس نے بھی ہلکی سے مسکراہٹ چہرے پر سجاتے کہا تھا---

خوش رہو ہمیشہ--- وہ دل سے دعادے کر اس کے پاس سے اٹھا تھا--- اورپھر تینوں گھر جانے کے لیے ہوسپٹل سے باہر نکلے تھے-----

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ رکشے میں بیٹھا ابھی آدھے راستے ہی پہنچا ہو گا کے کچھ موٹر سائیکل سواروں نے اسکا راستہ روکا تھا---- پھر رکشہ رکوا کر----- سکندر کا گریبان پکڑ کر اسے باہر نکالا تھا---

کون ہو تم لوگ چھوڑو مجھے--- اس نے اپنا گریبان چھڑواتے کہا تھا----

ہم کون ہیں اس کی تو فکر نا کر رحمان کے گھر کا ایڈریس بتا۔۔۔ ان میں سے ایک نے اس کے منہ پر پنچ مارتے کہا تھا۔۔۔

نہیں بتاؤں گا۔۔۔ اس نے ہونٹ سے خون صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

نہیں بتائے گا تو گھر پر تیری جو بہن ہے نا اسکی عزت کی دھجیاں میرے وہاں موجود کتے خوب مزے سے اڑائیں گے۔۔۔ ان میں سے ایک شخص نے اس کے پیٹ پر لات مارتے کیا تھا۔۔۔

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میری بہن کو کچھ مت کرنا پلیز۔۔۔۔۔اس نے ہاتھ جوڑتے کہا تھا۔۔۔

بھونک ایڈریس۔۔۔۔ دوسرے نے اس کی بازوپر گولی مارتے کہا تھا۔۔۔۔

نہیں بتاؤں گا۔۔۔کہتے ہی وہ بے ہوش ہوا تھا۔۔۔

چل بے تو بتا کہاں جانے کا کہا تھا اس نے وہاں پھر ہم خود ہی پوچھ لیں گے اس رحمان کا گھر کسی سے ۔۔۔۔۔ رکشہ ڈرائیور کے سر پر بندوق تانتے پوچھا تھا ان میں سے ایک نے اور رکشہ ڈرائیور نے ڈرتے ڈرتے بتایا تھا۔۔۔ چل نکل اب یہاں سے دو سومیٹر

تک تیرا رکشہ دکھنا نا چاہیے-- رکشہ ڈرائیور کو وارن کرتے انہوں نے اسے وہاں سے جانے کا کہا تھا---

پھر سکندر کے بے ہوش وجود کولات مارتے وہ لوگ وہاں سے نکلے تھے رحمان کے گھر کی طرف----

دروازے پر ہوتی بیل پر وہ باہر آیا تھا آور دروازہ کھولا تھا----

تم رحمان ہو--- بیل بجانے والے نے پوچھا تھا----

نہیں میں شرجیل ہوں--- اس نے ان آدمیوں کو دیکھتے پوچھا تھا----

ہمیں سکندر نے بھیجا ہے رحمان سے لیپ ٹاپ لینا ہے --- ان میں سے ایک ادمی نے کہا تھا----

اچھا وہ ویڈیوز والا لیپ ٹاپ تم وہی لینے آئے ہو ناں---

اچھا اور اگر میں نا دوں تو-- شرجیل نے اپنے ہونٹ سکھیڑتے کہا تھا----

ہمیں وہ ہر حال میں چاہیے زاویان اس کی ہر قیمت دینے کے کیے تیار ہے--- وہ چاہتا ہے کے اس کی بیوی کی عزت پر حرف نا آئے اور ہم اسکے ہی بھیجے ہوئے بندے ہیں----

اسفند کے بندوں نے کہا تھا----

کتنی قیمت دو گے-- شرجیل بھاؤ تاؤ پر اتر آیا تھا--- جتنی تم کہو گے----- ان کو اپنے بوس کی طرف سے آڈر تھے---- کے جتنی قیمت وہ کہے اس کوادا کر دینا---

پچاس لاکھ--- شرجیل نے کاندھے اچکاتے اپنی اوفر بتائی تھی----

اکاونٹ نمبر----- ان میں سے ایک ادمی نے پوچھا تھا----

شرجیل نے حیران ہوتے اکاؤنٹ نمبر دہرایا تھا--- پھر ان میں سے کسی ایک نے فون پر کسی سے نات کی تھی-- پھر وہ شرجیل کی طرف آیا تھا---

اکاونٹ چیک کروں اپنا--- ان میں سے ایک شخص نے کہا تھا---

شرجیل نے اپنا موبائل نکال کر اکاؤنٹ چیک کیا تھا--- اور اسکے لب مسکرا اٹھے تھے پچاس لاکھ کی ٹرانزایکشن اسکے موبائل پر ہوچکی تھی اور تصدیقی میسج بھی مل چکا تھا---

اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تھا یو ایس بی نہیں تھی اس کی جیب میں۔۔ پھر اسے یاد آیا کے وہ تو اس نے ڈرار میں رکھی تھی۔۔۔

ایک منٹ میں لے کر آیا ابھی۔۔ ان سے کہتے وہ اپنے کمرے کی طرف آیا تھا۔۔۔ ۔۔۔

اس نے وہ لیپ ٹاپ اور ڈیوائس دونوں پکڑے تھے۔۔۔۔۔ اور باہر لا کر ان کو دیئے تھے۔۔۔۔

اور وہ دونوں آدمی وہ چیزیں لیے بائیک پر بیٹھے چلے گئے تھے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡

کہاں ہے یہ فاحا کی بچی آج میں اسے چھوڑوں گی نہیں ماما۔۔۔ ایشال اوپر سے سیڑھیاں پھلانگتی آئی تھی ہاتھ میں ایک سفید کرتا تھا۔۔۔ غصے سے منہ لال ہو رہا تھا۔۔۔۔

پھوپھو پلیز اس بار بچا لیں۔۔۔ پکا نیکسٹ ٹائم نہیں کروں گی۔۔۔ فاحا نے سویرا بیگم کے پیچھے چھپتے کہا تھا۔۔۔۔

ہٹ جائیں پیچھے ماما۔۔۔ آج اس کا قتل میں کروں گی اور پھر اسکے فرشتے اس کے قاتل کی جاسوسی کریں گے۔۔۔۔پتہ نہیں کونسا کیڑا ہے اسکے اندر جو اس کوسکون سے رہنے نہیں دیتا۔۔۔

اس نے فاحا تک پہنچتے کہا تھا۔۔۔

ایحاب بچا لو یار۔۔۔ پکا فرائس بنا کر دوں گی اپنے ہاتھوں سے۔۔۔ فاحا اب ایحاب کے پیچھے چھپ رہی تھی۔۔۔۔

کوئی گناہ تھوڑی کیا ہے چھوٹی سی غلطی ہی تو ہوئی ہے۔۔۔ وہ ایحاب کے پاس فاحا کو پہنچتے دیکھ چکی تھی تب ہی صوفے کی پشت پھلانگتی ارسم کے پیچھے پہنچی تھی۔۔۔۔

ہوا کیا ہے کیا کیا اس سپائے) جاسوس (نے۔۔۔۔

ارسم نے اسے ایشال سے چھپاتے کہا تھا۔۔۔

یہ پوچھو کیا نہیں کیا اتنی مشکل سے یہ کرتا ڈیزائن کروایا تھا۔۔۔ مجھے آج پہن کر جانا تھا۔۔۔ اور اس نے دیکھو کیا کر دیا۔۔۔

یہ سارے نمبرز یہ ایڈریس اور یہ نام میرا کرتا ہی ملا تھا لکھنے کو۔۔۔ میں بتا رہی ہو ارسم خدا کا واسطہ ہے اس کا دماغی توازن درست کرواؤ۔۔۔۔

اس نے غصے سے چلاتے کہا تھا اور پھر صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔ آنکھیں پانی سے بھریں تھیں۔۔۔۔

ایحاب ارسم اور سویرا بیگم بھی صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔۔۔ کیونکہ اگلا سین بھی وہ جانتے تھے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ہمم اٹس نائس۔۔۔۔ ارسم نے کولڈرنک کا گھونٹ بھرتے کہا تھا۔۔۔ جب اچانک نظر اوپر بنے ونڈ گلاس کے پار گئی تھی۔۔۔۔

لائٹ پرپل آنچل لہرایا تھا۔۔۔۔ لمبے بال کمر پر گرے لہرا رہے تھے۔۔۔۔ ہوا سے بال اڑے تو پتلی کمر نے اس کی بصیرت کو اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔۔چہرے دیکھنا کی خواہش جاگی تو آنکھیں پلک جھپکنے سے بھی انکاری ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔ مبہوت ہوا چہرہ دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا کے ونڈ گلاس سے لگا وجود آگے ہوا تھا۔۔۔۔ اب بس وہاں اس کا پرپل انچل لہرا رہا تھا اور چند تتلیاں۔۔۔۔ جگمگا رہیں تھیں۔۔۔۔۔

واؤ یار واٹ آہ ویو آئی شورلی سے یہ روم دیکھنے کے قابل ہو گا۔۔۔۔ دور سے ہی فیسینٹیگ لگ رہا ہے۔۔۔۔

ایحاب نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔

اور تجھے پتہ ہے مجھے ایسی چیزیں بہت اٹریکٹ کرتی ہیں۔۔۔۔ ارسم نے آنکھ ونک کی تھی ایحاب کو اور آگے پیچھے ایک دوسرے کے اندر کی طرف چل دیئے تھے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

پورا نام کیا ہے تمہارا۔۔۔۔ دراب نے عابش کو اپنے سامنے بٹھاتے کہا تھا۔۔۔۔

عابش شہاب۔۔۔۔ عابش نے بڑی مشکل سے لفظ ادا کیے تھے جب کے اسکے جسم کی کوئی ہڈی ایسی نہیں تھی جو درد نا کر رہی ہو۔۔۔۔۔

کیا تمہیں لگتا ہے کے تم شہاب کے بیٹے ہو۔۔۔۔۔ دراب نے اچھٹتی نگاہوں کو اس پر گاڑے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا شہاب ہی میرے والد ہیں اور آپ سے مجھے اپنے باپ کا بیٹا ہونے کے لیے کوئی سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے ------ عابش کو غصہ آیا تھا دراب کی بات سن کر----

انعمتہ کیا لگتی ہے تمہاری---- دراب نے اگلا سوال کیا تھا----

محبت کرتا ہوں اس سے---- اس نے بغیر ڈرے جواب دیا تھا-----

رئیلی یہ کیسی محبت ہے کے وہ کسی کے نکاح میں تھی اور تم اسکی عزت---- وہ کہتے کہتے رکا تھا---

میں اس کے نکاح سے پہلے ہی اس سے محبت کرتا تھا-- انفیکٹ جب وہ چھوٹی تھی تب سے---- آگر آپ کسی سے جنون کی حد تک محبت کرتے ہو اور وہ آپ کو چھوڑ جائے تو آپ کو جتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے وہ شاید آپ سمجھ ہی نہیں سکتے---- اس نے بھرائی انکھوں سے دراب کو دیکھتے کہا تھا---- جس نے اسے مار سے بچایا تھا------- جس نے اپنے انسپکٹرز کو کہا تھا کے اب کوئی اس پر تشدد نہیں کرے گا---- اور اس کی وجہ سے ہی وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا----

تمہیں پتہ عابش کے محبت کیا ہوتی ہے۔۔۔ اگر پتہ ہوتا تو آج تم یہاں نہیں ہوتے۔۔۔ محبت میں خراج دیا جاتا ہے دل بڑا کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔ جس سے محبت کرتے ہیں اس کی عزت کی جاتی ہے اسے مان بخشا جاتا ہے اس کو یقین دلایا جاتا ہے کے وہ ہر حال میں مقدم ہے اپ کے لیے۔۔۔ مگر تم نے کیا کیا انعمتہ کے ساتھ۔۔۔۔

حیرت ہے اگر تم اس سے بچپن سے محبت کرتے تھے تو تمہیں تو اپنے ہر عمل سے اپنی محبت پر یقین دلانا چاہیے تھا۔۔۔ پھر تم نے الٹا اس پر ریپ اٹیمپٹ کیا۔۔۔ اسے کوٹھے پر رکھا۔۔

کیا محبت ایسی ہوتی ہے۔۔۔ محبت میں عزت نہیں تو لعنت ہے ایسی محبت پر۔۔۔۔

اس نے غراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

م۔۔۔م۔۔۔میری ماں بھی تو وہیں۔۔۔۔۔ رہتی تھی۔۔۔۔ اس نے منمناتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اس کو۔۔۔۔۔۔

تو پھر تم سب سے بڑے بے غیرت ہو۔۔۔ کسی بد نام جگہ پر اپنی عزتوں کو کون رکھتا ہے۔۔۔ تمہاری ماں اس کوٹھے پر سالوں ناچی۔۔۔ تمہاری بیوی بھی کیا وہیں ناچتی اور کیا تمہاری بیٹیاں بھی۔۔۔۔

وہ خود کو سخت الفاظ کہنے سے باز رکھ رہا تھا۔۔۔ عابش کا اس کی بات سن کر سر مزید جھکا تھا۔۔۔۔

ماں تو اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرتی ہے اسے زمانے کے تند تیز واروں سے بچا کر عزت دار زندگی جینا سکھاتی ہے۔۔۔ مگر عابش تم تو اس معاملے میں بھی بد قسمت رہے ہو۔۔۔ چلو مجھے صرف ایک بات بتاؤ۔۔۔۔

تم نے اپنی ماں سے کہا کے تمہیں انعمتہ چاہیے تم اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو۔۔۔ تو بدلے میں تمہاری ماں نے کیا کہا۔۔۔۔

یہ کہا کے عابش جاؤ اسے کہیں دور لے جاو اور عزت کی زندگی گزارو۔۔۔ اسے اس کوٹھے سے لے جاؤ۔۔۔ یہ جگہ عزت دار نہیں ہے رنگ برنگے لوگ آتے ہیں کل کو تمہارے بچے کیا سیکھیں گے۔۔۔۔

کیا یہ کہا تمہاری ماں نے۔۔۔۔ دراب نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔۔۔۔

اور یہ دوسری بات تھا کے عابش کا سر مزید جھک گیا تھا۔۔۔۔۔اسے وہ لمحے یاد آئے جب جب اس نے اپنی ماں سے انعمتہ کے رشتے کی بات کی تب تب اس کی ماں نے یہی کہا کے کچھ دن کھیل لو بیچ دوں گی میں اسے۔۔۔ اور ایسا بہت کچھ۔۔۔

مگر کبھی بھی اس نے یہ نہیں کہا کے عابش اس کو عزت بنا کر عزت سے رہو دور لے جاؤ۔۔۔۔ اگر وہ محبت کرتا تھا اس سے تو اس نے کبھی اس کو عزت دینے کی چاہ کیوں نہیں کی کیا وہ وقتی جذبہ تھا یا پھر وہ صرف اسکے جسم کی چاہ رکھتا تھا۔۔۔۔

یہ سوچتے ہی اس نے آنکھیں شدت سے بند کیں تھیں۔۔۔ تب اسکے سامنے ہر وہ لمحہ لہرایا تھا جب اس نے راتوں کو لیٹتے اس کے خواب سجائے سونے کی کوشش کی تھی۔۔۔ ہر رات وہ ایک ایسے خواب کے سفر پر نکلتا تھا جس میں وہ انعمتہ اور اس کے بچے ہوتے تھے۔۔۔ پھر آہان بیچ میں آہ گیا اور سب غلط ہو گیا۔۔۔۔ یہ سب سوچتے اس کا سینہ کسی بھٹی کی طرح سلگا فھا۔۔۔ سینے میں دبے بدلے نے سر اٹھا کر ساری مثبت سوچوں کو پچھاڑا تھا۔۔۔۔

میں محبت کرتا تھا اس سے اب نہیں--- میری محبت چھوڑ کر اس نے آہان کا انتخاب کیا تو-- میری محبت سے اب وہ کسی عزت کی امید کیسے کر سکتی ہے--- عابش نے لال انگارہ آنکھیں نکالتے کہا تھا----

ہاہاہاہاہا رئیلی--- کبھی سوچا اس نے آہان کا انتخاب کیوں کیا--- اور آہان نے اس کو کیا دیا جو تم کبھی نا دے سکے--- کیا وہ آہان کے ساتھ بچپن سے تھی-- نہیں نا--- عابش عورت---- عزت "احترام "اور تحفظ "ان کی بھوکی ہوتی ہے--- سوچو اپنے ذہن پر زور دو-- ان تینوں میں سے کوئی بھی تم نے اسکو فراہم کی----

نہیں ناں---- اور آہان اس نے ان تینوں میں سے کسی کو بھی پیچھے نہیں چھوڑا--- جب وہ اس سے پہلی بار ملا اسے اس کا درد اپنا لگا---اور اس درد کے لیے اس نے اس کو دس کڑوڑ میں دس راتوں کے لیے خریدا---- اس نے پیسے کو اہمیت نہیں دی اس نے اس کے دس دنوں میں کچھ پلوں کے سکون کو جو اسے اس جگہ سے دور رہ کر ملتا اسے اہمیت دی----

کیا تمہیں کبھی اس کا درد اپنا لگا---- نہیں----

چلو اس کو چھوڑو۔۔۔ تحفظ کی بات کرتے ہیں۔۔۔۔

وہ اسے دس دنوں کے لیے ساتھ تو لے آیا۔۔۔ مگر وہ اس کے تحفظ کے لیے بے چین ہوا ہر پل اس نے ایسا سوچا کے دس دن بعد کیاہو گا۔۔ کیا وہی بدنام جگہ اس لڑکی کا پھر سے مقدر بنے گی۔۔۔ اور یہ سوچ اس کو دہلا گئی۔۔۔ اس بدنام زندگی سے بچانے کے لیے اسنے اسے نکاح کیا۔۔۔ اس طوائف زادی سے نکاح کیا جس کو اس جیسے شریف خاندان اپنانے سے پہلے سودفعہ سوچتے ہیں۔۔ مگر اس نے ایک بار بھی نہیں سوچا کیونکہ وہ طوائف زادی ہونے سے پہلے انسان تھی۔۔۔۔۔

جیتی جاگتی انسان جس کو تحفظ کی ضرورت تھی۔۔۔ کیا تم نے اس کو اغواہ کرنے اسکی عزت پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے یہ سوچا تھا کے وہ گوشت کا لوتھڑا نہیں ایک جیتی جاگتی انسان ہے۔۔۔۔

اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے بڑے غور سے عالیش کے چہرے کے اتر چڑھاؤ دیکھے تھے۔۔۔ وہ خاموشی سے اس کی ہر بات سن رہا تھا۔۔۔ اسے تو کبھی اس کی ماں نے

یہ بتایا ہی نہیں تھا کے اس نے خود آہان کے ہاتھ انعمتہ کو بیچا تھا۔۔۔ یہ انکشاف اس پر کھلا تھا ابھی اور اسی وقت۔۔۔۔

یہی نہیں عابش اس نے انعمتہ کی شرط کے مطابق تمہاری ماں کو وہ دس کڑوڑ والا دیا چیک بھی باونڈ کروایا کیونکہ انعمتہ کی شرط تھی کے وہ نکاح اس صورت میں کرے گی جب وہ گلشن بائی کو اس کی خریدی ہوئی رقم واپس کرے گا کیونکہ وہ بھکاو مال نہیں ہے۔۔۔۔ اور پھر ایسا ہی ہوا وہ اسے گھر لے کر گیا اسے احترام دیا عزت دی سب کیا۔۔۔۔ تم سے لڑا دنیا سے لڑا کیونکہ وہ بیوی تھی اسکی اور تم۔۔۔۔

تم نے کیا کیا۔۔۔ ایک بار خود کو اور آہان کو اپنے آمنے سامنے رکھ کر دیکھنا اور پھر سچے دل سے فیصلہ کرنا کے انعمتہ کی محبت کے قابل کون تھا۔۔۔ وہ یا تم۔۔۔۔ ؟؟؟

کبھی کبھی ہم اپنی انا اور اپنی بیوقوفیوں کی وجہ سے اپنی زندگی کے سب سے خوبصورت رشتے کھو دیتے ہیں تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔۔۔ مگر اب ایک بات تمہیں سمجھنی ہو گی کے نصیب اور ہمارے اعمال سے بڑھ کر ہمیں کچھ نہیں ملتا۔۔۔

یہ ہمارے اعمال ہی ہیں جو ہمارا جگمگاتا نصیبنب ماند کر دیتے ہیں۔۔۔۔

اس نے بڑی نرمی سے اپنے سامنے بیٹھے عابش کے دل کی سختی کو دور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

اور اس کی باتوں کا اثر اس کے چہرے پر واضح تھا۔۔۔۔

اس کو مار کھاتا دیکھ دراب کو ایک چیز سمجھ میں آئی تھی کے اگر وہ مار سے نہیں کچھ بتا رہا تو نرمی سے بات کرنا تو ہر انسان کے دل کو پگھلا دیتا ہے۔۔۔۔

ویسے بھی یہ حکم رب کا اور اس کے محبوب کا ہے کے نرمی سے بات کرو۔۔۔۔ اور اس نے یہ سوچتے ہی آخری کوشش کی تھی اور اسے اپنے پاس بلوایا تھا۔۔۔ ایک آخری بار نرمی سے بات کرنے کے لیے۔۔۔ اور اپنے لفظوں کا اثر اسے عابش کے چہرے پر صاف نظر آیا تھا۔۔۔۔

آپ ٹھیک کہتے ہیں میری محبت میں بدلے نے گھل کر میری زندگی کو تباہ کر دیا ہے۔۔۔ مگر میں نے اپنی ہر سانس کے ساتھ اسے ہمیشہ خود کے لیے دیکھا ہے۔۔۔ مگر اب میں چاہتا ہوں کے وہ جہاں ہے جیسے ہے خوش رہے۔۔۔۔اب نا تو مجھے اس سے بدلہ لینا

ہے اور نا کچھ اور آپ اپنی انکوائری کریں۔۔۔ میں اپنا ہر جرم تسلیم کرتا ہوں۔۔۔ اور ہر سزا کے لیے تیار ہوں۔۔۔

وہ تلخی سے مسکراتا اپنا درد لیے اٹھا تھا۔۔۔۔

اس سے کیا ہو گا۔۔۔ تمہیں سزا دے کر کس کا بھلا ہو گا۔۔ میرا آہان کا یا انعمتہ کا؟

اسکے اٹھتے ہی دراب نے مسکراتے کہا تھا۔۔۔

کسی کا نہیں مگر میں چاہتا ہوں کے میں اب ان سلاخوں کے پیچھے رہوں اور ان سلاخوں کا کالا اندھیرا ہی میرا مقدر بنے۔۔۔۔

عابش نے اپنے ٹوٹے اور بھرائے لہجے کو کنٹرول کرتے کہا تھا۔۔۔۔

غلط اب بھی تم غلط جا رہے ہو۔۔۔ دراب نے اٹھ کر اس کے قریب کھڑے ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

مطلب۔۔۔ عابش نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

کیا خود کو سزا پہنچا کر یا اپنی جان پر سزا اور ظلم۔سہہ کر تم یہ سمجھو گے کے تم نے اپنے حصے کا حق ادا کر دیا۔۔۔ اس نے اسکی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔

نہیں عابش ہم نے جہاں جہاں بدبودار بیج بوئے ہوتے ہیں ہمیں وہ خود اکھاڑنے پڑتے ہیں پیچھے آنے والوں کے لیے۔۔۔ تاکہ ہمارے بعد آنے والے ہمارے شر سے محفوظ رہیں۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے بھلے اور برے میں کیا فرق ہے۔۔۔

اتنا ہی جتنا ظالم اور مظلوم میں ہے۔۔۔

میں ظلم کروں گا تم پر تم ظلم سہو گے اپنے حصے کی سزا کاٹو گے اور چلے جاؤ گا۔۔۔۔

پھر کوئی نیا عابش جنم لے گا اس کوٹھے پر کسی نئی انعمتہ پر ریپ اٹیمپ ہو گا۔۔۔۔

اور ضروری نہیں پے کے ہر بار کوئی انعمتہ بچ جائے اور ہر انعمتہ کو آہان ملے۔۔۔۔

حالات کسی کے حق میں بہت اچھے ہوتے ہیں اور کسی کے حق میں نہت برے۔۔۔۔

کیا تم چاہتے ہو اپنے حصے کی سزا کاٹ کر معاشرے کو ایک اور ناسور دے جاؤ۔۔۔۔

کیا ہم اس ناسور کو ہی جڑ سے نہیں اکھاڑ سکتے۔۔۔ جہاں تمہاری ماں جیسی ہزاروں عورتیں جنم لے کر اپنے جیسی ہزاروں عورتوں پر ظلم کریں۔۔۔۔

عابش سزا پانا نا پانا الگ بات ہے--- مگر بھلا ہر کوئی نہیں کرتا کچھ خاص لوگ ہوتے۔ ہیں جو گناہگار ہونے کے بعد بھی میرے رب کے بہت نزدیک ہوتے ہیں بہت پیارے ہوتے ہیں اس کی نظر میں---

اور وہ ان کے گناہوں کی سزا ان سے دوسروں کے حق میں جزا کروا کر بخش دیتا ہے--- بے شک یہ میرے رب کے فیصلے ہیں جو چن چن کر تقدیروں کے پنے پلٹ کر رکھ دیتا ہے----

میں کون ہوتا ہو تمہیں سزا دینے والا--- وہ تمہارا اور خدا کا معاملہ ہے--- میں اس وقت تم سے ایک گزارش کرتا ہوں وہ یہ کے اس ناسور کو اکھاڑ کر پھینکنے کے لیے ہماری مدد کرو--- اور اس معاشرے کا ناسور گلشن بائی ہے----

دراب نے اس کو کاندھوں سے تھامتے ہوئے کہا تھا----

میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں مگر اپنی ماں کے خلاف ایک ننھی سخت لفظ نہیں برداشت کروں گا سر---- وہ ماں ہے میری میری جنت--- اور جنت کبھی بھی غلط نہیں ہوتی----

عابش نے کاٹ دار لہجے میں خود کو اونچی آواز رکھنے سے باز کرتے کہا تھا۔۔۔

بلکل وہ ماں ہے مگر تمہاری ماں ہے۔۔۔ تم اس کے حق میں بہتر ہو وہ تمہارے حق میں بہتر۔۔۔ نو ڈاوٹ یہ رشتہ ہی ایسا ہے۔۔

مگر باقی ان کاکیا قصور۔۔۔ نا تو گلشن بائی باقیوں کی ماں ہے اور نا ہی وہ باقیوں کے حق میں بہتر ہے۔۔۔۔

اور میرے خیال میں میری یہ دلیل تمہیں سب کچھ سمجھا دے گی۔۔۔ دیکھو عابش کسی بھی رشتے سے پہلے ہم انسان ہیں اشراف المخلوق۔۔۔۔

رب کے بندے۔۔۔ اس رب کے بندے جو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔۔۔۔ اور اس رب کے بندوں میں سے ہی وہ بندے بھی اسی زمین پر ہیں جن پر ظلم کی انتہا تمہاری ماں نے کی ہے۔۔۔۔

کیا تم اس ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والے کے بندوں کی بہتری کے لیے ہمارا ساتھ نہیں دو گے۔۔۔۔ دراب نے نہایت نرم گفتاری سے کہا تھا۔۔۔۔

سر یہ رپورٹس--- اس سے پہلے کے عابش کچھ بولتا--- ایک انسپکٹر اندر آیا تھا اور اس سے کہا تھا----

کون سی رپورٹس--- دراب نے وہ خاکی لفافہ انسپکٹر سے لیتے پوچھا تھا----

سر سیٹھ وجاہت کی اور مسٹر عابش کی ڈی این اے رپورٹ--- انسپکٹر نے عابش کی طرف دیکھتے کہا تھا----- عابش نے نا سمجھی سے دراب اور پھر اس انسپکٹر کو دیکھا تھا-----

ٹھیک ہے تم جاؤ--- دراب نے کہتے ہی وہ رپورٹ کا لفافہ چاک کیا تھا اور اندر سے رپورٹ نکالی تھی--- پھر پڑھ کر لبوں پر تلخ ہنسی لاتے---- وہ رپورٹ عابش کے ہاتھ میں تھمائی تھی----

لو پڑھ لو--- یہ میں نے نہیں تم نے نہیں میڈیکل سائینس نے کہا ہے-----

تمہارا باپ شہاب نہیں سیٹھ وجاہت تھا--- کسی خدشے کے تحت میں نے یہ ڈی این اے میچ کروائے تھے--- کیا تم اب بھی ایک ایسی عورت کو ماں کہو گے جو شہاب کے

نکاح میں ہوتے ہوئے سیٹھ وجاہت کے ناجائز بچے کی ماں بنی جس نے نا جائز تعلقات رکھے ایک غیر مرد کے ساتھ جبکہ وہ پہلے سے ہی ایک پاک رشتے میں تھی۔۔۔۔

دراب نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا تھا خود اس کو بھی گھن آہ رہی تھی وہ لفظ ادا کرتے۔۔۔۔

نہیں میں۔۔۔۔ میں شہاب کا بیٹا ہوں میں میں نا جائز اولاد نہیں ہوں میرا باپ سیٹھ وجاہت نہیں ہے۔۔۔۔

یہ یہ رپورٹ جھوٹی ہے تم سب جھوٹے ہو میری ماں اتنی گری ہوئی نہیں ہو سکتی۔۔۔ عابش نے دھاڑیں مار کر روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یہ کتنا سچ ہے کتنا جھوٹ یہ تم خود بھی پتہ کروا سکتے ہو عابش۔۔

میرا مقصد ہرگز تمہیں توڑنا نہیں تھا مگر میں یہ سچ تمہارے سامنے ہر حال میں لانا چاہتا تھا۔۔۔۔

کیونکہ گلشن بائی تک پہنچنے کے لیے ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔۔۔ تم وہ واحد امید ہو جس سے انعمتہ کی ماں کا پتہ چل سکتا ہے اپنی محبت کے لیے کچھ نہیں کر سکے تم۔۔۔۔ مگر تم اس کے سکون کے لیے اب بھی بہت کچھ کرسکتے ہو پلیز کوپریٹ کرو۔۔۔۔

تم برے نہیں ہو تمہاری تربیت بری ہوئی ہے تم اب بھی نکھار سکتے ہو خود کو سنوار سکتے ہو۔۔۔۔

دراب نے اس کو سنبھالتے ہوئے کہا تھا۔۔ جو روتے ہوئے اپنا آپ چھوڑ رہا تھا۔۔۔۔

نہیں میں کسی کو نہیں جانتا میری کوئی ماں نہیں ہے میری کوئی محبت نہیں ہے۔۔ معاف کرو مجھے اور مجھے سزا دو۔۔۔ میں تمہارے کسی کام نہیں آہ سکتا۔۔۔۔کہتے ہی وہ اس کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

میں تمہیں رات تک کا وقت دے رہا ہوں اچھی طرح سوچ لو عابش اپنے حق میں لکھے جانے والے بھلے کو مت ٹھکراؤ یہ نیکی رب نے تمہارے حق میں لکھی ہے۔۔۔ اور اگر تم اسے ٹھکرا دو گے تو تم اپنے حق میں برا کرو گے۔۔ کیونکہ مجھ تک رب۔۔۔۔ اس

گلشن تک پہنچنے کا کوئی نا کوئی وسیلہ پہنچا ہی دے گا۔۔۔ کیونکہ برائی کا انجام جلد یا بدیر لازمی ہوتا ہے۔۔۔۔

دراب نے پیچھے سے ہی آواز لگائی تھی۔۔۔ عابش کے قدم رکے تھے۔۔۔ ندامت کے آنسو بہے تھے۔۔۔۔

میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا کیونکہ میں خود بے یارو مددگار ہوں۔۔۔۔

کہتے ہی وہ رکا نہیں تھا اپنی مخصوص جیل کی طرف قدم بڑھا گیا تھا۔۔۔ اس نے سوچ لیا تھا۔۔ کے اتنے گناہ کرنے کے بعد وہ اپنی جنت کے حق میں برا نہیں کر سکتا چاہے وہ کتنی غلط کیوں نا ہو وہ ہے تو اس کی جنت ناں۔۔۔۔

مگر وہ جنت تھی بھی یا نہیں۔۔۔ کیسی جنت تھی جو خود اپنی اولاد کے حق میں برا کر بیٹھی تھی ۔۔۔

آئی ہیٹ یو ماما۔۔۔ اس نے گھٹنوں میں سر دیتے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ کیا کیا انکشافات نہیں کھلے تھے آج اس پر۔۔۔۔ وہ بری طرح ٹوٹا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ سڑک پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔۔۔ جب اس کے پاس سے کوئی گاڑی گزری تھی۔۔۔۔ گاڑی میں موجود لڑکے نے گاڑی روک کر اس کو دیکھا تھا۔۔۔ پھر اس تک پہنچا تھا۔۔۔۔ ہے مین ہیلو ۔۔۔ اس نے آوازیں دیں تھیں۔۔ مگر وہ بے ہوش تھا۔۔۔

اوہ مائے گوڈ یہ تو زخمی ہے۔۔ وہ لڑکا دیکھتے ہی اچھلا تھا چونکہ وہ بائے پروفیشن ڈاکٹر تھا اس لیے اسے باہوں میں اٹھائے۔۔۔ گاڑی میں ڈالا تھا۔۔۔ پھر اپنے پرائیویٹ کلینک لے کر گیا تھا۔۔

وہاں جا کر اس کے بازو سے گولی نکالی تھی۔۔ اور کچھ ٹریٹمنٹ کیے تھے۔۔۔

تقریبا ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سکندر کو ہوش آہ گیا تھا۔۔۔۔

کیسی طبیعت ہے اب تمہاری۔۔۔ اس ڈاکٹر لڑکے نے اس کے پاس کھڑے ہوتے پوچھا تھا۔۔۔

بہتر ہوں شکریہ آپ کا۔۔۔ سکندر نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیا کسی سے دشمنی تھی تمہاری جو تم پر فائر ہوا۔۔۔ ڈاکٹر نے کھوجتی نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔۔

نہیں سر میں تو سٹوڈنٹ ہوں بائیک پر گھر جا رہا تھا۔۔۔ راستے میں کچھ ڈاکو آئے انہوں نے ہاتھا پائی کی میری بائیک چھین لی اور مجھے فائر بھی کیا۔۔۔

سکندر نے جھوٹی بات بناتے کہا تھا۔۔۔ سچ وہ بتا نہیں سکتا تھا کیا بتاتا اور کہاں تک بتاتا۔۔۔۔

اوہ بیڈ آج کل تو یہ عام ہو گیا ہے خیر تمہارا موبائل بچ گیا اور یہ تمہارا ولٹ تمہیں گھر چھوڑ دوں یا چلے جاؤ گے۔۔۔

ڈاکٹر نے افسوس کرتے کہا تھا۔۔۔

سر آپ کا شکریہ میں خود چلا جاؤں گا۔۔۔ اور آپ کے ٹریٹمنٹ کی فیس میں کل۔۔۔۔

اوہ ریلیکس یار یہ نیکی میرے حصے میں تھی میں نے کر دی۔۔ تمہاری جان بچ گئی مجھے خوشی ہے اب تم سکون سے گھر جاؤ۔۔۔ اینڈ بیسٹ آف لک فور یور برائٹ فیوچر۔۔۔ ڈاکٹر نے ہنستے ہوئے کہا تھا اور چلا گیا تھا۔۔۔۔

وہ بھی اپنے بازو کی پٹی سنبھالے باہر نکلا تھا۔۔ موبائل تو بند تھا۔۔۔ رکشہ لے کر سیدھا تھانے پہنچا تھا۔۔ اور دراب سے ملا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا سکندر یہ بازو پر کیا ہوا۔۔ دراب نے دیکھتے اچنبھے سے پوچھا تھا۔۔۔۔

سر یہ فائر ہوا ہے۔۔۔ سر مجھ پر دو موٹر سائیکل سواروں نے۔۔۔۔ سکندر نے پوری بات دراب کو بتائی تھی۔۔۔۔

اوہ مائی گوڈ۔۔۔ اس نے کہتے ہی انٹر کام اٹھایا تھا۔۔۔۔

ہیلو موبائل ریڈی رکھو میں آہ ریا ہوں۔۔۔ اطلاع کرتے ہی وہ اپنی کیپ پہنے ہاتھ میں چھڑی لیے اٹھا تھا۔۔۔

چلو سکندر ہمیں اسی وقت رحمان کے گھر جانا ہو گا ورنہ مجھے ڈر ہے کچھ برا نا ہو جائے۔۔۔

اس نے اس کو کہتے باہر کی طرف قدم بڑھائے تھے اور دراب بھی اس کے ساتھ ہی باہر گیا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

تم سمجھ گئے لطیف تمہیں کیا کرنا ہے۔۔۔ گلشن بائی نے اپنا اگلا پلین اسے بتاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

جی بائی سمجھ گیا۔۔ مگر بائی یہ بہت مشکل ہے وہاں چاروں طرف پولیس کا پہرہ ہے میں کیسے اس گھر میں داخل ہو سکتا ہوں۔۔۔۔

لطیف نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔۔۔۔

بزدل انسان تمہیں اندر داخل ہونے کی کیا ضرورت اسے باہر انا ہو گا۔۔۔ جب وہ تم تک آہ جائے تو تم وہی کرنا جو میں نے تمہیں سمجھایا ہے۔۔۔۔

گلشن بائی نے لہجے میں تلخی لاتے کہا تھا۔۔۔۔

ا۔۔۔اپ۔۔۔اپ کو یقین ہے کے وہ خود۔۔۔۔

مجھے دو سو فیصد یقین ہے۔۔۔ میں نے چال ہی ایسی چلی ہے۔۔۔ بے فکر ہو جاؤ۔۔۔ اور رہی بات شک کی تو نا پولیس کو شک ہو گا اور نا ہی کسی کو۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں نے ہر پہلو پر غور نہیں کیا ہو گا سارے پہلوؤں پر غور کر کے نفع نقصان دیکھ کر ہی میں نے تمہیں یہ کہا ہے-----

ویسے بھی چال وہی چلتا ہے جو چال باز ہوتا ہے-- اور یہ چالبازی میں برسوں سے کرتی آئی ہوں اور کامیاب بھی ہوتی آئی ہوں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے----

اور تم ہی تو اس دن کہہ رہے تھے کے ہارنا میں نے سیکھا ہی نہیں پھر کیوں گھبرا رہے ہو----

تم بس وہ کرو جیسے جیسے میں کہتی جا رہی ہوں---- حالات اس وقت میرے خلاف ہیں----

مگر ان حالت کو کیسے مٹھی میں کرنا ہے یہ بھی میں جانتی ہوں--- اس نے ایک ادا سے مسکراتے ہوئے کہا تھا----

یہ تو ہے بائی--- آپ نے ہمیشہ جیت کو ہی مقدر بنایا ہے اور اس بار بھی جیت ہی آپ کا مقدر ہو گی---

میں پھر نکلتا ہوں-- رابطے میں رہوں گا---

لطیف نے خوشامدی لہجے میں کہا تھا اور پھر جانے کے لیے قدم آگے بڑھائے تھے۔۔۔۔

رکو لطیف۔۔۔ گلشن بائی نے آواز دی تھی۔۔۔

جی بائی۔۔۔ اس نے پوچھا تھا۔۔۔۔

اپنے موبائل کی لوکیشن اون کر لو تاکہ مجھے تمہاری پل پل کی رپورٹ رہے۔۔ اس نے اس کا موبائل لیتے ہوئے لوکیشن اون کر کے اسے موبائل دیا تھا۔۔۔

اب جاؤ۔۔۔۔ اس نے کہا تھا۔۔۔ اور وہ موبائل جیب میں ڈالے چلا گیا تھا۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد اس نے اپنے موبائل سے ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔۔ جان باقی ہے اس میں یا نہیں۔۔۔۔

اس نے فون کرتے پوچھا تھا۔۔۔۔

مرا ہوا ہی سمجھیں۔۔۔۔ کال رسیو کرنے والے نے کہا تھا۔۔۔۔

مار دو اسے۔۔۔ پوری چھ کی چھ گولیاں سینے میں اتارنا اس طرح کے وہ دوبارہ کبھی زندہ نا ہو سکے۔۔۔۔

نفرت سے کہتے اس نے کال کٹ کی تھی۔۔۔۔

کوئی بھی نا تو میرے ذہن تک پہنچ سکتا ہے اور نا مجھ تو ہاہاہاہاہا۔۔۔۔

کہتے ہی اس نے پھر ایک جان دار قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

سر یہ رہی یو ایس بی ڈیوائس اور لیپ ٹاپ۔۔۔۔ طاہر نے اسفند کے سامنے یو ایس بی ڈیوائس اور لیپ ٹاپ رکھتے کہا تھا۔۔۔

کتنے پیسے مانگے اس نے۔۔۔۔۔ اسفند نے لیپ ٹاپ کھولتے پوچھا تھا۔۔۔۔

سر پچاس لاکھ۔۔۔ اس نے مختصراً کہا تھا۔۔۔

دے آئے۔۔۔۔ اسفند نے بھنوئیں اچکاتے کہا تھا۔۔۔۔

جی سر۔۔۔ مگر پچاس ہزار ۔۔۔۔۔ جھانسا پچاس لاکھ کا ہی دیا تھا۔۔۔

طاہر نے سر کھجاتے کہا تھا۔۔۔

ویری گڈ۔۔۔۔ ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔ اسفند نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

لطیف سے بات ہوئی۔۔۔۔ اس نے یو ایس بی ڈیوائس لیپ ٹاپ سے کنکٹ کرتے پوچھا تھا۔۔۔۔

جی سر ہو گئی ہے کام ہوتے ہی وہ گلشن کے نہیں آپ کے پاس آئے گا۔۔۔ طاہر نے ٹھوس لہجے میں کہا تھا۔۔۔

گڈ ویری گڈ طاہر امپریسیو۔۔۔ لیپ ٹاپ کے بٹنز پر انگلیاں چلاتے ہوئے اسے سراہتے کہا تھا۔۔۔

شکریہ سر۔۔۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

یہ کیا یہ تو خالی ہے کچھ بھی نہیں ہے اس یو ایس بی ڈیوائس اور لیپ ٹاپ میں غصے سے لیپ ٹاپ پرے کرتے کہا تھا اس نے۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے سر۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا اس میں۔۔۔

بیوقوفوں اس نے ٹریپ کیا ہے تم لوگوں کو دفعہ ہو جاؤ مجھے ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ ویڈیوز چاہیے اور اگر ایک بھی ویڈیو غائب ہوئی تو حشر بگاڑ دوں گا تم لوگوں کا۔۔۔

غصے سے طاہر کا گریبان پکڑتے اسے کہتے باہر کی طرف دھکیلا تھا۔۔۔

اور خود لمبے لمبے ڈگ بھرنے لگا تھا کمرے میں۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

کیا ہوا بھائی کون تھا باہر ۔۔۔ شہ جیل کمرے میں آیا تو رحمان نے پوچھا تھا۔۔۔

کچھ نہیں میرے کچھ دوست تھے بس کچھ کام تھا ان کو تو وہ چلے گئے۔۔۔ شرجیل کہتے ہی کمفرٹر میں گھسا تھا لیٹنے کے لیے۔۔۔۔

ہوں۔۔۔ دوست میں کیا جانتا نہیں آپ کی خصلت کو بھائی۔۔ میں نے وہ ویڈیوز آپ کو کاپی کرتے دروازے کی اوٹ سے ہی دیکھ لیا تھا۔۔۔۔

اس لیے آپ کے باتھ روم جاتے ہی اس ڈیوائس سے اور لیپ ٹاپ سے میں نے وہ وہڈیوز خود ڈلیٹ کیں تھیں۔۔۔ آپ کو۔ کیا لگا بھائی میں ان سے بچا کر لا سکتا ہوں کسی لڑکی کی عزت تو۔ اپ سے کیا نہیں بچا پاؤں گا۔۔۔ غلط تھے آپ۔۔۔۔

اب دیکھتے ہیں آپ کا لالچ سرخرو ہوتا ہے۔۔۔۔ یا میرا اجر میری نیکی۔۔۔۔

ایک ایک لفظ چباتے ہوئے ادا کیا تھا اس نے۔۔۔۔

یہ کیا کیا تم نے رحمان میں ان ویڈیوز کے پچاس لاکھ لے چکا ہوں۔۔۔ یہ کیا کر دیا تم نے ۔۔۔۔ وہ بہت خطرناک لوگ ہیں وہ مار دیں گے مجھے۔۔۔۔

اس نے اپنے بال نوچتے کہا تھا۔۔۔۔ وہ رحمان کی بات سن کر ہی پریشان ہو گیا تھا۔۔۔ اور ان آدمیوں کے بارے میں سوچتے ہی اس کی ٹانگیں کانپیں تھیں۔۔۔۔

ویری سیڈ بھائی موت سے ڈر لگ رہا ہے آپ کو اللہ سے نہیں لگتا ڈر۔۔۔اور۔۔۔
ابھی رحمان کے منہ میں لفظ ہی تھے کے مین دروازے پر ہوتی بیل نے ان کا دھیان اپنی طرف کھینچا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

یہ ک۔۔۔۔۔ک۔۔۔کون آہ گیا۔۔۔ شرجیل نے لڑکھڑاتے لفظ ادا کیے تھے۔۔۔۔۔
جائیں وہیں ہو گے جن کو خالی چیزیں سونپ کر جہنم کا سودا کیا ہے آپ نے۔۔۔۔ رحمان نے اپنا تکیہ ٹھیک کرتے کروٹ کے بل لیٹتے کہا تھا۔۔۔۔
رحمان پلیز بچا لو مجھے ان کے پاس گن تھی۔۔۔۔وہ اس تک پہنچا تھا۔۔۔ اور اس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔۔
بھائی میں نے بھی آپ کے آگے ایسے ہی ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔ کے پلیز اس لڑکی کی عزت ہے آپ ویڈیوز ڈلیٹ کر دیں آپ نے کیا کیا۔۔ مجھے دھوکہ دے کر آپ وہ سب کرنے چلے تھے جو آپ کو زیب ہی نہیں دیتا تھا۔۔۔

ہم تین بہنوں کے بھائی ہیں یہ سوچ نہیں آئی آپ کے ذہن میں۔۔۔۔

اس نے اٹھ کر بیٹھتے نفرت سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

غلطی ہو گئی رحمان میں ان کے سارے پیسے واپس کر دوں گا پلیز بچاؤ مجھے۔۔۔۔۔

شرجیل نے کہا تھا۔۔۔

مجھ سے مدد مانگنے کی بجائے اللہ سے مدد مانگیں بھائی شاید وہ مدد کر دے۔۔۔ آپ کے گناہ کو اور آپ کے لالچ کو بخش دے۔۔ رحمان نے افسوس سے سر ہلاتے کہا تھا۔۔ پھر لیٹ گیا تھا۔۔۔

رحمان سکندر آیا ہے تم سے ملنے اور ساتھ پولیس بھی ۔۔۔ اتنے میں رحمان کے والد نے اندر آہ کر بتایا تھا۔۔۔۔

پولیس۔۔۔ شرجیل کے منہ سے لفظ نکلے تھے۔۔۔

سکندر۔۔۔ رحمان کہتے اٹھ کر گیا تھا باہر کی طرف شرجیل بھی ساتھ تھا۔۔۔۔

آسلام و علیکم۔۔۔ سکندر نے رحمان سے ہاتھ ملایا تھا۔۔۔

رحمان یہ انسپکٹر دراب ہیں وہ ویڈیوز والے کیس سے کنکٹیڈ ہیں---- ہ----ہم----
پروفیسر شازیہ کے گھر گئے تھے مگر وہ لیپ ٹاپ ان کے گھر سے غائب--۔
سکندر پریشان مت ہو وہ لیپ ٹاپ میں نے چرایا تھا ان کے گھر سے--- اس لیے میں تمہارے ساتھ فارم ہاؤس نہیں گیا تھا-- کیونکہ میں چاہتا تھا ہم اپنی اپنی جگہ پر الگ الگ اپنے کام نبٹائیں پروفیسر شازیہ کے پاس وہ لیپ ٹاپ ہوتا تو وہ نا جانے کیا کر گزرتیں----
رحمان نے سکندر کی بات کاٹتے کہا تھا---

اور اس کی بات سنتے دراب نے بھی سکون کا سانس کھینچا تھا اور سکندر نے بھی----
تھینک یو بیسٹی پراوڈ آف یو--- یو پروف اٹ یار یو پروف آور فرینڈ شپ---- سکندر نے خوش ہوتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا----
دراب کے لبوں پر مبہم مسکراہٹ ابھری تھی--- دوستی جیسا رشتہ ہی کوئی نہیں ہے--- ہر رشتے سے معتبر-- جہاں دو مختلف ماؤں کے بچے ایک دوسرے کے ساتھ

جڑتے ہیں۔۔۔ ایک دوسرے کے سول میٹس ہوتے ہیں۔۔۔ دکھ سکھ ہنسی خوشی کھانا پینا سونا جاگنا سب کچھ ایک جیسا ہوتا ہے۔۔۔ سچے کا سچا دوست۔۔۔ جھوٹے کو جھوٹا دوست۔۔۔ مگر یہ رشتہ کبھی بے مول نہیں ہوتا۔۔۔

خود اس کی اور زاویان کی بھی تو دوستی ایسے تھی ہر حد سے گزر جانے والی۔۔۔۔زاویان کا سوچتے ہی وہ اندر تک سرشار ہوا تھا۔۔۔

کہاں ہے وہ لیپ ٹاپ اور ڈیوائس لاؤ۔۔۔ سر کو دے دو۔۔۔ سکندر نے اس سے الگ ہوتے کہا تھا۔۔۔

سر میں آپ کو پوری بات بتاتا ہوں۔۔۔ اصل میں میں پروفیسر صاحبہ کے گھر سے لیپ ٹاپ لے آیا تھا۔۔۔ مگر جب میں لیپ ٹاپ گھر لایا تو مجھے اس کا پاس ورڈ ہیک نہیں کرنا آتا تھا۔۔۔۔

میں نے شرجیل بھائی سے کہا اور ان کو سب بتایا مگر بھائی کے دل میں لالچ آہ گیا اور پھر۔۔۔۔ رحمان نے پوری بات دراب کو بتائی تھی۔۔۔ پاس کھڑے شرجیل کی طرف اشارہ کر کے۔۔۔ وہیں کھڑے اس کے والد بھی سن رہے تھے۔۔۔۔

تو کیا وہ ویڈیوز پھر سے۔۔ سکندر سے اگلے الفاظ بولے ہی نہیں جا رہے تھے۔۔۔۔

نہیں سکندر جب میں نے کہا تھا کے وہ ہر حال میں حفاظت کرے گا ان آپی کی عزت کی تو میں کیسے پیچھے ہٹتا اپنے کہے سے۔۔۔۔ یہ دیکھیں سر۔۔۔۔

رحمان نے کہتے اپنی جیب سے موبائل نکالا تھا۔۔۔۔

پھر ویڈیو پلے کی تھی۔۔۔ سر یہ رہی ویڈیو۔۔۔ شرجیل بھائی کے باتھ روم جاتے ہی میں نے ڈیوائس اور لیپ ٹاپ سے ویڈیو ڈیلیٹ کی اور یہ ثبوت۔۔۔۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شرجیل بھائی کے ساتھ سودا کر رہے تھے میں نے پیچھے چھپ کر یہ بھی ریکارڈ کیا تھا۔۔۔۔ یہ سب ثبوت آپ کو دکھانے کے لیے کیونکہ شاید اگر میں خالی کہہ دیتا کے میں نے ویڈیوز ڈلیٹ کر دی ہیں تو آپ کبھی بھی یقین نا کرتے۔۔۔۔اس لیے میں نے یہ ایویڈنس کے طور پر ریکارڈ کیا۔۔۔۔

اب ان لوگوں کے پاس خالی ڈیوائس اور بس خالی لیپ ٹاپ ہے۔۔۔۔ رحمان نے اپنے موبائل پر ریکارڈ ساری ویڈیو دراب اور سکندر کو دکھائی تھی۔۔۔ جس میں واضح نظر آہ رہا تھا کے اس نے سب کچھ ڈلیٹ کیا تھا۔۔۔ اور پھر شرجیل کے نکلنے سے پہلے ڈیوائس اسی

جگہ رکھ کر لیپ ٹاپ بند کر کے واپس لیٹا تھا اور پھر سے شرجیل کی اور باقی سب کی ویڈیوز بنائیں----

تھینکیو سوچ رحمان--- تم واقع اپنے نام کی طرح ہو رحمان "رحم کرنے والے ائے--- تم اور سکندر دونوں سپر ہیروز ہو "اور تم جیسے سپر ہیروز جیسے بھائیوں کی ضرورت اس ملک کی ہر بہن ہر بیٹی اورہر ماں کو ہے--- تم دونوں نے اپنی بہادری اور سمجھداری سے یہ "ثابت کر دیا ہے کے "زرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی----

آئی سلیوٹ بوٹھ آف یو--- دراب نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ماتھے پر لے جا کر ٹانگ اوپر کر کے دونوں کی بہادری کو تعظیم دی تھی سلیوٹ کیا تھی----

جسے دیکھ کر رحمان کے والد بے حد خوش ہوئے تھے----

شکریہ آپ کا سر آپ جیسے دیانتدار آفیسرز ہیں تو ہم بھی بہادری دکھاتے ہیں--- بدلے میں ان دونوں نے بھی اسے سلیوٹ کیا تھا--- دراب نے ہنستے ہوئے دونوں کو سینے سے لگایا تھا----

سر میں یہ ویڈیو آپ کو سینڈ کر دیتا ہوں۔۔۔ مگر سر آپ سے ایک درخواست ہے۔۔۔ رحمان نے الگ ہوتے کہا تھا۔۔۔۔

ہاں رحمان کہو۔۔۔۔ دراب نے اسکے موبائل میں اپنا نمبر سیو کرتے کہا تھا۔۔۔۔

سر شرجیل بھائی کے دل میں لالچ وقتی آیا تھا وہ ایسے نہیں ہیں۔۔۔ پلیز انہیں معاف کر دیں اور ان غنڈوں سے بچا لیں انہیں پلیز۔۔۔۔

اس بار رحمان نہیں سکندر بولا تھا۔۔۔۔

ہمممم مگر تم سوچ سکتے ہو اگر وہ ویڈیوز ان تک پہنچ جاتیں تو کیا ہوتا۔۔۔ دراب نے شرجیل کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

سر میں بہت شرمندہ ہوں میں آج جان گیا ہوں کے برے کا انجام برا ہوتا ہے۔۔۔ اور اچھا کرنے والوں کے ساتھ کبھی برا نہیں ہوتا۔۔۔۔ شرجیل نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

دیکھا شرجیل مومن کی پہچان ہی یہی ہے "کر بھلا ہو بھلا۔۔۔ "شرجیل کے والد نے رحمان اور سکندر کا کندھا تھپتپاتے کہا تھا۔۔۔

آئی ایم سوری ڈیڈ--- شرجیل نے بھرائی آواز میں کہا تھا---

اٹس اوکے ینگ مین تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا یہی بہت ہے--- بٹ نیکسٹ ٹائم ویری کیئر فل---- ایسا کرتا ہوں میں دو پولیس سیکیورٹی گارڈ اس گھر کی نگرانی کے لیے بھجوا دیتا ہوں---- اور تم شرجیل چونکہ تمہاری ڈیٹیلز ان لوگوں کے پاس چلیں گئیں ہیں تمہارے نمبر کے زریعے تو تم اپنا موبائل مجھے دے دو---- باقی--- سکندر کو بھی میں گھر چھوڑ دیتا ہوں اور سیکیورٹی گارڈز اس کے گھر کے باہر بھی پہرا دیں گے----

بٹ جب تک یہ کیس حل نہیں ہو جاتا تم لوگوں میں سے کوئی بھی باہر نہیں نکلے گا---

دراب نے تینوں کو وارن کرتے کہا تھا---

جی سر ٹھیک ہے--- تینوں نے یک زبان کہا تھا----

گڈ اینڈ انکل تھینکیو سو مچ اتنی اچھی سوچ اور تربیت والا بیٹا دینے کے لیے اس قوم کو----

دراب نے شرجیل کے والد کو گلے لگاتے کہا تھا اور پھر سکندر کو لیے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

رات کافی ہو گئی تھی۔۔۔ وہ آہان کے جانے کے بعد سو ہی کب پائی تھی عادت تھی اسے اس کے سلانے کی وہ جب تک اسکے بالوں میں انگلیاں نہیں پھیرتا تھا تب تک وہ کہاں سو پاتی تھی۔۔۔۔اور اب جب وہ ایسے ہڑبڑی میں نکلا تھا۔۔۔ اسے خوف آیا تھا۔۔۔۔

کتنے گھنٹے وہ کمرے میں بیٹھ کر اسکا انتظار کرتی رہی تھی۔۔۔ پھر دل گھبرایا تو نیچے لاونج میں آہ گئی چادر اوڑھے۔۔۔۔ موسم چینج ہو رہا تھا تو رات کو سردی بڑھ جاتی تھی۔۔۔۔اس لیے گرم شال کاندھوں پر اوڑھے وہ نیچے آئی تھی۔۔۔۔

پورا آفندی ہاوس اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔ آبی کو جگا کر کیا بتاتی وہ۔۔۔

آہان کو بار بار کال کی تھی مگر وہ رسیو ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔

دل کسی انجانے خدشے کی وجہ سے اس کا کانپ رہا تھا۔۔۔ صوفے کی ٹیک پر سر رکھے آرم دہ حالت میں بیٹھتے کتنی دیر وہ دیوار پر نظریں گاڑے بے حس وحرکت بیٹھی رہی تھی۔۔۔۔

کہیں عابش نے تو آہان کو یا گلشن ماما۔۔۔ دل میں خیال آتے ہی اس کی آنکھیں بھگنے لگیں تھیں۔۔۔

یا اللہ پلیز ان کی حفاظت کرنا میرا واحد سہارا ہیں وہ اس دنیا میں۔۔۔۔ ان کی جان لینے سے پہلے مجھے اپنے پاس بلوا لینا پلیز مجھے ان کی خوشبو ان کا احساس ہمیشہ میرے آس پاس چاہیے انہیں کچھ ہوا تو میں جی نہیں پاوں گی۔۔۔۔

بہتی انکھوں سے سچے دل سے دعا کی۔۔۔ اور وہیں آنسو بہاتے بہاتے اسے احساس ہی نہیں ہوا کب اس کی آنکھ لگ گئی۔۔۔۔۔

گاڑی آفندی ہاؤس کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔ وہ گاڑی سے اتری تھی۔۔۔ وہی گھر جہاں اس نے نا آنے کی قسم کھائی تھی آج اسی گھر کے دو اہم اور مضبوط سہارے اسے

عزت احترام اور تکریم کے ساتھ دنیا کی بھیڑ سے دنیا کی گندگی سے بچا کر لائے تھے۔۔۔اس کی آنکھوں سے بے تحاشا آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔۔۔

زاویان نے المیرا کے آنسو دیکھتے اسے کاندھے سے تھاما تھا پھر اسکے کاندھے پر دباؤ بڑھاتے اپنا دایاں ہاتھ اس کے آگے کیا تھا۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ تھامتی۔۔۔ آہان کے پیچھے۔۔۔۔ زاویان کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

لاونج میں صوفے پر بیٹھی سکڑی سمٹی انعمتہ پر نظر پڑی تو المیرا کے آنسوؤں میں روانگی آئی تھی۔۔۔۔

وہیں انعمتہ کو یوں اپنا انتظار کرتے کرتے یو بے چین سوتا دیکھ آہان کے لبوں پر اس نازک جان کے لیے بے قرار مسکراہٹ مچلی تھی۔۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی اس کے پاس آئی تھی۔۔۔۔ اس کے پاس بیٹھتے اس کو غور سے دیکھا تھا۔۔۔ پھر اس کی گود میں رکھا اسکا نازک سا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیا تھے۔۔۔ المیرا کے کتنے آنسو اس کے اور اپنے ہاتھ پرگرے تھے۔۔ زاویان اور آہان دور کھڑے بس دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

جانا پہچانا لمس محسوس کرتے انعمتہ نیند میں لب وا کیے مسکرائی تھی۔۔۔

دیدم۔۔۔ اس کے لبوں نے نیند میں لفظ ادا کیے تھے۔۔۔

انعمتہ۔۔۔ المیرا نے ہچکیوں سے روتے کہا تھا۔۔ ادھر وہ اپنی بہن کی ہچکیوں سے بھری آواز سن کر بے چین ہوئی تھی اور آنکھیں کھولیں تھیں حیرت سے اپنے سامنے بیٹھی روتی بہن کو دیکھا تھا پھرزاویان اور آہان کو پوری انکھیں کھولے۔۔۔ اسے لگا شاید وہ خواب دیکھ رہی ہے۔۔۔۔

آئی ایم سوری انعمتہ۔۔۔ المیرا نے اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے کہا تھا۔۔۔ اس کی آواز سن کر وہ حقیقت میں واپس آئی تھی۔۔۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں اپنی بہن کے لفظ سن کر۔۔۔

دیدم۔۔۔ کہتے وہ بری طرح سے اس کےگلے لگی تھی۔۔۔ کتنے عرصے بعد وہ اپنی بہن کا لمس محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔ آخری بار وہ اس سےگلے تب ملی تھی جب وہ اس کی خاطر گلشن کے کمرے سے پاسپورٹ چرانے گئی تھی۔۔۔۔

می۔۔۔میں نے بہت برا کیا تمہارے ساتھ انعمتہ میں نے کبھی تمہاری پوری بات نہیں سنی ہر بار میں نے تمہیں غلط سمجھا۔۔۔اور تم میری عزت بچانے کے لیے ہر حد تک گئی۔۔۔ کتنی بڑی غلطی کی میں نے۔۔۔۔۔ مجھے راستے میں بتایا آہان بھائی نے کیسے ماما نے اس عابش کے زریعے تمہیں۔۔۔ انعمتہ وہ تو ہماری ماما ہے ہی نہیں ہماری ماما کو ن ہے پھر۔۔

میں کتنے اندھیروں میں رہی ہوں۔۔۔ وہ اس کے سینے کے ساتھ لگے پھوٹ پھوٹ کر روتے کہہ رہی تھی۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا دیدم اپ یہاں آہ گئیں ہیں نا آپ کو سچائی پتہ چل گئی ہے ناں تو سب ٹھیک ہو جائے گا آپ پلیز خود کو اذیت مت دیں۔۔۔ خود کو مت درد دیں۔۔۔ دیدم اللہ بہت کارساز ہے۔۔۔ اس نے ہمیں گلشن ماما سے بچایا ہے وہ ہماری ماما کو بھی ہم تک پہنچائے گا۔۔۔

اس کے چہرے سے آنسو صاف کرتے اسے تسلی دیتے کہا تھا۔۔۔۔

آپ کو پتہ ہے دیدم مجھے اس تہہ خانے میں نانو ملیں تھیں۔۔ انہوں نے کہا کے گلشن تمہاری ماں نہیں ہے۔۔۔ اس دن مجھے احساس ہوا کے ہم۔اس بیاباں دنیا کے جنگل میں کس قدر اکیلے ہیں۔۔۔

دیدم دا جی ٹھیک کہتے تھے۔۔۔۔ میں چاہ کر بھی تم دونوں کی قسمت نہیں بدل سکتا۔۔۔۔

اس نے روتے ہوئے بہن کے ہاتھوں کو چومتے کہا تھا۔۔۔۔

انعمتہ مجھے داجی کبھی بھی معاف۔۔۔۔

نہیں دیدم دا جی کبھی ناراض ہو ہی نہیں سکتے آپ سے آپ میں ان کو پاپا دکھتے تھے۔۔۔ اور پھر یہ سب تو ہونا لکھا تھا۔۔۔ ہم کیسے ٹال سکتے تھے اس سب کو۔۔۔ بس آپ رونا بند کریں زاویان بھائی ہیں نا ہمارے ساتھ اور پھر آہان بھی ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اور آبی بھی تو ہیں بلکل دا جی جیسے۔۔۔۔۔اس نے اپنی بہن کی حالت کو دیکھتے اس کے آنسوؤں کو دونوں ہاتھوں سے صاف کیا تھا۔۔۔ اور پھر اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔

زاویان المیرا کو کچھ کھلاؤ یار۔۔۔ پتہ نہیں کب سے بھوکی ہے میری بہن۔۔۔ آہان نے المیرا کے پاس آتے کہا تھا۔۔۔

زاویان بھائی آپ دیدم کو روم میں لے جائیں۔۔۔ میں کھانا لاتی ہوں۔۔ انعمتہ نے المیرا کے گلے میں بانہیں ڈالتے کہا تھا۔۔۔ بے حد خوش تھی وہ فائلی اس کی بہن محفوظ تھی اس کے ساتھ تھی اس کے پاس یہ احساس ہی اس کے لیے کافی تھا۔۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے آہان بھائی۔۔۔ اس نے صاف انکار کیا تھا۔۔۔

کچھ نہیں سن رہا میں لائٹ سا کچھ کھا لو پھر ریسٹ کرنا زاویان نے بھی کچھ نہیں کھایا۔۔۔

جاؤ انعمتہ کھانا گرم کرو۔۔۔ اور زاویان المیرا کو لے کر جاؤ۔۔۔۔ کھانا انعمتہ روم میں ہی دے دے گی۔۔۔ فریش ہو جاؤ تم دونوں بھی۔۔۔

اس نے زاویان سے کہا تھا۔۔۔ انعمتہ کھانا گرم کرنے کچن میں چلی گئی تھی۔۔ اور زاویان اور المیرا روم میں۔۔۔

آہان بھی فریش ہونے روم میں چلے گیا تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد انعمتہ کھانا ان کے روم میں دے آئی تھی۔۔۔۔۔

اپنے ایک دو ڈریس بھی المیرا کو دے آئی تھی کے وہ کمفرٹیبل ہو کر چینج کر لے۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

کیا بنا ویڈیوز ملیں یا نہیں۔۔۔۔ طاہر کو اپنے سامنے سر جھکائے کھڑے دیکھ کر اسفند نے پوچھا تھا۔۔۔

سر وہ ویڈیوز اب کبھی نہیں مل سکتیں۔۔۔ طاہر نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔۔۔

کیا مطلب نہیں مل سکتیں۔۔۔ اسفند نے غراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

سر وہ ویڈیوز اس انسپکٹر کے پاس پہنچ گئیں ہیں۔۔ ہمارے آدمیوں کے جانے سے پہلے ہی وہ لڑکا سکندر اور انسپکٹر دراب اس کے گھر چلے گئے تھے۔۔۔۔

اور پھر شاید انہوں نے ویڈیوز حاصل کر لیں ہیں۔۔۔ سر ہم پوچھ گچھ بھی نہیں کر پائے کیونکہ انسپکٹر دراب نے دونوں کے گھر سخت پہرا بٹھایا ہوا ہے۔۔۔۔

آگر ہم۔کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کرتے تو وہ یقیناً پولیس کو اطلاع کر دیتے۔۔۔

طاہر نے ساری بات خوفزدہ لہجے میں بتائی تھی۔۔۔

نہیں ---- یہ دراب اسے تو میں اس نوکری کے قابل ہی نہیں چھوڑوں گا--- ناک میں دم کر کے رکھ دیا ہے اس نے کون کون سے پچھلے کھاتے نہیں کھلوائے اس نے----

پر اب نہیں----

غصے سے کہتے اس نے ٹیبل پر پڑا گلاس دیوار پر مارا تھا جو کرچی کرچی ہوا تھا----

جاؤ اور اگر لطیف والے معاملے میں زرا بھی گڑبڑ ہوئی تو تم لوگوں کی چمڑیاں ادھیڑ دوں گا--- انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتے کہا تھا---

جی----جی سر-- وہ سر جھکائے کہتا باہر چلا گیا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ بیڈ پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا جب انعمتہ اندر آئی تھی----

دے دیا کھانا--- اس نے اس کے آتے ہی پوچھا تھا----

جی--- یک لفظی جواب دے کر وہ بالوں میں سے کیچر نکال کر دوپٹہ سائیڈ پر رکھتے لیٹی تھی----

فوریو--- اس نے سائیڈ ٹیبل سے چاکلیٹ نکال کر دی تھی اسے---

تھینکو--- اس نے اٹھ کر چاکلیٹ پکڑتے کہا تھا----

اس کے لیے--- آہان نے چاکلیٹ کی طرف دیکھتے کہا تھا-----

نہیں دیدم کے لیے--- اس نے آنکھوں میں پھر سے آنسو سجاتے کہا تھا----

نو بے بی ڈونٹ کرائے کم ہیر---- آہان نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے بازو کھولتے اسے رونے سے منع کرتے اپنے پاس بلایا تھا----

دیدم تمہاری بہن ہی نہیں ہے انعمتہ اس گھر کی عزت اور میری بہن بھی ہے---- اور اپنی عزتوں کی حفاظت کے لیے میں اور زاویان ہر حد تک جائیں گے----

اس کو سینے سے لگاتے اسکے بالوں پر لب رکھتے کہا تھا----

آہان آپ کو پتہ ہے میں بہت پریشان ہو گئی تھی-- مجھے لگا شاید عابش جیل سے نکل آیا ہے یا پھر گلشن ماما نے کچھ کر دیا--- اس نے اس کی کمر پر مضبوط حصار کھنچتے خوفزدہ لہجے میں کہا تھا----

کیوں پریشان ہوتا میرا چھوٹو سا بچہ---- آہان اپنے بے بی کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے--- اور ویسے انعمتہ اب تو سب ٹھیک ہو گیا ہے زاویان المیرا بھی پاس ہیں--- میں اور تم بھی اور آبی بھی اب تو ہم ہیپی فیملی ہیں--- بس اب اس فیملی میں چھوٹے

چھوٹے ڈھیر سارے بچوں کی ضرورت ہے۔۔۔ اس نے اسکے پیٹ میں گدگدی کرتے اسے ہنساتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

آہان نہیں کریں ہاہاہاہاہا پلیز۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے بیڈ پر لیٹتی گئی تھی۔۔۔۔ اور وہ اس پر جھکا ہوا تھا۔۔۔۔

چاکلیٹ کھائیں۔۔۔۔ آنکھ ونک کرتے آہان نے اس کے ہاتھ سے چاکلیٹ لے کر کھولی تھی۔۔۔

اس ٹائم۔۔۔۔ انعمتہ نے اس کو چاکلیٹ کھولتے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ہاں اس ٹائم میں کھلاؤں گا نا اپنے انداز سے۔۔۔ آہان نے ذومعنی انداز میں چاکلیٹ کی بڑی سی بائٹ لیتے کہا تھا۔۔۔اور پھر ہونٹ اس کے ہونٹوں کے قریب لایا تھا۔۔۔۔

ن۔۔۔ن۔۔نو ا۔۔۔۔اہا۔۔۔ آہان۔۔۔۔۔ وہ ایک پل میں گھبرائی تھی۔۔۔ مگر وہ کہاں سننے والا تھا۔۔۔ چاکلیٹ کو اپنے ہونٹوں میں دبائے وہ اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔۔ اس نے شدت سے آنکھیں بند کیں تھیں۔۔۔ ننھی سے جان ہلکان ہوئی تھی اس کی شدت پر۔۔۔۔ چاکلیٹ کا ذائقہ منہ میں گھلا تھا اور اس کے بھیگے ہونٹوں کے لمس کی

شدت۔۔۔ وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے اس کی دیوانگی کو اپنی جان پر برداشت کرتے نڈھال ہو رہی تھی۔۔۔ اور وہ اپنی پیاسی تھکن اتارنے میں بے پرواہ ہو رہا تھا۔۔۔

انعمتہ کی سانسیں اب دبنے لگیں تھیں۔۔۔ بے حال ہوتی اس کی شرٹ کو چھوڑ چکی تھی۔۔۔ اس کی مدہم سانسوں کا خیال کرتے وہ اب اس کے سرخ بھیگے ہونٹوں کو اپنی وارفتگی سے آزاد کر چکا تھا۔۔۔۔ مگر اس کے چہرے کے ہر نقش پر دیوانا وار جھکا اسے چومنے لگا تھا۔۔۔۔

آئی لو یو انعمتہ اس کے کان کے پاس سرگوشی کرتے ناک رب کی تھی اور پھر اس کے کان کے پیچھے جا بجا بھیگے لمس چھوڑے تھے۔۔۔۔

آہ۔۔۔ اہا۔۔۔ اہان۔۔۔ س۔۔۔ سونا۔۔۔ اس کی بڑھتی جسارتوں پر لمبے لمبے سانس لیتی وہ ہلکان ہوئی تھی۔۔۔ پور پور اس کی محبت میں جھلسنے لگا تھا اس کا۔۔۔۔

آئی نیڈ یو بے بی رائٹ ناؤ۔۔۔ اس کی آنکھوں پر لب رکھتے جزب سے کہا تھا۔۔۔

اس کے جذبات کی شدت تھی یا اسکی اواز کو جادو۔۔۔ وہ اس کی کمر کے پیچھے ہاتھ باندھتی اس کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔۔۔۔

آئی ہیٹ یو مسٹر آہان آفندی تھوڑا سا اوپر اٹھ کر اس کی کان کی لو پر لب رکھتے کہا تھا انعمتہ نے۔۔۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔۔

وہ اس کے نازک لبوں کا لمس محسوس کرتے اندر تک سرشار ہوا تھا۔۔آنکھیں بند کیے اس کی پہلی محبت کی مہر کو اندر تک محسوس کیا تھا۔۔۔

تمہیں تو میں بتاتا ہو۔۔۔ ہیٹ یو کی بچی۔۔۔ اس کی گردن میں منہ چھپاتے اس کی بیوٹی بون پر بھیگے لمس چھوڑتے کہا تھا۔۔۔

اس کی ڑیڑھ کی ہڈی میں اس کے جان لیوا لمسوں سے سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔۔۔

سو یو ہیٹ می۔۔۔ اس کے کان کو دانتوں تلے دباتے کہا تھا پھر اس کا رخ موڑ کر اس کی شرٹ کی زپ نیچے کی۔۔۔ وہ آنکھیں بند کیے اس کی جسارتوں کو جھیل رہی تھی۔۔۔

اس کا رخ اپنی طرف کیے کتنے ہی بھیگے لمس اس کے کاندھے پر چھوڑتے وہ دیوانا ہو رہا تھا۔۔۔۔

اہ۔۔۔اہا۔۔۔ آہان۔۔۔۔ اس نے بولنے کے لیے لب نیم وا کیے تھے جب وہ پوری شدت سے پھر سے اسکے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔ اور ہر سانس کے ساتھ اس کو نڈھال کرنے لگا تھا۔۔۔۔

وہ لمبے لمبے سانس لیے ہانپنے لگی تھی جب آہان نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کی تھی۔۔ اور کاندھوں سے اسکی شرٹ نیچے کھسکھاتے گردن سے لبوں کا سفر سینے تک لایا تھا۔۔۔۔ اور وہ اپنی خود سپردگی دل سے اپنے شوہر کے نام کر گئی تھی۔۔۔۔

وہ جانتی تھی کے اتنے دنوں سے جس کے منہ زور جذبوں کے طوفان پر اس نے بندھ باندھا ہوا تھا اس سے اسے ایک نا ایک دن ٹکرانا تھا۔۔۔ اور جب وہ اس سے جڑی ہر چیز کو اہمیت دے رہا تھا تو وہ اسے اپنی روح کا سکون اور مان نہیں بخش سکتی تھی۔۔۔ محبت تو دونوں ہی ایک دوسرے سے۔۔۔۔۔ ایک دوسرے سے بڑھ کر کرتے تھے۔۔۔ اور آج وہ اپنی روح کو اپنی محبت کی روح سے ملا رہا تھا۔۔۔۔

گھڑیاں خوش تھی۔۔۔ اور کمرے میں چھائی معنی خیز خاموشی دو دلوں کے ملن پر شاد تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

دودھ نہیں پیا تم نے۔۔۔ وہ کھانا کھا کر فری ہوا تھا جب دراب کی کال آئی تھی اور سننے باہر چلے گیا تھا۔۔۔ دراب نے اس سے گلشن اور رشید کے نکاح کی فوٹو گرافس اور ویڈیوز بھیجنے کا کہا تھا۔۔۔اور یہ بھی بتایا تھا کے المیرا کی ویڈیوز ڈلیٹ ہو گئیں ہیں اس لیے وہ پریشان نا ہو۔۔۔ اور وہ اسے شکریہ کہتا اسے تصویریں سینڈ کر کے اندر آیا تھا۔۔ جب المیرا کو یادوں میں کھوئے دیکھا تھا۔۔۔

میرو تم۔سے پوچھ رہا ہوں۔۔ دودھ نہیں پیا۔۔۔ اب وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا پوچھ رہا تھا۔۔۔

ہمم۔۔۔۔ ہاں۔۔۔ نہیں زاوی دل نہیں چاہ رہا۔۔ اس نے انکار کرتے کہا تھا۔۔۔

پیو اسے کھانا بھی تم نے نہیں کھایا مشکل سے دو نوالے۔۔ اس کو ختم کرو۔۔۔ اس نے گلاس اس کے ہونٹوں کے ساتھ لگاتے کہا تھا۔۔۔۔

زاوی۔۔۔۔ المیرا نے برا منہ بنایا تھا۔۔۔

پیو۔۔ اس نے تھوڑے سخت لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

اس کی طرف دیکھتے المیرا نے ہونٹوں پر لگے گلاس میں سے بمشکل آدھا گلاس پیا تھا۔۔۔

بس زاوی اس سے زیادہ پیوں گی تو وومٹ ہو جائے گی مجھے نہیں پسند میں نے کبھی نہیں پیا--- اس نے منت والا لہجہ اپناتے کہا تھا---

عادت ڈالو روز پینا ہے---- بھنویں اچکاتے تاکید کی تھی-- پھر اس کا چھوڑا باقی کا دودھ پیا تھا خود----

وہ بس اسے دیکھے گئی تھی---

کوئی اتنی حسین محبت کیسے کر سکتے ہے کے اپنے ہر لفظ سے اپنے احساس سے معتبر کر دے پاک کر دے---- اس نے زاویان کو دیکھتے سوچا تھا---

کوئی نہیں کر سکتا سوائے آپ کے شوہر کے جو اپنی محبت اور آپنی محبت کے احساس سے اپنی شریک حیات کے ہر دکھ کو چن لیتا ہے--- جیسے میر زاویان آفندی نے چنے المیرا کے دکھ----

اس نے دل میں ہی ہر سانس کے ساتھ اس کی سلامتی کی کتنی دعائیں مانگ لیں تھی----

میرو پین تو نہیں ہو رہا سر میں اگر ہے تو یہ پین کلر لے لو۔۔۔ اس کے پاس آتے فرسٹ ایڈ بوکس سے ٹیبلیٹ نکالتے کہا تھا۔۔۔

نہیں پین نہیں ہے مجھے سونا ہے زاوی۔۔۔ اس نے اس کا ہاتھ پکڑتے کہا تھا۔۔۔

اچھا آہ جاؤ۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا اس کے پاس اہ کر بیٹھا۔۔۔۔اس کی سلیپنگ گرل اسے سونے کا کہہ رہی تھی۔۔۔ جانتا تھا کے کتنی بے ہوش سوتی تھی وہ۔۔۔ مگر آج وہ خود بھی یہی چاہتا تھا کے وہ ریسٹ کرے سب کچھ بھول کر۔۔۔

لیمپ لائٹ اوف کرتے اس نے اس کے پاس لیٹتے اس کے نازک تھکاوٹ زدہ وجود کو اپنی اغوش میں لیا تھا۔۔۔

کمفرٹیبل ہو ناں۔۔۔ اس کے ماتھے پر لب رکھتے پوچھا تھا۔۔۔

ہمممم--- زاوی--- اس نے اس کے سینے کے ساتھ لگے اسے پکارا تھا----

جی زاوی کی جان---- اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے اس کے ٹھنڈے وجود کو خود میں گھساتے کہا تھا----

اس رات آپ کیوں آئے تھے گھر جب میں فائلز پر کام کر رہی تھی--- اس نے اب اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹے تھے پوچھتے----

کمفرٹیبل نہیں سو رہی تھیں تم--- میں بے چین ہوا تھا-- اس لیے آیا تھا اپنی سلیپنگ کوئین کو ٹھیک سے سلانے مگر پھر انہوں نے مجھے بری طرح بہکایا جیسے اب بہکا رہے ہیں---

اس نے آخری لفظ اس کے کان کے قریب لب لاتے کہے تھے۔۔۔ اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر۔۔۔

آپ کو کیسے پتہ میں ان کمفرٹیبل تھی۔۔۔ اس نے پوچھا تھا۔۔۔۔ اس کی انگلی لبوں سے ہٹاتے۔۔۔۔۔

اس لیے کے گلشن بائی کے ڈر سے میں نے تمہارے روم میں کیمراز فکس کروائے تھے تاکہ تمہاری حفاظت کر سکوں۔۔۔۔۔اور پھر تمہرے منہ سے خوبصورت اظہار محبت بھی تو سنا تھا۔۔۔۔ اس نے اس کے نچلے ہونٹ ہر انگوٹھا رب کرتے کہا تھا۔۔۔۔

سوری زاوی میں آپ کو سمجھ ہی نہیں پائی زاویان کی بات سن کر اس کی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں تھیں۔۔۔۔

ششششش۔۔۔ مشکل وقت تھا گزر گیا۔۔۔ اب بس محبت ہے تم ہو "میں ہوں "اور "ہماری قربت کے پل۔۔۔

اس کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں پر لب رکھتے کہا تھا زاویان نے۔۔۔ پھر اس کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھتے ہلکا سا لمس چھوڑ کر پیچھے ہوا تھا اور اگلے ہی پل پوری شدت سے دوبارہ اس کے نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں جھکڑا تھا۔۔۔

اس کی ٹانگیں جی جان سے کانپیں تھیں۔۔ جن کو وہ اپنی ٹانگوں کے حصار میں لے چکا تھا۔۔۔ وہ اس کی گرفت میں مچلی تھی اور وہ اس کی قربت میں سرشار ہورہا تھا۔۔۔۔ اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں الجھا رہا تھا۔۔۔۔

محبت کے ہر رنگ میں اس کو رنگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ اب المیرا کی ہمت ختم ہوئی تھی تب ہی اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اس کو پیچھے کرتے ہاتھ بے جان کر کے گرائے

تھے۔۔۔ اور وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا پیچھا ہوا تھا۔۔۔اس کے گلابی ہونٹ پر سجی خون کی بوند کو لبوں سے چنتے اس کی گالوں پر دہکتے لمس چھوڑتے اسے خود میں بھینچتے اس کی کمر سہلائی تھی۔۔۔۔

لو یو ہارٹ بیٹ۔۔۔۔

Loving you is a pure thing inside me---

(تم سے محبت ہی ایک خالص جذبہ ہے میرے اندر)

اس نے گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔۔۔المیرا نے اس کے لفظوں کی گہرائی کو شدت سے سمویا تھا خود میں۔۔۔۔۔

سو جاؤ ورنہ خود میں الجھا لوں گا۔۔۔ مبہم سا مسکراتے کہا تھا۔۔۔ اور پھر خود پر اور اس پر کمفرٹر ٹھیک کیا تھا۔۔۔۔اور دونوں نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔ کیونکہ ایک خوبصورت نیند کا سفر ان کا منتظر تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کیا تمہیں گلشن بائی یعنی تمہاری ماں نے بتایا تھا کے وہ رشید سے نکاح کر رہی ہے یا اس نے نکاح کر لیا ہے۔۔۔۔ وہ ایک بار پھر عابش کے سامنے موجود تھا۔۔۔۔

میری ماما بیوہ ہیں وہ ایسی حرکت۔۔۔۔

یہ چیک کر لو کچھ بھی کہنے سے پہلے۔۔۔ اور یہ سب کچھ تمہاری ماں نے تب کیا جب تم ہوسپٹل میں تھے شنگی سور موت سے لڑ رہے تھے۔۔۔۔۔ اس نے موبائل پر ویڈیو اون

کر کے دکھائی تھی اسے رشید اور گلشن کے نکاح کی۔۔۔ پھر یکے بعد دیگرے تصویریں اس کے سامنے رکھیں تھیں۔۔۔

وہ بے یقینی سے دیکھ رہا تھا وہ سب کچھ اسے بے بس خواب لگ رہا تھا۔۔۔ وہ بری طرح ٹوٹا تھا وہ سب کچھ دیکھ کر کیا کچھ نہیں اسے اس وقت محسوس ہو رہا تھا۔ ۔

دھوکہ "فریب "ہاں اسے اس وقت اپنی ماں کی ممتا بھی تو فریب ہی لگی تھی۔۔۔ ناجائز ہونے کے دکھ کا بوجھ ۔۔ وہ اپنے سینے پر تل تل بڑھتا محسوس کر رہا تھا کے ایک اور جھٹکا "اس نے بھرائی انکھوں سے دراب کو دیکھا تھا۔۔۔

پھر سر نیچے کیے اپنے آپ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام ہوا تھا۔۔۔

نہیں ماما۔۔۔ چیخ کر کہتے وہ ہچکیوں سے رونے لگا تھا۔۔۔ دراب اس کی کنڈیشن سمجھ سکتا تھا۔۔ وہ جانتا تھا کتنی تکلیف سے گزر رہا ہے وہ۔۔۔۔ تب ہی اٹھا تھا اور اس کے قریب بیٹھ کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا اور پھر اسے گلے سے لگایا تھا۔۔۔

بی بریو مین یہ معاشرے کی حقیقتیں ہیں۔۔ اس کی پیٹھ سہلاتے کہا تھا۔۔۔

ماما ایسے کیسے کر سکتی ہیں اتنے دھوکے۔۔ وہ روتا ہوا کہہ رہا تھا۔۔۔ دراب کے پاس کوئی جواب نہیں تھا کیا کہتا وہ کیا نہیں۔۔۔۔ کچھ بھی کہہ کر مزید وہ اب اس کے دکھ کو بڑھاوا نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔۔

کتنی دیر وہ دراب کے گلے سے لگا روتا رہا تھا اپنی قسمت پر اپنے گناہوں پر۔۔۔۔

اچھا چپ بس۔۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔۔۔ اللہ سے بہتری کی امید رکھو۔۔ یہ پانی پیو۔۔۔ اس کے آگے پانی کا گلاس کرتے کہا تھا۔۔۔ اس نے کچھ گھونٹ پانی کے پی کر دراب کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

سر میں۔۔ م۔۔۔۔ میں آپ کا ساتھ دوں گا۔۔ مجھے کیا کرنا ہو گا۔۔۔۔ اس نے اپنی ہچکیوں کو روکتے کہا تھا۔۔۔ وہ اب فیصلہ کر چکا تھا۔۔۔۔

سر نہیں۔۔۔۔ دراب بھائی کہو۔۔۔۔ اینڈ تھینکیو فور ہیلپ اس کی طرف دیکھتے مسکراتے کہا تھا۔۔۔۔

دراب خوش ہوا تھا۔۔۔ یہ اس کی پہلی فتح تھی۔۔۔ گلشن بائی تک پہنچنے کی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

زاویان اور آہان اہ گئے تھے کیا؟--- ابی نے فجر کے بعد جب اسد چائے دینے ایا تھا تو اس سے پوچھا تھا---

جی آہ گئے تھے--- سو رہے ہیں شاید اپنے کمروں میں اسد نے چائے رکھتے کہا تھا---

اچھا ڈرائیور کوبولو گاڑی نکالے آج جمعرات ہے قبرستان جانا ہے--- انہوں نے تسبیح رکھتے چائے کا گھونٹ لیتے کہا تھا----

جی--- اسد کہتا باہر آیا تھا---

کچھ دیر بعد ابی باہر آئے تھے--- یہ ان کی ہمیشہ سے روٹین تھی وہ ہر جمعرات قبرستان جاتے تھے دعائے مغفرت کے لیے----

کچھ دیر بعد وہ باہر ائے تو گاڑی میں بیٹھ کر وہ قبرستان کے پاس اترے تھے۔۔۔۔

تم پھول لے کر آؤ میں تب تک دعا کر لوں۔۔۔

ڈرائیور کو حکم دیتے وہ آگے بڑھے تھے۔۔۔ چونکہ صبح کا وقت تھا اور اکا دکا لوگ تھے۔۔۔۔۔ ڈرائیور سڑک کراس کرتے پھولوں والے کے پاس پہنچا تھا۔۔۔۔

ابی نے اگلا قدم اگے بڑھایا ہی تھا کے لطیف نے پیچھے سے آہ کر ان کے ناک پر بے ہوشی والا رومال رکھا تھا اور ان کے بے جان وجود کو گھسیٹتا۔۔۔ اپنے قریب اتی وین کے کھلے دروازے میں ڈالتا لے گیا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ابی کا سر ڈھلک چکا تھا۔۔۔ اور وہ لے جاۓ ہوئے سیٹ پر لیٹے تھے۔۔۔۔

ابی---- ابی--- ڈرائیور نے وین کے شیشے میں سے ابی کی جھلک دیکھی تھی وہ ان کو پکارتے ان کے پیچھے لپکا تھا----اور پھر گاڑی میں بیٹھے گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی تھی----

لیکن سب بے سود---- گاڑی کے چاروں ٹائر پینکچر تھے اور ایسا صرف اور صرف لطیف نے کروایا تھا----

وین میں بیٹھتے ہی لطیف نے اپنے موبائل کی لوکیشن اوف کر دی تھی----

چوہدری اسفند کے ٹھکانے پر چلو---- اس نے وین میں موجود اپنے کارندے سے کہا تھا----

مگر اسے تو گلشن بائی نے------ وین ڈرائیور نے نا سمجھی سے کہا تھا----

گلشن بائی وہ کیا دے گی مجھے اس بڈھے کو اپنی جان پر کھیل کر پکڑنے کا--- صرف شاباشی کے دو بول---

تجھے پتہ ہے اسکے عوض مجھے اسفند کیا دے گا دو کڑوڑ--- یہ اسے دوں گا--- اور اپنے پیسے پکڑوں گا پہلی فلائٹ سے امریکا----

پھر میرا ادھر سے رابطہ ختم۔۔۔ لطیف نے قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔۔

گاڑی اسفند کے ٹھکانے پر رکی تو وہ اور اس کا دوست ابی کو لے کر اندر آئے تھے اور پھر ایک کمرے میں لے جا کر ان کو کرسی پر بٹھا کر باندھا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ اپنے کالج میں کھڑی بچوں کو لیکچر دے رہی تھی۔۔۔ جب ایک پورا فیمیل پولیس سٹاف اس روم میں داخل ہوا تھا۔۔۔

پروفیسر شازیہ خان۔۔۔ انسپکٹر صبا نے آگے بڑھ کر کہا تھا۔۔۔

ج۔۔۔ج۔۔جی میں ہی ہوں۔۔۔ شازیہ کے رنگ اڑے تھے پولیس کو دیکھ کر۔۔۔ صبح صبح پولیس وہ بھی اسکے کالج میں۔۔۔

آر یو انڈر اریسٹ مس شازیہ۔۔۔ صبا نے ہتھکڑی لہرائی تھی اس کے سامنے۔۔۔

م۔۔۔م۔۔مگر میں نے کیا کیا ہے۔۔۔ شازیہ نے پوری بھاگنے کی تیاری کرتے پوچھا تھا۔۔۔

کسی کی پرائیویٹ ویڈیوز کو وائرل کرنے کے جرم میں آپ پر دفع 762 کے تحت فرد جرم عائد ہوتا ہے۔۔۔ اور کیچھ۔۔۔ صبا اس کے ارادے بھانپ رہی تھی تب ہی اس پر کڑی

نظریں جمائے بولی تھی۔۔۔۔ اس کے بولنے کی دیر تھی۔۔۔ پوری کلاس کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔۔۔ کلاس روم میں موجود سٹوڈنٹس چہ مگوئیاں کرنے لگے تھے۔۔۔۔

وہ سب کی اٹھتی نظریں خود پر دیکھ کر دوسرے دروازے کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کے دروازے کو عبور کرتی۔۔۔ صبا نے ایک جست میں ہی پہنچتے اس کی گردن دبوچی تھی۔۔۔۔ کمر پر ہاتھ ڈال کر وہاں پنچ مارا تھا۔۔۔

سب کو چکما دے سکتی ہو تم مگر انسپکٹر صبا تم سب کی باپ ہے۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھوں پر ہتھکڑیاں لگاتے ایک زور دار تھپڑ رسید کیا تھا اس کے منہ پر۔۔۔۔

چل اب سسرال تجھے میں بتاؤں گی کے اصل میں عزت ہوتی کیا ہے اور کسی کہ عزت اچھالنے کا سواد کیا ہوتا ہے۔۔۔۔

پورے کالج کے سامنے ہتھکڑیاں پہنائے وہ پورا لیڈی سٹاف اسے موبائل میں ڈالے وہاں سے لے گیا تھا۔۔۔۔

شازیہ کے شوہر نے اسی رات اس سے ناراضگی اختیار کر لی تھی۔۔ جب اسے اس سب واقع کا پتہ چلا تھا۔۔۔۔ پہلے پولیس نے شازیہ کے گھر ہی ریٹ کی تھی۔۔۔

مگر پھر اسکے شوہر سے پتہ چلا کے وہ کالج گئی ہے۔۔۔۔ یہی نہیں اس کے شوہر نے یہ بھی کہا کے اس کو کڑی سے کڑی سزا ملنی چاہیے اور سب کو بتانا چاہیے تاکہ پھر کوئی ماں اپنی بیٹی کی محبت میں آہ کر کسی دوسری بیٹی کی عزت نا خراب کرے۔۔۔۔

اور شازیہ کے شوہر کے تعاون سے ہی صبا اور اس کا سٹاف کالج پہنچا تھا۔۔۔ اور پھر سب کی سوالیہ نظروں، چہ مگوئیوں، کے سامنے اسے ہتھکڑیاں لگا کر تھانے لے کر گئے تھے۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

تیار ہو عابش۔۔۔۔ دراب نے سامنے بیٹھے عابش سے کہا تھا۔۔۔۔

جی دراب بھائی۔۔۔۔ اس نے ایک لمبا سانس کھینچتے کہا تھا۔۔۔۔

اوک۔۔۔۔اوکے۔۔۔۔ دراب نے کہتے ہی موبائل پر نمبر ڈائل کیا تھا پھر اس کا سپیکر لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کر کے ہیڈ فونز لگائے تھے کانوں میں۔۔۔۔

بیل جا رہی تھی۔۔۔۔ دراب نے اسے انگوٹھے سے تمبز اپ کیا تھا۔۔۔

پیلو۔۔۔ م۔۔۔۔ما۔۔۔ما۔۔۔ عابش نے ہانپتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ع۔۔۔ع۔۔۔عابی۔۔میرے بچے کہاں ہو تم۔۔ گلشن بائی نے بیٹے کی آواز سنتے ہی بے قرار ہو کر کہا تھا۔۔۔

م۔۔۔م۔۔مما۔۔۔ میں میں پولیس سے بچ کر آہ گیا ہو۔۔۔ میں۔ مجھے سمجھ نہیں آہ رہا میں کہاں جاؤں۔۔۔۔ پلیز ماما میں نے کسی آدمی سے فون لے کر آپ کو کال کی ہے مجھے یہاں سے لے جائیں ماما۔۔۔۔میں بہت تکلیف میں ہوں۔۔۔۔

اس نے رونے کی ایکٹنگ کرتے درد میں کہا تھا۔۔۔

ماما کی جان پریشان نہیں ہونا ماما ابھی بھجواتی ہیں کسی کو۔۔۔ یا ایسا کرو قریب کوئی رکشے والا ہے۔۔۔ گلشن بائی نے پوچھا تھا۔۔۔

ج۔۔۔ج۔۔جی۔۔۔ماما مین روڈ پر ہے۔۔۔۔ دراب کے اشارہ کر کے بتانے پر عابش نے کہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے رکشہ لو۔۔۔ اور یو ای ٹی کی بیک سائیڈ پر آہ جاؤ وہاں سے تیسری گلی میں ایک بڑا سا براؤن کلر کا گیٹ ہے اس گھر کے باہر آہ جانا ماما کی جان۔۔۔ ماما بے صبری سے انتظار کر رہی ہیں اپنے بیٹے کا۔۔۔۔

اس نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ عابش کی آواز سن کر اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ اس کی آواز میں اتنا درد کبھی فیل نہیں ہوا جتنا آج ہوا تھا اسے۔۔۔۔مگر وہ کیا جانے کے یہ درد اسکے اندر کی ٹوٹ پھوٹ کا تھا۔۔۔۔

ج۔۔۔ج۔۔۔جی۔۔۔ماما۔۔۔ ماما پلیز مجھے پولیس سے بچا لیں انہوں نے بہت مارا ہے مجھے۔۔۔ مجھے بہت درد ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے پکا یقین دلانے کے لیے مزید کہا تھا۔۔۔ تاکہ کسی شک کی گنجائش نا رہے۔۔۔۔ بس عابی تم آہ جاؤ میں ایک ایک سے بدلہ لوں گی تمہارے زخموں کا۔۔۔ گلشن بائی نے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے ماما۔۔۔۔ عابش نے دراب کے اوکے کہنے پر کال کاٹی تھی۔۔۔۔

دراب پیپر پر اسکا بتایا ہوا ایڈریس نوٹ کر چکا تھا۔۔۔۔

ویری گڈ عابش۔۔۔ اب تم ایسا کرو یہ والی چپ اپنی شرٹ کے انر سائیڈ پر چپکا لو۔۔۔ یہ سارا کچھ ریکارڈ کرے گی۔۔۔۔ اور اپنی ماں سے اس کا پورا ماضی پوچھو گے تم ایک ایک بات۔۔۔۔

جب وہ سارے اعتراف کر لے گی اس کے بعد باہر کھڑی پولیس تمہارے گھر پر ریٹ کرے گی۔۔ مگر اس دوران تم زرا بھی شک نہیں ہونے دو گے۔۔۔ اپنی ماں کو خود پر۔۔۔ اور ہاں ایک اور بات لازمی لازمی پوچھنا انعمتہ اور المیرا کی ماں کا۔۔۔ اگر وہ زندہ ہیں تو ان کا ٹھکانہ۔۔۔

دراب نے اسے ساری باتیں بتاتے کہا تھا۔۔۔ اور اسے اچھی طرح سمجھاتے ہر پوائنٹ پر تنبیہہ کی تھی۔۔۔

جی دراب بھائی میں سمجھ گیا ہوں۔۔۔ آپ فکر مت کریں میں سارا کچھ اگلوا لوں گا۔۔۔ عابش نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔۔۔

سر اس پروفیسر کو اریسٹ کر لیا ہے۔۔۔ صبا نے اندر آتے ہی سلوٹ مارتے کہا تھا۔۔۔

ویری گڈ اسے کورٹ میں حاضر کرنا ہے اس کا بیان ریکارڈ کرواؤ۔۔۔ اور عابش کو رکشے والے خان بابا کے ساتھ بھجوا دو۔۔۔ احمد اور ولید سے کہو عابش کی چپ سے کنکٹڈ لیپ ٹاپس پر ایک ایک سیکنڈ کی نظر رکھیں۔۔۔ کچھ بھی مس نہیں ہونا چاہیے پوری ریکارڈنگ

ایویڈنس کے طور پر کورٹ میں پیش ہونی ہے۔۔۔ دراب نے صبا کو آرڈرز دیتے کہا تھا۔۔۔

یس سر۔۔ صبا نے سلوٹ مارتے حکم کی تعمیل کرتے کہا تھا۔۔۔

جاؤ عالیش بیسٹ آف لک سرخرو ہو کر اور بھلے کے ساتھ لوٹو۔۔۔ اللہ تمہارا نگہبان ہو۔۔۔ دراب نے اس کے کاندھے تھپتھپاتے کہا تھا۔۔۔

وہ مسکرایا تھا پھر آنکھوں میں آنسو بھرے دراب کے گلے لگا تھا۔۔۔ اور صبا کی ہمراہی میں باہر کو چل دیا تھا۔۔۔

سر مسٹر شہاب کو ائیرپورٹ سے رسیو کر کے ہوٹل روم میں چھوڑ آیا ہوں۔۔۔ ان کے بیان ریکارڈز کرنے کے لیے انسپکٹر بھجوا دوں۔۔۔ ایک اور پولیس انسپکٹر نے اندر آتے ہی دراب سے کہا تھا۔۔۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں اس کا بیان سب کے سامنے ریکارڈ ہو گا۔۔۔ فی الحال ایسا کرو۔۔۔ چار سول یونیفارم میں انسپکٹر اس گھر کی نگرانی کے لیے بھجواو۔۔۔ گلشن بائی کے گھر کا پتہ پکڑاتے ہوئے کہا تھا دراب نے انسپکٹر کو۔۔۔

یس سر--- وہ بھی حکم کی تعمیل کرتا چلا گیا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡

سر--- لطیف اس بڈھے کو لے آیا ہے---- طاہر نے اسفند کو فون کر کے بتایا تھا

---

بہت خوب اسے اس کی رقم اور فلائیٹ ٹکٹ دے کر چلتا کرو میں بس آدھے گھنٹے تک پہنچ رہا ہوں--- اسفند نے جوش سے کہا تھا---

جی سر--- طاہر نے کہتے ہی کال کاٹی تھی---

♡♡♡♡♡♡♡

فون پر ہوتی بیل سے اس کی آنکھ کھلی تھی--- مندی مندی آنکھیں کھول کر سامنے لگی گھڑی پر ٹائم دیکھا تو سات بجا رہی تھی----

اس سے پہلے کے وہ موبائل اٹھاتا وہ بند ہو گیا تھا---

یعنی پاور آف چارج نہیں تھا شاید اس لیے----

اس نے موبائل ہاتھ میں پکڑ کر پھر اٹھنے کی کوشش کی تھی--- مگر وہ اس کے برہنہ سینے کے ساتھ چپکی سو رہی تھی---- اس کے سینے پر ہاتھ رکھے----

آہان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔اس کے سر کو اپنے بازو پر رکھ کر وہ اس کے چہرے کو دیکھنے لگا تھا لیمپ کی مدہم روشنی میں۔۔۔

میک اپ سے بے داغ چہرہ سوتے ہؤئے بھی اس کا چہرہ کسی چاند کے ہالے کی طرح چمک رہا تھا۔۔۔

مگر چہرے پر موجود جگہ جگہ سرخ نشان اس کی خود کی دیوانگی کا ثبوت تھے۔۔۔ گردن پر کاندھوں پر ہاتھ بڑھا کر اس نے وہ نشان دیکھے تھے۔۔۔ پانچ بجے تو اس نے اسے اپنے جنون سے اپنی دیوانگی سے آزادی دی تھی۔۔۔۔ ہر پل اس کے وجود پر اپنی محنتیں بکھیر کر اس کی جان ہلکان کی تھی۔۔۔۔

آہان پین ہو رہا ہے۔۔۔ اس کے لفظ یاد کر کے وہ گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ پھر اس کی گردن میں منہ دیئے پھر سے اپنی محبت بکھیرنے لگا تھا اس پر۔۔۔۔

وہ ہلکا سا کسمسائی تھی۔۔۔۔مگر اب وہ اس کے نیم وا لبوں پر جھکا تھا۔۔۔۔ ہلکے ہلکے بھیگے لمس چھوڑتے وہ پھر سے مدہوش ہونے لگا تھا کے دروازہ زور سے بجنے لگا تھا۔۔۔۔

انعمتہ نے بھی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ پھر آہان کو خود پر۔ جھکا دیکھ کر گھورا تھا۔۔۔ وہ اس کے نچلے بھیگے ہونٹ کو ہاتھ سے صاف کرتے اٹھا تھا

پھر الماری سے شرٹ نکال کر پہنی تھی۔۔۔ کیونکہ رات والی اس کی شرٹ تو انعمتہ پہنے لیٹی تھی۔۔۔

آہان بھائی دروازہ کھولیں جلدی۔۔۔۔ اب کے اسد نے دروازہ کھولنے کے ساتھ ساتھ صدا بھی لگائی تھی۔۔۔۔

آہان دروازے کہ جانب بڑھا تھا۔۔۔ انعمتہ کو کمفرٹر ٹھیک سے اوڑھنے کا اشارہ کر کے۔۔۔

کیا ہوا اسد خیریت۔۔۔۔ آہان نے دروازہ کھولتے ہی پوچھا تھا۔۔۔۔

آہان بھائی ڈرائیور بتا رہا ہے ابی کو کسی نے اغواہ کر لیا ہے۔۔۔ وہ قبرستان کے گیٹ پر تھے اور ڈرائیور پھول خریدنے گیا تھا تو انہی دو سیکنڈز میں۔۔۔ اسد نے ساری بات بتائی تھی آہان کو۔۔۔۔

زاویان بھی اس شور کی وجہ سے باہر آہ گیا تھا۔۔۔ جب کے المیرا ابھی سو رہی تھی۔۔۔۔

دروازہ بند کرتے وہ ان تک پہنچا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ اس نے آہان اور اسد کو پریشان کھڑا دیکھ کر پوچھا تھا۔۔۔۔۔ جب ہی اسد نے پوری بات زاویان کو بھی بتائی تھی۔۔۔۔

واٹ ہماری غلطی ہے بڑی ہمیں رات کو ہی آبی کو بتا دینا چاہیے تھا۔۔۔ ہم کیسے بھول گئے آج جمعرات

ہے اور ابی۔۔۔ آئی سوئیر بڑی اگر آبی کو خراش بھی آئی نا تو میں۔۔۔۔ آگ لگا دوں گا اس گلشن کو۔۔۔

چہرے پر سفاکیت سجائے اس نے غراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یہ جو باہر سیکیورٹی کھڑی ہے یہ کیا کر رہی ہے۔۔۔ زاویان غصے سے چلایا تھا۔۔۔

ریلیکس زاویان وہ صرف گھر کی نگرانی کے لیے ہے گھر سے باہر جانے والوں کی زمہ داری تک نہیں ہے۔۔۔ آہان نے اس کے غصے کو ٹھنڈا کرتے کہا تھا۔۔۔

واٹ ربش۔۔۔ کہتا وہ کمرے میں گیا تھا موبائل لینے۔۔۔ میرا موبائل لاؤ اسد روم سے۔۔۔ آہان نے کہا تھا۔۔۔

نہیں رکو میں خود لاتا ہوں۔۔۔ کسی خیال کے تحت اسے روک کر وہ خود کمرے میں آیا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا آہان وہ جو کمفرٹر اپنے گرد لپیٹے بیٹھی تھی آہان کے آتے ہی پوچھا تھا۔۔۔۔

کپڑے نکال دو انعمتہ میں فریش ہونے جا رہا ہوں۔۔ کہتے وہ موبائل چارج پر لگا کر فریش ہونے چلا گیا تھا۔۔۔۔

وہ گم صم سی اٹھی تھی بیڈ سے۔۔۔۔ کچھ بڑی بات تو ضروری تھی اور وہ کیا تھی وہ آہان کے نکلنے کے بعد ہی پتہ چلنا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

ہاں فرید کیا رپوٹ ہے۔۔۔ دراب نے بلو ٹوتھ میں پوچھا تھا۔۔۔۔

سر آپ کی سوچ ٹھیک تھی وہ گلشن بائی سکون سے نہیں بیٹھی۔۔۔۔ صبح جب ابی قبرستان کے لیے نکلے تو آپ کے حکم کے مطابق کے اس گھر سے کوئی بھی کبھی بھی نکلے مجھے اسکو فولو کرنا ہو گا۔۔ تو میں نے ایسا ہی کیا ابی کی گاڑی کو فولو کرتا رہا۔۔۔۔

قبرستان کے قریب سر ان کو اغواہ کیا گیا ہے۔۔۔ پھر ایک فارم ہاؤس ہے جس میں ابی کو لے کر گئے ہیں۔۔ مگر ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی سر۔۔۔۔

فرید نے دراب سے کہا تھا۔۔۔

کیا۔۔۔ دراب نے پوچھا تھا۔۔۔

سر یہ لطیف تو گلشن بائی کا کارندہ ہے پھر یہ اسفند کے فارم ہاؤس میں کیوں ابی کو لے کر گیا۔۔۔

فرید نے فارم ہاؤس کے دروازے پر نظریں گاڑتے کہا تھا۔۔۔

پیسہ ۔فرید۔۔ اور پیسہ کسی کا وفادار نہیں رہنے دیتا۔۔۔ تم وہیں نگرانی پر رہو گے۔۔ میں نے ایک ٹیم تیار کی ہے۔۔۔ جو تم تک تب پہنچے گی جب تم ہمیں اسفند کے وہاں آنے کا سگنل دو گے۔۔۔ دراب نے مصروف سے انداز میں اسے تنبیہ کرتے کہا تھا۔۔۔

سر لطیف باہر آہ رہا ہے اور وہ وین والا بھی۔۔۔ اس نے فون پردراب کو بتایا تھا۔۔۔

وہ دونوں کسی بھی حال میں نکلنے نہیں چاہیے۔۔۔ پکڑو اور تھانے پہنچاؤ انہیں۔۔۔ دراب نے ارڈر دیتے کہا تھا۔۔

یس سر۔۔۔ فرید نے کہتے فون بند کیا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ رکشے سے اتر کر اندر گیا تھا۔۔۔ سامنے ہی گلشن بائی باہیں کھولے بیٹے کے لیے منتظر کھڑی تھی۔۔

وہ جاتے ہی ماں کے گلے لگا تھا۔۔۔

ماما۔۔۔ عابش ماں کے گلے لگا تھا۔۔۔۔ماں نے بھی تڑپتے ہوئے اسے باہوں میں بھینچا تھا۔۔۔

عابش میرے بچے میں اب تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گی۔۔ کتنا تڑپی ہوں میں تمہاری چاہت میں تمہاری محبت میں اب اور نہیں۔۔۔ میرے بیٹے کو اب کوئی خراش بھی نہیں دے سکتا اس نے اس کو خود سے لپٹائے کہا تھا۔۔۔

ماما مجھے بچا لیں۔۔۔ مجھے ان پولیس والوں کے پاس نہیں جانا۔۔۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اگر انہوں نے مجھے پھر پکڑ لیا۔۔۔ جھوٹی اداکاری کرتے وہ دل میں نفرت کا طوفان لیے اپنی ماں کے جھوٹے لفظوں پر کھول اٹھا تھا۔۔۔

تم نے کچھ نہیں کھایا ہو گا ناں آج میں نے اپنے ہاتھوں سے تمہارے آنے تک تمہارے لیے چکن کڑاہی بنائی ہے۔۔ ماما کی جان فریش ہو جاؤ کھاتے ہیں۔۔

اس کے ماتھے کو چومتے کہا تھا۔۔۔

جی ماما وہ ماں سے الگ ہوتا سامنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

یہ لطیف کا بچہ کہاں مر گیا ہے ابھی تک آیا کیوں نہیں۔۔۔ اور لوکیشن بھی آف ہے۔۔۔۔

گلشن بائی نے عابش کے روم میں جاتے ہی موبائل چیک کرتے غصے سے کہا تھا۔۔۔۔

پھر اس کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔ کہاں مر گئے ہو تم لطیف۔۔۔ گلشن بائی نے اس کے فون اٹھاتے ہی غصے سے کہا تھا۔۔۔۔

اوہ گلشن تمیز سے بات کر اب میں تیرا دو ٹکے کا ملازم نہیں رہا۔۔۔۔ لطیف نے فون اٹھاتے ہی کڑک دار لہجے میں کہا۔۔۔۔

یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔۔۔ اس کا لب و لہجہ سن کر گلشن دنگ رہ گئی تھی۔۔۔۔

بکواس میں نہیں کر رہا تو سن کان کھول کر تیرے اس دشمن کو اٹھا کر پھینک آیا ہو اسفند کے قدموں میں کیونکہ وہاں سے ملنا تھا مجھے مال اور تو تو نے کیا دینا تھا مجھے۔۔۔۔

دو بول شکریہ کے۔۔۔۔ لعنت بھیجتا ہو تجھ جیسی حرامز ° ° ° ° کے منہ سے نکلے ان لفظوں پر۔۔ چل کوئی نیا کارندہ ڈھونڈ اپنے لیے۔۔۔ گالی نکال کر اپنے لہجہ کو حقارت زدہ بناتے اس نے فون کاٹا تھا۔۔۔۔

لطیف تجھے تو میں اگلی سانس نہیں لینے دوں گی تو نے مجھے۔۔۔۔ گلشن بائی کو گالی دی۔۔۔ غصے سے تلملاتے اس نے ایک اور نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔۔۔

کہاں ہو تم چاروں ابھی کے ابھی میرے پاس پہنچو اس نے فون رسیو ہوتے ہی کہا تھا۔۔۔

خیریت بائی۔۔۔ فون ریسیو کرنے والے نے ہوچھا تھا۔۔۔۔

خیریت ہوتی تو۔۔۔ میں فون کرتی۔۔۔ اس کو مار دیا کیا۔۔۔ گلشن نے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں بائی رات کسی کام کے سلسلے میں ایمرجنسی جانا پڑا تو وہ بچ گیا ابھی وہی کرنے لگے تھے۔۔۔۔۔

اس نے فون پر کہا تھا۔۔

اسے چھوڑ دو فی الحال اور جلدی پہنچو۔۔۔۔

کہتے گلشن نے کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔۔ اس غنڈے نے موبائل کو دیکھا تھا۔۔۔ پھر اندر کی ظرف بڑھا تھا۔۔۔۔

رشید رسیوں میں جھکڑا ہوا تھا اور اس غنڈے کا ایک ساتھی اس کے دماغ کانشانا باندھے گن لیے اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔

اوئے چھوڑ دے اسے گلشن بائی کے آرڈر ہیں۔۔۔ ابھی ہم چاروں کو بلوایا ہے۔۔۔ جلدی چلو۔۔۔ اس نے باقیوں کو کہا تھا اور پھر باہر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔

ان کے جاتے ہی رشید نے سکھ کی سانس لی تھی ورنہ آج توموت سامنے کھڑی تھی اس کے۔۔۔۔ کچھ پل وہ اپنی بے بسی پر روتا رہا تھا۔۔۔

پھر کچھ سوچ کر کرسی گھسیٹتا سامنے پڑی ٹیبل تک پہنچا تھا۔۔۔۔ٹیبل پر پڑی شراب کی بوتل کو ٹانگ سے ٹیبل ہلا کر نیچے پٹخا تھا کے وہ ٹوٹ گئی تھی۔۔۔پھر پاوں کے انگوٹھے اور انگلی سے اس بوتل کے بڑے والے ٹکڑے کو پکڑا تھا کے کانچ بری طرح اس کے پاوں میں لگا تھامگر اسے برداشت کرنا تھا۔۔۔۔ وہ کانچ پاؤں میں پکڑ کر اس نے ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔ پھر کرسی کو

کھسکھاتے رخ موڑا تھا کرسی کا۔۔۔۔ کرسی پر بیٹھے بیٹھے۔۔۔ اور جب ٹیبل کی طرف اس کی پشت آہ گئی تو۔۔۔۔ ٹیبل پر سے بندھے ہوئے ہاتھ کے زریعے وہ کانچ کا ٹکڑا پکڑ کر رسی پر رگڑنے لگا تھا۔۔۔ ایسا کرنے سے بہت بار اس کا ہاتھ زخمی بھی ہوا بہت بار برداشت کرتے کرتے اس کی ہمت ختم بھی ہوئی مگر وہ یہ آخری موقع اب گنوانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔

اور بلا آخر پندرہ منٹ کے بعد وہ رسی کھولنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔۔ جلدی جلدی اس نے پاؤں سے بھی رسیوں کو آزاد کروایا تھا۔۔۔ پھر اپنے ہاتھوں سے نکلتے خون کی پرواہ کیے بغیر وہ داخلی دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ مگر وہ بند تھا۔۔۔ گھر میں کوئی بھی نہیں تھا۔۔

اس نے کمرے میں آہ کر کھڑکی کا شیشہ توڑا اور وہاں سے کود گیا تھا۔۔۔ اب اس کی منزل تھانہ تھا۔۔۔

اسے کیسے بھی کر کے کسی طرح پولیس اسٹیشن جانا تھا اور وہاں سے زاویان کے گھر۔۔۔۔۔

اس نے مین روڈ پر آتے ہی رکشہ لیا تھا اور تھانے پہنچا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

موجیں لگ گئیں آج تو اپنی پوری زندگی میں اتنا نہیں کمایا جتنا اس بڈھے کے اغواہ پر مل گیا۔۔۔۔ اور بارہ بجے فلائیٹ بھی ہے۔۔۔۔

لطیف وین میں بیٹھا مسکرا رہا تگا۔۔۔۔

گلشن بائی تیرے برے دن تو شروع اسفند کے ہاتھوں۔۔۔۔ وہ زور دار قہقہہ لگاتے ہنسا تھا۔۔۔۔

یہ لے یار یہ تیرا دولاکھ اور یہ بیس ہزار اوپر تو نے بڑی مدد کی ہے میری یہ بیس ہزار تیرا انعام لطیف نے وین ڈرائیور کے سامنے پیسے رکھتے کہا تھا کے اچانک سامنے سے ان کی وین کے شیشے ہر یکے بعد دیگرے فائر ہوئے تھے۔۔۔۔

پھر ان کی وین کے ٹائروں پر فائر۔۔۔۔ لطیف چوکنا ہوا تھا۔۔۔ اس نے گن نکال کر جوابی کاروائی کی تھی۔۔۔۔

گاڑی تیز چلاؤ۔۔۔ لطیف نے حکم دیا تھا۔۔۔۔

کیسے چلاؤں گاڑی پنکچر ہو گئی ہے--- وین ڈرائیور نے کہا تھا اور پھر گاڑی جھٹکے سے رکی تھی----

ہینڈز اپ---- فرید نے وین کے قریب آتے کہا تھا--- لطیف کی پسٹل سے گولیاں ختم ہوئیں تھیں--- فرید نے اور اس کے باقی ساتھیوں نے لطیف اور اس کے ساتھی کو ہتھکڑی لگا کر گاڑی میں ڈالا تھا----

تم لوگ ان دونوں کو تھانے پہنچاؤ میں فارم۔ہاوس جاتا ہوں--- باقی آفیسرز کو حکم دیتے ولید فارم ہاؤس کی طرف بڑھا تھا اپنی گاڑی میں بیٹھ کر---

کیا اسفند آیا وہاں فرید نے گاڑی تیز چلاتے وہاں موجود حوالدار سے فون پر رابطہ کرتے کہا تھا---

نہیں سر--- اسے جواب ملا تھا---

نظر رکھو میں پہنچ رہا ہوں---- فرید نے کہتے کال کاٹی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡

سر چار غنڈے گلشن بائی کے گھر کی طرف بڑھے ہیں--- وہاں موجود سول یونیفارم میں کھڑے انسپکٹر نے دراب کو اطلاع دی تھی)----

یہ عورت کیا کرنا چاہ رہی ہے اب۔۔۔ دراب اپنے سامنے کھلے لیپ ٹاپ پر سامنے عابش اور گلشن کو کھانا کھاتے دیکھ کہہ رہا تھا۔۔۔

ایسا کرو۔۔۔ ابھی دراب فون پر موجود سول یونیفام آفیسر کو کچھ کہنے ہی والا تھا کے اس کے دوسرے انٹرکام پر کال موصول ہوئی تھی۔۔۔

سر لطیف اور اس کے ساتھی کو پکڑ لیا ہے وہ تھانے پہنچتے ہوں گے۔۔۔ فرید نے اسے نتایا تھا۔۔۔

گڈ۔۔۔ اسفند والا کیس بہت دھیان سے ٹریٹ کرنا فرید۔۔۔ دراب نے کہتے فون رکھا تھا۔۔۔

مجھے لگتا ہے یہ کوئی بڑی گڑبڑ کرنے والی ہے کہیں اسے عابش پر شک تو نہیں ہو گیا۔۔۔ اس نے ان چاروں کو فون کر کے بلوایا یہ تو میں کب سے سن چک ہوں کیمرا زکے۔ زریعے مگر کیوں بلوایا کیا لطیف کے لیے یا پھر کسی اور مقصد کے لیے۔۔۔۔

دراب نے اس افیسر سے کہا تھا۔۔۔

سر مجھے بھی یہی لگ رہا ہے ورنہ چار چار غنڈوں کو۔۔۔ کس لیے بلائے گی وہ۔۔۔

فون پر موجود دوسرے افیسر نے کہا تھا۔۔۔

اوکے ان چاروں کے اندر جاتے ہی اریسٹ کرو سب کو اور پورا گھر اچھے سے چھان مارنا پتہ نہیں مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کے کوئی نا کوئی راز اس گھر سے جڑا ہے۔۔۔ بٹ بی ویری کئیر فل مجھے سب زندہ چاہیے۔۔۔۔

دراب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یس سر۔۔۔

دراب نے سنتے ہی فون رکھا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

آہان آپ مجھے کچھ بتا کیوں نہیں رہے۔۔۔۔

وہ جلدی میں جوتے پہن رہا تھا۔۔ تب وہ روتے ہوئے اس کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوا انعمتہ بس آبی قبرستان گئے تھے تو تھوڑی طبیعت خراب ہو گئی ہے تم دعا کرنا اور سٹریس نہیں لینا ہم جا رہے ہیں خیریت کی اطلاع دیں گے اور المیرا کو کچھ مت بتانا۔۔۔ اور پلیز گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

اسکو تسلی دیتے وہ موبائل لیتا باہر نکلا تھا۔۔۔

دراب کو کال کی۔۔۔ زاویان کو ٹی وی لاونج میں کھڑے دیکھتے وہ اس تک پہنچا تھا۔۔۔۔ اور اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔

کسی دوسری کال پر بزی ہے اس کا نمبر دو بار ٹرائے کر چکا ہوں۔۔ زاویان نے پریشانی سے کنپٹی مسلتے کہا تھا۔۔۔

بڈی آبی ٹھیک ہو گے ناں آنکھوں میں نمی لاتے پوچھا تھا۔۔ اس نے۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا ان کو پریشان مت ہو۔۔۔ چلو دراب کے پاس ہی چلتے ہیں ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہم بیٹھ نہیں سکتے۔۔۔۔

آہان نے کہا تھا اور پھر وہ ایک دوسرے کی ہمراہی میں باہر نکلے تھے۔۔۔۔

ان کی گاڑی گھر سے نکلتے ہی ایک اور پولیس انسپکٹر کی گاڑی نے ان دونوں کی گاڑی کا بھی پیچھا کیا تھا کیونکہ سخت ارڈرز تھے دراب کے۔۔۔۔ کے جو بھی گھر سے باہر نکلے ان کا پیچھا کرو۔۔۔

وہ دونوں گاڑی تیز ڈرائیو کرتے پولیس اسٹیشن پہنچے تھے۔۔۔۔ اور پھر اندر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔

دراب ابی--- زاویان نے اس کے افس میں جاتے ہی پریشان کن لہجے میں کہا تھا----

ریلیکس زاویان میں جانتا ہوں آبی کہاں ہیں---- پریشان مت ہو--- اس اسفند اور گلشن نامی چوہے اور چوہیا کو ان کے بل سے نکالنے کے لیے ان کی چال کو تھوڑا سا کامیاب ہوتا دیکھنا ضروری تھا----

دراب نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے کہا تھا---

مگر دراب اگر ابی کو کچھ-- آہان نے لرزتے لہجے میں کہا تھا--

کچھ نہیں ہو گا آہان بھائی میری پوری ٹیم وہاں موجود ہے-- جیسے ہی کوئی سگنل ملتا ہے ہم فورآ نکلیں گے--- دراب نے تسلی دیتے کہا تھا---

میں-- میں ساتھ جاؤں گا--- وہ بوڑھی جان--- میں اس اسفند اور گلشن کو چھوڑوں گا نہیں زاویان نے چلاتے ہوئے غصے میں کیا تھا---

ریلیکس زاویان-- پریشان مت ہو ابی بخیرو عافیت پہنچے گے یہاں----

اس نے پھر سے تسلی دی تھی--- اس دوران اسے سنٹرکام پر کال ریسیو ہوئی جسے اس نے رسیو کیا تھا----

سر اسفند کی گاڑی فارم ہاؤس میں داخل ہو رہی ہے-- فرید نے کہا تھا---

اوکے میں پہنچ رہا ہوں-- دراب کہتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا---

کیا ہوا---- زاویان نے گھبرا کر پوچھا تھا---

اسفند وہاں پہنچ چکا ہے جہاں ابی کو لے کر گئے ہیں ہمیں نکلنا ہو گا----

کہتے ہی----وہ آہان اور زاویان کی ہمراہی میں باہر نکلا تھا---

انسپکٹر صبا---- گلشن والے گھر کی لوکیشن پر آپ ریٹ کریں گیں---- باقی آفیسرز کے ساتھ اور یاد رکھیے گا اس گھر میں کچھ تو ہے ایک ایک کونا کنگھالیے گا---

باہر نکلتے ہی صبا کو کسی فائل پر جھکا دیکھ وہ اس کے پاس رکا تھا-- اور جلدی جلدی میں اسے آرڈر دے کر وہاں سے نکلا تھا---

یس سر--- اس نے فائل سے سر اٹھاتے کہا تھا----

پتہ نہیں کونسی ہڈی فکس کروائی ہے خود میں کل سے ایک پل بھی نہیں سونے دیا۔۔۔ رات بھی نہیں گھر گئی۔۔۔۔ انسپکٹر صبا یہ کر لو وہ کر لو۔۔۔ انسان نہیں کوئی خلائی مخلوق ہے جو خود بھی اڑتالیس گھنٹے ڈیوٹی دیتا اور ہم معصوموں کو بھی پھنسواتا ہے۔۔۔ اللہ کرے دراب کے بچے تجھے بیوی گنجی ملے تیرے بچے کالے ہوں۔۔۔ کہتے ہی اس نے اپنی جمائی روکی تھی۔۔۔ پھر غصے سے وہ اپنی کیپ پہنتی وائرلیس اٹھائے باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

آبی کیسے ہیں آپ۔۔۔اسفند نے مکروہ ہنسی ہنستے کہا تھا۔۔۔

آبی کو ہوش آہ گیا تھا۔۔۔ اور اب وہ اپنے سامنے بیٹھے اسی لڑکے کو دیکھ رہے تھے جس کے ساتھ المیرا اپنے اور زاویان کے نکاح کو جھوٹا کہہ کر گئی تھی۔۔۔۔

کیوں لائے ہو مجھے یہاں۔۔۔ ابی نے اس کے سوال کا جواب دیئے بغیر پوچھا تھا۔۔۔۔

کیوں لایا یوں انٹرسٹنگ۔۔۔ ویسے تومیں اپنے کسی بھی عمل کی کسی کو بھی بھنک نہیں لگاتا پر بزرگو آپ بڑے ہو۔۔ آپ کے احترام میں بتا دیتے ہیں۔۔۔۔

میری امانت ہے آپ کے پوتے کے پاس بس وہ سیدھی طرح سے مجھ تک آہ نہیں رہی تھی۔۔۔ پھر کیا مجھے

زاویان کی جان جس میں قید ہے اسے اٹھانا پڑا یعنی آپ کو۔۔۔۔۔۔

اب جب میں آپ کی گردن دبوچوں گا تو وہ میری جان مطلب میری المیرا مجھے دے دے گا۔۔۔۔

اسفند نے ابی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا تھا اور پھر آخر میں فلق شگاف قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

میر زاویان آفندی میرا پوتا ہے اس کی عزت کو ہوا بھی نہیں چھو سکتی اور تم بات کر رہے ہو میرے ذریعے اس تک پہنچنے کی۔۔۔ ابی یہ کہتے مسکرائے تھے۔۔۔۔

المیرا کو مجھ تک پہنچنا ہی ہو گا۔۔ اسفند ابی کے آرام دہ لہجے پر تلملا اٹھا تھا۔۔۔

وہ اور دراب اپنی پوری ٹیم کے ساتھ فارم ہاؤس پہنچ چکے تھے۔۔۔ ان کے آنے تک فرید نے باہر کا تمام حصہ کلئیر کروا دیا تھا۔۔ راستے میں کھڑے سارے محافظوں پر وار کر کے ان کو راستے سے ہٹوا دیا تھا۔۔ اور اب وہ فارم ہاؤس کے اندر داخل ہو رہے تھے۔۔۔۔

اینٹرس کے لاونج میں ہی طاہر بیٹھا نظر آیا تھا جس کے پولیس کو دیکھتے ہی پسینے چھوٹے تھے۔۔۔۔

اسفند کہاں ہے۔۔۔ دراب کے ایک افیسر نے اس کی کنپٹی پر گن رکھی تو دراب نے اس سے پوچھا تھا۔۔۔

اس نے کانپتے جسم کے ساتھ سامنے کمرے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ اور۔ دراب نے گن پوزیشن میں سنبھالتے اس کمرے کے کھلے دروازے میں احتیاط سے گھستے طاہر کو موبائل میں ڈالنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔اپنے باقی آفیسرز کو۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے چوہدری اسفند تم ابھی تک نیند میں ہو۔۔۔ یا پھر میری بات کا مطلب نہیں سمجھ رہے جو سنگا پور جا کر تمہاری ہڈیوں کو سرمہ بنا سکتا ہے تنہاری چمڑی ادھیڑ سکتا ہے۔۔۔۔ اس کو یہاں آنے میں سیکنڈز نہیں لگیں گے۔۔۔۔۔ ابی نے اسکا تلملانا دیکھ کر جلتی پر تیل چھڑکا تھا۔۔۔۔

یو باسٹرڈ بڈھے اب وہ ہر بار جیت نہیں سکتا۔۔۔کہتے اسنے ابی کو مارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔

میں نے ہر بار ہارنا بھی نہیں سیکھا۔۔۔۔ زاویان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اتنی زور سے جھٹکا تھا کے اسفند کو لگا

کے وہ جڑ سے ہی اکھڑ گیا ہے۔۔۔۔

نہیں اسفند اتنا اسان نہیں ہے میرے باپ پر ہاتھ اٹھانا۔۔۔ آہان نے ہاتھ کا پنچ بناتے اتنی زور سے اس کے منہ پر مکا رسید کیا تھا کے وہ لڑکھڑاتا زمین بوس ہوا تھا۔۔۔۔

میں تم لوگوں کو۔۔۔ اسفند شدت سے اٹھا تھا جب زاویان نے آگے بڑھ کر اس کا گریبان پکڑ کر اٹھا کر اسے دیوار میں مارا تھا۔۔۔

تمہرا کھیل ختم اسفند۔۔۔ اس کے منہ پر پے در پے کک مارتے وہ جنونی ہوا چلایا تھا۔۔۔

زاویان چھوڑ دو اسے آبی کی اواز کانوں میں گونجیں تھی۔۔ آہان نے آگے بڑھ کر اسے پیچھے کیا تھا۔۔۔۔

اٹھاؤ اسے اور اسکی اصل جگہ پر پہنچاؤ وہ جو درد سے دھرا ہو رہا تھا۔۔ کراہ رہا تھا۔۔ جس میں اب دوبارہ اٹھنے کی ہمت بھی نہیں تھی۔۔

دراب نے اسے حقارت سے دیکھتے پیچھے کھڑے افیسرز کو کہا تھا۔۔

آپ ٹھیک ہیں نا ابی۔۔۔ زاویان نے ان کے ہاتھ چومتے ان کے گلے لگتے کہا تھا۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں بیٹا تم لوگوں کے ہوتے ہوئے مجھے کچھ ہو سکتا ہے۔۔ انعمتہ المیرا کہاں ہیں ۔۔۔

انہوں نے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔

وہ ٹھیک ہیں ابی گھر پر ہیں۔۔اہان نے کہا تھا ۔۔۔

آئی ایم سوری آبی اصل میں جب لطیف نے آپ کو کڈنیپ کیا تھا پتہ تو مجھے تب ہی چل گیا تھا مگر اسفند کو اس کے بل سے نکالنے کے لیے یہ ضروری تھا آپ کو کوئی تکلیف تو۔۔۔

نہیں بیٹا یہ شکر ہے کے اس جیسے ناسور تک تم پہنچ گئے وہ چاہے میرے ذریعے ہی کیوں نہیں اور مجھے فخر ہے تم پر تم نے وردی کا حق خوب نبھایا ہے۔۔۔

ابی نے اٹھ کر اس کے سینے پر لگی اس کی نیم پلیٹ کو اپنے ہاتھ سے چھوتے کہا تھا۔۔۔

آپ سب بڑوں کی تربیت ہے یہ ابی۔۔ دراب نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

ماما مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے کھانے کے بعد وہ عابش کے لیے چائے بنا کر لائی تو عابش نے اسے اپنے پاس بٹھاتے کہا تھا۔۔۔

یہ بیل۔۔۔ لگتا ہے وہ لوگ آہ گئے۔۔۔ گلشن نے عابش کی بات کا جواب دیئے بغیر بیل کی آواز سنتے کہا تھا۔۔۔

ماما۔۔۔ عابش نے پکارا تھا۔۔۔

رکو بیٹا اس لطیف کا پہلے علاج کروا لوں پھر بات کرتے ہیں ہم۔۔۔

کہتے ہی گلشن باہر کے دروازے کی طرف گئی تھی۔۔۔ اور دروازہ کھولا تھا۔۔۔

وہ چاروں سامنے کھڑے تھے۔۔۔ آؤ اندر آؤ۔۔۔

اور دروازہ بند کر کے آنا۔۔

ان کو کہتے گلشن مڑی تھی۔۔ وہ آگے پیچھے اندر آئے تھے چوتھے نے جب اندر قدم بڑھائے تو اس کے پیچھے ایک انسپکٹر پھرتی سے اندر گھسا تھا اور چوتھے والے کو اندر دھکیل کر اس کی کنپٹی پر بندوق رکھی تھی۔۔۔۔

باقی کے تینوں نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو دو مزید آفیسر اندر آئے تھے۔۔۔۔

اور ان دونوں پر بھی بندوقیں تانیں تھیں۔۔۔ یہ سب ایک سیکنڈ کے اندر اندر ہوا تھا کے ان کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔۔۔

اسی لمحے گلشن بائی نے بھی پیچھے دیکھا تھا کے دروازے سے اندر آتی صبا نے دو قدموں کی جست لگاتے اس کے پیچھے پہنچتے اس کے سر پر بندوق تانی تھی۔۔۔۔

ک۔۔۔ک۔۔۔کون ہو تم۔لوگ۔۔۔ گلشن بائی نے خوف سے پوچھا تھا۔۔۔۔

اندھی ہو گئی ہو یا سٹھیا گئی ہو۔۔۔ پولیس والے ہیں یونیفارم نظر نہیں آہ رہا۔۔۔

پیچھے سے اسکی کمر پر ٹانگ فولڈ کر کے گھٹنا مارا تھا صبا نے گلشن کی کمر پر کے وہ گرتے گرتے بچی تھی۔۔۔۔

م۔۔۔م۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ گلشن نے اپنے ماتھے سے پسینہ صاف کرتے کہا تھا۔۔۔۔

کوئی نئی بات تو یار آج کل۔ سننے کو ملتی ہی نہیں جس کو پکڑ لو یہی کہتا کے میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ صبا نے بے زاری سے قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔۔

صبا آپی آپ۔۔۔ عابش شور سن کر باہر کی طرف آیا تھا اور صبا کی دیکھتے کہا تھا۔۔۔

سر نے کہا تھا عابی اس ریٹ کا۔۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔ صبا نے عابش کے حیران چہرے کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

جی میں ٹھیک ہوں۔۔۔ اس نے یقین دہانی کروائی تھی۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو عابی تم ان پولیس انسپکٹرز کے ساتھ ملے۔۔۔۔ گلشن بائی نے نے یقینی سے پوری بات سمجھتے ہوئے عابش کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

چلو بھئی اس گند کو تو ڈالو گاڑی میں۔۔۔ صبا نے پینٹ کے ساتھ اٹکی ہتھکڑی کو ہاتھ میں پکڑتے گلشن کو لگاتے کہا تھا۔۔۔باقی چاروں غنڈوں کی تو پولیس کو دیکھتے ویسے بولتی بند ہو گئی تھی۔۔۔۔

باقی افیسرز ان کو بھی ہتھکڑیاں ڈال کر پولیس موبائل میں ڈال چکے تھے۔۔۔

رکیں صبا آپی۔۔۔۔ وہ گلشن کو باہر لے جانے کے لیے بڑھی تھی کے عابش نے روکا تھا وہ رک گئی تھی۔۔

نانوں اور خالہ کہاں ہیں۔۔۔ اس نے گلشن بائی کے سامنے کھڑے ہوتے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں بتاؤں گی تم نے میرے اعتماد کو جو ٹھیس پہنچائی ہے اسکے بعد میرا تمہیں دیکھنے کو بھی دل نہیں کر رہا۔۔۔ان غداروں کے ساتھمل کر تم نے اپنی سگی ماں سے غداری کی کیا مل گیا تمہیں ہاں۔۔۔۔

گلشن بائی نے نفرت سے عابش کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے مت بتائیں پھر میں اپنی جان لے لیتا ہوں۔۔۔ عابش نے کہتے بی صبا کے ہاتھ سے گن کھینچ کر اپنی کن پٹی پر رکھی تھی۔۔۔

کیا کر رہے ہو تم عابش پٹ دا گن ڈاؤن۔۔۔۔ صبا نے غصے سے کہا تھا۔۔۔۔

نہیں صبا آپی آج یا تو یہ بتائیں گی یا مجھے گنوا دیں گی۔۔۔ ساری زندگی انہوں نے چالیں ہی چلی ہیں سب سے کچھ نا کچھ چھینا ہی ہے آج میں ان سے اپنا آپ چھین لوں گا۔۔۔ کہتے اس نے ٹریگر پر انگلی رکھی تھی۔۔۔

تمہاری ماں ذلیل ہو جائے گی عابش گن نیچے کرو۔۔۔۔ کیوں اپنی ماں کو پھانسی کے پھندے تک پہنچانا چاہتے ہو۔۔۔۔ گلشن بائی کا دل تڑپا تھا۔۔۔

میں صرف آخری بار پوچھوں گا اس کے بعد یہ گولی میرے دماغ میں اترے گی--- عابش نے کڑک دار ٹھوس لہجے میں کہا تھا----

نانو اور خالہ کہاں ہیں--- بھرائی انکھوں سے ماں کو دیکھتے پوچھا تھا----

اس سے بڑھ کر اذیت کیا تھی ہتھکڑیاں پہنے اسکی ماں اس کے سامنے کھڑی تھی----

ت----ت---تہہ خانے میں--- بیٹے کے ٹھوس لہجے کو دیکھتے اسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے--- اور لرزتے لفظوں سے بتایا تھا اسے---

عابش نے اس کی بات سنتے ہی اپنی کن پٹی سے پسٹل ہٹا کر اپنی ماں کے دل کے مقام کا نشانہ لیا تھا----

نو عابی--- صبا نے گھبراتے ہوئے منع کیا تھا----

عابش--- ٹریگر پر اس کی انگلی کی مضبوطی دیکھ کر گلشن بائی نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا---

وہ بیٹا جس کی جان کی خاطر وہ پل پل تڑپی تھی وہ اپنے ہاتھوں سے اس کی جان لینے لگا تھا----

ٹھاہ۔۔۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

عابش نے اس کی بات سنتے ہی اپنی کن پٹی سے پسٹل ہٹا کر اپنی ماں کے دل کے مقام کا نشانہ لیا تھا۔۔۔۔

نو عابی۔۔۔ صبا نے گھبراتے ہوئے منع کیا تھا۔۔۔۔

عابش۔۔۔ ٹریگر پر اس کی انگلی کی مضبوطی دیکھ کر گلشن بائی نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

وہ بیٹا جس کی جان کی خاطر وہ پل پل تڑپی تھی وہ اپنے ہاتھوں سے اس کی جان لینے لگا تھا۔۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے اچانک پسٹل کا رخ اوپر کی طرف کیا کیا تھا اور فضا میں گولی کی آواز گونجی تھی۔۔۔۔

پھر اس نے دوبارہ گن کو اپنی کن پٹی پر رکھا تھا۔۔۔

عابی کیا کر رہے ہو واپس کرو مجھے گن۔۔۔ سب کے پسینے چھوٹے تھے۔۔۔۔۔

زندگی میں اگر میرے لیے اب کوئی سب سے بے اعتبار رشتہ ہو گا وہ ہو گا ماں کا۔۔۔
حالانکہ ماں اور بے اعتباری۔۔۔۔ جانور بھی ہو گا تو وہ اس سے انکار کرے گا۔۔۔۔ کیونکہ ماں تو جانور کی بھی اس کو چاٹتی ہے پیار کرتی ہے پچکارتی ہے۔۔۔۔ اس کے لیے تکلیفیں اٹھاتی ہے اسے شکاریوں سے لڑنا سکھاتی ہے۔۔۔۔دنیا میں اچھائی "برائی "کا فرق سمجھاتی ہے۔۔۔۔
رشتوں کی پہچان بتاتی ہے۔۔۔۔ مگر نفرت اور دلدل کوئی ماں کیسے دیکھ سکتی ہے ان میں گھرا ہوا اپنے بچوں کو۔۔۔
نفرت ہے مجھے اس رشتے سے جو میرے اور آپ کے درمیان ہے ماما۔۔۔۔۔میں اپنی ہر سانس کے ساتھ اس رشتے سے نفرت کروں گا اس کوکھ سے نفرت کروں گا جس نے مجھے جنم دیا۔۔۔ حلال اور حرام کی تمیز بھلا کر۔۔۔۔ رب کی بتائی گئی حدود بھلا کر۔۔۔۔ کاش میں پیدا ہوتے ہی مر جاتا آپ کی رنگین راتوں کا وجود بن کر یوں سانسیں نا لیتا۔۔۔ میرا باپ شہاب تھا مگر میرا ڈی این اے میچ سیٹھ وجاہت کے ساتھ ہوا۔۔۔۔ میرے

لیے اس سے بڑا کوئی خنجر ہے جس نے میرے جسم کو جگہ جگہ سے کاٹ کر میرے ان کاٹے ہوئے زخموں میں مرچیں بھر دیں----

دنیا میں سب سے بڑی تکلیف پتہ کیا ہوتی ہے آپ کے وجود کا بے نام ہونا-----ماما مجھے بتائیں میں کتنی اور کس قدر گھن کھاؤں اپنے وجود کے ساتھ ------

اس نے روتے ہوئے کہا تھا--- اس کا پورا وجود لرز رہا تھا----اس کے لفظ کسی مٹی کے ٹوٹے گھڑے کی کنکروں کی بازگشت جیسے تھے-----ٹریگر پر انگلی کا دباؤ ہنوز موجود تھا----

عابش مجھ سے غلطی----

نہیں ماما وہ غلطی نہیں تھی وہ سب گناہ تھا----- کبیرہ گناہ----- اور مجھے بھی گناہگار بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی آپ نے---- مجھے ایسے لگتا ہے میرا وجود اس جانور کے جیسا ہے جس کا نام لینا بھی اسلام میں گناہ ہے--- میں گناہ ہوں آپ کا ماما---- دیکھیں ماما آپ کا گناہ آپ کے سامنے کھڑا ہے----

وہ لال سرخ آنکھوں میں اپنے ٹوٹے وجود کے آنسو لیے پاگلوں کی طرح رو رہا تھا----

میں کیا کرو ماما--- میں خود کو کیا نام دو جس کا وجود ہی گمنام ہے----

گمنام عابش شہاب--- نہیں گمنام عابش وجاہت--- ن----ن----ن--- نہیں حقارت زدہ عابش----

میں کیا کروں---- اپنے دل سی اپ کی محبت کو مٹا نہیں پاہ رہا مگر میرے دل میں آپ کے لیے نفرت بڑھتی جا رہی ہے--- یہ ایک ایسا لاوا ہے جو مجھے اندر ہی اندر جلا رہا ہے--- اس ناسور کے ساتھ ہی میں زندہ دفن ہونا چاہتا ہوں---

آپ اریسٹ ہو گیئں---- زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا--- آپ کو سزا ملے گی پھانسی کی آپ مر جائیں گی----

مگر نہیں ماما آپ کو اتنی آسان موت کیوں ملے--- بیس سالوں سے جن کو پل پل آپ نے موت دی ان کے دکھوں کی بھرپائی میں کروں گا---

ایسا زخم لگاؤں کا آپ کی روح پر---- کے پھانسی سے پہلے ہی آپ مریں گی ہر سانس کے ساتھ آپ کو زندہ رہنے سے زیادہ موت کی آس ہو گی---- آپ کو کیا لگتا ہے--- آپ کے سارے دکھوں کا حل اتنی آسان موت ہے----- ہاہاہاہاہا----

آج آپ اپنی آنکھوں سے میری روح کا فنا ہونا دیکھیں پھر آپ کو کسی چیز کی بقا کی حسرت نہیں رہے گی۔۔۔۔ اس نے تلخ ہنسی ہنستے اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کو کریدا تھا۔۔۔۔

عابی نہیں پلیز خود کو اذیت مت دو مجھے مار دو۔۔۔ میں نے اپنی محبت کو کھویا۔۔۔ مجھ میں اپنے بیٹے کو اپنے سامنے تڑپتے دیکھنے کی ہمت نہیں خدا کا واسطہ ہے۔۔۔۔ مت تڑپاؤ خود کو۔۔۔۔

وہ اپنے بیٹے سے اس کی ہی زندگی کی بھیک مانگنے لگی تھی روتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے۔۔۔۔

عابش گن نیچے کرو۔۔۔ وہ اس کی طرف قدم بڑھاتے کہہ رہی تھی۔۔۔۔صبا کو اس کے عزائم ٹھیک نہیں لگ رہے تھے اسکی چھٹی حس خطرناک وائبز دے رہی تھی۔۔۔۔

صبا آپی میرے قریب مت ائیے گا ورنہ میں خود کو مار دوں گا۔۔۔۔ اس نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا تھا۔۔۔۔۔اور اس کے قدم وہیں پر رک گئے تھے۔۔۔

صبا آپی دراب بھائی سے کہیے گا میں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے---میں اپنی ماں کی کہانی کا وہ کردار ہوں جس نے اپنی سزا خود تجویز کی ہے----- میں اس کہانی کا ووہ کردار ہوں جسے میری ماں کے سوا کسی نے نہیں رونا----

کیونکہ برائی کا انجام برا ہوتا ہے----میری جیل میں موجود ٹیبل کے پاس ایک پیپر ہے اس پر میری کچھ وصیت لکھی ہے وہ دراب بھائی کو دیں گی آپ--------انعمتہ سے معافی مانگنے کے قابل میں خود کو نہیں سمجھتا---- کچھ گناہ معافی یا بخشش کے قابل نہیں ہوتے---- اور میرے گناہ سزا کے مستحق ہیں----

ایک بات انعمتہ سے ضرور کہیے گا میں نے بچپن سے لے کر اب تک اپنی ہر سانس کے ساتھ اس سے محبت کی ہے----

درد "مبارک ماما جانی----

انا "مبارک ماما جانی----

حسد "مبارک ماما جانی----

عابش "کی موت مبارک ماما جانی-----

الوداع۔۔۔۔

کہتے ہی اس نے تلخی سے اپنے سامنے کھڑی ماں کو مسکراتے دیکھا تھا۔۔۔ جس کا اس کے الفاظ سن کر رنگ فق ہوا تھا۔۔۔

میری خواہش ہے ماما میری ہر جاتی سانس کے ساتھ آپ کی انا کا غرور ٹوٹے۔۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔ ٹریگر دبا تھا۔۔ گولی کی آواز گونجی تھی۔۔۔ وہ بہتی آنکھوں کے ساتھ لہرا کر زمین بوس ہوا تھا۔۔۔ عابش۔۔ صبا اس تک روتے ہوئے پہنچی تھی۔۔ مگر اس کا مردہ وجود اس کی روح کا ساتھ چھوڑ چکا تھا۔۔۔

عابی۔۔۔۔ گلشن بے یقینی کے ساتھ دیوار کے ساتھ لگے بڑی مشکل سے اتنا ہی کہہ پائی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے سب وہ لمحے لہرائے تھے جب اس نے اسے چھوٹے کو پہلی بار باہوں میں لیا تھا۔۔۔۔ جب وہ اتنا زیادہ بیمار ہوا تھا۔۔۔۔

تب جب اس نے پہلی بار قرآن پاک ختم کیا تھا۔۔۔

تب جب وہ اسکے گلے لگے اس سے نئی گاڑی کی فرمائش کر رہا تھا۔۔۔۔

تب جب اس نے انعمتہ سے نکاح کی خواہش کی تھی۔۔۔ تب جب وہ ہوسپٹل میں موت کے دھانے پر کھڑا تھا۔۔۔ اور اب جب اس کی کن پٹی میں سوراخ تھا اور اس میں سے خون نکل کر زمین کو سراب کر راہ تھا۔۔۔۔

اسے ایسا لگ رہا تھا اس کا وجود بے جان ہو گیا ہے۔۔۔ اس کو لگ رہا تھا۔۔۔

اس کے نبیٹے اور اسکے وجود میں صرف اور صرف سانسس کا ہی فرق تھا۔۔۔ کاش اس کے بس میں ہوتا تو وہ اپنی ساری سانسیں نوچ کر اس کے مردہ وجود میں ڈال دیتی۔۔۔۔

اس کے آنسوؤں کے ساتھ آج اس کی جھوٹی انا"حسد اور مکاری بھی بہہ رہی تھی۔۔۔۔

عابی میرے بھائی۔۔۔ اٹھو۔۔۔ میرا کوئی بھائی نہیں تھا زندگی میں پہلی بار کسی نے اتنے پیار سے آپی کہا۔۔۔ کیوں گنوا دیا خود کو۔۔۔۔

صبا نے روتے ہوئے اسے پکارتے ہوئے عابش کی کھلی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بند کیا تھا۔۔۔۔

اس نے اپنی ڈیڑھ سالہ سروسز میں پہلی بار کسی کی موت کو اتنا دل کے قریب محسوس کیا تھا کے اس کو خود کو لگ رہا تھا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔۔

عابش کی کھلی آنکھوں میں درد کی چنگاڑیاں بجھ گئیں تھیں---

وہ اپنے دکھ اپنے پچھتاوے سب کچھ اپنے ساتھ لے کر چلا گیا تھا--- ---

گلشن بائی دور بیٹھی اس کے وجود کو دیکھ رہی تھی--- ناں تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین تھا اور نا اس بات پر کے وہ مر گیا ہے----

میرے بیٹے کو ہوسپٹل لے کر جاؤ پلیز--- وہ چیختے ہوئے کہہ رہی تھی--- صبا نے عابش کی ڈیتھ باڈی کو ریسکیو کروایا تھا---- اور پھر چیختی چلاتی گلشن بائی کو تھانے لے گئی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡

سر گلشن کو پکڑ لیا ہے--- تہہ خانے سے دو خواتین بھی ملیں ہیں--- ہم تھانے پہنچ رہے ہیں----اور---

کہتے کہتے صبا اپنے آنسوؤں کو کنٹرول کرتے چپ ہوئی تھی----

اور کیا--- دراب نے گاڑی میں بیٹھتے پوچھا تھا---

اور سر میں تھانے آہ کر بتاتی ہوں صبا نے آنسو صاف کرتے کہا تھا----

اوکے--- دراب نے کال کاٹی تھی----

ہمیں تھانے چلنا ہو گا۔۔۔ گلشن پکڑی گئی ہے۔۔ زاویان۔۔۔۔المیرا اور انعمتہ بھابھی کو بھی وہیں بلوا لو۔۔۔ مجھے لگتاہے تہہ خانے سے جو دو خواتین ملیں ہیں وہ ان کی نانی اور ماں ہیں۔۔۔ دراب نے زاویان سے کہا تھا۔۔۔

اٹس اہ بگ اچیومنٹ دراب۔۔۔ آہان نے خوشی سے کہا تھا۔۔۔۔ ٹیم سپرٹ کے بغیر ممکن نہیں تھا آہان بھائی اور سب سے مین رول عابش کا ہے اگر وہ نا مانتا اور اسے اپنے گناہوں کا احساس نا ہوتا تو کبھی بھی ہم اس گلشن تک نا پہنچ پاتے اس نے بہت ساتھ دیا ہے ہمارا۔۔۔۔۔ دراب نے دل سے عابش کا مشکور ہوتے کہا تھا۔۔۔

رئیلی یہ کب ہوا۔۔ مطلب اتنی جلدی۔۔ آہان حیران ہوا تھا۔۔۔۔

اللہ جب ہدایت دے تو جلدی کیا دیر کیا سب رب کے فیصلے ہیں۔۔۔ اس بار آبی بولے تھے۔۔۔۔

کال کر دی ہے وہ پندرہ منٹ تک پہنچ جائیں گی ڈرائیور کے ساتھ۔۔۔۔۔ زاویان نے فون پر بات کرنے کے بعد بتایا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

بیٹا ہمیں کہاں لے کر جا رہے ہو۔۔۔ سکینہ اماں نے صباکی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔

ماں جی رب نے سن لی ہے آپ کی ۔۔۔۔ گلشن بائی کو گرفتار کر لیا ہے ہم نے۔۔۔۔
اس نے سکینہ کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

جبکہ چپ چاپ بیٹھی مریل وجود کی چالیس سالہ عورت کو وہ دیکھ کر بہت حیران تھی۔۔۔۔۔۔

جو کچھ بھی نہیں بول رہی تھی بس زیر لب کچھ نا کچھ پڑھے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

ائیے۔۔۔ وہ انہیں لیے تھانے کے ایک کمرے میں گئی تھی۔۔۔اور انہیں وہاں بٹھا کر دراب کے آفس کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

رشید تم۔۔۔۔ زاویان تھانے میں داخل ہوا تو ایک کرسی پر تر بتر حالت میں رشید کو بیٹھے دیکھتا رکا تھا۔۔۔

یہ کون ہے وہ رشید۔۔۔ دراب نے پوچھا تھا۔۔۔ ابی اور اہان بھی رکے تھے۔۔۔۔
گلشن بائی کا خاص بندہ تھا پھر اسکی شادی گلشن سے۔۔۔ زاویان نے دراب کو دیکھتے کہا تھا اور وہ بات سمجھا تھا۔۔۔

سر پلیز مجھے بچا لیں ، میں بہت مشکل میں ہوں ۔۔ رشید نے ماتھ جوڑے تھے۔۔۔۔

اچھا آفس میں آؤ۔۔۔ دراب کہتے ہی اسے باقی سب کے ساتھ دفتر لے گیا تھا۔۔۔

اب بتاؤ۔۔۔ کیپ اتار کر اسنے ٹیبل پر رکھتے کہا تھا۔۔۔

سر میں پہلے گلشن بائی کے خاص کارندوں میں سے ہوا کرتا تھا پھر میرے ساتھ گلشن بائی نے کنٹریکٹ میرج کی اور پھر اس کے بعد۔۔۔ جب میں نے شادی کی رات اس سے اپنا حق لیا تو اس نے اگلے دن مجھے غنڈے بلوا کر پٹوایا اور تب سے میں اس کی قید میں ہوں۔۔ سر وہ مجھے مارنا چاہتی ہے۔۔۔ رشید بائی سے اپنا حق لینے پر مجھے لطیف نے اکھسایا تھا۔۔۔ سر۔۔۔

ورنہ میں ایسی جرات۔۔۔۔

زاویان صاحب وہ گلشن بائی نہیں ہے وہ المیرا اور انعمتہ کی ماں نہیں ہے وہ اسکی جڑواں بہن روزی ہے۔۔۔ سر اس نے پچھلے بیس سالوں سے یہ کھیل رچایا ہوا ہے۔۔۔ سر وہ نہت خطرناک عورت ہے پلیز میری مدد کریں رشید نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔

کیا جڑواں بہن۔۔۔۔ ابی سمیت زاویان اور اہان اور دراب سب کو شاک لگا تھا۔۔۔

سر ان کی اصل ماں زندہ ہے اور ان کی قید میں۔۔۔

اور-----

یہ بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے سر--- وہ گلشن نہیں روزی تھی---- المیرا اور انعمتہ کی ماں کا نام استعمال کر رہی تھی اپنے جڑواں ہونے کا فائدہ اٹھا رہی تھی---جب میں نے تہہ خانے میں موجود سکینہ اماں کے ساتھ ان کو دیکھا تو ایک پل کے لیے میں بھی چکرا گئی تھی--- مگر پھر سب سمجھ آہ گیا---- گے

سر ریٹ کامیاب ہوئی ہے-- گلشن عرف روزی کو حراست میں لے لیا گیا ہے---

اصل والی گلشن اور سکینہ اماں کو ویٹنگ روم عزت سے بٹھا دیا گیا ہے-----

مگر سارے اس سارے معاملے میں ایک انسان کو نہیں بچا پائی میں--- صبا کی کہتے ہوئے آنکھیں پھر سے بھرائیں تھیں----

کون--- دراب نے اس کی آنکھوں کی نمی نوٹ کرتے پوچھا تھا--- اس کی آنکھیں بری طرح لال تھیں اور سوجھی ہوئیں تھیں----

سر عابش نے خود کشی کر لی---- اپنی ماں کے سامنے اس نے گن کھینچ کر پہلے اپنی نانی اور خالہ کو کہاں رکھا وہ اگلوایا----

اور پھر اپنی ماں سے یہ کہا کے وہ نا جائز ہونے کا دکھ ساری زندگی اٹھا کر نہیں جی سکتا۔۔۔ سر میں نے بہت کوشش کی مگر تب تک وہ فائر کر چکا تھا۔۔ ہی از نو مور۔۔۔ کہتے صبا کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔ وہیں دراب کی آنکھیں بھی نم ہوئیں تھیں۔۔۔

کیا عابی نے نو۔۔۔۔۔ مجھے اسے بھیجنا کی نہیں چاہیے تھا۔۔۔۔ دراب کا دل پل بھر میں تڑپا تھا اسکو یاد کر کے۔۔۔۔

غلط ہوا۔۔۔ میں نے اسے اتنا بزدل تو سمجھا ہی نہیں تھا کے وہ خود کو مار لے۔۔۔۔

دراب نے نفی میں سر ہلاتے اپنے آنسوؤں کو چھپاتے کہا تھا۔۔۔

سر وہ ٹوٹ چکا تھا۔۔ اپنے ہی گناہوں کا بوجھ اٹھا کر جینا واقع بہت تکلیف دے ہوتا ہے۔۔۔۔

رشید نے ایک ٹرانس کی کیفیت میں کہا تھا۔۔۔

انا للہ و انا علیہ راجعون ۔۔۔۔ ابی نے کہا تھا۔۔۔

زاویان اور اہان کو بھی دکھ ہوا تھا۔۔۔ گہرا شاک۔۔۔۔۔مگر اب کچھ بھی بدلا نہیں جا سکتا تھا۔۔۔۔

عابش کی تدفین کا بندوبست کروائیں نہایت عزت اور تکریم کے ساتھ۔۔۔۔دراب نے بھرائی آواز میں کہا تھا صبا سے۔۔۔۔۔۔اگر وہ اس ٹائم اکیلا ہوتا تو خود کے آنسوؤں پر کنٹرول نا کرپاتا۔۔۔۔۔

اس کے سامنے عابش اور اپنے واقعات کسی فلم کہ طرح چل رہے تھے۔۔۔

رشید اب آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔۔۔ آپ نے گلشن بائی کا ہر موقع پر ساتھ دیا اس کے لیے آپ گناہگار ہیں مگر چونکہ آپ وعدہ معاف گناہ بن کر پیش ہوں گے اس لیے میں کوشش کروں گا آپ کوکم سے کم سزا ہو۔۔ مگر تب تک آپ کو ہماری حراست میں رہنا ہو گا۔۔۔

دراب نے رشید کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

جی سر ٹھیک ہے۔۔۔۔ رشید نے سر ہلاتے کہا تھا۔۔۔

صبا رشید کو لے جائیں--- دراب نے صبا کو کہا تھا--- اور وہ وہاں سے چلی گئی تھی رشید کو لیے----

سر مس المیرا اور انعمتہ آہ چکی ہیں--- باہر سے حوالدار نے آہ کر بتایا تھا----

شہاب صاحب بھی آہ گئے ہیں کیا--- دراب نے پوچھا تھا--

جی سر وہ بھی وہیں ہیں باہر---

گلشن کو بھی ادھر ویٹنگ روم ہی بھجواوں اور بیان ریکارڈ کرنے والے کو بھی بھیجو----

دراب نے حوالدار سے کہا تھا---

چلیں ابی-- اس معمے کو حل کرنے کا وقت آہ گیا ہے---

دراب نے اٹھتے ہوئے کہا تھا---

وہ چاروں یکے بعد دیگرے ویٹنگ روم میں داخل ہوئے تھے----

سامنے ایک بڑھی اماں کرسی پر بیٹھی تھی اور ساتھ میں ایک سکڑا سمٹا وجود جس کا بے داغ چہرہ انکھوں کے نیچے گہرے سیاہ حلقے پیلا پھٹک رنگ اور انکھوں میں ویرانی تھی----

زاویان آہان دراب ابی۔۔ سب کو دیکھتے ہی اس کی حالت پر افسوس ہوا تھا۔۔ کیسا ظلم تھا جو اس نے بیس سال سہا تھا۔۔۔۔

ان کے چہرے دیوار کی طرف کروا دو صبا۔۔۔ دراب نے گلشن کی طرف دیکھتے بیان ریکارڈ کرنے والے کے ساتھ اندر آتی صبا کو کہا تھا۔۔۔

جی سر۔۔۔ صبا کہتے گلشن کی طرف بڑھی تھی۔۔ اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

آنٹی بس کچھ وقت کے لیے۔۔۔ صبا نے بڑے پیار سے اس کی ویران آنکھوں کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔پھر اس نے سکینہ اماں کا چہرہ بھی دیوار کی طرف کروایا تھا۔۔۔۔

اور دونوں کے آگے زاویان اور آہان آہ کر کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔ تاکہ وہ چھپ جائیں۔۔۔۔

آبی کرسی پر بیٹھ گئے تھے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد شہاب اور گلشن عرف روزی کو کمرے میں لایا گیا تھا۔۔ شہاب وئیل چیئر پر تھا جبکہ روزی ہتکھڑیاں لگے ہاتھوں کے ساتھ اندر آئی تھی۔۔۔ شہاب نے نفرت سے اسے دیکھا تھا اور پھر تلخی سے مسکرایا تھا۔۔۔

روزینہ اقسم عرف روزی--- دراب نے اسکے سامنے بیٹھتے کہا تھا----

اپنے بیٹے کا انجام تم دیکھ چکی ہو--- تمہاری آنا اور اس جنگ بندی نے اس کی سانسیں کھینچ لیں--- کیاملا تمہیں یہ سب کر کے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کے ایک دن اس حال کو پہنچو گی----

دراب نے تلخی سے اس کے حال کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا----تب ہی المیرا اور انعمتہ بھی اندر آئیں تھیں-- المیرا زاویان کے ساتھ جب کے انعمتہ آہان کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئی تھی----دونوں نے سامنے ساکت بیٹھی آنسو بہاتی روزی کو نفرت سے دیکھا تھا---مگر کمرے میں بے حد خاموشی تھی دراب چاہتا تھا وہ خود بولے-----

میں اپنے بیٹے کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتی ہوں----کتنے پل خاموشی کے گزرے تھے جب اس نے کہا تھا-----

مل لینا میں ایک ماں سے اسکے بیٹے کی تدفین اور اسکے آخری دیدار کا حق نہیں چھین سکتا--- کیونکہ میں تم جیسا سفاک نہیں ہوں--- دراب نے نخوت سے کہا تھا---

عابش کی موت کا سن کر انعمتہ نے آہان کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھایا تھا۔۔۔اور آہان نے اس کو کاندھوں سے تھاما تھا۔۔۔اپنے ہالے میں لیا تھا۔۔۔

سفاکیت۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔ مجھ سے بڑھ کر کون سمجھ سکتا ہے۔۔۔۔ سفاکیت کو جس نے بیس سال اسی کا تانا بانا بنا ہے۔۔۔

سفاکیت کی زندہ مثال تمہارے سامنے بیٹھی ہے۔۔۔۔جانتے ہو انسپکٹر سفاکیت تو خالی ہضم نہیں ہوتی پھر محبت میں ملی سفاکیت اس کا تو بوجھ ہی اندر سے مار دیتا ہے۔۔

اس نے ہنستے ہوئے تلخ لہجے میں کہا تھا۔۔۔

میں جانتا تھا۔۔۔ مگر آج اسکا انجام بھی دیکھ رہا ہوں۔۔۔ یہ اپنی انکھوں کے سامنے ہوتا دیکھ کر اچھا لگ رہا ہے کے سچ سو سال بعد بھی سچ رہتا ہے اور جھوٹ سو سال بعد بھی جھوٹ۔۔۔۔

اور برائی کا انجام بہت بھیانک ہوتا ہے۔۔۔۔ جینے کی امید چھین لیتا ہے۔۔۔۔

اپنے بیٹے کی حالت پر تمہیں ترس نہیں آیا۔۔۔۔ دراب نے افسوس سے سر ہلاتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا تھا۔۔۔۔

میرے بیٹے کو کچھ نہیں ہو گا وہ بچ جائے گا سب اسے ہوسپٹل لے کر گیئے ہیں---

گلشن بائی نے اس پر بھڑکتے ہوئے کہا تگا----

دراب کو اس کے گمان پر ہنڈی آئی تھی----

گلشن بائی تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے اور اب مجھے سچ سننا ہے-- صرف اور صرف سچا پنے بیٹے کی خاطر ہی سہی مگر سچ بولنا ایک ایک حرف----

دراب نے اسے تنبیہہ لہجے میں کہا تھا---

تمہیں سننا ہے ناں کے سچ کیا ہے---- تو سب سے پہلے یہ سنو کے مجھے اپنے کیے پر ایک پرسنٹ بھی پچھتاوا نہیں----

اس نے اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کو نوچتے ہوئے کہا تھا----

میں اور گلشن بہنیں تھیں--- جڑواں بہنیں--- ایک دوسرے کا عکس---کہتے وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی---- دیوار کی طرف منہ کیے بیٹھی گلشن بائی کے آنسو بہے تھے اس کی ہنسی سن کر سکینہ اماں کہ بھی آنکھیں بھگیں تھی----

باقی سب بس اسے نفرت سے سن رہے تھے----

مگر ایک جیسی صورت ہونے کے باوجود بھی ہماری سیرت ایک جیسی نہیں تھی۔۔۔۔
گلشن اپنے اخلاق سے ہر کسی کو اپنا گرویدہ کر لیتی تھی اور میں اپنی تلخ مزاجی کی وجہ سے ہر کسی کو خود سے دور کردیتی تھی۔۔۔۔
سب کہتے تھے گلشن چاند جیسی میٹھی اور ٹھنڈی ہے اور روزی سورج جیسی گرم اور تپش ہے۔۔۔
بچپن گزرا لڑکپن آیا۔۔۔ بچپن سے ہی میں نے ہر مقام پر اس سے حسد شروع کر دیا اتنا کے اس کے استعمال کی ہر چیز کو جلا دیتی تھی اس کے سکون کے ہر لمحے کو برباد کر دیتی تھی۔۔۔۔ جو اس کو راحت پہنچاتا تھا وہ اس سے چھین لیتی تھی۔۔۔
اماں ہمیں ڈانس سکھاتی تھی گانا گنگنانا سکھاتی تھیں کیونکہ آگے کوٹھے کو ہم نے سنبھالنا تھا۔۔۔لڑکپن کے بعد جوانی کا عروج شروع ہوا تو ایک دن ہم دونوں کو اپنا رقص محفل میں پیش کرنا تھا اکھٹے۔۔۔۔
اس محفل میں اس ملک کے مشہور بزنس مین ملک نثار کے بیٹے ریحام ملک نے بھی آنا تھا۔۔۔۔

اور وہ آئے۔۔۔۔

رقص کے دوران ان کی نظریں مسلسل گلشن پر تھیں۔۔۔ جبکہ میں پہلی نظر میں ہی ان کو پسند کر گئی تھی اپنے لیے۔۔۔

مگر محفل ختم ہوتے ہی انہوں نے میری بجائے گلشن تک رسائی حاصل کی۔۔۔ اور اس سے بات چیت آگے بڑھائی۔۔۔۔ گلشن ان کی پسندیدگی بنتی گئی۔۔۔۔ وقت گزرتا گیا۔۔۔۔

مگر مجھے یہ سمجھ نہیں آتا تھا کے وہ کیسے پہچان لیتے ہیں کے گلشن کون ہے اور روزی کون ہے جبکہ بہت سے لوگ ہم میں فرق نہیں کر پاتے تھے۔۔۔۔

میں کئی بار گلشن کو کمرے میں بند کر کے گلشن بن کر ان تک جاتی تھی مگر وہ مجھے غصے سے جھٹک کر پیچھے کر دیتے تھے جیسے میں کوئی ناسور تھی اور کہتے تھے تم گلشن نہیں ہو۔۔۔

ایک دن میں نے پوچھا تو میرے بے حد اصرار پر انہوں نے بتایا کے گلشن کے قدموں کی چاپ اور اس کی خوشبو سے وہ جان جاتے ہیں۔۔۔

ان دنوں شہاب کا بھی بہت آنا جانا ہو گیا تھا ہماری طرف یہ بھی ملک کے رئیس زادوں میں سے ایک تھا---

ادھر ریحام نے اماں سے گلشن کا ہاتھ مانگا اور ادھر شہاب نے میرا----

اماں نے کہا کے وہ چاہتی ہیں کے ان کی بیٹیاں اس کوٹھے سے دور چلی جائیں اور اپنا گھر بسا لیں---

مگر میرے اندر ایک آگ جل رہی تھی میں کسی صورت گلشن اور ریحام کو ایک نہیں ہونے دینا چاہتی تھی--- مگر ان دنوں میری کوئی چال ہی نہیں چلی---- کسی طور کامیابی مجھے نہیں مل رہی تھی--- ان دونوں کو الگ کرنے کی---

پھر ہمارے نکاح ہو گئے--- ریحام گلشن کو لے کر گھر چلا گیا اپنے--- جبکہ شہاب کے لاکھ کہنے کے باوجود میں اس کے گھر نہیں گئی اور اسی کوٹھے پر رہنے کا فیصلہ کیا--

میرے اندر کا سلگتا لاوا تب تب شدت اختیار کرتا جب جب میں ان دونوں کے بارے میں سوچتی---- اور ایسا کرتے میں جھلسنے لگتی تھی----

اور اسی حسد کی وجہ سے میں شہاب کو اپنے پاس نہیں آنے دیتے تھی۔۔ وہ جب جب میرے پاس آتا میں اسے دھتکار دیتی یہ کہہ دیتی کے کہیں اور شادی کر لے مجھے چھوڑ دے۔۔۔

مگر یہ مجھ سے شدید محبت کرتا تھا مجھے چھوڑنے کا سوال ہی اسکے نزدیک پیدا نہیں۔۔۔ ہوتا تھا۔۔۔ کہتا تھا کے ایک دن میں تمہیں تسخیر کر لوں گا۔۔۔ اور یہی ہوا جب گلشن کے گھر بیٹی کی پیدائش کا سنا تو شہاب نے بھی اولاد کی خواہش کی میں اسے روک نہیں سکی کیوں کے ان کی اولاد کا سن کر میں ٹوٹ چکی تھی۔۔

مگر میں شہاب کے بچے کی ماں نہیں بننا چاہتی تھی اسلیے جب جب یہ میرے پاس آتا تھا میں پریگنینسی نا ہونے کی دواکھاتی تھی۔۔۔

میرے ذہن میں یہی تھا کے ایک نا ایک دن ریحام گلشن کو چھوڑ دے گا اور میں اس سے شادی کر کے اس کے بچے کی ماں بنوں گی۔۔۔

اس نے کہتے ہی پھر سے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا تھا۔۔۔ کمرے میں موجود سب افراد اس کی کہانی سن رہے تھے۔۔۔ بیان ریکارڈ ہو رہا تھا۔۔۔۔ شہاب بھی اپنے بکھرے وجود کے ساتھ اس کے ہر لفظ کا وار سہہ رہا تھا۔۔۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کے سیٹھ وجاہت ایک محفل میں آیا۔۔۔۔ شہاب ان دونوں کام۔کے سلسلے میں بیرون ملک گیا تھا چھ ماہ کے لیے۔۔۔۔

آہستہ آہستہ سیٹھ وجاہت کے ساتھ میری دوستی بڑھ گئی اتنی کے میں کسی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کے ساتھ ایک جسم۔ایک جان بن گئی تھی۔۔۔

شہاب کی واپسی تک میرا اور وجاہت کا رشتہ کافی مضبوط ہو گیا تھا۔۔۔ پھر ایسا ہونا شروع ہوا کے جب جب شہاب نے آنا میں نے اس سے ملنا ہی نا۔۔۔۔ کبھی باہر چلے جانا اور کبھی کمرے میں بند ہو جانا۔۔

اماں اور گلشن سب مجھے بہت سمجھاتے تھے مگر میں کسی کی بھی نہیں سنتی تھی۔۔۔

تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد مجھے اسکی دوسری بیٹی کی پیدائش کی اطلاع ملی۔۔۔۔

اس دن میں بری طرح ٹوٹ گئی تھی وجاہت کے ساتھ مل کر میں نے شراب پی اسے اپنا دکھ سنایا اپنی محبت "حسد "انا "کی داستان سنائی اور اس رات میں نے وجاہت کے ساتھ ہر حد پار کی----

اور اس نے میرا ساتھ دینے کا وعدہ بھی کیا---

پھر میں نے اور اس نے مل کر پلان بنایا--

میں نے آخری بار ریحام کے آفس جا کر اس سے اپنی محبت کی بھیک مانگی مگر وہ نا مانا---- پھر میں نے وجاہت سے کہا کے اگر وہ میرا نہیں ہو سکتا تو اسے مار دو--- اور وجاہت نے ایسا ہی کیا-----

ایک رات وہ واپسی پر گھر لوٹ رہا تھا--- ایک ٹرک نے اس کی گاڑی کو کچل دیا--- اس کے قتل کا سن کر سب کو دکھ ہوا مگر جب جب گلشن میرے سامنے روتی تھی مجھے ان چاہی خوشی ملتی تھی----

میں نے اس کے قتل کی تیسری رات جب گلشن اپنے سسرال میں نثار ملک کے گھر میں موجود تھی---

وجاہت سے کہہ کر وہاں سے گلشن کو غائب کروایا---

اور اس کی بچیوں کو بھی اس سے دور کر دیا-----اورخود اسکی جگہ لے لی--- پھر بے جا داجی کو پریشان کرنا الغرض گلشن کو ان کی نظروں میں گرانے کی کوئی کسر نا چھوڑی---

اور پھر ایک دن ایسا ہوا کے دا جی نے مجھے گھر سے باہر نکال دیا--- میں خود بھی یہی چاہتی تھی اور بچیوں کو بھی دا جی نے میرے ساتھ نہیں آنے دیا---

ان دنوں مجھے میری پریگنینسی کا پتہ چلا--- جب کے شہاب پھر سے پچھلے تین ماہ سے باہر تھا--- وہ بچہ وجاہت کا تھا---

وہ تھوڑی دیر کے لیے چپ ہوئی تھی--- وہ سب کچھ اہک ٹرانس کی کیفیت میں بتارہی تھی---- جیسے اسکے سامنے کوئی فلم چل رہی ہو----- شہاب نے اسے چپ فیکھ کر لبواکیے تھے اب---

اور اس نے کہا کے اس کے ہونے والے بچے کا باپ میں ہوں جب مجھے پتہ چلا تو--- مجھے بے حد غصے آیا کیونکہ پچھلے ایک سال میں ہمارے درمیان ایسا کچھ بھی نہیں۔ تھا----

میں سنتے ہی واپس آیا اس کی طرف گیا۔۔۔ اور سکینہ اماں کو لے کر اس کے کمرے کے دروازے تک پہنچا مگر دروازے کے پاس کھڑے ہوتے میرے اور سکینہ اماں کے قدم وہیں جم گئے۔۔۔

یہ سیٹھ وجاہت کو کہہ رہی تھی کے وہ اس کے ناجائز بچے کو میرا نام دے گی۔۔ اور یہی نہیں ہم نے باہر کھڑے اس کے منہ سے یہ بھی سنا کے اس نے کیسے ریحام کو مروایا سیٹھ وجاہت کے ہاتھوں۔۔۔۔ اور کس طرح گلشن کو قید میں رکھا اور سکینہ اماں کو یہ بتایا کے گلشن ریحام ملک کے مرتے ہی اپنے کسی یار کے ساتھ بھاگ گئی۔۔۔۔

میری تو آگے بڑھنے کی ہمت بھی نہیں رہی تھی۔۔۔ جبکہ سکینہ اماں اندر گئیں اور انہوں نے روزی کا بازو پکڑ کر اسے اٹھایا اور تین چار تھپڑ مارے۔۔۔۔

وجاہت یہ دیکھتے ہی آگ بگولہ ہوا اور اس نے اماں کو مارنا شروع کیا۔۔۔ میں نے اگے بڑھ کر اماں کو اس کے چنگل سے چھڑوایا تو وجاہت اور میری ہاتھا پائی ہوئی ۔۔۔۔۔۔

اور پھر وجاہت نے اپنی جیب سے بندوق نکال کر میرے سینے اور ٹانگوں پر فائر کیے میں وہیں بے جان ہو کر گرا۔۔۔ رشید کمرے کے بیچو بیچ کھڑا تھا۔۔۔۔

روزی نے آگے بڑھ کر رشید شے کہا کے وہ مجھے کہیں باہر پھینک ائے اور اماں کو بھی گلشن کے ساتھ قید کر آئے۔۔۔ رشید کو وجاہت اور روزی نے پہلے ہی اپنے ساتھ ملایا ہوا تھا۔۔۔

میرا وجود بے شک بے جان ہو گیا تھا مگر میری سانسیں ختم نہیں ہوئیں تھیں۔۔۔ رشید مجھے جس کچرے کے ڈھیر کے پاس پھینک کر آیا تھا وہیں میرے عزیز دوست نے وہاں سے گزرتے مجھے دیکھا مجھے ہوسپٹل پہنچایا اور پھر میں آٹھ سال کوما میں رہا۔۔۔۔

آگے کی کہانی روزی کے چپ ہوتے ہی شہاب نے بتائی تھی اپنی بھرائی آواز پر کنٹرول کرتے۔۔۔۔

اس کمرے میں موجود ہر انسان کی زبان تالو سے چپکی ہوئی تھی یہ سفاکیت بھری داستان سن کر۔۔۔۔

مجھے لگا شہاب مر گیا ہے۔۔ کچھ ماہ بعد میرا عابش آیا اس دنیا میں۔۔۔۔۔ نا جائز ہی سہی تھا تو میرا بیٹا

میں نے اسے شہاب کا نام دیا اس کی پرورش میں وقتا فوقتاً دا جی کے گھر بھی جاتی رہی المیرا کی بچپن سے برین واشنگ کرتی رہی اور اسے اس کے دا جی اور باپ کے خلاف کرتی رہی اماں اور گلشن پر ظلم۔کرنا یہ سب کر کے مجھے مزا اتا میرے حسد کی آگ ٹھنڈی ہوتی اور میری انا کو تسکین ملتی تھی۔۔۔۔

وقت "دن "مہینے "سال "گزرتے گئے۔۔ بچیاں بڑی ہو گئیں پھر ایک دن مجھے پتہ چلا کے دا جی نے ساری جائیداد بچیوں کے نام کر دی ہے اور گلشن کے حصے کی جائیداد جو ریحام نے دا جی کو تاکید کی تھی اگر اسے کچھ ہو جائے تو وہ اس جائیداد کو گلشن کے نام کر دے۔۔۔ وہ جائیداد انہوں نے گلشن یعنی میرے برتاؤ کی وجہ سے ٹرسٹ کو دے دی۔۔۔

وہ جائیدار تقریبا پچیس کروڑ کی تھی۔۔۔ جب مجھے وجاہت نے بتایا تو مجھے بے حد غصہ آیا اور اس غصے میں آہ کر میں نے وجاہت سے کہا کے وہ داجی کو بھی مروا دے اور ان کے مرنے کے بعد ان کے انگوٹھے ان پراپرٹی کے پیپرز پر لگوا لے۔۔۔

یہی ہوا وجاہت نے نا صرف دا جی کو مروایا بلکہ وہ پراپرٹی پیپرز بھی میرے نام کروا دیئے ان کے مرے ہوئے کے ان کاغزات پر انگوٹھے لگوا کر۔۔۔۔

ان کی موت کے بعد مجھے پتہ چلا کے داجی نے المیرا اور زاویان کا رشتہ طے کر دیا تھا۔۔ اور یہی نہیں المیرا کی شادی کے بعدہی اسے اس کی جائیداد ملے گی میرے دل میں لالچ آیا جب ہی میں نے المیرا اور انعمتہ کو بیچ کر اسکا جھوٹا نکاح کروا کر ان سے دھوکے سے جائیداد کے پیپر سائن کروا کر وہ پراپرٹی بھی اپنے نام کروانے کا منصوبہ بنایا۔۔۔

مگر زاویان اور اہان ان دونوں نے سب برباد کر دیا سب۔۔۔

وہ آخر میں اتنی زور سے چلائی تھی کے پورے کمرے ۔میں اس کی آواز کا ارتعاش گونجا تھا۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔ مگر مجھے خوشی ساری زندگی اس بات کی رہے گی کے وہ میرا نہیں ہوا تو اسے میں نے گلشن کا بھی نہیں رہنا دیا۔۔۔

وہ میری "دلدوز محبت "تھی۔۔۔۔ دل پسند محبت "اس نے مجھے چھوڑ کر اس کا انتخاب کیامیں نے اس کی زندگی کی بساط پلٹ دی۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا--- وہ چلے گیا اس کے ساتھ میری محبت بھی چلی گئی--- ہاہاہاہاہا
وہ پھر سے قہقہ لگاتے مسکرائی تھی---
اب کمرے میں موجود تمام افراد کو اس کے قہقہوں سے خوف آیا تھا--- اس کے قہقہوں میں عجیب سی چنگاڑ تھی---
م---م--میری-- ماما--- کہاں ہیں--- المیرا نے جانے کھڑے کھڑے کتنے آنسو بہا ڈالے تھے وہ سب سن کر---
میں ہوں تیری ماما میرے پاس آہ دیکھ میرا عابی چھوڑ گیا مجھے آہ جا ہاہاہاہا آہ نا-----روزی نے پھر سے قہقہہ لگاتے کہا تھا اور ہتھکڑی لگ ہاتھوں سے المیرا کو اپنے پاس بلایا تھا---
وہ لرز گئی تھی اسکی آواز اور قہقہوں سے-- تب ہی زاویان کے سینے سے لگی تھی---
اس کے پاس کچھ بھی گلشن عرف روزی موکہنے کے لیے نہیں بچا تھا وہ کس کس بات کا حساب لیتی اس سے---

لے جاؤ اس کو--- اور اسکے بیان کو عدالت بھجوا دو--- دراب نے نفرت سے دیکھتے کہا تھا---

میرے بیٹے کی ایک جھلک دکھا دو مجھے وہ مر گیا ہے پلیز مجھے ایک جھلک دکھا دو میرے بیٹے کی--- ہاہاہاہاہا وہ دیکھو انعمتہ تمہارے پیچھے میرا عابی آؤ تمہیں اپنے عابی کی دلہن بناؤں آؤ---- وہ کبھی ہنستی اور کبھی روتی اس کے لہجے میں دونوں چیزوں کی آمیزش تھی--- شاید وہ اپنا دماغی توازن کھو رہی تھی----

انعمتہ اس کی بات پر دہل گئی تھی----

دراب نے صبا کو اشارہ کیا تھا وہ اسے کھینچتے ہوئے باہر لے جانے لگے تھے---

میں دعا کرتا ہوں روزی جب تمہارا وقت نزع ہو تو خدا تمہاری مشکلات آسان کرے---

آبی کے پاس سے جب وہ گزری تو آبی نے افسوس سے سر ہلاتے کہا تھا---

میں نہیں مروں گی میں سب کو مار دوں گی---- میرے عابی کو مارا تم لوگوں نے میں مار دوں گی سب کو مجھے میرا ریحام لا کر دو--- عابی----- ریحام--- ریحام عابی-- وہ جاتے جاتے خود کو چھڑواتے چیخ چیخ کر بول رہی تھی -- ----

وہ اپنا پچھلا وقت اس کی تکلیفیں اپنے ظلم۔۔۔۔۔۔اپنی محبت کا دکھ بیٹے کا دکھ سب کچھ یاد کر کے اپنا آپا کھو بیٹھی تھی۔۔۔۔

شکریہ سر آپ نے تعاون کیا آپ کو بلوایا وہاں سے یہاں اس کے لیے معزرت۔۔۔۔ مگر ابھی کچھ دنوں کے لیے آپ کو یہی رہنا ہو گا جب تک کیس کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔۔۔۔

دراب شہاب کی وہیل چیئر تھامے اسے کہتا باہر آیا تھا۔۔۔۔

زاویان اور آہان گلشن اور سکینہ اماں کے سامنے سے ہٹے تھے۔۔۔۔

المیرا ماما۔۔۔ زاویان اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے گلشن کے سامنے لے کر گیا تھا۔۔۔

وہ بھرائی انکھوں سے دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔۔ مگر اپنے باپ کی طرح انعمتہ اور المیرا شکلیں ایک جیسی ہونے کے باوجود بھی اپنی چاند جیسی ماں کی ممتا کی ٹھنڈ کو پہچان گئیں تھیں۔۔۔

ماما۔۔ وہ دونوں کہتیں اس کے گلے لگیں تھیں۔۔۔ وہ ان دونوں کو سینے میں بھینچے ان کے منہ ان کے بال ان کی آنکھوں کو بوسے دے رہی تھی۔۔۔

بیس سال بعد اولاد کا لمس محسوس ہوتے وہ مرنے والی ہو گئی تھی۔۔۔اور وہ دونوں ماں کے گلے لگے ہچکیوں سے رو رہیں تھیں۔۔۔

میرو۔۔۔ انتا۔۔۔۔۔ وہ یہی تو کہتی تھی ان دونوں کو بچپن میں۔۔۔۔ اپنی بچیوں کے وجود سے اسے خوشبو آہ رہی تھی اپنے شوہر کی محبت کی۔۔۔۔ زاویان اور آہان نے ان دونوں کو الگ کیا تھا ان کی ماں سے پھر آگے بڑھ کر گلشن سے پیار لیا تھا۔۔۔۔

اور پھر سکینہ اماں سے۔۔۔۔

نانو۔۔ انعمتہ سکینہ کے گلے لگی تھی۔۔۔۔

میرے بچے میں نے کہا تھا ناں وہ تمہاری ماں نہیں ہے۔۔۔۔ جو تھا وہ سراب تھا بس۔۔ وہ دونوں کو سینے سے لگائے رو دیں تھیں۔۔۔۔

چلیں بہن جی گھر چلتے ہیں۔۔۔ ابی نے کہا تھا۔۔۔۔

اور پھر وہ سب کمرے سے باہر نکلے تھے۔۔۔۔ دراب سامنے شازیہ کے ہسبنڈ کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔

ہما کے پاپا۔۔۔ المیرا نے دیکھتے کہا تھا۔۔۔ اور پھر ان کے پاس پہنچی تھی۔۔۔۔

اسلام و علیکم انکل۔۔۔ المیرا نے سلام کیا تھا۔۔۔

وعلیکم اسلام بیٹا۔۔۔ بیٹا میں بہت شرمندہ ہوں تم سے تم جو چاہے سزا دو اپنی انٹی کو اصل میں وہ وہڈیوز انہوں نے ہی بنوائیں تھی۔۔۔ ہما کے باپ کا سر جھک گیا تھا وہ نسب کہتے۔۔۔۔

کوئی بات نہیں انکل آپ معافی مت مانگیں۔۔۔ مگر میں قسم کھاتی ہوں کے میں نے کبھی بھی ہما کو غلط سیکھ نہیں دی۔۔۔۔

آگر آپ اس پر بچپن کی منگنی کا بوجھ نا ڈالتے اور اس کی جھولی میں اسکی محبت ڈال دیتے تو وہ کبھی بھی اپنی زندگی نا گنواتی۔۔۔

انکل محبت کرنا گناہ نہیں ہے۔۔۔ مگر یہ گناہ تب بن جاتی ہے جب ہمارے باپ ہم پر اپنی پگھڑیوں کی عزتوں کا بوجھ ڈالتے ہیں۔۔۔ پھر دو اپشن بچتے ہیں۔۔ یا تو خود کو زندہ مار لو یا پھر زندگی ختم کر لو۔۔۔۔

میں نے تب بھی آپ سے منت کی تھی کے آپ اس پر بے جا ڈانٹ ڈپٹ کی بجائے اسے پیار سے سمجھائیں ایک بار اس کی بات سن لیں مگر۔۔ آپ نے اپنی زبان کی انا کو مقدم رکھا۔۔۔

انکل یہ تو اسلام میں بھی ہے بیٹی کا رشتہ اس سے پوچھ کر کرو۔۔ ہمارا مذہب ہی ہمیں جبر نہیں سکھاتا تو ہم پتہ نہیں کیوں خود کو یہ سب کرنے سے روک نہیں پاتے۔۔۔

وہ باغی نہیں تھی آپ کی انا نے اسے زندگی 'ختم کرنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔

المیرا نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کچھ غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن کے پچھتاوے بڑے گہرے ہوتے ہیں بیٹا۔۔۔

انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اور سر جھکائے چلے گئے تھے۔۔۔

چلیں گھر۔۔۔ زاویان نے المیرا تک آتے کہا تھا۔۔۔

جی۔۔ المیرا نے سر ہلایا تھا۔۔۔

شکریہ دراب تم نے واقعی دوستی کا حق نبھایا ہے۔۔ زاویان نے اس کے گلے لگتے کیا تھا۔۔۔۔

میرا فرض تھا یہ--- اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا---

♡♡♡♡♡♡♡

جاؤ عابش بیسٹ آف لک سرخرو ہو کر اور بھلے کے ساتھ لوٹو--- اللہ تمہارا نگہبان ہو---

دراب نے اس کے کاندھے تھپتھپاتے کہا تھا---

وہ مسکرایا تھا پھر آنکھوں میں آنسو بھرے دراب کے گلے لگا تھا---

دراب اسکی آخری مسکراہٹ یاد کرتے خود بھی مسکرایا تھا اس کے آنسو اس کی گالوں پر لڑھکے تھے کیا کچھ نہیں تھا اس آخری مسکراہٹ میں---

سر--- صبا اندر آئی تھی--- اس نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے تھے---

جی مس صبا--- وہ اپنی سیٹ سے اٹھا تھا--- اور اپنے آنسو چھپانے کے لیے الماری کی طرف بڑھا تھا اور کوئی فائل نکالنے لگا تھا---

سر آپ مجھ سے آنسو مت چھپائیں اپنے--- میں نے اسے بھائی مانا تھا تو اپ نے بھی اسے بھائی کا درجہ دیا تھا ہم۔دونوں کے دکھ سانجھے ہیں---

اس نے کہا تھا وہ اپنی ماں کی کہانی کا ایک برا کردار ہے-- مگر نہیں وہ اپنی ماں کی کہانی کا سب سے اچھا کردار ہے---

صبا نے ہچکیوں سے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

دراب نے فائل میز پر رکھ کر اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے اسے دیکھا تھا۔۔۔ پانچ فٹ چار انچ کی لڑکی جس نے پچھلے ڈیڑھ سال میں کتنے کرائم کلرز کو دھول چٹائی جس کی آواز کی گرج سے مجرم دہلتا تھا۔۔۔۔

وہ دل کی کتنی نازک تھی بلکل اپنے نازک وجود کی طرح۔۔۔ جس نے ہارنا نہیں سیکھا تھا وہ آج اس شخص کی زندگی کو ہارتا دیکھ بجھ گئی تھی جسے اس نے بھائی بنایا تھا۔۔۔

میں ہمیشہ ماما سے کہتی تھی مجھے بھائی نہیں دیا اللہ تعالیٰ نے تو میں کسی کو بھائی نہیں بناؤں گی۔۔۔ مگر مجھ سے دو دن کے بھائی کی خوشی دے کر اللہ تعالی نے کیوں چھینا اسے مجھ سے۔۔۔۔

وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔۔۔۔

کچھ دکھ بہت گہرے ہوتے ہیں صبا اتنی جلدی ان پر صبر نہیں آتا۔۔ وہ دوسروں کی کہانی میں برا ہو سکتا ہے۔۔۔۔ ہمارے لیے وہ ہمارا سپر ہیرو تھا۔۔۔

دراب نے اس کے بے داغ چہرے سے اپنی انگلی کے پوروں سے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

میری زندگی میں یہ دکھ ہمیشہ رہے گا وہ دور جا کر بھی میرے پاس ہے وہ گمنام نہیں ہے وہ صبا حماد خان کا بھائی ہے۔۔۔

وہ روتے ہوئے کہتے اس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔ وہ اپنی اموشنز پر قابو نہیں پاہ پا رہی تھی۔۔۔

دراب نے اس کے کانپتے لرزتے وجود کو سینے کے ساتھ لگے دیکھا تھا۔۔۔

جانے کیوں مگر آج زندگی میں پہلی بار اسے اس کا رونا اس کا دکھ سب اپنے دل کے قریب لگا تھا۔۔۔ اس کا دل کیا اسے کے آنسو سمیٹ کر اپنی باہوں میں قید کر کے اس کے سارے درد چن لے۔۔۔وہ اسکو ہمت دے۔۔۔ اور وہ اس کو۔۔۔ دونوں کے دکھ بھی تو سانجے تھے۔۔۔

اللہ ہے نا وہ سب زخم بھرے گا۔۔۔ اور ہاں وہ مر کے بھی زندہ ہے ہمارے لیے۔۔۔ نرمی سے اسے خود سے الگ کرتے کہا تھا۔۔۔

آپ گھر چلی جائیں ریسٹ کریں جا کر دو دن سے اون دیوٹی ہیں۔۔۔ وہ اس کی بکھری حالت کے پیش نظر بولا تھا۔۔۔وہ اسکو خود کو الگ کرتا دیکھ تھوڑی شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔ مگر دکھ میں بس سامنے والے کا سہارا ہی تو چاہیے ہوتا ہے وہ بھی لے گئی۔۔۔۔

سر یہ عابش نے بولا تھا آپ کو دینے کو اس نے ایک پیپر دراب کی طرف بڑھاتے کہا تھا۔۔۔

دراب نے وہ پیپر پکڑ کر کھولا تھا۔۔۔

میں اپنی زندگی ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔۔ دراب بھائی آپ میرے لیے ہدایت کی وہ پہلی کرن تھے جنہوں نے مجھ میں نور بھرا۔۔۔ میں ذلت اور پستیوں میں نہیں جینا چاہتا۔۔۔

اگر اگلی بار زندگی ملی تو میں خدا سے دعا کروں گا وہ مجھے آپ کا بھائی بنائے۔۔۔

میری دو گزارشیں ہیں آپ سے ایک تو میری ماں کو میرا کفن میں لپٹا چہرا نا دکھایا جائے میں اپنی ماں کو اپنے آخری دیدار سے محروم کرتا ہوں۔۔۔

دوسرا میری قبر کی تختی پر لکھوائیں گا گمنام وجود۔۔۔۔

تیسرا میری کوئی بہن نہیں تھی۔۔۔ جو تھیں انہیں کبھی عزت کی نظر سے دیکھا نہیں۔۔۔
صبا آپی بہت اچھی ہیں ان سے نکاح کر لیں۔۔۔۔ میری خواہش ہے کے دو نیک دل۔انسان ایک دوسرے کا نصیب بنیں۔۔
یہ زبردستی نہیں ہے بس میں نے جب جب آپ دونوں کو ساتھ دیکھا ایسا چاہا۔۔۔۔
فقط آپ کا گمنام بھائی۔۔۔۔
دراب نے وہ لفظ پڑھتے اپنے آنسوؤں کو اپنی آنکھوں سے صاف کیا تھا۔۔۔۔
پھر سامنے بیٹھی سوں سوں کرتی صبا کو دیکھا تھا۔۔۔۔
مس صبا کیا آپ انگیجڈ ہیں۔۔ اس نے پوچھا تھا۔۔۔
کیا سر۔۔ نہیں میں انگیجڈ نہیں بٹ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں عابی نے کیا لکھا ہے اس میں۔۔۔
صبا نے اس کا سوال سن کر چونکتے ہوئے کہا تھا پھر پیپر کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔
اس کی تین خواہشیں ہیں ایک کے اس کی ماں کو اس کا اخری دیدار ناکروایا جائے۔۔۔
دوسری اس کی قبر کے کتبے پر گمنام وجود لکھا جائے۔۔۔۔

تیسری میرا اور آپ کا نکاح ہو جائے۔۔۔ اس نے آخری بات کہتے صبا کو گہری نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

جی۔۔۔ اس کی آخری بات سن کر اس کا چہرہ قندھاری ہوا تھا۔۔۔۔

وہ م۔۔۔ میں۔۔۔ میں فائل ریڈی کر لوں۔۔۔ وہ اٹھ کر جانے لگی تھی۔۔۔۔۔ جب وہ بھی اٹھا تھا اپنی سیٹ سے۔۔۔ اس کی جاتی کی کلائی پکڑی تھی۔۔۔

کچھ کرنے کی ضرورت نہیں گھر جاؤ اور ریسٹ کرو خود کو مت تھکاو اتنا۔۔۔ اس نے اس کے ماتھے پر محبت کی پہلی مہر ثبت کرتے کہا تھا۔۔۔

وہ اس کے ہاتھ سے کلائی چھڑواتے اس کے سینے کے ساتھ سر ٹھکا گئی تھی۔۔

گھر بتا دینا ماما کچھ دن تک ائیں گی وہ اسکو خود سے الگ کرتے کہہ رہا تھا اور وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑواتی شرم۔سے دوہری ہوتی باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ ریڈ بلڈ لہنگے میں سجی سنوری خوبصورت دلہن بنی سٹیج پر بیٹھی غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔ اور آہان کی آنکھیں بار بار اس کے ہوش ربا وجود پر اٹک رہیں تھی۔۔۔۔

جبکہ المیرا آئیس کلر کے لہنگے میں سجی سنوری بیٹھی تھی۔۔۔۔ دونوں دلہنیں اپنی خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔۔۔۔ آہان بلیک ٹیکسڈو میں جب کے زاویان گرے ٹکسڈو میں مردانہ وجاہت کے ساتھ نک سک سے تیار کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہے تھے۔۔۔۔

گلشن نے گھر آتے ہی آبی سے درخواست کی تھی کے وہ اپنی دونوں بیٹیوں کو دا جی کے گھر سے رخصت کرنا چاہتی ہیں اور آبی نے ان کی درخواست مان لی تھی۔۔۔

ٹھیک دو دن بعد ان کی بارات کا دن مقرر ہوا تھا۔۔۔

وہ دونوں اپنی ماں کے اور نانی کے ساتھ ملک ولا چلی گئیں تھیں۔۔۔

یہ دو دن زاویان اور آہان کے لیے دو سالوں سے کم نہیں تھے مگر پھر وہ اس دو دن کی دوری کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک ہو جاتے کبھی نا جدا ہونے کے لیے۔۔۔۔

آج کچھ زیادہ دانت نہیں نکل رہے تیرے۔۔ زاکر نے آہان سے کہا تھا۔۔۔۔

بنتا ہے یار آج اسکا دن ہے فراز نے بتیسی نکالتے کہا تھا۔۔۔۔

کونگریجولیشنز--- صبا نے سٹیج پر پہنچ کر مبارک باد دی تھی---- زاویان اور آہان نے دراب کی پوری ٹیم کو بلوایا تھا----

تھینکیو بھابھی--- زاویان نے ہنستے ہوئے کہا تھا---

بھابھی--- صبا نے نا سمجھی سے کہا تھا---

ہاں بھابھی--- کیوں کے مجھے دراب نے بتایا کے نیکسٹ ویک آپ دونوں کی بھی انگیجمنٹ ہے--- زاویان نے دراب کی طرف دیکھتے ہوئے پنستے ہوئے کہا تھا---

تیرے پیٹ میں کوئی بات نہیں ٹکتی---دراب جو اس کے پیچھے کھڑا تھا اس کے کاندھے پر مکا مارا تھا--

کچھ نہیں جان وہ تو میں نے اسے---- دراب نے صبا کی طرف دیکھتے کہا تھا---

وہ تو اس کے سب کے سامنے لفظ جان کہنے پر ہی حیران ہوئی تھی اور اسے گھورتے شرماتی غصے سے اسٹیج سے نیچے اتری تھی--

جبکہ پیچھے سب کا قہقہ گونجا تھا اور سب سے زیادہ تیز آواز دراب کے قہقہے کی تھی--- جو صبا کو زہر لگا تھا-----

اللہ کرے اسکو بیوی گنجی--- اوہ ہو کیا کہہ رہی ہو صبا--- وہ خود کی ہی آواز کا گلہ گوٹنتے ہنسی تھی---

رخصتی کا وقت قریب آہ گیا تھا----

گلشن کی اور سکینہ اماں کی آنکھیں بار بار بھیگ رہیں تھیں--- چار سال گلشن نے اپنی بیٹوں کے ساتھ گزارے تھے اور پھر یہ دو دن--- اتنا سا ہی تو وقت کٹا تھا اس کا--- مگر بیٹیوں کو تو اپنے گھر جانا ہی ہوتا ہے---

ان کو وداع کر کے وہ اپنے اور ریحام کے کمرے میں آئی تھی اب گزرے دنوں کی یادیں تھیں وہ تھی اور اس کی محبت کے گزرے دن----

اور جب تک سانسیں تھیں اسے اپنی محبت کو یاد کرنا تھا اور اپنی بہن کے دیئے گئے زخموں پر گھلنا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑی ناک میں پہنی بڑی سی گول نوز رنگ اتارنے کی کوشش کر رہی تھی---- جو نا جانے اسے کب سے اریٹیٹ کر رہی تھی---

ناں وہ کھل رہی تھی اور نا ہی وہ اس کو اتار پاہ رہی تھی۔۔۔ اور اس کو کھولنے کی کوشش میں اس کی چھوٹی سی ناک دکھنے لگی تھی۔۔۔

وہ اندر آیا تھا۔۔۔ خاموشی سے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔۔ کمرے میں کینڈلز کی روشنی پھولوں کی خوشبو اور اس کی سجی سنوری دلہن کا روپ قیامت برپا کر رہا تھا اسکی آنکھوں پر۔۔۔اس نے لبوں پر مسکراہٹ سجائے اس کو ناک سے گھلتے دیکھا تھا۔۔۔

کیا ہوا اس کے پاس آہ کر پوچھا تھا مسکراتے ہوئے۔۔۔

زاوی یہ کھل نہیں رہی۔۔۔ اوبٹیٹ ہو رہی ہو میں اس نے پھر سے کھولنے کی کوشش کرتے کہا تھا۔۔۔

دکھاؤ مجھے اس نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے اس کی نوز رنگ نکالی تھی۔۔۔

اوہ کھل گئی تھینک گوڈ مجھ سے کھل ہی نہیں رہی تھی کب سے ٹرائے کر رہی تھی۔۔۔۔اس نے اپنی ناک کو سہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اور اسی چکر میں میرا پیارا سا ناک ریڈ کر دیا تم نے اس کے چہرے پر جھک کر اس کی ناک پر لب رکھتے کہا تھا۔۔۔ المیرا نے نظریں جھکائیں تھیں۔۔۔۔

یہ نہیں کرو میرو ورنہ خود کو بچانا مشکل ہو جائے گا تمہارا۔۔۔ اس کی گردن میں خوبصورت پینڈنٹ پہناتے۔۔۔۔اسکی شرم سے جھکی نظریں دیکھ کر اس نے اسے کھینچ کر باہوں میں لیا تھا۔۔۔

کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔

اور پھر سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔

اس کے کان کے پاس جھک کر سرگوشی کی تھی۔۔۔۔ اس نے اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے تھے۔۔اس کی جھلستی سانسوں کی خوشبو اس کے کان کے بندوں کے ساتھ ٹکرا رہی تھی۔۔۔۔

اس کا نازک وجود اس کی دسترس میں تھا۔۔۔

م۔۔۔م۔۔ مجھ۔۔۔مجھے ۔۔۔

شششششش۔۔۔اس کے دوپٹے کی پن اتارتے اس نے دور پھینکتے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے کہا تھا۔۔۔

وہ اس کی پناہوں سے نکلی تھی دو قدم آگے بڑھائے تھے۔۔۔ وہ ایک قدم بڑھا کر اس کے پاس پہنچا تھا اس کی پشت کو سینے میں دبائے اس کی پچھلی گردن پر لب رکھے تھے۔۔۔وہ کمر پر اس کے سرائیت کرتے ہاتھوں اس کے شدت بھرے گردن پر لمسوں سے بے حال ہوئی تھی۔۔۔

زا۔۔۔وی۔۔۔ پ۔۔۔پلی۔۔۔یز۔۔۔ جان پر اتنی بن ائی تھی کے لفظ بھی ہکلا گئے تھے اس کے ہر لمس میں جذبوں کا طوفان تھا جنون تھا۔۔۔

نو میرو آج میں خود کو ان جائز لمحوں کے حق سے دستبردار نہیں کر سکتا۔۔۔

اس کا رخ خود کی طرف موڑتے پیچھے سے اس کی کرتی کی ڈوری کھینچی تھی۔۔۔

شرٹ ڈھیلی ہوئی تو کندھوں سے نیچے خودی سرک گئی تھی۔۔۔ وہ اس کے سینے میں گھسی تھی اس کی کاروائی پر۔۔

وہ دم بخود سا ہوا اس کے کاندھوں پر جھکا تھا۔۔۔ اس نے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جھکڑا تھا۔۔۔

پاؤں اسکے پاؤں پر رکھے تھے اب اس میں خود کے سہارے کھڑے رہنے کی بھی سکت نہیں رہی تھی۔۔۔۔ زا۔۔۔۔ زاوی پلیز۔۔۔ میں نہیں برداشت کر پا رہی۔۔۔۔ اس نے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا۔۔۔

مجھ سے دور جانے کا یا مجھے خود سے دور جانے کا سوچنا بھی مت میرو۔۔۔ بہت جلائیں ہے میں نے اپنی دیوانگی کی حسرتیں۔۔۔۔

اس کے کان میں جان لیوا سرگوشی کرتے ناک رب کی تھی۔۔۔ اسکی جان فنا ہوئی تھی۔۔۔اب وجود ہولے سے لرز رہا تھا۔۔۔

وہ جان چکا تھا کے وہ اسکی شدتوں کو برداشت نہیں کر پاہ رہی مگر آج رات وہ اس کی کسی کمزور دلیل کو جواز نہیں بنانا چاہتا تھا۔۔۔ تب ہی اس کا نازک وجود باہوں میں بھرے بیڈ پر لٹایا تھا۔۔۔

باری باری اس کی ساری جیولری اتاری تھی۔۔۔ چوڑیوں سے بھرے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھائیں تھی۔۔۔۔

ز۔۔۔ زاو۔۔۔۔ زاوی پلیز مجھے تھوڑا وقت۔۔۔

نو میرو جتنا وقت برباد ہونا تھا ہو چکا آج اپنی جان پر میری شدتوں کو تمہیں ہر حال میں برداشت کرنا ہے آج کی رات یہ دستبرداری ممکن نہیں--- مدہوش ہوتے اسکے چہرے پر بھیگے لمس چھوڑتے وہ گھمبیر لہجے میں کہہ رہا تھا----

آج سنو ان دھڑکنوں کے ارتعاش کو میرو جنہوں نے جدائی کے تمام۔لمحوں میں کسی بے جان چڑیا کی طرح پھڑپھڑاتے تمہارے قرب کے لمحے مانگے ہیں---

تمہاری "دلدوز محبت "مانگی ہے----

اسکے اوپر سے اٹھتے اس نے اپنی شرٹ اتارتے کہا تھا---

اس نے آنکھیں بند کیے اپنی بے قابو دھڑکنوں پر جبر کرتے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جھکڑا تھا---

وہ اس کی حرکت پر مسکرایا تھا--- پھر اس کے مٹھیوں میں جھکڑے بیڈ شیٹ والے ہاتھوں کو چھڑوا کر اپنے ہاتھوں میں لیا تھا---

لیمپ لائٹ اوف کر کے--- اس کے لبوں پر شدت سے جھکتے اس کہ شرٹ کو بازوؤں تک کھسکا چکا تھا وہ----

محبت کے جائز لمحے اتنے کڑے امتحان کے بعد ان کے ملن پرخوش ہوئے تھے۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

بہت خوبصورت لگ رہا ہے آج تو میرا بے بی۔۔۔۔ آہان نے اس کے پاس بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔

پھر اسکی کلائی پکڑ کر اس میں خوبصورت سا بریسلیٹ پہنایا تھا۔۔۔ اور اس پر لب رکھے تھے۔۔۔۔۔

آہان آپ کو اپنی پہلی محبت کی یاد نہیں آتی وہ نجانے کیوں پوچھ بیٹھی تھی جب کے یہ لمحے اس وقت اسکے اور آہان کے تھے ان لمحوں میں کسی اور کا ذکر۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ وہ محبت نہیں غلطی تھی۔۔ غلط انسان سے غلط محبت کی غلطی۔۔۔۔ وہ لڑکی جسے میرے پیسے سے محبت تھی۔۔ جس نے میری محبت کے ساتھ ساتھ نجانے کتنی محبتوں کو رکھا ہوا تھا۔۔۔

اور جس کے نزدیک پیسا ہی سب کچھ تھا۔۔۔ اس کی بے وفائی نے چھ سال جلایا مجھے۔۔۔

آہان نے تلخی سے کہا تھا۔۔۔

انعمتہ کو اسکی اداسی کھبی تھی---

آپ اداس ہیں اس نے اس کی گال پر اپنا حنائی ہاتھ رکھتے پوچھا تھا---

بلکل نہیں شکر گزار ہوں رب کا اتنی پیاری سونے کی گڑیا جو دی اس نے مجھے---- اہان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر لبوں کے ساتھ لگائی تھا---

وہ شرمائی تھی---

اہا----اہان--- اس نے ہاتھ پیچھے کیا تھا---

خبردار جو میری نائٹ سپوئل کرنے کی کوشش بھی کی--- اس نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے کہا تھا---

پہلے آپ مجھ سے پرامس کریں کے آپ بے بی کے آنے کے بعد بھی مجھ سے پیار کریں گے---- میں آپ کے لیے اس سے زیادہ اہم ہوں گی---

اس نے اس کے سینے کے ساتھ لگتے کہا تھا---

کچھ نہیں ہو سکتا تمہارا--- آہان نے لمبی سانس کھینچتے کہا تھا---

آہان سب سے زیادہ پیار اپنے بڑے والے بے بی سے ہی کرے گا۔۔۔ بس اب تم ریڈی رہنا۔۔۔ اس پیار کو برداشت کرنے کے لیے۔۔ اس کے کانوں سے جھمکے اتارتے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے کہا تھا۔۔۔اور پھر اسکا سر تکیے پر رکھا تھا۔۔۔۔

آہان نو۔۔۔ اس کو خود پر جھکتا دیکھ بولی تھی۔۔ مگر جانتی تھی۔۔ وہ جتنا منع کرے گی اس کی شدتوں میں اضافہ ہو گا۔۔۔

وہ اس کے چہرے کے ہر نقش پر اپنی محبتیں نچھاور کر رہا تھا۔۔۔

تم سے عشق میری پہلی اور آخری خواہش ہے۔۔ اس کے کانپتے وجود کو شدت سے باہوں میں بھرتے اس نے کان میں سرگوشی تھی۔۔۔۔

آہان آپ۔۔۔ سگریٹ نہیں پیئیں گے اب۔۔۔ اس نے اس کو شرٹ اتارتے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

تمہیں پینے کے بعد کسی چیز کی حسرت بچتی بھی نہیں ہے۔۔ شکریہ میری ساری بے قراریوں کو خود میں سمیٹنے کا میری "دلدوز محبت"۔۔۔

اس کے ناک پر لب رکھتے کہا تھا اور پھر اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔۔

ایک اور حسین رات ان کی محبت کی گواہ بن رہی تھی---

♡♡♡♡♡♡♡♡

عابش کی تدفین کر دی گئی تھی اس کی وصیت کے مطابق اس کی ماں کو اس کا آخری دیدار کروائے بغیر-- شاید یہی روزی کی سزا تھی---

اس کی قبر کے کتبے پر بھی وہی کنندہ کروایا گیا تھا جو اس نے کہا تھا---- ایک گمنام خاموش وجود منٹوں مٹی تلے دفن ہوا تھا----

اس کے دوست ضمانت پر رہا ہو چکے تھے مگر عابی کے جانے کا صدمہ انہیں بھی بہت تھا---

روزی بائی کو تعزیرات پاکستان کی دفع کے مطابق دو قتلوں اور بیس سال دو مظلوم انسانوں کو قید میں رکھنے کے لیے عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی---- وہ بھی اس لیے کے وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھی تھی----

پروفیسر شازیہ کو کسی کی عزت کی بے حرمتی کرنے پر دس سال کی سزا سنا دی گئی تھی---

لطیف اور رشید اور باقی غنڈوں پر بھی فرد جرم عائد ہو گئے تھے اور انہیں پانچ سال دو سال اور کچھ حرجانہ جمع کروانے کی استعدا سنا دی گئی تھی۔۔۔

چونکہ اسفند نے بے شمار غیر قانونی کام اور لا تعداد سمگلنگ کی تھی۔۔۔ کچھ قتل کے الزام بھی اس پر ثابت ہوئے تھے اس لیے اسے دو بار تختہ دار پر لٹکانے کا حکم ہوا تھا۔۔۔

ہر انسان نے اپنے کیے کی سزا پا لی تھی۔۔۔ سب اپنے اپنے انجام کو پہنچ گئے تھے۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

روزی "نے اپنی دلدوز محبت حاصل کرنے کے لیے ہر وہ الٹا کام کیا جس سے وہ اپنی محبت کو پاہ لیتی ۔۔۔

مگر افسوس وہ اس دلدل میں دھنستی چلی گئی۔۔۔

ہم نجانے کیوں اپنی تقدیروں کو اپنے ہاتھوں لکھنے کے چکروں میں بے حال ہوتے پھرتے رہتے ہیں۔۔۔۔

جب کے ہم یہ جانتے ہیں کے نصیب سے بڑھ کر نا کچھ ملتا ہے اور نا کبھی ملا ہے۔۔۔

روزی نے اپنی انا اور حسد کی جنگ کے پیچھے اپنی محبت اپنی کوکھ سب کچھ اجاڑ لیا۔۔۔

اور پھر جب سب کچھ اجڑا تو وہ اپنا ہوش و حواس بھی کھو بیٹھی۔۔۔یہ وہ کردار ہے جو ہمارے معاشرے کا ہی حصہ ہے۔۔۔۔

ابی "نے اپنے دوست کی آخری خواہش پوری کرنے کے لیے ہر حد تک جانے کی کوشش کی۔۔۔۔یہ وہ کردار ہے جو ہماری زندگیوں میں ہمارے لیے کسی رحمت سے کم نہیں۔۔۔۔

سیٹھ وجاہت 'نے جو بویا وہی کاٹا جتنی درد ناک موت اس نے ریحام ملک اور نثار ملک کو دی اس سے بد ترین موت کا حق دار بنا۔۔۔۔

زاویان۔۔۔ بڑوں کی محبت کو اپنی ذات سے بھی زیادہ اہمیت دینے والا اپنی عزت اور محبت کی خاطر دنیا کی ہر طاقت کے آگے ڈٹ جانے والا کردار۔۔۔

آہان۔۔۔ محبت کے حق میں سر پھرا۔۔۔ روشنی دکھانے والا درد چننے والا مضبوط ساتھی۔۔۔ وقتی ایٹریکشن اور سراب کے پیچھے بھاگتا رہا۔۔۔۔۔ اور چھ سال برباد کر دیئے اس دھوکے میں۔۔ پھر انعمتہ کے درد نے اس کو اصل محبت سے روشناس کروایا انعمتہ

کے وجود نے اس کے احساس نے اس بتایا کے محبت بے لوث ہوتی ہے۔۔۔ کسی غرض کے بغیر۔۔۔

دراب۔۔۔ ایک ایسا کردار جس نے دوستی اور فرض کو نبھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔۔ایک سپر ہیرو جس کی ہم سب کی زندگیوں میں کہیں نا کہیں ضرورت ہے۔۔۔

انعمتہ۔۔۔ نازک چھوٹی سی لڑکی۔۔ مگر حوصلوں اور حالات سے نا ہارنے والی لڑکی۔۔۔۔۔

المیرا۔۔۔ ماں سے بے لوث محبت کرنے والی جس نے اپنے ماں کے رشتے کے آگے کسی رشتے کو فوقیت نا دی۔۔ وہ ماں جس کے پاؤں تلے جنت میرے رب نے لکھا۔۔۔

صبا۔۔۔ آہ بریو لیڈی انسپکٹر ہر مشکل سے ڈٹ کر کڑنے والی فرض سے کوتاہی نا کرنے والی۔۔ جس نے رشتہ دل سے نبھایا اور بھائی کی جدائی میں نڈھال ہوئی۔۔۔

عابش۔۔۔ اس کہانی کا ایسا کردار جس نے اندھیروں سے نکل کر روشنی کو تو پاہ لیا مگر اپنے گمنام وجود کو ڈبوئے گمنام ہو گیا۔۔۔

سکندر اور رحمان۔۔۔ جیسے سٹوڈنٹ آج بھی ہیں جنہوں نے بغیر کسی نفع کے اللہ کی خوشنودی کے لیے انسانیت اور اپنے مسلمان ہونے کا حق ادا کیا۔۔۔

ہمہ دلاور--- ایک ایسا کردار جس نے حرام موت کو گلے لگایا---- خود تو گناہ کیا--- مگر اس کی اس نادانی نے پیچھے اس کی بہنوں سے بڑھ کر دوست کی عزت داؤ پر لگا دی--- ہم جانے انجانے میں اپنے لیے تو آسانی اور کسی دوسرے کے حق میں برا کر جاتے ہیں--- جسے ہمیں احساس نہیں ہوتا----

پروفیسر شازیہ ایک ایسا کردار جس نے اپنے ہی مکوٹے اور خیالات میں رہ کر اپنے تصورات میں غلط گمان لگا کر خود کو تباہی کے دہانے پر پہنچایا----

رشید اور لطیف اور شرجیل دوسروں کے سہارے زندگیاں گزارنے کا سوچنے والے انسان یہ کبھی سمجھتے ہی نہیں کے اپنے ہاتھوں سے اپنی عاقبت کا گلہ گھونٹ رہے ہیں----

گلشن "اور سکینہ اماں--- وہ کردار جن کے حصے میں ازمائش کے بعد رحمت کی چھاؤں میرا رب خود بنتا ہے-- بے شک یہ میرے رب کا وعدہ ہے---

"ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے"

امید ہے اس کہانی نے آپ سب کو معاشرے کے ہر پہلو کی عکاسی سکھائی ہے۔۔۔
اس کہانی کے ہر کردار سے آپ نے کچھ نا کچھ سیکھا ہو گا۔۔۔۔ حسد نے بلکل اس کہانی کے مین کردار روزی کو ویسے ہی جلا کر خاک کر دیا جیسے آگ لکڑی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔۔۔۔
معاشرے کی حقیقی تلخیوں سے بھرپور یہ کہانی اپنے اختتام کو پہنچی۔۔۔۔۔۔۔۔
"ختم شد"